

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232163

UNIVERSAL
LIBRARY

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

در کمال
تسبیح
عبداللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

Checked 1965

Checked 1969

1952

CHECKED 1960



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و سپاس خدای عزوجل و نعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ نبی مرسل و منقبت
شیر خدا علی مرتضیٰ علیہ التیمۃ و الثناء و تحوت ایمنہ ہدی اراکین شریعت غرا کہتابی و فقیر حقیر سید
منظفر علی اسیر کہ درینولا اکثر دوستان مصداق الولا اور آشنایان با صدق و صفا فقیر خاند
مین جمع ہوئے اور بیشتر تذکرہ اشعار اردو و ادبیات فارسی کا اور مسائل علم غرض اور توانی کا
بایک دیگر پانچ سو صحیفہ رشیدہ یعنی کتاب معیار الاشعار تصنیف عالم کامل فخر اجد و امثال رئیس الحکما
سند اکلماء محقق طوسی علیہ الرحمہ کہ اسی صناعت میں ہر اور ادب سپر بعض کلاسے اصحاب خلت و
براعت و ادب مولوی سعد اللہ صاحب (حاشیہ لکھا ہے اور انصاف کو بلا سے طاق رکھ کر چکا
اعتراف کیے اور شیخ شیخ محمدی علی زکی مشہور ملک الشعرا کی بھی ہر بار صحبت میں پڑا گیا
یہ فقیر مطالب نے حاشیہ اور شرح سے ذہن میں لے لے اور معلوم ہوا کہ بعض مقامات کتاب کے
صحت سے کچھ نہ گئے ہیں لہذا بہ تکلیف بعض احباب اور بغداد دکان متقا علیہنا نصر المونیین حقیر صاحب
مطالب غرض کن عبارت اردو میں بطریق ترجمہ لکھے اور نام اسکا تر کمال عمیار و ترجمہ معیار الاشعار

اور کہیں کہیں عبارت حاشیہ و شرح بھی بعینہ کلمہ دی اسلئے کہ دریافت کرنا اوسکا بقدر یوں کو سہل ہو
اور جس جس مقام میں عبارت متن پیچیدہ اور حاشیہ و شرح میں بسبب عدم فہم کے خلاف واقع ہو گیا
مستقیموں پر حال اوسکا منکشف ہو جائے طرز تحریر یہ ہے کہ ہم اشارہ عبارت متن کا اور نے
عبارت اپنے ترجمے سے اور حاشیہ عبارت حاشیہ کا اور شین ملاست شرح کی بالمد التوفیق
محمد الشاکرین والصلوة علی محمد سید المرسلین وآلہ الطاہرین ت سب تعریفین ثابت ہوا
نہایت ایتھالی کے تعریفین شکر کے والوں کی آبرورود کا ملہ نازل ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے جو سردارانہیائے مرسل کے ہیں اور اوپر ان کی اولاد کے بڑے طاہرین معلوم ہو کہ حاشیہ شاکرین
مفعول مطلق ہے اور منسوب اور محمدین مقابلہ نعمت کا ضرور نہیں ہے اور شکرین مقابلہ نعمت کا
ضرور ہے پس جو محمد کہ مقابلہ نعمت ہے البتہ فضل محمد ہے اور انسان نعمت الہی سے کسی وقت خالی
نہیں علی الخصوص وقت تالیف کہ قوت تالیف بھی عہد نعمت الہی ہے محمد ستودن اور ستایش
اور صلوة دعا اور رحمت اور آفرینش اور آل بالمد فرزندان تینوں نعمت منتخب سے ہم البتہ ایدین غفری
در علم عروض و قوافی شعری و فارسی کہ بالتماس بعض دوستان مرتب کردہ شد و آئینہ سیمار و اشعار
نام نہادہ آمد سیمار ایک سالہ محقق علم عروض اور علم قوافی شعر عربی و فارسی میں ہے کہ بالتماس
بعض دوستان کے مرتب کیا گیا اور نام اوسکا معیار الاشعار رکھا عروض بالفتح نام ایک علم کا جو
کہ نثران شعر ہوزون اور نوازون پر منتخب سے اور عروض کہ سول یعنی معروض اور سولہ اوسکا
مخدوف یعنی مخدوش علیہ کسوا سطل کہ اشعار کو اوس پر عرض کرتی ہیں کہ ہوزون نام ہوزون سے
جدا ہو کذا فی القاموس اور وجود تسمیہ عروض سالہ سیفی وغیرہ رسالہ اسے عروض میں بکثرت لکھو
ہیں مگر بہتر سب کے یہی ہے جسکا ذکر ہوا اور قوافی جمع قافیہ اور قافیہ بمعنی ازلی رونندہ سے
اور اوسکو قفوت سے لیا ہے بمعنی ازلی رفتن جو بیشتر یہ قافیہ پیچھے باقی الفاظ الیہیے اکثر باقی الفاظ کے
واقع ہوتا ہے گویا پیچھے اونکے جاتا ہے لہذا قافیہ نام رکھا اور اصطلاح میں عبارت سے
اوس سب سے جو تکرار پالی الفاظ متشابہہ او اخر میں یا ایک لفظ متغایر المعانی میں او اخر مصاریح
یا ابیات کذا فی النیات اور رسالہ عطای و دیگر رسائل قافیہ اور حیار بالکسر بیانہ و اندازہ و جاشی
مخرفتن زرو سیم و آراستہ گر رفتن ترازو منتخب اور کشف سے ہم و این مختصر مشتمل ہے مقدمہ و دو

از تخیل شعرست و بالعرض از دیگر احوال تم کلام اور صاحب شریعت نے اوسکا جواب یوں لکھا ہے ش
 باید دانست کہ شعر جزوی از اجزای منطق است زیرا کہ قیاس را از علم منطق بر پنج نوع قسمت کرده اند و شوم
 جزوی از همان اجزای پنجگانه است و این بحکم مناسبت تخیل است تم کلام پس کیفیت جواب کی لکھا ہے
 اس وجہ سے کہ یہ عبارت خارج از بحث ہے اور اعراض سے بالکل تعلق نہیں کھتی بہر کیف فقیر نے
 اس باب میں قلم مولوی عبدالرزاق صاحب کی خدمت میں لکھا اور مولوی صاحب موصوف نے جواب
 اوسکا یوں لکھا ہے کجا کہ فی الواقع شعر در اصطلاح منطقیین کلام تخیل کہ باعث انبساط النفس یا القباض بانہ
 ہست پس مراد از لفظ موزون عرف عام یعنی دلچسپ گرفتہ نہ متعارف صرف خیال و عروضیان پس این شبہ
 شبہ محض است و پس اور جناب سید علی محمد صاحب خلف اللہ شید خاں قبیلہ و کتبہ مجتہد العصر و الزمان ادام اللہ فیہم
 نے اس جگہ یہ عبارت تحریر فرمائی ہے کہ کجی اطلاق تخیل کا اوس مقام پر ہوتا ہے کہ ایک شی انسان کے
 خیال میں گزری چنانچہ یہ معنی لغوی ہیں اور کجی تخیل سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اثر کرے سخن نفس میں
 از دوسے القباض یا انبساط کے چنانچہ یہ معنی اصطلاحی ہیں اور وزن کے معنی لغت میں معتدل کے بھی
 آئے ہیں چنانچہ کتاب مجمع البحرین میں تفسیر آریہ وانی ہدایہ وابتنا فیہما من کل شی موزون لکھا ہے اور عرف عام
 میں کہتے ہیں قد موزون اور بنا بر صراح جمہور شعر کے ایک ہیات ہے تبايع نظام حرکات و سکات و غیرہ
 کی چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا جب یہ مراد ہو پس معلوم ہو کہ یہ شبہ جب ہوتا ہے کہ تخیل اور
 وزن کے معنی اصطلاحی ہوں اور اگر تخیل سے مراد معنی لغوی ہوں اور وزن سے مراد معتدل و معنی
 تمام عبارت کے یہ کہیں کہ شعر بنا بر اہل منطق کے کلام تخیل یعنی خیال کردہ شدہ اور معتدل جو جس میں
 تطویل یا احمال مضمر و مفہم مطالب میں اور یہ کام اللہ اثر کرے نفس میں بہ القباض یا بہ انبساط یا یہ کہ
 تخیل کے معنی اصطلاحی ہوں مگر تجرید کریں اوس سے معانی کو بعد از ان اوس لفظ کو ذکر کریں کہ وہ لفظ
 اون معنوں پر چنانچہ و شعر سنہ جدو والذین الایہ میں تجرید کریں بنا بر این اعتراض مذکور مرفوع او
 شبہ مطلق مرفوع ہے مقابل اصل اللہ یکدہ بعد ذلک امر اتم اور فقیر کے ذہن میں یہ آتا ہے
 کہ اس تکلف اور تاویل کی حاجت نہیں شعر کے واسطے وزن ضرور ہے اور یہی وزن فارسی مجدد زبان
 نشر اور نظم کے ورنہ کلام تخیل و دونوں میں چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ما علمناہ الشعر یعنی نیا سو فتم بینہ
 صلی اللہ علیہ والہ وسلم اشعر شک نہیں کہ کلام خدا میں بھی شعر سے مراد کلام موزون ہے و منطق کو

۵۰ یہ لکھا ہے کہ تخیل و وزن کے معنی اصطلاحی ہیں اور وزن کے معنی لغت میں معتدل کے بھی آئے ہیں چنانچہ کتاب مجمع البحرین میں تفسیر آریہ وانی ہدایہ وابتنا فیہما من کل شی موزون لکھا ہے اور عرف عام میں کہتے ہیں قد موزون اور بنا بر صراح جمہور شعر کے ایک ہیات ہے تبايع نظام حرکات و سکات و غیرہ کی چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا جب یہ مراد ہو پس معلوم ہو کہ یہ شبہ جب ہوتا ہے کہ تخیل اور وزن کے معنی اصطلاحی ہوں اور اگر تخیل سے مراد معنی لغوی ہوں اور وزن سے مراد معتدل و معنی تمام عبارت کے یہ کہیں کہ شعر بنا بر اہل منطق کے کلام تخیل یعنی خیال کردہ شدہ اور معتدل جو جس میں تطویل یا احمال مضمر و مفہم مطالب میں اور یہ کام اللہ اثر کرے نفس میں بہ القباض یا بہ انبساط یا یہ کہ تخیل کے معنی اصطلاحی ہوں مگر تجرید کریں اوس سے معانی کو بعد از ان اوس لفظ کو ذکر کریں کہ وہ لفظ اون معنوں پر چنانچہ و شعر سنہ جدو والذین الایہ میں تجرید کریں بنا بر این اعتراض مذکور مرفوع او شبہ مطلق مرفوع ہے مقابل اصل اللہ یکدہ بعد ذلک امر اتم اور فقیر کے ذہن میں یہ آتا ہے کہ اس تکلف اور تاویل کی حاجت نہیں شعر کے واسطے وزن ضرور ہے اور یہی وزن فارسی مجدد زبان نشر اور نظم کے ورنہ کلام تخیل و دونوں میں چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ما علمناہ الشعر یعنی نیا سو فتم بینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اشعر شک نہیں کہ کلام خدا میں بھی شعر سے مراد کلام موزون ہے و منطق کو

غرض اور بحث قضایا محلیہ سے جو نظم ہو خواہ شعر مگر تعریف نظم اور شعر کی اور سکے نزدیک بھی علاحدہ علاحدہ ہے
نثر فقط کلام نہیں ہے اور نظم کلام نہیں موزون جو اہل عروض کے نزدیک ہے مگر بحث وزن سے کام اہل عروض کا
ہے نہ کام اہل منطق کا جیسا کہ شاعر نے جب ذکر اسکا علم فقہین ہو گا فقہیہ کو غرض اور بحث اسکی حلال اور
حرام میں ہوگی مگر جب تعریف نثر کی فقہیہ سے ہو جیسے وہی تعریف نثر کی کر لگا جو اہل موسیقی نے کی ہے
اگرچہ اسکو غرض اور بحث اس سے نہیں ہے وہ کام اہل موسیقی کا ہے پس محقق علیہ الرحمہ تعریف شعر نیز
فرماتے ہیں کہ شعر نزد منطقیان محفل موزون ہے غرض اور بحث منطق بیان نہیں کرتی اور شک نہیں کہ اگر
قید موزون کی نہ ہو مگر محفل نظم میں داخل ہو جائے کہ کوئی کلام تخیل سے خالی نہیں نظم ہو خواہ نثر اور حال
اہل منطق کا اس باب میں یہ ہے کہ نقد میں اور نہیں دو فرقے ہیں بعضوں نے فقط کلام محفل کو شعر کہا ہے
اور انکو اپنے مطلب سے مطلب بنا دینا دوسرے ثانی نے وزن کو معتبر جانا ہے تا فارق ہو در میان نثر اور
نظم کے چنانچہ یہ دعویٰ ہمارا عبارت معترضہ سے کہ لہذا بعضے قدما وزن داخل حد شعر کردہ انداز و عبارت
اسماں الاقباس سے کہ بعضے قدما کلام محفل شعر گفتمہذا اگرچہ وزن حقیقی مذکور شدہ باشد صاف پیدا ہے
کہ اسلئے کہ جب کہا بعض قدما نے اعتبار نہیں کیا لازم آیا کہ بعض دیگر نے اعتبار کیا ہے اور متاخرین
اہل منطق کا یہ حال ہے کہ کل وزن کو اعتبار کرنے میں بلکہ قافیہ کو بھی چنانچہ عبارت شرح
تجربہ کی یہ ہے متن والشعر من الصناعات وهو عند القدماء کلام محفل وعند المتجددین کلام موزون تساوی الارکان
المقفی اشرح الشعر صناعة من الصناعات وهو عند القدماء کل کلام محفل لیس فی النفس لیساً او قبضاً اما المتجددین
فالشعر عندہم کل کلام موزون متساوی الارکان متفاد و سری جگہ شرح مذکور میں لکھا ہو والشعر انما هو کلام
بالکلام المحفل بالوزن والبنیۃ المناسبتہ ان قافیۃ الکلام سیکالی تا بالالفاظ وبالمعانی او بہما اور وزن
کی بھی کئی صورتیں ہیں فہن صریح اور وزن موسیقی اور وزن عروضی اور سوا اسکے اعتدال بھی ایک وزن ہے
چنانچہ عبارت شرح تجربہ کی یہ ہے واما فی الامم القدیمہ من الیونانیین والعبرانیین واسرانیین مسلم
ینقلوا عن قدماہم شعر موزون ابھذا الاوزان العروضیۃ بل باوزان بالشعر شہدہا قوافیہا غیر تنقست
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قدما جتنے نزدیک شعر فقط کلام محفل ہے وہ بھی اعتدال کو داخل حد
جانتے ہیں وہ بھی ایک وزن جو میں ان دلیلون سے نزدیک متاثر کے پیدا ہے کہ شعر کو وزن سے
جدا نہ بن اور اہل منطق بھی اسکو داخل حد جانتے ہیں ہر چند غرض اور بحث انکو تخیل سے ہے پس

قول محقق سچ ٹھہرا تھا کہ کلام لفظی باشد مولف از حروف کہ بحسب وضع بر معنی تصدیق و ال بدل
و شعر بنی الفاظ تصور نہ توان کرد و اگر کسی بہ تکلف فعلی غیر ملفوظ را مانند حرکتی از دست یا چشم مثلاً جری
از اجزای شعر گرداند حکم آن فعل حکم الفاظ باشد انان جہت کہ شتمل باشد بر حدوث صوتی یا خیال صوتی
وال بر مرادی است پس کلام الفاظ بین مولف حروف سے کہ بحسب وضع معنی تصدیق و ال بدل ہون اور
شعر بنی الفاظ نہیں ہو سکتا ہو اگر کوئی بہ تکلف یا کہ فعل غیر ملفوظ کو مثل حرات و دست یا حرکت چشم کی
ایک جزو اجزای شعر سے مقرر کرے حکم او حکم لفظ کا ہے کہ حدوث صوت یا خیال صوت او سہی
ایک مراد پر شامل ہے پس کلام کے معنی لغوی سابق لکھے گئے اور اصطلاح اہل نحو میں لفظ ہے
متصرف و دو کلمہ یعنی مرکب دو اسم سے یا فعل سے اور اسم سے کہ نسبت ایک کی دوسرے سے ہو
اس طرح کہ فائدہ نام سے بنیے زید قائم اور قائم زید منتخب اور خیالات سے اور مراد حروف و حروف
ہیں اور مثال فعل غیر ملفوظ کی جسکو حکم لفظ میں کہا ہے یہ ہے مثلاً کہنے کوئی یہ مصرعے مروی
انہ خانہ برون آمد و گفتا اور اشارہ آنکھ سے کرے معنی او سنے یہ ہوئے کہ بیابا تہ ہاتھ پر مار
معنی او سکے یہ ہوئے کہ بزن پس یہ حدوث صوت یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارنا اور یہ خیال صوت یعنی
آنکھ سے اشارہ کرنا چونکہ ال ایک مراد پر ہے حکم لفظ میں ہے مگر یہ بھی تکلف سے خالی نہیں
حاشیہ کا مطلب یہی قبل سے ہے مگر شارح نے اسکو خلاف ٹھہرایا ہے عبارت او سنی یہ ہے
مطلب متن از ضم صاحب میزان رو گرفته و بر زعم مصنف براہ دور از معانی رفتہ اللہم انی حقانی الاشیاء
کما ہی باید دانست کہ مراد مصنف نیست کہ ان حرکت دست یا چشم مثلاً بہت احتمال بر حدوث صوت
یا خیال صوت کہ ال بود بر مرادی و حکم لفظ باشد اما ب حرکت دست حدوث صوت چنانکہ درین مصرع
ع مروی بدرخانہ باز دوستک پس لفظ دوستک ذکر نسا زند و دست بردست زودہ مفہوم مراد گہ
و خیال صوت ب حرکت دست یعنی آوازی پیدا نا باشد چنانکہ درین مصرع ع کہ مرا با تو بیچ کا رنما نہ دست
دو بار حرکت دہند کہ لفظ برو برو از ان مراد بود اما ب حرکت چشم حدوث صوت است نیا یا پس خیال
صوت می شاید چنانکہ درین مصرع ع گفت کہ بکالم نگری گفت ۱ و پس از لفظ گفت اشارہ ب حرکت چشم
نماید کہ لفظ چشم بہ خیال درآید و دلالت ایچ حرکت بر مدلولات وضعی غیر لفظی باشد و این ہمہ از تکلف
خالی نباشد چنانچہ مصنف ہم اشارہ بان نموده تم کلامہ علی ہر بے کہ حاصل و نون عبارتوں کا ایک

معلوم ہوتا ہے یا مطلب شائع کا کچھ اور تھا مگر بیان درست نہ ہو سکا بہر کیف یہ مقام خندان وقت طلب
 نہیں ہے ہم و ہمیں الفاظ مہل یعنی راو اگرچہ مجمع وزن و قافیہ باشند از قبیل شعر شمرندت یہ فقرہ
 عطف ہے اوس قول پر کہ شعر بی الفاظ تصونہ توان کر یعنی جیسے شعر نے الفاظ نہیں ہوتا اسطرح
 الفاظ مہل یعنی کو اگرچہ ہوز دن اور مفعلی ہوں قبیل شعر سے نہیں گنتے مہل لغت میں بغیر اول او
 میثم ثانی مفتوح فرو گذار شتہ شدہ اور متروک اور بیکار مدار اور کشف اور غیاث سے اور اصطلاح میں
 جو کلام کہ معنی نہ رکھتا ہو ایک تذکرے میں لکھا ہے کہ کسی امیر نے کسی شاعر سے کہا کہ دو چار شعر ایسے
 کہو کہ فقط الفاظ جمع ہوں اور معنی اونکے کچھ نہ ہوں تا سامع اشتباہ میں نہ پڑیں اوس بزرگ نے
 اتباعاً للاحرفی البدیہ میں تین شعر کہے ایک و نین سے یہ ہے روزی کہ در بدخشان رخ بر خیار بندود
 فالودہ و مشتق خلخال مارگر دہیں ایسے کلام معنی کو شعر کہا چاہیے ہم و حکم ہدایات اہل مجون نہرل
 کہ ہر الفاظ مہل مشتمل باشند و در نظم ایراد کنند حکم الفاظ معنی دار باشند ازان جہت کہ مراد ایشان کج قصد
 ایشان ازان الفاظ حاصل آید پس کلام شعر را و غیر شعر را بجائے جنس ست اور حکم یہودہ گوین
 اہل مجون اور اہل نہرل یعنی ہیا کون او گستاخون کا کہ مشتمل بالفاظ مہل ہوں اور نظم میں دار و کمریز
 حکم الفاظ معنی دار کا ہے اس جہت سے کہ مراد انکی موافق اونکے قصد کے اون الفاظ سے حاصل ہو
 پس کلام شعر اور غیر شعر کو بجائے جنس ہے ہدایان لغت میں لغتتین اور ذال مجر من یہودہ کہت
 بیوشی مرض میں کذافی المنتخب الصراح والغیاث اور مجون لغت میں بالضم کالہ خول یعنی بیباکی پس
 اگرچہ ہدایان کلام بیوشی اور نہرل سخن یہودہ ہے عمداً الا اصطلاح میں نہرل اور ہدایان دونوں کلام
 مسخرگی کو کہتے ہیں جیسا کہ کلام جعفر زلی کا کہ مشہور ہے اور اشعار میر انشاء اللہ خان کے ہجو مولوی
 فائق میں شعر جو خوش گفت فائق شاعر غراہ کہ چون ذہن من دین رگسانا باشد بمقام شعر چو مرثیہ
 افتدہ تشدید صحیح چرانا باشد نقل اسکی زبانی مولوی فائق کے یوں ہے کہ میں نے ایک شعر
 کئی وزنوں میں کہا تھا اوس میں نظید مشد و تھا میر انشاء اللہ خان نے اعتراض کیا اور فرما قلیل بھی
 اس میں ہر ایک اونکے ہوئے میں سند قاموس وغیرہ کتب لغت سے لکھ بھیجی انشاء اللہ خان نے
 خیف ہو کر چند شعر میری ہجو میں کہے میں نے بھی ایک سالہ اول و دونوں کی ہجو میں لکھا کہ جواب ترکی
 ترکی شعر آخر اوسکا یہ ہے شعر جو میں این سالہ واقع دخل و شاعرست دین جہاٹو شدہ یک گرد و فاختہ

صاحب میزان نے بھی شعر انشاء اللہ خان کا لکھا ہے مگر ایک مصرع کہیں کا اور ایک مصرع کہیں کا
 آدم بر مطلب فرمایا محقق علیہ الرحمہ نے کہ کلام شعر اور غیر شعر کو یعنی نظم و نثر کو بجاے جنس سے یعنی
 معنی جنس کے صادق بن مگر جنس حقیقی نکما چاہیے اس واسطے کہ مرکب میں دریافت کرنا معنی جنس کا
 عیسیر اور دقیق ہے چنانچہ کتاب مسلم العلوم میں مویدا کے یہ عبارت ہے ^{لیکن یہ عرب کے کلام میں نہیں} لاکن فی المركب تحصیل
 معنی الجنس عسر و دقیق و فی البسط تنقیح المادۃ تنقیحاً و شکل فان ابہام المعین و تعیین البہم امر عظیم انتہی لہذا
 معنی جنس کا ^{دشوار اور دقیق ہے اور بے بسط کے روایت نہ ملے کہ شکل ہے} پس تحقیق کہ ابہام میں کا اور تعیین میں کا ایک ہی نام ہے بلکہ ایک ہی چیز ہے
 علیہ الرحمہ نے احتیاطاً کلام کو بجاے جنس کہا قائل ح قولہ بجاے جنس یعنی جملہ آج کل جنس کو
 نمایند پس مراد ازان عین جنس است ہم اما تحمیل تاثیر سخن باشد در نفس بروہی از وجہ مانند بسط یا
 و شبہہ نیست کہ غرض از شعر تحمیل است تا حصول آن در نفس مبدی و صدور فعلی شود از و مانند اقدام ہر کام
 یا امتناع ازان یا مبدی حدوث ہدایا شود و مانند رضا یا سخط یا نوعی از لذت کہ مطلوب باشد الا آنکہ
 تحمیل را حکمای یونان از اسباب ماہیت شعر شمرده اند و شعری عرب و عجم از اسباب جودت او
 می شمرند پس بقول یونانیان از فضول شعر باشد و بقول این جماعت از اغراض و مبتدایا بہت است
 لیکن تحمیل تاثیر کرنا سخن کا ہے نفس میں کسی وجہ سے مانند بسط کے یا قبض کے کہ دل خوش ہو جا
 یا زندہ جامی اور شک نہیں ہے کہ غرض شعر عری بھی تاثیر سخن ہی کا حاصل ہونا اور سکا نفس میں انشاء صدور ایک
 فعل کا ہونشل اقدام کے ایک کام پر امتناع کی اوس سے یا مبدی پیدا ہونی ایک ماہیت کا نفس میں مانند رضا
 یا ناخوشی کی کیسٹر حکلی لذت کہ مطلوب ہو مگر اس تحمیل کو حکامی یونان اسباب ماہیت شعر سے کہتے ہیں اور شعری عرب
 اور عجم اسباب حسن شعر سمجھتے ہیں پس بقول یونانیان یہ تحمیل فضول شعر عری ہی اور بقول شعر انبہر لغرض اور غایت
 شعر عری پس معنی تحمیل کے لغت سے قبل ازیں لکھ گئے اور بسط بالفتح بمعنی فراخی صراح سے اور بمعنی گستردن غیاث سے
 اور مراد اوس سے انبساط نفس ہے اور قبض بفتح اول اور سکون ثانی گرفتن اور گرفتگی غیاث سے اور مراد وہ
 انقباض نفس ہے اور مبدی بفتح صیغہ اسم ظرف ثلاثی مجروری جگہ آغاز کرنے اور آشکارا کرنے کی
 اور بضم اور وال حملہ کسورہ اور بعد اوس کے ہمزہ صیغہ اسم فاعل کا باب افعال سے آغاز
 کرنے والا اور پیدا کرنے والا اور بضم اور وال حملہ مفتوحہ صیغہ اسم ظرف کا
 باب افعال جگہ آغاز آشکارا کرنے کی کذا فی الغیاث اور اقدام کہ مشیر وی کرنا کسی کام میں غیاث سے
 اور غیاث برضی غیرت نہانا اور شکل اور صورت کشف اور غیاث سے اور رضا یا کسر خوشنودی اور

تعمیل

بفتح خوشنود ہونا کشف اور صراح اور قریل سے اور صاحب منتخب نے دونوں لفظ بفتح کلمے میں غیاث
 سے اور سخط بفتحین اور خا ہجہ ششم اور غضب مدار اور موبد سے اور منتخب میں باضم اور بفتحین ہی
 اور صراح میں بضم اور بفتح اور سکون ثانی اور جود بفتح نیکی اور غیک ہونا اور خوبی سرخیز کی منتخب
 اور کشف اور شرح نصاب اور غیاث سے اور فصل بفتح جدا کرنا اور جدا ہونا اور اصطلاح منقہ میں
 وہ چیز کہ تیرہوی ایک شے کو مشاکات ذاتیہ اور واقع ہو جو اب ایسی شے ہونی ذاتہ میں جیسو کہ لفظ ناظر
 تمیز دیتا ہے انسان کو اور حیوانوں سے کہ شریک اس کے ہیں حیوانیت میں غیاث سے مثال اس کے
 جو نفس میں انبساط پیدا کرے مصحح شراب سرخ چون یا فوت سبال مثال اس کی جو نفس میں انقباض
 پیدا کرے مصحح غشیل تمنع و متوجہ چون گس ہا مثال اس کی جو نفس میں منشار اقدام کا رکا ہو
 سعدی کہتا ہے بیٹے خواہی کہ خدای بر تو بخشند باخلق خدای کن نکوئی یا اشعار ز جبرقت
 جنگ نظامی کہتا ہے بیٹے رزاجہ منم پیل فواد خابی نہ کہ بہشت بیلاں کشم پہلای بہ دم
 پہلوی پہلوانان بہ تیغ چورم گردہ گردان بیدر بچ مثال اس کی جو نفس میں باعث امتناع
 کا رکا ہو سعدی کہتا ہے بیٹے انا ناخواہی با جرسود کہ آن بخت برگشتہ خود را ست چہ حیات
 کہ بادی کنی دشمنی کہ دی را چنین دشمن اندر قفاست مثال اس کی جو نفس میں بیدار رضا ہو
 سعدی کہتا ہے بیٹے رشک آید چو کسے سیر نگہ در نو کند باز گویم کہ کسے سیر نخواہد بودن بیشتا
 مدح جیسا کہ ناصر علی نے مدح ذوالفقار خان میں ایک مطلع پڑھا وہ ایسا خوش ہوا کہ لاکھ روپے
 صلہ میں دیے مطلع ای شان حیدری ز جبین تو آشکار نام تو در نہر و کند کار ذوالفقار مثال
 اس کی جو نفس میں باعث سخط ہو سعدی کہتا ہے بیٹے بہ تیشہ کس نخر شد ز روی خارا گل
 چنانکہ بانگ درشت تو میخراشد دل یا اشعار جو کہ باعث سخط ہیں اس کو کہ جسکی بوجہ جیسے یہ
 بیٹے تا سیر آفتاب ترا خواند روزگار خورشید سر پہ نہ بر آند ز کو مسارہ مثال اس کی کہ جس سے
 نفس کو لذت حاصل ہوا اور لذتیں بہت سی ہیں از انجملہ ذکر عیش و نشاط کا حافظ کہتا ہے بیٹے
 ساقیا بر چیز زردہ جام را بہ خاک بر سر کن غم ایام را ہم و آما وزن مینائی ست تابع نظام ترتیب
 حرکات و سکناات و تناسب آن در عدد و مقدار کہ نفس از دراک ان ہیات لذتی مخصوص یا بد کہ از
 درین موضع ذوق تو اندت و آما وزن ایک شکل ہے تابع نظام ترتیب حرکات و سکناات کی

وہا و شت
 ذوق خا

اور اوسکے مناسبت کے عدد میں اور مقدار میں کہ نفس اوسکے دریافت کرنے سے ایک لذت مخصوص پاتا ہے کہ اوسکو اس چمکہ ذوق کہتے ہیں پس مناسبت عدد کی یہ ہے کہ مثلاً حروف اور حرکات اور سکانات و وزن مصرعون میں برابر ہوں اگرچہ حرکات مختلف ہوں اور کہیں ایک ساکن اور کہیں دو ساکن ہوں اور مناسبت مقدار کی یہ ہے کہ مثلاً عروض میں غلن ہو اور ضرب میں فسلان یا عروض میں غلن ہو اور ضرب میں غلن یہ مناسبت بھی خارج نہیں جو وقت ایسی حرکات اور سکانات مناسب کثرت اور کیفیت میں وقع ہوگی اول سے ایک شکل پیدا ہوگی کہ اوسکا نام وزن ہے اور اوزن کے مقدار اور اراک سے نفس جو لذت اوٹھائے گا اوسکو ذوق کہیں گے ہم و موضوع آن حرکات و سکانات اگر حروف باشند انرا شعر خوانند و الا انرا الیقاع خوانند چنانکہ فطرت نفس را و اراک آن ہیست نہ دخلی غلیم است و باین سبب بعضی مردم در ہر یک از شعر یا الیقاع بحسب فطرت صاحب ذوق باشند و بعضی نباشند و از صنف دوم بعضی را امکان تحصیل آن باشد بالکتاب و بعضی را نبود و عادت را ہم دران باب مدخلی تمام است و باین سبب اوزان اشعار و الیقاعات مستعمل بحسب اختلاف اہم مختلف است و اور محل عرض اون حرکات اور سکانات کا اگر حروف ہوں اوسکو شعر کہتے ہیں اور اگر سوا حروف یعنی اصوات فرامیہ وغیرہ ہوں اذکو الیقاع کہتے ہیں اور فطرت نفس کو اوسکے اراک میں دخل تمام ہے اسی سبب سے بعض آدمی بحسب فطرت شعر یا الیقاع میں صاحب ذوق ہوتے ہیں اور بعض نہیں ہوتے اور قسم دوم سے یعنی جو صاحب ذوق نہیں ہوتے اونہیں سے بعض کو امکان تحصیل بالکتاب ہے اور بعض کو امکان تحصیل بالکتاب بھی نہیں ہے اور عادت کو بھی اس میں دخل تمام ہے اور اسی باعث سے اوزان شعر و الیقاعات مستعمل موافق اختلاف اہم کے مختلف ہیں مثلاً اکثر اوزان عرب میں مستعمل اور خوشنام ہیں ہم مستعمل اور خوشنام ہیں بیشتر اوزان ہم مستعمل اور خوشنام ہیں عرب میں متروک ہیں الیقاع لغت میں واقع کرنا اور جنگ میں ڈالنا ہے منتخب سے اور اصطلاح موسیقی میں مال اور اہل کلام کے نزدیک مطلق صوت حرفی ہو یا غیر حرفی یا محقق علیہ الرحمہ کو اس جگہ بیان وزن شعر منظور ہے نہ تعریف الیقاع لہذا وزن کو منقسم کیا طرف شعر الیقاع یعنی مال کے ہم وزن اگرچہ از اسباب تخیل است و ہر وزن بوجہ از وجہ تخیل باشد و اگرچہ ہر چھیلی موزون باشد اما اعتبار تخیل دیگر است و اعتبار وزن دیگر و نیز اعتبار وزن ازان جہت کہ وزن است دیگر

۹
بعض آدمی
بعض آدمی

اور ان جہت کہ اقتضای تخیل کند دیگر است اور وزن اگرچہ سبب تخیل سے ہے کس واسطے کہ وزن سے بھی ایک ذوق جدید طبیعت کو حاصل ہوتا ہے اور ہر موزون کسی وجہ سے تخیل سے یعنی ہر کلام موزون رضا اور سخط وغیرہ تاثیرات سے خالی نہیں اگرچہ ہر تخیل موزون نہیں ہے کس واسطے کہ تخیل سے بھی حاصل ہے مگر اعتبار تخیل کا اور ہے کہ وہ تابع تاثیر سخن ہے نفس میں اور اعتبار وزن کا اور ہے کہ یہ تابع نظام ترتیب حرکات و سکنات ہے اور اعتبار وزن کا اس جہت سے کہ وزن ہی اور ہے اور اس جہت سے کہ اقتضای تخیل کرتا ہے اور ہر کہ بوجہ وزن او کو موزون کہتے ہیں اور بوجہ کلام تخیل پس وزن خاص اور تخیل عام ہے کہ کوئی کلام موزون تخیل سے طالی نہیں اور کلام تخیل شریک ہے ہم در باتفاق وزن از فصول ذاتی شعر است الا انکہ ہیاتھا باشد کہ تناسب آن تام نباشد و نزدیک باشد تمام مانند اوزان خسرو اینھا و بعضی لاسکو ہیا و شاید کہ بعضی اعم آنرا بسبب مشابہت از اوزان شعر شمرند و بعضی بسبب عدم تناسب حقیقی شمرند پس ازین جہت در اعتبار وزن باشد کہ خلاف افتاد است اور باتفاق حکما اور شعرا کے وزن فصول ذاتی شعر سے ہے یعنی شعر کو تمیز دیتا ہے اور جدا کرتا ہے شعر سے گراوس وزن کی صورتیں ہیں کہ مناسبت او کی تمام نہوا و نزدیک ہوسا تہ مناسبت تمام کے مانند اوزان خسروانی اور بعضی اوزان آواز لاسکوی کے اور کبھی بعضے لوگ او کو بسبب مشابہت کے اوزان شعر سے جانتے ہیں اور بعضے بسبب عدم تناسب حقیقی کے وزن شعر سے نہیں جانتے پس اس جہت سے کبھی اعتبار وزن میں اختلاف پڑتا ہے پس لاسکوی بفتح سین و کاف و کسر و دال اور یا معروض نام ایک چھوٹے جانور کا ہے کہ خوش آواز ہوتا ہے جھاگیر سے اور بران سے اور خسروانی ایک کمن ہے معنی غارت بار بد مطرب سے کہ شعر مسجع ہے مدح خسرو پر ویزین جھاگیر سے اور بران قاطع سے ش خسروانی عبارت از ان ست کہ نقیبان پیش سلاطین سرایند و لاسکوی منسوب باشد لاسکو نام شخص کے انھوں نے ترک زندان وضع بود کہ تصنیف یا سے جا ہلانہ میگرد و بنام موجدان طرح شہرت یافت کنون گفتہ ہر کہ باشد آواز لاسکوی خوانند الی آخر ہم کلامہ ظاہر ایہ معنی ایجاد دی ہیں کہ جھاگیر سے اور بران وغیرہ کتب لغت میں پائے نہیں جاتے ہم و اما قافیہ تشابہ او آخر آواز باشد و از تشابہ ایجاد اتحاد حسن و منہ است یا اختلاف کلمات مقاطع یا انچہ در حکم مقاطع باشد در لفظ یا در معنی است و اما قافیہ تشابہ او آخر مصاریع کا ہے اور مراد تشابہ سے متحد ہونا حرف خاتمہ کا یعنی کہ

و غیرہ کا ساتھ اختلاف کلمات آخر کے یا وہ کلمے جو حکم آخرین ہوں لفظ میں یا معنی میں پس کلمات آخر وہ قافیہ ہیں کہ جتنے بعد ردیف نہ ہو اور حکم کلمات آخرین قافیہ ہیں کہ جتنے بعد ردیف ہو یا قافیہ نہ ہو قافیہ کے ہو جیسے یہ بیت ساقی امان باد منصور دم درگ و در زینہ منصور دم پس اگر بعد قافیہ کے تمام بیت ردیف ہو وہ بھی حکم آخرین داخل ہے جیسے یہ بیت زر بہر تیان ثنائی کردم سر بہر تیان ثنائی کردم جاننا چاہیے کہ یہ تین صورتیں ہیں لائق قافیہ ہونے کے ایک قافیہ کار کا ساتھ مار کے کہ اس میں اتحاد حروف خاتمہ ہے ساتھ اختلاف کلمات کے لفظاً اور معنماً و دوسرا قافیہ زبان کا ساتھ لسان کے اس میں اتحاد حروف خاتمہ ہے ساتھ اختلاف کلمات کے لفظاً نہ معنماً تیسرا معنماً قافیہ چشم کا یعنی آنکھ کے ساتھ چشم کے معنی امید کے اس میں اتحاد حروف خاتمہ ہے ساتھ اختلاف کلمات کے معنماً لفظاً ح تحت عبارت تشابہ اودار نوشتہ کہ این قول باعتبار اکثر است چہ گاہی ہم بیت جز قافیہ و ردیف نباشد فافہم ہم و مراد از دور باد و جانیام ہر عہد است کہ قافیہ دران اعتبار کنند چنانکہ در مثنوی یا بیت ای نام چنانکہ در قطعہ او قصیدہ است اور مراد دور سے یہاں وہ مصرع ہیں ہم نیز قافیہ ہو جیسے مثنوی میں یا ابیات نام جیسے قطرون اور قصیدہ ون میں یعنی اشعار مثنوی اور مطلقاً قصیدہ اور غزل میں کہ دونوں مصرعون میں قافیہ ہوتا ہے اور کدو در کہتے ہیں اور بانی ابیات قصیدہ اور غزل اور قطعہ میں کہ مصرع آخر محل قافیہ میں وہ دونوں حقیقتہ اور تمام بیت کو یعنی دونوں مصرعوں بسبب شمول قافیہ کے مجازاً دور کہتے ہیں ہم و باشد کہ ہم در بعضی مصرع و عا و ہم و ہما اعتبار کنند چنانکہ در رباعیات اور امہات اور کبھی بعضے مصرعون میں اور بیتوں میں اعتبار کرتے ہیں چنانکہ رباعیوں میں اور اوزام میں پس اور ام جمع ہر معنی مستند ہے یعنی رباعی میں مصرع اول اور ثانی قافیہ ہے اور بیت اخیر مثال رباعی کے سلیم کہتا ہے رباعی پنج بستم جہان پس ز تاثیر ہوا ہ شد موجب آب مچو موج خاراہ در صفحہ بشکل نقطہ گردانہ الف ہ از بسکہ شدہ غنچ ز تاب سر ماہ اور شہر آؤنہ بھی قافیہ معتبر ہوتا ہے جیسے ابن حسام کہتا ہے بیت آن کیست کہ تقریر کند حال گدراہ و حضرت شاہی ہ و ز غلغل بلبل چہ خبر باد صبار اجز مالہ ہی ہم و ہند کہ در دور ہا کہ اجزای یک بیت باشد اعتبار کنند از سہ سطحات چہا رخا نہ و غیر آن اور کبھی در وزن میں کہ اجزا ایک بیت کے ہوتے ہیں اعتبار کرتے ہیں از سہ سطحات چہا رخا نہ و غیرہ کے پس سہ سطحات چہا رخا نہ وہ بیت ہے کہ تین میں چاہے

۲
ب
ج
د
ه
و
ز
ح
ط
ث
ج
د
ه
و
ز
ح
ط
ث

ہوں تین قافیہ جدا گانہ اور چوتھا موافق قوافی قصیدہ خواہ غزل کے مثال سعدی کہتا ہے
 من ماندہ ام مجور از وہ در ماندہ ورنجور از وہ گویا کہ فیثی دور از وہ در استخوانم میرود و او بھی
 چار قافیہ لئے زیادہ بھی ہوتے ہیں مثال بیت چہ یاری شوخ پرکاری لگاری خاطر آزار ہے
 بہاری حسن گلزاری بغن و فتنہ فتانی ح در تحت عبارت وغیر ان نوشتہ پنج خانہ و شش خانہ
 یعنی محسن و مسدس فافہم ہم و اگر در غیر شعر اعتبار کنند آن را سبع خوانند و باشند کہ انجا اتحاد حروف خاتم
 اعتبار کنند و بر تقارب آن در خارج قصار نمایند و اگر غیر شعر یعنی نثر میں اعتبار قافیہ کریں
 او کو سبع کہتے ہیں اور کبھی نثر میں اتحاد حروف خاتمہ اعتبار نہیں کرتے ہیں حروف قریب بالخرج پر
 اقتصار کرتے ہیں پس سبع لغت میں بالفتح معنی آواز طیوہ خوش آواز ہے مثل میل اور قمری کے
 اور اصطلاح میں برابر ہونا دو لفظ اور آخر فقرتین کا او سبع میں قسم پر ہر اول و تازی اوں میں حرف روی
 اور وزن اور عدد میں برابری چاہیے جیسے گل اور مل اور بہار اور قرار و صوری اور دوری اور مجری
 اور مخموری اور نظر اور شکر دوم مطرف بہ تشدید را و سین موافقت دو لفظوں کی بحرف روی چاہیے
 اور وزن اور عدد حروف مختلف جیسے وقار اور اطوار اور مال اور مثال اور بود اور دو و سوم توار
 و سین موافقت دو لفظوں کی وزن اور عدد حروف میں چاہیے اور رو مختلف جیسے اعمار اور ازرا
 اور مراتب اور مراسم اور تحریر اور تسوید یہ قسم مرغوب نہیں ہے پس طلاق لفظ قافیہ کا نظم میں کرتے
 ہیں اور نثر میں او کو سبع کہتے ہیں غیاث اللغات اور اقتصار لغت میں بالکسر و صا و مملکہ کو تا ہی کرنا
 اور ایک چیز پر کھم نہ منتخب سے اور اصطلاح اہل معنی میں کلام کثیر اللفظ اور قلیل المعنی کرنا اور قول محقق
 علیہ الرحمہ کا قریب بالخرج پر اکتفا کرتے ہیں جیسے یہ فقرہ کُنْ سُبْعًا خَائِبًا وَ ذِيًّا خَائِسًا او کَلْبًا
 حَادِسًا وَلَا تَكُنْ اِنْسَانًا قَاصِيًا یہاں روی قریب بالخرج ہے معنی یہ ہیں کہ ہو زندہ قاہر یا اگر گ
 رہا زندہ یا سنگ نگہبان اور نہ ہو آدمی ناقص ہم و در یک دور اعتبار قافیہ ممکن نباشد الا بعد تفسیر
 دوری دیگر با آن و اور ایک مصرع اور فرد میں اعتبار قافیہ کا ممکن نہیں الا بعد فرض کرنے
 مصرع یا فرد دوم کے یعنی جب تک دو دور نہ ہوں گے قافیہ معتبر نہ ہوگا ہم و چنین گویند کہ در اشعار یونانیان
 قافیہ معتبر نہ ہو ست و حشونی بزبان فارسی کتابی جمع کردہ ست مشتمل بر اشعار غیر مقفی و آن را
 یونہ نامہ نام نہادہ ست اور ایسا کہتے ہیں کہ یونانیوں کے اشعار میں قافیہ لازم اور ضروری

نہ تھا اور خوشی شاعر نے زبان فارسی میں ایک کتاب جمع کی ہے کہ اوس میں اشعار غیر مقفی ہیں
 اور اوسکا یونہ نامہ نام رکھا ہے ہم میں ازین بحث معلوم می شود کہ اشعار قافیہ از فصول ذاتی شعر
 نیست بلکہ از لوازم اوست بحسب اصطلاح اما از فصول ذاتی بعضی انواع شعر است مانند قصیدہ و قطعہ
 و مانند آن است پس ان سبکوں سے معلوم ہوا کہ اشعار قافیہ کا فصول ذاتی شعر سے نہیں بلکہ
 اوس کے لوازم سے ہے بحسب اصطلاح اما فصول ذاتی بعضی انواع شعر سے ہے مانند قصیدہ اور قطعہ
 کے اور جو مثل قصیدہ اور قطعہ کے ہے جیسے غزل اور رباعی اور لوزم جمع لازم کی
 اور لازم وہ ہے کہ ہمیشہ ساتھ ایک چیز کے ہو کہ ذاتی منتخب اور قطعہ کبیر اول اور سکون ثانی مکرر
 حریفہ کا اور اصطلاح شعر میں دو بیتین یا زیادہ مطلع ہو یا نہ ہو یا وہ ایک مکرر غزل یا قصیدہ
 سے بریدہ ہو اسے مدار اور کشف اور بہار عجم سے اور اس معنی میں بالفتح خطاب ہے مگر بعضے فصحا سے
 متاخرین نے جائز رکھا ہے مطلب عبارت کا یہ ہے کہ قصیدہ اور قطعہ اور غزل اور رباعی اور رباعی
 جہمین و مصرع یا دو بیتین یا زیادہ ہونگی انہیں قافیہ فصول ذاتی سے ہے اور ایک مصرع یا ایک
 فردا و سین فصول ذاتی سے نہیں بلکہ اوسکو موزون کہیں گے اور اشعار قافیہ نہ ہوگا مگر شعر بحسب
 عرف اہل روزگار بموجبین تحقیق کلام موزون باشد و نہیں اگر اشعار قافیہ در حد شعر واجب شمارند
 کلام موزون باشد بروہی کہ چون قرائن زیادت از یکی شود ان قرائن مقفی باشد است اور تعریف
 شعر کی بحسب عرف اہل زمانہ بموجب اس تحقیق کے کلام موزون ہے انہیں اور اگر اشعار قافیہ تعریف
 شعر میں واجب جانیں کلام موزون ہو اسطرح کہ جب مصاریح یا ابیات ایک سے زیادہ ہوں وہ
 مقفی ہوں حاصل یہ کہ کلام موزون میں قافیہ کی قید ضرور نہیں اور اگر ضرور ہو جیسا کہ شیخ شافعی کہتا ہے
 لا یجوز ان یسمی عنیدنا بالشعر ما یش مقفی اور واجب جانیں تو اسطرح جاننا چاہو کہ مصرع اور فرد میں
 ضرور نہیں زیادہ میں ضرور ہے ہم فصل دوم در اسباب اختلاف اوزان و قوافی
 و روافع لغت و رزانت و خفت مختلف است چہ تازی مثلاً بقیاس بابا پارسی بزرانت و نقل نزدیکتر
 باشد و پارسی بخفت مایل تر است فصل دوسری اسباب اختلاف اوزان و قوافی میں از روی لغات
 زبانین گرائی اور سبکی ہیں مختلف ہیں اس واسطے کہ تازی بہ نسبت فارسی کے گراں تر ہے و قوافی
 سبکتر لغت بضم اول و فتح غین معجز زبان قوم کو کہتے ہیں و عربی اصطلاح میں وہ الفاظ کہ معانی ان کے شہزادوں

غیاث اور منتخب سے زمانت نفع ہستی اور گرانباری اور آرامیگی بحر الجہر اور صراح سے اور کشف
اور مدار میں معنی استواری غیاث سے صم و اسباب اختلاف یا ماہیات حروف باشند و آن چنان بود
کہ حروف مستعمل در بعضی لغات از مخارج دشوار باشند مانند ضاد و ثا و طار و تازی و بعضی بحد آنست
اور سبب اس اختلاف کا یا ماہیات حروف ہیں یعنی بین حروف اسکی صورت یہ ہے کہ حروف مستعمل
بعضی زبانون میں مخرج سے برستواری نکلتے ہیں مثل ضاد و جود و ثا سے مثلثہ اور طار و مہملہ کے تازی میں
اور بعضی زبانون میں برخلاف اسکے یہ یعنی حروف مخرج سے آسانی نکلتے ہیں جیسے اور
دوسرے وقت تازی میں ہم دیکھتے ہیں حروف باشند و آن چنان بود کہ حرکات حروف در بعضی لغات
یا کیفیت بیشتر و مانند لغت تازی کہ اکثر متقاطع کلمات در آن لغت متحرک باشند و در بیشتر لغات
بخلاف آن دیکھتے ہیں کیفیت تمام تر بود مانند لغت تازی کہ حرکات حروف در وی تمام باشند بخلاف
پارسی کہ بعضی حرکات در وی مختلس بود مانند حرکت ر اور لفظ پارسی ست اور یا سبب اختلاف
زبانوں کا صورت حروف کی رہے اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حرکتیں حروف کی بعض لغت میں
مقدار میں زیادہ ہوتی ہیں مانند لغت تازی کے کہ اکثر اواخر کلمات اوس میں متحرک ہوتے ہیں
مثل ماضی اور مضارع اور اسماے معرب اور اکثر مبنیات مگر بعضے ساکن الاخر بھی ہوتے ہیں مثل امر و نئی
کے اور بعض مبنی کی مثل ضمہ کی اور اکثر زبانون میں برخلاف اوسکے یہ یعنی اواخر کلمات ساکن
ہوتے ہیں مثل فارسی اور ہندی اور ترکی کے اور دوسری صورت یہ ہے کہ حرکتیں حروف کی در بیان
بعض لغت کے کیفیت میں زیادہ ہوتی ہیں مانند لغت تازی کے کہ حرکتیں حروف کی اوس میں تمام
ہوتی ہیں بخلاف فارسی کے بعضی حرکتیں اوس میں مختلس ہوتی ہیں یعنی غیر تمام مانند حرکت حرف را کے
لفظ پارسی میں پس اختلاس معنی ربودن ہے منتخب سے اور حرکت مختلس یعنی حرکت ربودہ کہ ایک مثلث
خداوند کر کے دو مثلث کو تکم کریں ہم و اوزان ہم در زمانت و نعت مختلف باشند جبکہ اختلاف و اتفاق
اجزائی در دو چیز جبکہ کثرت و قلت حرکات در ہر دوری است اور اوزان بھی تفاوت و اخلاف میں مختلف
ہونے میں بھی سبب اختلاف و اتفاق ارکان مصارعہ کی یعنی وہ بحرین کہ جنکی وضع ارکان مختلف ہے
بیشتر عربی میں مستعمل ہیں مثلاً فعلون مفاعیل فعلون مفاعیل فعلون مفاعیل فعلون مفاعیل فعلون متفق
ہے بیشتر فارسی میں استعمال دیکھا ہے مثلاً فعلون فعلون فعلون فعلون بجز متغارب سالم ہیں یہ وزن لکھو

اوس وزن کی نسبت المہ خفیف ہے اور کبھی بحسب کثرت و قلت حرکات کی ہر مصرع میں کہ فعلوں
مفاعیلین میں حرکتیں زیادہ ہیں اور فعلوں فعلوں میں اوس سے کم ہم ولا محالہ وزن گران تر بنتے
مانند ان خاص تر تو انہو و مثلاً رزاری کہ حرکات بیشتر استعمال افتد شعر گفتن برونی کہ در اوزان
وزن حرکات بیشتر باشند آسان تر و دوبرائے حرکات کمتر باشند بکلفت تر پس بعضی اوزان کتاب
بعضے لغت با سندر و بعضی الطبع و باین سبب بسیار است کہ خاص شدہ است بعضی مختار
و در ثلثات و دیگر اگر بران شعر گویند در این نظر آواز اوزان شعر است اور لا محالہ وزن نقیل لغت ثقیل
میں خاص تر ہے مثلاً عربی میں کہ حرکات بیشتر ہوتے ہیں شعر گستا اوس وزن میں کہ اوسکی مصرعوں
حرکات زیادہ ہیں آسان تر ہے اور جس زبان میں کہ حرکات کمتر ہیں تبکلفت پس بعضی اوزان کتاب
بعضے لغت کے ہیں سوا بعض کی طبیعت میں اور اسی سبب سے اکثر بحرین خاص میں بعضی زبانوں میں
اگر اوزان بانوں میں اوس وزن پر شعر کہیں بہر است نظریں ہر سوزان معلوم ہوں شک نہیں کہ اکثر
اوزان عرب میں مانوس اور فارسی میں غیر مانوس ہیں ہم و ہمیں قیاس در قافیہ چہ باشد کہ اندک
تشابہی در لغت گران تر محسوس باشد و در لغت سبکتر نامحسوس مثلاً ضرب و سلب اور فارسی قافیہ را
شاید و در پارسی از جهت اختلاف را و لام شاید است اور یہی قیاس کیا چاہیے نمایاں و نہیں
اس واسطے کہ ٹھوڑا سا تشابہ کجی لغت گران تر میں یعنی عربی میں محسوس ہوتا ہے و در لغت سبکتر میں
یعنی فارسی میں نامحسوس مثلاً قافیہ ضرب و سلب کا عربی میں چاہیے اور فارسی میں بسبب اختلاف
را و لام کے نیچا ہیے کس واسطے کہ اختلاف ردف کا با و صفت و سبب المخرج ہونے کے لغت سبکتر
میں یعنی زبان فارسی میں جائز نہیں و اگر کسی نے جائز رکھا ہے داخل عیب ہے ح قولہ
تشابہی یعنی در لغت زرین و گران تشابہ طویل ہر میان دو لفظ محسوس و حقیر می شود مثل تناسب و
تشابہ میان ضرب و سلب اگر حرف روی را و لام را قرار دہند میتواند زیر کہ ہر دو حرف مذکور بہر
قصد مخرج تناسب در زبان لیکن تناسب تمام و کامل نیست الی آخرہ ش عجب است از صاحب
کہ در قافیہ ضرب و سلب را و لام را روی قرار دادہ زیر کہ بالتفاق جمہور روی حرف آخر اصلی از
کلمہ مقررہ قافیہ میباشد پس اگر لام در روی باشد بای ضرب و سلب چہ باشد و روی قرار دون
حرف میان لفظ کلام تقریب تواند شد تم کلامہ اور اس جگہ حق بجانب شارح ہے کہ محقق علیہ الرحمہ نے

رسالہ قافیہ میں جس جگہ بیان روی ہے یہ عبارت کبھی ہے روی حرفی است کہ کہ بنا می قافیہ
 بروی است و ہر قصیدہ کہ بقافیہ منسوب باشد نسبتش بحرف روی کنند مثلاً قصیدہ را کہ ضرب و سلب
 قافیہ باشد بامی خوانند **فصل سوم** و ذکر صناعتہا کہ شعر را بان تعلق باشد چون این
 قواعد محمد شید گوئیم اما کلام کہ بجای جنس است بحث از نفس الفاظ آن تعلق بصناعات لغویان دارد
 و از معانی آن تعلق بصناعات ارباب معانی از عموم علمائے ارباب یہ قاعدے مقرر ہوئے
 اب کہتی ہیں ہم کہ کلام جو بجای جنس ہے اس کے الفاظ بحث تعلق بصناعات لغویان پر یعنی اہل لغت اس کو جائز ہیں
 اور معانی کی بحث متعلق بصناعات ارباب معانی پر یعنی عموم علمائے ارباب علیہ الرحمہ لہذا کلام کو بجای جنس لکھا اس کی وجہ
 پہلے اسکے تحریر ہونی پر و پھر لکھا جائیگا کہ فائدہ بجای جنس لکھنے سے یہ ہے کہ جنس کلی ہے اور بحث اس کی مفہوم سے
 ہوتی ہے ذہن میں اور بیان کلام سے مراد الفاظ ہیں اور الفاظ سے بحث امر خارجی ہے پس یہ کلام
 لفظی جنس حقیقی نہیں بلکہ مفہوم اس کا جنس حقیقی ہے اور لغت زبان تو ہم کو کہتے ہیں اور زبان
 قوم میں تعلیل اور تصریف صرفی اور ترکیب نحوی دونوں شامل ہیں یعنی شعر میں محتاج صرفت و نحو
 دونوں کی ہوتی ہے اور معانی کی بحث متعلق بعلم معانی ہے ح سبب ان بود کہ بعد از فیہ مرود
 و از ہیات کلماتش من حیث التعلیل و التصریف بعلم صرف و از ترکیب ان بعلم نحو بل و عبارت شیخ
 نیز کہ این کلام محقق ترجمہ آنست احتیاج فن سخن را کہ بہت شش ایراد صاحب میزان بہت ذکر و کثرت
 علم صرف و نحو کہ بر محقق علامت بہت محض بیجا است کما لا یخفی تم کلامہ مگر حقیر نے یہ شبہہ صاحب میزان
 مولوی عبدالرزاق صاحب جامع علوم معقول و منقول کی خدمت میں لکھ کر بھیجا مولوی صاحب نے
 یہ عبارت جواب میں لکھی کہ نزد فقیر درصناعت لغت سخن داخل بہت زیرا کہ بحث لغویان از ہیئت کلمات
 و بحث سخن از علم ارباب بہت اہم از ہیئت کلمات و ہم میتواند شد کہ درصناعت ارباب معانی داخل شود
 کہ ہر خدا و ارباب از ہیئت لفظیست اما استفادہ معنی از ان فی شود فقط اب کہتے ہیں ہم کہ نشاء اس
 اعتراض کا یہ ہے کہ اطلاق علم لغت کا علم نحو اور صرف پر نہیں ہوتا اور یہہ باطل ہے اس سبب سے
 کہ اطلاق لغت کا علم صرف اور نحو پر کلام عمومیت میں واقع چنانچہ کتاب مختصر المعانی میں یہ عبارت ہے
 و انما قال متن اللغۃ یعنی معرفۃ اوصل المفردات لان اللغۃ اعم من ذلک اور منقول میں یہ عبارت ہے
 و انما قال متن اللغۃ یعنی معرفۃ اوصل المفردات لان اللغۃ بطریق علی جمیع اقسام العلوم العربیہ

کہتے اور یہ عبارتیں بھی دلائل کرتے ہیں مطلوب پر ہم دلائل و ترغیبات ہر دو کہ از ہم عود من
 کلام باشد تعلق بصنائع علم کے کہ آن خاص است اور ترغیبات اور ترغیبات لفظ و معنی کی کہ عوارض
 کلام سے ہیں تعلق و کما بصنائع خاص ہے کہ محقق علیہ الرحمہ خوب بیان فرماتے ہیں ہم مانند علم خطابت
 و علم بیان و علم ترسل و علم محاسن و بدائع سخن کہ آنرا علم صنعت خوانند و علم تعرف معایب و غلہا ہے
 آن کہ آنرا علم نقد خوانند نہایت مانند علم خطابت کے اور خطابت ایک علم ہے کہ اوس میں اشخاص
 معقدہیم مثل انبیاء و صلحا اور حکماء کے بحث کرتے ہیں کہ کس آیت اور کس حدیث اور کس قول کے کون راوی
 ہیں اور جبکہ راوی مقبر پاتی ہیں اوسکو ترجیح دیتے ہیں اور مانند علم بیان کے اور علم بیان ایک علم ہے
 کہ اوس میں ایراد معنی و واحد سے بطریق مختلفہ و ضوح دلائل میں بحث کرتے ہیں اور غرض اشعار
 معنوی سے ہے اور مانند علم ترسل کے اور ترسل ایک علم ہے کہ اوس میں حال کا نسب و کتابت و کتابت
 سے من حیث الادب و المناہات بحث کرتے ہیں اور مانند علم محاسن اور بدائع سخن کے اور علم محاسن
 اور بدائع سخن ایک علم ہے کہ اوس سے طریقہ تحقیق کلام کے حاصل ہوتے ہیں مثل ترصیع و تجنیس
 کے کہ اوسکو علم صنعت کہتے ہیں اور مانند علم تعرف و ترغیبات و ترغیبات کی کہ اوسکو علم نقد کہتے ہیں
 کہ اوس میں سرقات شعر وغیرہ ذکر کرتے ہیں غرض یہ کہ شاعر کو ان سب علموں میں دخل چاہیو
 ہم و اما تحقیق بحث ازان تعلق بمعنی خاص از علم منطق و اردو است و اما تحقیق تعلق اوسکا علم منطق سے
 ہے یعنی جب تک علم منطق سے آگاہی نہ ہو بحث تحقیق سے نہیں ہو سکتی ہم و اما وزن بحث ازان
 آن و از استعمالش در ایفادات تعلق بمعنی خاص دارد از علم موسیقی و از استعمالش در اشعار مطلقاً
 تعلق بموضع خاص دارد ہم ازان فن از علم موسیقی کہ مشتمل باشد بر تفصیل اوزان شعر و از استعمالش
 در اشعار بحسب اصطلاح خاص باہل ہر لغتی تعلق بصنائع مفرد دارد کہ آنرا علم عروض خوانند و اما
 وزن بحث اوسکی ماہیت میں اور اوسکے استعمال میں یعنی حرکات و سکونات میں از روی ایفادات
 کے متعلق ایک فن خاص یعنی علم موسیقی سے ہے اور استعمال اوسکا اشعار میں جو زبان ہو تعلق ایک
 موضع خاص کہتا ہے اوسی فن سے یعنی علم موسیقی کہ مشتمل ہوتا ہے اوزان اشعار پر مثلاً موسیقی ہر
 کہتے ہیں فن فن بر وزن ستفطن اور استعمال اوسکا اشعار میں بحسب اصطلاح خاص ہر زبان
 میں متعلق بصنعت مفرد ہے کہ اوسکو علم عروض کہتے ہیں جاننا چاہیے کہ عروض ہر لغت کا موضع علاحدہ

موضوع ہے اور عروض تازی اور فارسی میں بلکہ گزالیہ مناسبت ہر ہم و اما قافیہ بحث ازان ہم بصحاح
مفسر و تعلق دارد کہ آنرا علم قوافی خوانند **ت** و اما قافیہ بحث اوس سے بھی ساتھ صناعت مفرد
یعنی فن علمہ کے تعلق رکھتی ہے کہ اوسکو علم قوافی کہتے ہیں ہم و این دو صناعت یعنی علم عروض
و علم قوافی در لغات مختلف باشد چنانکہ گفتیم بحسب اسباب مذکورہ و این جملہ تعلق باہیت شعریہ
دارد و بعد ازان علم اقسام و انواع شعر و علم صنعتها و بدائع کہ در شعر افتد و علم نقد شعر از جملہ صناعات
ہو کہ تعلق بمعارض شعریہ شدہ باشد و چون این معانی مقرر شدہ و تقریر علم عروض شروع کنیم
و بالذاتہ فیقست اور یہ دو بحثیں یعنی علم عروض اور علم قافیہ زبانوں میں مختلف ہیں بسبب
اسباب مذکورہ کے یعنی بہت ثقالت اور سختی کے جیسا کہ بیان اوسکا ہو چکا اور یہ سبب یعنی
کلام اور تخیل اور وزن اور قافیہ تعلق باہیت شعر سے رکھتے ہیں اور علم اقسام اور انواع شعر کا
جیسے مثنوی اور غزل اور قصیدہ اور مسطوط اور قطعہ اور ترجیع بند اور رباعی اور فردا و مستزاد وغیرہ
اور علم صنائع اور بدائع کہ شعر میں آتا ہے اور علم نقد شعر یہ سبب صنعتیں تعلق بمعارض شعر
سے رکھتے ہیں اور جب یہ معانی مقرر ہوئے شروع کرتے ہیں ہم علم عروض میں ح قولہ این
جملہ تعلق باہیت شعر دارد میگویم کہ اگر مراد از جملہ ہمہ علوم سابق الذکر است از لغت و بلاغت
و غیر ہا پس این قول صحیح نیست بلکہ اگر مراد از جملہ علوم مذکورہ علم محاسن و بدائع سخن و علم نقد باہیت شعر
تعلق ندارد بل بمعارض ان کما ہوا نظر و محب است کہ علم صنائع و نقد را اولاً ہم ذکر ساختہ و متعلق
باہیت گفتہ و من بعد ان ہر دور متعلق بمعارض نیز قرار دادہ و اگر مراد از جملہ علوم عروض و قافیہ است
این سخن صحیح است لیکن لغت نیز تعلق باہیت شعر دارد چہ مادہ شعر ہمین الفاظ واقع می شود
و مادہ ہر چیز داخل در ان چیزیں باشد مگر آنکہ گویند چون تعلق عروض و قافیہ باہیت شعر است ہم
از تعلق دیگر ہذا این ہر دور ما با لغت باہیت شعر مخصوص ساختہ تم کلامہ قتال کس قدر مطلب تر
اور مطلب حاشیہ میں منایرت ہے اور قطع نظر اعتراض کہ تم بھی شریک ہے محقق علیہ الرحمہ
نے علم صنائع و نقد کو کہاں باہیت شعر سے کہا ہے ہم فن اول در علم عروض و آن
وہ فصل است **فصل اول** در اشارت باجزای اولی شعر و آن حروف و حرکات است
در علم ایتقان از صناعت موسیقی مقرر شدہ است کہ حدوث اوزان از فقرات متتابع باشد

و از سکونت متناسب کہ میان آن فقرات افتد فن اول علم عروض میں اور وہ دس فصلیں
 ہیں فصل اول اشارت اجزائی اولیٰ شعرین کہ وہ حروف اور حرکات میں پس حروف و حرکات
 شعرین جزو اول ہیں اور جزو ثانی جو اون کے مؤلف ہوئے ہیں جو سبب اور تداور فاصلہ اول و ثانی
 کے ہوگا یہاں بیان حروف و حرکات کا ہے کہ علم القیاع میں فن موسیقی سے یہ بات مقرر ہوئی
 ہے کہ وزن فقرات متتابع اور سکونات متناسب سے پیدا ہوتے ہیں فقرات وہ آوازیں ہیں
 ناخن زدن سے درپے سے پیدا ہون اور سکونات جمع سکون کہ درمیان ان فقرات واقع ہوں
 اور متناسب یعنی زمانہ سکونات کا درمیان میں برابر اور ہم مقدار ہو پس یہ پہلے درپے ہو کر چلتا
 اور متناسب ہونا سکونات کا شعرین وزن ہے اور موسیقی میں القیاع اور علم القیاع ایک علم
 ہے کہ اوس میں آواز ہائے عروضۃ الحركات والسکنات سے بحث کرتے ہیں اور موسیقی
 نام علم سرود ہے اور یہ لغت سریانی ہے اور کبھی بخد فہارم کہ یا تختانی سے استعمال کرتے
 ہیں اور موسیقی کہتے ہیں بہار عجم اور مصطلحات سے اور زبان یونانی میں یعنی سخن ہے
 اور ابتدا موسیقی کی حکیم فیساغورس سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آواز مرغ ققنس سے کہ
 اوسکو موسیقار بھی کہتے ہیں حکمائے استخراج کیا ہے کذا فی الغیاث اور فقرات جمع فقرہ
 بمعنی ناخن زدن چوب وغیرہ پر کہ اوس سے آواز نکلی اور فقر ہفتع بمعنی انگشتک زدن سے
 منتخب سے ہم و چون خواہند کہ ازان عبارت کنند یا زانی فقرات حروف متحرک ایراد کنند
 خاصہ حرف ہائے کہ از اطلاق نفس از مخرج آن حرف بعد از ہر س تمام حادث شود مانند
 وطات جو چاہیں کہ اون فقرات متتابع اور سکونات متناسب سے عبارت کریں بمقتاب
 فقرات کے حروف متحرک لاین علی الخصوص وہ حرف کہ اپنے مخرج سے بدکشش کثیرہ کے
 پیدا ہون مثل تے اور طوے کے کہ ان میں تحریک زیادہ ہے ازاء بکسر اول بمعنی مقابلہ
 و برابر کشف او کنز سے اور ایراد بکسر اول بمعنی فرو آوردن صراح اور منتخب سے اور اطلاق
 بالکسر بدان کرنا اور وہ ہا کرنا قید سے کنز اور منتخب سے اور نفس بفتح نون اور وہ جذب نسیم سے
 راہ بینی سے یا مونہ سے واسطے ترویج قلب اور دفع بنجار کے اور پھر اوسی راہ سے نکلتا اور کا
 اور یہ اندر جانا اور باہر آنا دم کا ایک نفس ہے ہم بازاء سکونات حروف ساکن خاصہ حروف

نغمہ دا پنچہ محفل درازی و کوتاہی زمان سکون تواند بود مثلاً گویند ثن ثن ت اور بقا بے سکنا
 کے حروف ساکن لائین علی الخصوص حروف غنہ وغیرہ جمین احتمال درازی اور کوتاہی زمانہ سکون
 کا ہو سکتا ہے یعنی زمانہ سکون کو او سین چاہین ورا کرین چاہین کوتاہ مثلاً کمین ثن ثن پس
 لفظ ثن ثن میں دونوں حروف تا بجائے فقرات آو دو نون نون بجائے سکنا ت ہیں نغمہ بالضم
 و تشدید نون آواز بینی غیاث سے اور حرف نغمہ جو فیثوم سے نکلتے ہیں مثل نون اور میم ساکن کے
 کہ اون میں احتمال درازی اور کوتاہی زمانہ سکون کا ہے ہم اما در فن شعر حرف متحرک ازہر جنس کہ
 باشد بجای فقرات باشد و حروف ساکن بجای سکنا ت و اما وزن شعر میں حرف متحرک
 جسطرح کے ہوں مضموم خواہ مفتوح خواہ کسور بجای فقرات ہیں اور حرف ساکن بجای سکنا ت
 ہم دور علوم دیگر تقریر کردہ اند کہ حروف در اصل دو نوع است یکی مصوت و یکی مصمت و مصوت
 یا مقصور است یا محدود و مقصور حرکات باشد مانند ضمہ و فتحہ و کسرہ و محدود حروف مدکہ اخوات آن
 حرکات باشد چہ ہر یک از اشباع یکے از ان حرکات تولد کند و حروف مصمت باقی حروف است
 ت اور علوم دیگر تین یون کہا ہے کہ حرف اصل میں دو طرح پر ہیں مصوت اور مصمت اور
 مصوت کی بھی دو قسم ہیں مقصور اور محدود پس مصوت مقصور حرکات کو کہتے ہیں یعنی زبر زیر
 پیش اور مصوت محدود حروف مد کو کہتے ہیں کہ اخوات اونکے حرکات ہیں کسوا سطر کہ اشباع
 ضمہ سے واو اور اشباع فتحہ سے الف اور اشباع کسرہ سے یے پیدا ہوتی ہے اور سوا انکے
 سب حرف مصمت ہیں پس مصوت بتشدید و کسرہ واو یعنی آواز دہندہ اور ظاہر ہے کہ آواز لفظ
 میں حرکات حروف سے پیدا ہوتی ہے اور مصمت بضم میم اور سکون صاد و فتح میم دوم اور تا
 فوقانی اگندہ میان خلاف مجوف متغلب و مشرح لصاب اور کنز سے کذا فی الغیاث اور بسبب
 استقام اور استقلال سکے کہ حروف مصوت سے انہیں زیادہ ہے مصمت نام رکھا اور حروف مدہ
 حروف علت ہیں کہ خود ساکن اور حرکت ماقبل موافق ہو جیسے دان اور دین اور دون پس اگر
 خود متحرک ہوں جیسے سور اور سیر جمع صورت اور سیرت کی با حرکت ماقبل کی موافق نہو جیسے دور
 بمعنی گردش اور دیر بمعنی تجانہ حروف مد نہونگے اور اخوات جمع اخت مراد مناسبت ہے اس واسطے
 کہ بھائی بہن میں لامحالہ مناسبت ہوتی ہے اور ان حروف اور ان حرکات میں بھی مناسبت ہے

کہ او نہیں سے پیدا ہوتی ہیں بشباع ہم دو او والف دیا ہر ایک با شترک برو و حرف است
کے مصوت کہ حرف مد کو رست و آن حرف جزا کن تو اند بود و دیگر مصمت کہ ہم متحرک بود و ہم
ساکن اما در او و یا طاہرست و اما در الف مصمت را ہمزہ نیز خوانند و او و او و الف اور یا ہر ایک
با شترک حرکت دو قسم پر ہیں ایک مصوت کہ حرف مد ہیں اور وہ سوا ساکن کے نہیں ہو سکتے
دوم مصمت کہ متحرک بھی ہوتے ہیں اور ساکن بھی لیکن او او یا بین تحرک اور سکون ظاہر ہے
کہ الف میں مشکل پس اس جگہ الف مصمت کو ہمزہ کہیں گے حاصل مطلب یہ کہ الف اور او اور یے
دو طرح پر ہیں مصوت اور مصمت پس مصوت جسکو حمد وہ کہتے ہیں جیسے نو اور دو اور میر اور پیر
اور دار اور زار یہ سوا ساکن کے نہیں ہوتے اور مصمت وہ بھی دو طرح پر ہیں ساکن اور متحرک
پس مصمت ساکن جیسے یوم اور ویل کہ سبب عدم مناسبت حرکت ماقبل کے غیر مدہ ہیں
اور مصمت ساکن ہیں اور ماقبل الف ہمیشہ فتح ہوتا ہے غیر مدہ ممکن نہیں اور مصمت متحرک و او جیسے
ولد و لہ ان و دو و او رے جیسے یسر یسا رعالیش اور الف میں مشکل ہے کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا
پس اگر متحرک ہوگا و سکو ہمزہ کہیں گے الف نہ کہیں گے اصل میں اولفت میں معنی الف کے
یون لکھے ہیں کہ الف بفتح اول و کسر لام معنی مرد جو او و سخی اور بقوے مرد نے زن او نام ایک
حرف کا حرف تہجی سے اور وہ ایک خط استقیم ہے کہ در میان لفظ کے یا آخر لفظ میں ساکن
واقع ہوتا ہے بے ضبط زبان اور اگر وہ خط مستقیم ابتدا سے لفظ میں متحرک ہو یا در میان یا آخر
میں بضبط زبان واقع ہو و سکو ہمزہ کہتے ہیں مگر عرف اور محاورہ عربی اور فارسی میں ساکن اور
متحرک دونوں کو الف کہتے ہیں کذا فی الغیاث ہم و جوف مصمت تنہا ابتداء تو ان کہ وہ مگر بعد از انکہ
حرف مصوت مقابل او شود و مجموع را حرف متحرک خوانند و او حرف مصمت سے ابتدا
کلام نہیں ہو سکتی اسوا سے کہ ابتدا سکون محال ہے مگر آنکہ ایک حرف مصوت یعنی حرف مقصود
جسکو حرکت کہتے ہیں اس سے ملے او مجموع کو یعنی اس حرف اور حرکت کو حرف متحرک کہتے
ہیں ہم پس اگر مصوت مقصود باشد حرف متحرک را یک حرف بیش نشمرند و آنرا مقطع مقصود خوانند مانند
چت پس جو مصمت سے ملے وہ اگر مصوت مقصود ہو یعنی حرکت اس صورت میں حرف متحرک کو
زیادہ ایک حرف سے گنیں گے اور او سکو مقطع مقصود کہیں گے مانند چ کے یعنی جب مصوت مصمت

سے ملے اور سکی دو صورتیں ہیں ایک مقصور و دوسرا ممد و نہیں جب مصمت مقصور سے ملے گا
 ایک گنا جائے گا جیسے کہ اس میں ایک حرف متحرک ہے اور حرف الف فقط واسطے انما حرکت
 کے ہے نہ شمار حرف میں اور جب ممد سے ملے گا دو حرف ہونگے بیان اس کا آگے ہے ممد و اگر
 ممد و باشد مقدار فضل ممد و برابر مقصور حرفی ساکن شمرند و مجموع را حرفی متحرک و حرفی ساکن شمرند
 و آن را مقطع ممد و خوانند و حرف مصمت کہ از مصوت مجرب باشد ہم ساکن شمرند و اگر ممد و
 یعنی حرف مصمت حرف مد سے ملے مقدار فضل ممد و کو ایک حرف ساکن گنتے ہیں اور مجموع کو
 ایک حرف متحرک اور ایک حرف ساکن کہتے ہیں پس تحقیق میں یہ حرف تین ہوئی ایک مصمت
 اور ایک مصوت حرکت مقصور کہ وہ بجائے ایک حرف متحرک کے ہے تیسرا ساکن جو شباع سے پیدا ہوا ہے
 اور مجموع کو مقطع ممد و کہتے ہیں جیسے اا و ای کہ حرف مدہ میں اور جو حرف مصمت کہ مصوت سے
 خالی ہو وہ بھی ساکن ہے کس واسطے کہ حروف بدون حرکات کے پڑے نہیں جاتے ممد و چون تحقیق
 حروف متحرک و ساکن کردہ شد گوئیم کہ در زبان عربی حروف مصمت بہشت و ہشت است و حروف مصوت
 شش تہ مقصور کہ آزا حرکات سے گنگویند و از حروف نمی شمرند و ممد و کہ آزا حروف مد خوانند
 است اور جب تحقیقات حروف متحرک اور حروف ساکن کی ہو چکی اب کہتے ہیں ہم کہ عربی میں حروف
 مصمت اٹھائیس ہیں اور حروف مصوت چہ تین و انہیں مقصور ضمہ فتح کسر کہ شمار حرف میں نہیں
 ہیں اور تین ممد و کہ انکو حروف مد کہتے ہیں یعنی الف و و و ا و او و یا حرکت ماقبل ہوا فتح پس اگر
 مد نہوں وہ بھی شامل مصمت ہیں اور الف اگر ساکن ہو گا مدہ ہو گا اور اگر متحرک ہو گا او سکو ہمزہ کہیں گے
 مگر حرف واحد ہے بحالت سکون مصوت اور بحالت تحریک داخل مصمت نہ خارج اٹھائیس جو جیسا کہ
 صاحب حاشیہ نے گمان کیا ہے حق قولہ بہشت و ہشت حروف بہت باید دانست کہ ہر حرفی بحالت و
 حرف بہت لیکن چون مصنف علامہ دینجا کلام در حروف مصمت ساخته و الف مصمت نہایت مگر بعد
 از انکہ ہمزہ گرد و پس الف را از انہا ساقط ساخته آئے ہاں ہمزہ را گاہی مجازاً الف گویند و ازین امر
 خارج شدن الف از حروف علی الاطلاق لازم نمی آید و داخل است در مصوتہ نم کلامہ ہم دور زبان پاک
 از جملہ حروف بہشت و ہشت نہ مصمت بہشت حرف ساقط باشد و آن ثا و حا و صا و ضا و ط و ظ و عین
 و قاف است و پنج حرف مصمت دیگر درین لغت زیادت شود و آن با و جیم و ذ و او و گ و ہست

اور پارسی میں ان اٹھائیس حروف بصمت سے آٹھ حروف ساقط ہیں مگر اور صداد اور فساد اور
ملوے اور زلوے اور عین اور قاف مشہور بہت حروف ست آنکہ ناید در زبان فارسی بدنا و حا و صا و ضا و
طا و ظا و عین و قاف چہ اور سبب یہ ہے کہ زبان فارسی میں یہ حروف مخارج سے ادا نہیں ہو سکتے
اور پانچ حروف بصمت فارسی میں زیادہ ہیں وہ بے اوچیم یعنی چے اور ژے اور تے اور گاف ہر
انہیں چار حروف مشہور ہیں اور ٹھے کہ اکثر نے اسکو بھی داخل کیا ہے حاشیہ میں لہجہ اوسکا در میان بار
فارسی اور فا کے لکھا ہے اور شرح میں لہجہ اوسکا در میان فا و او لکھا ہے الا حق یہ کہ لہجہ اوسکا
سوار باندانان فارس کے غیر سے ادا نہیں ہو سکتا م دو حروف مصوت ممد و دکہ یکی ازان حرفی است
کہ میانہ ضمیر و فتحی باشد چنانکہ در لفظ شور افتد کہ تازی مالح باشد دیگر حرفی کہ میان کسرہ و فتحی باشد
چنانکہ در لفظ شیر افتد کہ تازی اسد باشد و این حرف تازی نیز کجا دارند و آن را مالہ خوانند اما
از اصل لغت فہرست اور دو حروف مصوت ممد و دکہ انہیں سے ایک حرف ہو کہ در میان ٹھے
اور فتحی کے واقع ہوتا ہے جیسا کہ لفظ شور میں کہ تازی میں اوسکو مالح کہتے ہیں اور دوسرا حرف
در میان کسرے اور فتحی کے واقع ہوتا ہے جیسا کہ لفظ شیر میں کہ تازی میں اوسکو اسد کہتے ہیں
اور یہ حرف تازی میں بھی مستعمل ہے اوسکو مالہ کہتے ہیں مگر اصل لغت سے نہیں جانتے مطلب یہ
کہ جب وا و او و یا مدہ واقع ہوں اور حرکت ماقبل کو پیر پڑھیں اوسکو معروف کہیں گے یہ عربی
اور فارسی دونوں زبانوں میں واقع ہوتی ہیں جیسا کہ لفظ شوری یعنی شورہ اور لفظ شیر میں جو دودہ
کے معنی پر ہے اور جب اوس حرکت کو پیر پڑھیں اوسکو مجهول کہیں گے یہ فارسی سن واقع
ہوتا ہے جیسا کہ لفظ شور میں یعنی ٹھیکیں اور لفظ شیر میں یعنی اسد مگر ایسی صورت یا ئی تازی میں
بھی ہے اوسکو مالہ کہتے ہیں جیسا کہ رکاب سے رکب اور حساب سے حبیب لیکن یہ اصل
لغت میں نہیں ہے بلکہ تصرف ہے ہم و از قبیل این دو حرف حرفی ثالث باشد میان ضمیر و کسرہ
کہ در دیگر لغت ہا بکار دارند و در تازی در لفظ قیل و امثال آن استعمال کنند و گویند کسرہ بست
باشما مضمہ ما و فارسی ہیقتہ اور متن قبیل ان دو حرفوں کو حرف تیسرا بھی ہے در میان
ضمیر و کسرے کے کہ اور زبانوں میں مستعمل ہے مثل سنس کرت کے اور بزبان تازی لفظ
قیل میں اور اوسکی امثال میں مثل بیع کے استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسرہ ہو اور

بوضوح کی دیتا ہے ہم و حرفہائی دیگر باشد کہ ہم از ترکیب دو حرف حادث باشد مثلاً چنانکہ از ترکیب کی
از حرف مد با غنہ نون در لفظ دون و دان و دین باشد و امثال این افتد کہ بروزن دو و دو و دی باشد
ست اورا و حرف ہین کہ ترکیب دو حرف سے پیدا ہوتے ہین جیسا کہ ایک حرف مد کی ترکیب
سے ساتھ نغنے کے نون پیدا ہوتا ہے لفظ دون اور دان اور دین مین اورا و سکی امثال مین جیسے
خوان اور زین اور زبان مین کہ بروزن دو اور دو و دی اور تو اور زمی اور زبان مین اور افتد عبارت
مین بمعنی واقع شود ہے ہم و چنانکہ از ترکیب کی از حرف فی کہ مخجج آن آخر کام باشد با حرف واو باشد
در لفظ خوش و در بعضی لغات عجم در لفظ درغوش کہ بجای درویش گویند در لفظ کونس کہ بجای
بس گویند واقع باشد و دلیل برانکہ ہر کی ازین حرفہائیکہ ہست آنست کہ در وزن سبائی یک حرف ہست
مثل خوان کہ در کتابت مشتمل بر چار حرف ہست و در لفظ مرکب از دو حرف ہست چہ بروزن خاصست
ست اور جیسا کہ ترکیب ایک حرف سے منجملہ حرف کہ مخجج او لکا آخر کام ہے ساتھ حرف دو
کے لفظ خوش مین اور بیچ بعضی لغات عجم کے لفظ درغوش مین کہ بجای درویش کہتے ہین
اور لفظ کونس مین کہ بجای بس کہتے ہین واقع ہوتا ہے اور دلیل اس بات پر کہ ہر ایک ان دونوں
حرفوں سے ایک حرف ہے یہ ہے کہ وزن مین بجای یک حرف ہے مثل لفظ خوان کے کہ کتابت مین
مشتمل چار حرف ہے اور ہونے مین مرکب دو حرفوں سے اس واسطے کہ بروزن خاصہ مطلب یہ کہ
جب یہ نہ اور غین کہ مخجج انکا شروع حلق ہوا و رکاف کہ مخجج اسکا آخر کام ہے اور شروع
حلق اور آخر کام مین چندان فرق نہیں جب ساتھ واو کے ترکیب پائین گے ایک حرف شمار کی جائیگا
اوراوس واو کو و او محدود کہین گے اوراوس حرکت کو فتحہ مائل بضمہ مثل خود او و خود اور خوارزم اور
خواجہ اور خواست وغیرہ کی اور طمہ مائل بکسر و درغوش مین لہذا قافیہ خود ساتھ شد اور مد دونوں کے
درست سے ح آخر کام یعنی حرف حلق ہر چند امثلہ مین لفظ کونس بھی شامل ہے اور رکاف حرف حلق
نہین ہے اور اوی جگہ با حرف واو باشد گویا حرف واو باشد کھیا ہے اور خیال معنی کا نہیں کیا ہوا
ہم و چنانہ حرکتی باشد از ترکیب و حرکت چنانکہ حرکت حرف مرکب در خوش کہ مرکب از ضمہ و فتحہ ہست
و حرکت حرف مرکب در درغوش کہ مرکب از ضمہ و کسر ہست و دلیل برانکہ ہر یکے ازین حرکت ایک حرکت ہست
آنست کہ یک حرف را یک حرکت بیش نتواند بود و اسطرع ایک حرکت ہر کہ ترکیب و حرکت

پیدا ہوتی ہے جیسا کہ حرکت حرف مرکب کی لفظ خوش میں کہ وہ حرکت مرکب ضمیٰ اور فتح سے ہے
 اور حرکت حرف مرکب کی دو غولیش میں کہ مرکب ضمیٰ اور کسر سے ہے اور دلیل اس بات پر کہ ہر ایک
 ان حرکتوں سے ایک حرکت ہے یہ ہے کہ ایک حرف پر ایک حرکت سے زیادہ نہیں ہو سکتے کیونکہ
 وہ حرف یا مفرد ہم دور پارسی حرکتی دیگر است کہ آواز پہنچ کہ ام ازین حرکات سے گانہ یعنی ضمہ و فتح و کسرہ
 نسبت نوان کرد و آواز حرکت مجہول و حرکت مختلہ خوانند مانند حرکت حرف ر اور لفظ پارسی کہ بروزن
 فاعلن بہت و باشد کہ این حرکت در ابتدای کلمات افتد و اگر کسی آواز از قبیل حرکات نشد بسبب آنکہ
 یکی از حرکات مذکور منسوب نیست با او و عبارت مضائقہ نیست اما در شعر آواز از قبیل حرکات با تہم
 بدیل وزن است اور پارسی میں ایک حرکت اور سے کہ او سکو حرکات سے گانہ سے یعنی ضمیٰ فتح
 کسر سے نسبت نہیں دے سکتے او سکو حرکت مجہولہ اور حرکت مختلہ یعنی ربودہ کہتے ہیں مثل حرکت
 حرف ر کی لفظ فارسی میں کہ بروزن فاعلن ہے اور کبھی یہ حرکت ابتدائے کلمات میں آتی ہے اور
 اگر کوئی او سکو من قبیل حرکات شمار نہ کرے اس سبب سے کہ ساتھ کسی حرکات سے گانہ کے منسوب
 نہیں ہے پس اگر وہ عبارت یعنی تلفظ میں کہ مضائقہ نہیں ہے ورنہ شعرین یعنی تقطیع میں او سکو
 من قبیل حرکات شمار کیا چاہیے بدیل وزن کہ وزن میں وہ حرف کہ جس پر یہ حرکت ہوتی ہے
 متحرک واقع ہوتا ہے جیسے کہ اسے لفظ پارسی بجائے عین متحرک فاعلن ہے اور اختلاس کے
 معنی سابق میں لکھے گئے ہیں اور ابتدائین واقع ہونا حرکت مختلہ کا مثل ابتدا بسکون ہے کہ البتہ
 او ہونا او سکا زباندانوں سے ممکن ہے ہم و غرض ازین تفصیل آنست کہ تا بر حروف مفردہ و مرکبہ
 فرق میان ہر دو و بر حروف متحرک و ساکن و فرق میان ہر دو و قوف افتد و معلوم گردد کہ حرکت حرف
 بمشایہ الضمام حرفیست با او است اور غرض اس تفصیل سے وہ ہے کہ لوگ حروف مفردہ اور حروف مرکبہ
 سمجھیں اور ان دونوں میں فرق جانیں اور حروف متحرک اور حروف ساکن کو سمجھیں اور ان دونوں میں
 فرق جانیں اور معلوم کریں کہ حرکت حرف کی بمنزلہ ملنے ایک حرف کے اس حرف سے ہے و قوف
 بیضتین جاننا اور آگاہی اور استادہ ہونا کشف اور منتخب اور لطائف اور صراح سے کذلک فی الغیث
 پس مطلب حروف مرکبہ سے یہ ہے کہ کتابت میں دو حرف ہوں اور تقطیع میں ایک حرف
 جیسا کہ لفظ خود اور خوش میں اور مفرد وہ حرف ہر جو ایسا نوح متن حرف مرکبہ پر یہ عبارت

کھنسی ہے کہ مثل شور و شیر و درغوش وغیرہ کہ لفظی مثل درماست گذشت جانتا چاہیے کہ شور اور شیر
 میں حرف مرکب کمان ہے ہم و با ستر مقصود شویم گوئیم اصناف حرکات مذکور در وزن شعر یک حکم
 وارد و حروف کہ اجزای کلمات نمایانتر کند یا ساکن است اور طرف مقصود کے جانین ہم اور کمین ہم
 کہ اصناف حرکات مذکور وزن شعر میں ایک حکم رکھتے ہیں اور حروف کہ اجزا کلمات کے ہیں یا متحرک
 ہوتے ہیں یا ساکن پس اصناف حرکات سے مراد ضمتہ فتحہ کسرہ ہے یعنی مقابل ہوزون جو موزون
 ہو اور سین مطابقت متحرک کی متحرک سے اور ساکن کی ساکن سے چاہیے نہ مطابقت ضمتہ کی ضمتہ
 سے اور فتحہ کی فتحہ سے اور کسرے کی کسرے سے یا اصناف حرکات سے مراد مفردہ اور مرکبہ
 اور مختلفہ اور تمامہ میں یہ بھی وزن میں ایک حکم رکھتے ہیں ہم و بر عروضی نیست کہ ماہیات حروف
 و حرکات اعداد بشناسد و بر اصناف ان ہر یک وقوف یا بدھ آن کار لغوی است انچہ اور اضروی است
 آنست کہ میان حرف مفرد یا انچہ بجای مفرد باشد از حرکات و میان حروف مؤلف فرق کند و همچنین بیان
 حرف متحرک و حرف ساکن فرق کند اور عروضی پر واجب نہیں ہے کہ حقیقت حروف اور حرکات
 اور ان کے اعداد کو جائے کہ اصل میں لفظ کیا تھا اور بعد تعلیل کے کیا ہوا اور اسکے اصناف سے
 واقف ہو کہ یہ مہموز ہے اور یہ معتل کسوا سٹے کہ وہ کمال لغت کا ہے جو کچھ کہ عروضی کو ضرور ہے
 یہ ہے کہ در میان حرف مفرد کے جیسے شین لفظ شد میں یا جو کچھ کہ بجائے مفرد ہو مرکبات سے
 جیسے خاودا و لفظ خود اور خوش میں اور در میان حروف مؤلف کے جیسے الف لفظ آمد میں اور را
 لفظ فرخ میں کہ کتابت میں ایک حرف ہے اور وزن میں دو فرق کرے اور اس طرح در میان حروف
 متحرک اور حروف ساکن کے فرق جائے ہم و علامات حروف و حرکات در وضع کتابت مختلف باشد
 تا میان حروف مختلف و حرکات مختلف تمیز کنند و علامت سکون کی چہ سکون بیک صفت بیش نیست
 و اگر چہ اسباب ان مختلف است اما نزدیک عروضیان حرف متحرک را مطلقاً ایک علامت است چہ
 عروضی را با تمیز میان حروف مختلف و حرکات کاری نیست و ان علامت دائرہ خرد باشد بدین شکل
 و حرف ساکن را ایک علامت و آن خطی خرد مستقیم باشد بدین شکل و الداعلم است اور نشان
 اولفتش حروف اور حرکات کی کتابت میں مختلف ہیں اسوا سٹے کہ حروف مختلف اور حرکات مختلف
 میں تمیز پیدا ہوا اور علامت سکون کی ایک ہی ہے سب کے نزدیک اسلیمہ کہ سکون ایک ہی طرح ہر

ہوتا ہے اگرچہ سب سکون کے مختلف ہیں کہ کبھی سکون وقت سے اور کبھی نصف اور تھیل صرفی سے اور کبھی بنظر وضع لغوی ہوتا ہے لیکن نزدیک عروضیوں کے حرف متحرک کی مطلقاً ایک علامت ہے اس واسطے کہ عروضی کو اختلاف حروف و حرکات سے کام نہیں اور وہ علامت متحرک کی دائرہ چوٹا ہے اس شکل پرہ اور حرف ساکن کی ایک علامت ہے اور وہ خط چھوٹا مستقیم ہے اس شکل پرہ والد علم جنانا چاہیے کہ الف کو علامت سکون اس واسطے مقرر کیا کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور اسے ہوز کو علامت متحرک اس واسطے ٹھہرایا ہے کہ ہوز زبان عرب اور فارسی میں علامت متحرک ہے عربی میں کہا قال اللہ تعالیٰ یا اعمنی اعمنی بالیہ ہاک غنی سلطانہ نہیں یہ ہے علامت فتح باقیل ہے اور خود حالت وقت میں اور فارسی میں جیسے رسمہ اور ہمہ اور کہہ اور چہ میں کہ ہے محض برای اظہار حرکت ہے اور لفظ میں داخل نہیں جس جگہ اشباع نہوا اور بعضے رسالوں میں علامت متحرک شکل میم بھی ہے کہ خط نسخ میں سر میم بشکل صفر میا تہ تھی لکھا جاتا ہے **فصل** دوم در کیفیت اعتبار حرف متحرک و ساکن در شعر و اشارت بہ تقطیع شعر در فصل گذشتہ معلوم شد کہ اجزای اولی شعر متحرک و ساکن بہت اکثرون گوئیم کہ مراد درین موضع از حروف متحرک و ساکن حروف ملفوظ بہت نہ حروف مکتوب و بسیا حروف بہت کہ مکتوب بہت و ملفوظ نیست مانند الف در کتابت تازی کہ بعد از او او نویسد و او کہ در آخر اسم عمر و نویسند و ہمزہ وصل کہ در اثنای کلمات متصل یکدیگر گشتہ و الف در آخر لفظ انا در غیر حالت وقت و در پارسی مانند او عطف کہ در میان دو کلمہ نویسند و حرف یا و ہا کہ در آخر کے وچہ نہ نویسند و او در آخر و دو تو و امثال آن **فصل** دوسری بیچ کیفیت اعتبار حرف متحرک و ساکن شعر میں اور تقطیع شعر میں فصل گذشتہ سے معلوم ہوا کہ پہلے اجزا شعر کے حرف متحرک اور حروف ساکن ہیں اب کہتے ہیں ہم کہ اس جگہ مراد حروف متحرک اور حروف ساکن سے حروف ملفوظ ہیں نہ حروف مکتوب اور بہت سی حروف ہیں مکتوب ہیں ملفوظ نہیں مانند الف کہ کتابت تازی میں کہ بعد از او آموا کے لکھتے ہیں او یا بخند او کے کہ آخر لفظ عمر و میں لکھتے ہیں اور مانند ہمزہ وصل کہ در میان کلمات متصل یکدیگر واقع ہوتا ہے اور مانند الف کے آخر لفظ انا میں جب موقوف نہوا اور فارسی میں مانند او عطف کے کہ در میان دو کلموں کے لکھتے ہیں اور مانند یا اور ہا کے کہ آخر کی اور چہ اور نہ میں لکھتے ہیں اور مانند او کے کہ آخر دو تو وغیرہ میں

لکھتے ہیں جانا چاہیے کہ عربیوں کو لفظ عربی میں اور جنون سے کام ہے جو لفظ میں آئے ہیں
 صرف مکتوبی غیر لفظی سے علاوہ نہیں ہیں وہ مکتوبی غیر لفظی عربی میں مثل الف آخر انما کہ ہے
 اور اس الف کو اس واسطے لکھتے ہیں کہ تارق ہو در میان و اوج اور و اعطت کے اور جس جگہ
 صیغہ میں ملا ہوا ہوتا ہے وہاں اگرچہ خیال التباس نہیں مگر طرہ التباس لکھتے ہیں پس داو ملا ہوا صیغہ
 میں جیسے آمنوا میں اور علاحدہ جیسے فاعلہ و امین اور مکتوبی غیر لفظی عربی میں داو آخر لفظ عمرو
 اور وجہ اس داو کے لکھنے کی یہ ہے تاہم عمر منصرف عمر بضم عین و نفع بیہم جو غیر منفرد ہوا اس سے
 متبیس ہو اور مکتوبی غیر لفظی عربی میں ہمزہ وصل ہے کہ در میان کلمات کے واقع ہوتا ہے
 جیسے و اقلوہم میں اور مکتوبی غیر لفظی عربی میں الف آخر لفظ انا ہے غیر حالت و قف میں جیسے
 نظیری کتاب ہے مصرع بدعی انا صدیق اکبر آوردہ اور حالت و قف میں یہ الف ملحوظ ہوگا
 اور فارسی میں مکتوبی غیر لفظی داو و عطف کا ہے در میان دو کلموں کے جیسے آمد و شد اس مصرع میں
 مصرع کو چار میں رفت آمد و شد رہتی ہے اور یا اور ہا لفظ کی اور چہ اور نہ میں شاید زمانہ قدیم میں
 کتابت اس کاف کی بصورت کے تھی ورنہ اس زمانے میں کوئی اس طرح نہیں لکھتا اور و لفظ داو
 تو میں جیسا خواجہ حافظ نے کہا ہے مشعر صبا بہ لطف بگو آن غزال رعنا را کہ کہ سر کوبہ بیابان
 تو دادہ مارا چہم و چمنیں بسیار حرف است کہ ملحوظ است و مکتوب نیست مانند و اولہ و یکا و پرتمازی و
 اللہ و سموات و ہمزہ جبریل و تنوینات و تشدیدات چہ حرف مشد و مرکب از دو حرف باشد اول ساکن
 دوم متحرک و در پارسی مانند الف در آب آس و تشدید از ہ و ت اور سیطرہ بہت سے حرف
 ہیں کہ ملحوظ ہونے ہیں مکتوب نہیں ہوتے ہیں مانند و اولہ اور یاے ہر کے عربی میں بیان تک
 کہ خاقانی نے تحفۃ العراقیہ میں قافیہ کیا ہے مشعر کردلو انصب در یوان ہو بہ تحت لوا آدم
 امن دوئم و اور الف اللہ کا بعد لام کے اور الف سموات کا بعد بیہم کے اور ہمزہ جبریل کا
 اور کتابت جبریل کی یون ہی صحیح ہے ہر چند بعضے ایک شوشہ بڑا کر لکھتے ہیں اور تنوینات اور
 تشدیدات اس واسطے کہ حرف مشد و مرکب از دو حرف سے ہوتا ہے اول ساکن دوسرا متحرک اور
 نون تنوین بحقیقت حرف جداگانہ ہے اور پارسی میں مانند الف ممدودہ کے لفظ آب اور آس
 میں اور مانند حرف مشد کے آسے میں کہ ان سبب میں ایک حرف لکھا جاتا ہے اور دو حرف

لفظ ہوتے ہیں ہم و بد انکہ تشدید پارسہ در دو موضع آورند یکی در اصل کلمہ چنانکہ در لفظ غرندہ و برکت
گویند و دیگر آنکہ میان دو کلمہ افتد چنانکہ در حرف اول از معطوف یا مضاف الیہ یا کلمہ کہ بامی امر و نیم نمی
بر دو سابق بود چنانکہ در لفظ کہن و مکن یا حرفی بروی سابق بود کہ در لفظ نیاید مانند واو و و و و وای
سہ و نہ و کہ و و و و لالہ و پردہ و غیر امثال این مواضع تشدید بیج بود و در بیج کدام ازین مواضع تشدید
واجب نبود اگر بیارند ہم روا بود و بیجا چندان کہ در لغت پارسہ تشدید کمتر آوردند بہتر باشد چہ تشدید
در ان لغت اصلی نیست و چون غرق میان حروف لفظ و مکتوب ظاہر شد اجزای شعر معین گشت
ت اور معلوم ہوا کہ تشدید پارسہ بین دو جگہ لاتے ہیں ایک اصلی کلمہ بین جیسا کہ لفظ غرندہ
اور بر ان میں کہتے ہیں مثال لفظ غرندہ کے نظامی کتاب ہے شعر بتیرہ بغرین آمد جو ابرہ
بغزید ہر سو چو بانگ ہنر بر بہ بنیرہ بر وزن کبیرہ یعنی نقارہ ہر ان کی مثال لفظ بران کی نظامی
کتاب ہے شعر کے بالفرد مود تازان گروہ بہرید سر ہجو یکبارہ کوہ اسی طرح ہی تشدید لفظ پرین
کی نظامی کتاب ہے شعر جو بران شود نامہ اسوی مرد من آن نامہ را بر کشایم نوردہ اور اس طرح
ہی تشدید لفظ دریدن کی نظامی کتاب ہے شعر بدید خفتان زہ پارہ کردہ عمل ہیں کہ فواد
بانارہ گردہ دوسری تشدید و کمون کے در میان میں لاتے ہیں جیسا کہ حرف اول میں معطوف
وہ معطوف علیہ کا آخر حرف ٹکھرا حرف غطف سے کچھ کام نہیں جیسے تر و سیم اور د و گوہر اور
چب و راست نظامی کتاب ہے شعر زیر پیرایہ و گوہر تر و سیم بدان جانور داد و نزل عظیمہ اور
خسر و کتاب ہے شعر تختہ آورد ہمہ کرد راست شد و صفت آراستہ از چہ و راستہ اور حرف
اول میں مضاف الیہ سے وہ مضاف کا حرف آخر ٹکھرا جیسے در سخن اور سیم ہاں اور نجم کنند
نظامی کتاب ہے شعر نخل زبان را رطب نوش دادہ در سخن را صدف گوش دادہ اور نظامی کتاب ہے
شعر زیر ستم ستوران در ان میں دشت زمین شنش شد و آسمان گشت بہشتہ اور نظامی
کتاب ہے شعر بہ نیروی بازو نجم کندہ در آورد گردن کشان را بہ بندہ اور بہ طرح صفت موصوف
میں سعدی کتاب ہے شعر و جو بروم و انما مثال زیر طلاست کہ ہر کجا کہ رود قدر قیمتش مانند
اشرف کتاب ہے شعر در فراقت بسکہ می دزدوم بخود نور نظر اشک از چشمم چو بہ شیراغ آید
برون باوہ کلمہ کہ بے امر کے اور نیم نمی کا اوس پر جو دان بھی تشدید آجاتی ہے جیسا کہ لفظ

بکن وکن میں مثال اوسکی یہ بیت ہے شجر بکن وکن اسی بت خوشخرام باہمن دم و برغیم
 لطف دوام یہ بکنی دو کونکی مثال ہے یا ایسا حرف اوس کلمے سلیق ہو کہ لفظ میں نہ آئے
 مانند واو کے دو اور تو میں اور مانند کے سہ اور نہ اور کہ اور چہ اولاد اور پردہ میں مثال اسکی وہی
 صبح ہے جو محقق علیہ الرحمہ نے دائرہ شبہ میں لکھا ہے صبح بادہ تہن وہ تو تہا ہم یکبار برون
 صبح مستفعل مفعولات بہ تشدید بالفظہ بن اور لفظ تہا میں یہ بکنی دو کونکی مثال ہے
 اور ان مقاموں کی تشدید قبیح ہے اور کسی مقام میں ان مقاموں سے تشدید واجب نہیں ہے
 اگر لائین لوتروا ہے اور بالجملہ تشدید جتنی فارسی میں کمتر لائین بہتر ہے اسواسطے کہ تشدید
 فارسی میں اصلی نہیں ہے اور جب فرق در میان حرف لفظ اور مکتوب کے معلوم ہوا جہاں شعر
 معین ہوئے تمام ہوا ترجمہ اور مطلب عبارت متن کا آب کہتے ہیں ہم کہ اس جگہ شرح اور حاشیہ
 میں تازہ تازہ مضامین نظر آئے لہذا عبارتیں اونکی بعینہ لکھ دیں کہ ناظرین کے ملاحظہ ہو گز جائیں
 ح زیر لفظ غرندہ اور برآن لکھا ہے کہ ہمچنین در خرم محقق علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ان مقاموں میں
 تشدید چاہیں لائیں چاہیں نہ لائیں پس لفظ خرم بدون تشدید ہمیں دیکھا اور اس عبارت میں
 کہ یا حرفی بروی سابق بود کہ در لفظ نیاید ضمردی کی طرف بامی امر اور میم نہی کی پھیری ہو اور خیال
 معنی کا نہیں کیا ہر چند وہ ضمیر طرف کلمے کے پھرتی ہے اور اس عبارت پر چنانکہ در حرف اول از محطوف
 یا مضاف الیہ یہ حاشیہ لکھا ہے ح قولہ چنانکہ در حرف اول از محطوف یا مضاف الیہ این فائدہ
 در کتابی بنظر فقیر نرسیدہ و مثالش نیز بہت نیادہ ہر کہ برین قانون و مثالش ظفر یا بد در ہواش
 کتاب افزوہ منت بر جان ناتوان نہدا ناشاید مراوش از حرف اول محطوف حرفی قبل از او باشد
 یعنی حرف عطفت و از اول مضاف الیہ جزا و اولش و مثال آرزو و تمنا و زید و اود قرار دادہ آید لیکن
 این معنی ہم فرمیت نہ محقق اور اس عبارت پر کہ یا کلمہ کہ بامی امر و میم نہی برو سابق بود چنانکہ در لفظ
 بکن وکن یہ حاشیہ لکھا ہے ح یعنی در اول کلمہ اش واقع شود بخوبی بکن و حرام محو لیکن محفی
 نہاند کہ تخصیص بامی امر زائد است بل و ساوریش نیز یافتہ میشود مثل شبتو و شباز و اصلہا شب بو
 و شب باز بل در بامی عربی و فارسی ہم ادغام دیدہ شد مثل شبتیر اصلہ شب پرہ بل در غیر ان نیز مثل
 شبتیر اصلہ بدتر مکرانہ و مکرانہ حقیقت تشدید در حرف اول از محطوف یا مضاف الیہ این است

کہ وادعطف راجح اول حروف آخر مضاف الیہ ہمشدید ہمایزند، امثال تشدید و معطوف جن کی
 درین شعر کہ از شنوی بہت ہیئت مرد دانشمند و نادان کی بہت بہ فرق اندر ہر دو ان پس انگشت
 و اما در مضاف الیہ چنانکہ گویند غلام زید بہ تنبع تازی بطریقہ غلام الرجل و بای احمد میمنہی راجح
 مابعد مذم سازند چنانکہ درین شعر ہو کہ کبر کن گرتو ہستی آدمی بہذا کہ شیطان را بود کہ و منی، تم کلام
 پس یہ شعر لطافتِ شنوی سے ہے قابلِ اعتبار نہیں اور اگر ہو تو مثال تشدید در میان کلمہ کے ہے
 ہم و از فصل گذشتہ معلوم شدہ است کہ حرف مرکب اردو حرف ریکی بیش نباید گرفت اور
 فصل گذشتہ سے معلوم ہوا ہے کہ حرف مرکب دو حرفی مخلوط التلفظ کو مثل خود اور مثل درغولیش اکحرف
 سے زیادہ نہ لیا چاہیے ہم و بدانکہ اول شعر حرفی ساکن نہ تواند بود بہ ابتدا الساکن مجتنع یا متعذر بود
 ت اور جان تو کہ ابتدا شعر کے حرف ساکن سے نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ ابتدا البسکون زبان
 و عجم میں بالاتفاق محال ہے کہتے ہیں کہ لغت سنس کرت او شیشہ اور انگریزی میں ابتدا البسکون
 ہے پس جب اہل عرب و عجم اون زبانوں میں کلام کرینگے اور کرنا اونکے لہجے کا انسے متعذر ہوگا
 اور متعذر کہسے ذال مجہ مشدد یعنی دشوار ہے منتخب و رکع اور غیاث سے ہم و در میان شعر
 زیادت از یک ساکن یافتہ ہر حرف ساکن چون متوالی شود سخن را از یکد گیر بریدہ گردانند
 و وزن باطل شود و نیز در نطق آوردن آن در اثنا ی سخن اقتضای کلفت کند اور در میان
 شعر کے زیادہ ایک ساکن سے نہیں واقع ہوتا اس واسطے کہ حروف ساکن متوالی سخن کو یکد گیر
 بریدہ کرتے ہیں اور وزن باطل ہوتا ہے اور بولنا اونکا اقتضای کلفت کرتا ہے یعنی وزن عروضی
 میں در میان شعر کے دو ساکن نہیں آتے اور اگر آتے ہیں ایک متحرک ہو جاتا ہے بمقابلہ موزون
 لکہ آخر صرخ میں ہم و تازی زیادت از دو ساکن جمع نشود و در اثنا ی سخن التقای ساکنین بیشتر
 از اجتماع یکی از حروف مد با ادغام افتد چنانکہ در سائر یا با غنۃ چنانکہ آندز تہم و ہچکد ام در اثنا
 شعر جابر ہو ت اور کلمات عربیہ میں زیادہ دو ساکن سے جمع نہیں ہوتے اور اثنا ی سخن میں
 التقای ساکنین اکثر جمع ہونے ایک حرف مد سے ساتھ ادغام کے ہوتا ہے جیسا کہ لفظ سار
 میں یا جمع ہونے ایک حرف مد سے ساتھ غنۃ کے ہوتا ہے جیسا کہ آندز تہم میں اور یہ کوئی انما
 سخن یعنی وزن عروضی میں جائز نہیں پس التقای ساکنین با ہم ہونا اور با ہم ملنا اور ایک دوسرے کو دیکھنا

نکات فی التعلیم و التعلیمات اور ادغام بالکے گھانا ایک چیز کا بے چہاں بننے کے اور لکھام دینا کو روکنا
 اور ایک حرف کو دوسرے حرف سے لانا نکات فی التعلیم و التعلیمات تفسیر یہ کہ عربی میں دو ساکن
 جمع ہونے میں اثنائے سخن میں نہ وزن عروضی میں اوسعہ دو مقام ہیں ایک یہ کہ بعد مدہ کے
 ادغام واقع ہو جیسے لفظ سارین کہ الف مدہ کے بعد رار شدہ دو واقع ہوئی ہے اول ساکن دوسرے
 متحرک پس دو ساکن جمع ہو کر اول الف ساکن دوسری سے ساکن اور دوسرا مقام یہ ہے کہ بعد مدہ کے
 نغمہ واقع ہو جیسا کہ لفظ اندر تھم میں اصل اسکی آذر تھم تھی جب الف اول متحرک اور دوسرا ساکن پڑا
 گیا دو ساکن جمع ہوئے اول الف دوم ساکن دوسرا وزن نغمہ ساکن ح قولہ اندر تھم اصلہ اندر تھم
 چون درجہ ثانیہ شہیل معنی بین بین گیرند ہی سیان مخج ہمزہ و الفش خواند پس گویا کہ ساکن شدہ
 و سکون ساکن ثانی یعنی وزن ظاہر است پس اجتماع ساکنین متحقق شد تم کلامہ پس جو لفظ گویا ساکن
 شد خلاف تمام نظر آیا سو اسلئے کہ یہاں عین ساکن چاہیے لہذا میں نے رقم مولوی عبدالرزاق صاحب
 کی خدمت میں لکھا مولوی صاحب نے اسلئے جواب میں یہ عبارت لکھ بھیجی کہ قرآنہ اندر تھم ہر چند
 وجہ مرقوم بہت اول ثقیل ہر دو ہمزہ دوم ابدال ہمزہ ثانیہ بالف سوم تخفیف ہمزہ ثانیہ باقیام حرکت چہارم
 زیادت الف سیان ہمزتین و تخفیف ثانیہ بین بین پنجم حذف ہمزہ استقام مع حرکتش ششم حذف ہمزہ
 استقام و نقل حرکتش ہوی نویں سو اوہم و اما دربارسی اجتماع دو ساکن بسیار بود و باشد کہ زیادت
 اندو ساکن نیز صحت آید و باشد کہ بعضی ازان بحقیقت ساکن نبود لکن مجهول الحکمتہ باشد اما دو ساکن
 چنانکہ در کار و مداخلت و اما فارسی میں یعنی اشنامی کلمات فارسی جمع ہونا دو ساکنوں کا بہت
 مثل کار و بار کے اور کبھی زیادہ دو ساکنوں سے بھی جمع ہوتے ہیں یعنی تین ساکن جیسو گوشت اور
 پوست میں اور چار ساکن جیسے خواست میں لیکن حق یہ ہے کہ واو اور الف تعلقہ و التعلقہ لفظ خواست
 میں سجائے حرف واحد مرکب ہے پس زیادت تین ساکن سے ممکن نہیں اور کبھی او تین ساکنوں میں
 بھی بعض بحقیقت ساکن نہیں ہوتا مجهول الحکمتہ ہوتا ہے مثل لفظ پارس کے کہ رے پر حرکت رہو رہے
 لیکن دو ساکن جیسے کار و مرد میں ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ بالغت فارسی کی اعراب پر نہیں لگتا
 جمع ہونا ساکنوں کا بھی اوس میں موجب کلفت نہیں مگر وزن میں موافقت موزون بہ ایک سبب
 ساکن رہے گا ہم و چون افعال میں در اثنای شعر افتد حرف اول ساکن و دوم متحرک باقیہ شمر د

چہ روزن در مقابل متحرک افتد مثلاً کارکن یا مردزن بروزن فاعلن یا شبنی بیج تفاوت و آکاسہ
 حرف چنانکہ در فطر است و یخت و مورد باشد و ہمیشہ حرف اول از امثال این کلمات از حرف
 مد بود پس اگر حرف آخر متحرک نشود بعضی ازین سہ حرف را بجای دو حرف بکار دارند یکی ساکن
 و دیگر متحرک و یک حرف در عبارت بزدند مثلاً است گو بروزن فاعلن گویند و بعضی ہر حرف
 در عبارت آزدند است گو بروزن مفتعلن شود و اگر چہ بروجہ اول از گرائی خالی نبود اما دم گران تر
 باشد و شعر بیشتر بروجہ اول احتمال کنند است اور جب امثال انکی اثناس شعرین واقع
 ہتی ہے یعنی وزن عروضی میں حرف اول کو ساکن اور دوسرے کو متحرک کرتے ہیں اسو
 کہ وزن میں مقابل متحرک کے متحرک چاہیے مثلاً کارکن یا مردزن کو بروزن فاعلن کہتے ہیں
 نے تفاوت لیکن جب تین حرف ساکن جمع ہوں جیسے فطر است اور یخت اور مورد میں ہیں
 اور حرف اول الکا ہمیشہ حرف مد سے ہوتا ہے پس اگر آخر انکا متحرک نہو بعض ان تینوں حرفوں کو
 مقام دو حرفوں کے استعمال کرتے ہیں ایک ساکن دوسرا متحرک اور ایک حرف کو عبارت
 میں حذف کرتے ہیں مثلاً است گو کو بروزن فاعلن کہتے ہیں حرف تا کو حذف کرتے ہیں
 اور بعض سب حرفوں کو عبارت میں لاتے ہیں اور است گو کو بروزن مفتعلن کہتے ہیں ہر
 پہلی وجہ بھی یعنی راست گو بروزن فاعلن نقالت سے خالی نہیں مگر وجہ دوسری یعنی راست گو
 بروزن مفتعلن تر ہے اور شعرا نے اکثر وجہ اول اختیار کی ہے پس قول محقق مردزن
 یا بمعنی مردزن کیے یا بحذف عاطف بمعنی مردزن کیے اور بعد بضم اول اور سکون ثانی مجہول
 اور ثالث اور دال سمجھ نام ایک دخت کا ہے کہ اوسکو اس کہتے ہیں اور پتے اوسکے نہایت
 سبز ہونے میں اور طراوت رکھتے ہیں اور دو اوقمین کام آتے ہیں اور بسبب سبزی کے
 اور طراوت کے اوسکو زلف اور کیسوے محبوب سے نسبت دیتے ہیں اور بمعنی ہر دو گمین
 بھی آیا ہے کذا فی البرہان مہ و اگر حرف آخر متحرک شود خالی بنود از انکہ بعد از وی متحرکی دیگر آید
 یا ساکنی آید اگر متحرکی آید چنانکہ گویند مثلاً است و کز در میسورت و ندیدن کحرف در عبارت گران
 بود از اولون جمہ بخلاف صورت اول و سبب نسبت کہ در صورت اول دو حرف با زای حرفی متحرک
 افتاد و حرف متحرک بحقیقت ہم دو حرف است اما اینجا دو حرف با زای حرفی ساکن می افتد پس عبارت

ازان بروزن مفتعلن ہر چند اگر مثنوی خالی نیست اما بروزن فاعلن بسیار گران تر باشد و بصورت
 شعر اوجہ اول را اختیار کردہ اند **ت** اور اگر حرف آخر انکا متحرک ہو اس میں دو صورتیں ہیں
 کہ بعد اس متحرک کے یا حرف ساکن آئے گا یا حرف متحرک آئے گا مثلاً کمین رہت و کر کہ واو عاطفہ بجا
 حرکت کے ہے نے برا و بعد اس تا سے متحرک کے کاف کر کا متحرک آیا ہے اس صورت میں
 حذف کرنا ایک حرف کا عبارت میں ثقیل تر ہے سب کے قائم رکھنے سے یعنی او سکوبروزن مفتعلن
 کمین کے نہ بروزن فاعلن اور یہی شکل خلافت صورت اول کے ہے کہ رہت گو بروزن فاعلن
 بہتر تھا اور راست و کر بروزن مفتعلن بہتر ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ صورت اول میں یعنی
 راست گو کو بروزن فاعلن کہنے میں دو حرف بمقابلے ایک حرف متحرک کے پڑے یعنی سین
 اور نے کہ دونوں ساکن ہیں بمقابلے عین متحرک فاعلن کے واقع ہوئے اور حرف متحرک بھی حقیقت
 میں دو حرف ہیں ایک حرف مصمت اور ایک حرف مقصور یعنی حرکت میں کی پس دونوں مقابلے میں
 برا بر ٹکھڑے اور اس جگہ یعنی راست و کر کو بروزن فاعلن کہنے میں دو حرف بمقابلے ایک حرف
 ساکن کے پڑتے ہیں یعنی الف اور سین راست و کر کا بمقابلے الف فاعلن کر پڑتا ہی پس
 و کر کو بروزن مفتعلن کہنا اگر چہ گرانی سے خالی نہیں مگر بروزن فاعلن کہنا ثقیل تر ہے کس واسطے کہ
 حال بروزن فاعلن کہنے کا بیان ہو چکا اور بروزن مفتعلن کہنے میں دو حرف ساکن یعنی الف اور
 سین رہت و کر کا بمقابلے ایک حرف ساکن اور ایک حرف متحرک کے پڑتا ہے اور وہ نے اورے مفتعلن
 کی ہے اس صورت میں شعرا نے بیشہ وجہ اول اختیار کی ہے کہ رہت و کر کو بروزن مفتعلن کہتے
 ہیں اور یہ وجہ اول کہنا نظر ب عبارت اخیرہ سے ہم و اگر بعد از حرف متحرک حرفی ساکن آید بگوئیے کہ
 لفظ راستی مثلاً حکمش جان بود کہ درد حرف ساکن متوالی گفہ آمد و در بصورت کلفت زائل
 شود و این حکمہا جملہ حکم توقع این حرفا است در میان شعرا اما اگر در آخر شعر اقتدہ ہر جہول الحکمۃ
 بود ساکن شمرند و یک ساکن و دو ساکن در آخر اشعار اعتبار کنند و اگر زیادت بود انرا اعتبار
 نمود و حکم مخدوف باشد نیست حکم حروف ساکن **ت** اور اگر بعد از حرف متحرک کے
 جو راست اور ثقیل وغیرہ میں بالفعل متحرک ہوا ہے ایک حرف ساکن آئے جیسا کہ لفظ راستی
 میں ہے حکم دسکا وہی ہے کہ دو حرف ساکن متوالی میں بیان کیا گیا کہ بروزن فاعلن ہوگا اول

ساکن رہیگا دوسرے حرف ساکن کو متحرک کر نیگے اور کلفت باقی نرہے گی اور یہ احکام حرفوں کے جو بیان کیے تب جاری ہونگے جب یہ حرف در میان شعر کے پڑیں مگر حیوت یہ حرف آخر شعر میں پڑینگے یعنی یہ حرف آخر شعر میں پڑیں یا وہ کلمے کہ جن میں یہ حرف ہوں آخر شعر میں پڑیں جو حرف کہ مجهول الحرف ہوگا دو سکوا ساکن شمار کر نیگے جیسے سے لفظ پارس میں مجهول الحرف ہے اسکو ساکن شمار کر نیگے اور ایک ساکن اور دو ساکن آخر اشعار میں اعتبار کرتے ہیں ایک ساکن جیسے لفظ شود اور رودین ہے اور دو ساکن جیسے لفظ کرد اور مردین ہیں اور جو ساکن لٹے زیادہ ہے اسکا اعتبار نہیں حذف ہوگا جیسا کہ سوخت اور ساخت اور خواست اور پارس میں یہاں تک بیان حروف ساکن کا تھا اب حال حروف متحرک کا سنو ہم اما حروف متحرک متوالی در شعر تازی زیادہ از چہار مستعمل ندارند و چہارم بطریق زحف افتد و گران ثمرندت لیکن حروف متحرک متوالی شعر تازی میں زیادہ چار سے مستعمل نہیں جانتے اور چوتھا بطریق زحاف کے پڑتا ہے مثل فَعِلَتْنِ کے کہ مستعمل سے بعد ضین اور طے کے بنتا ہے مگر اسکو بھی ثقیل جانتے ہیں نہ جحف بالفتح چلنا کو دک کا بزائو اور چلنا حیوان کا بشکر راحف وہ تیر کہ زمین پر گر کے نشانے پہنچے زحاف بالکسر گرنا اور ساقط ہونا شعر میں ایک حرف کا دو حرفوں سے کذا فی الانتخاب و در اشعار میں زحاف بہت ہے ہم در شعر فارسی زیادہ از سہ مستعمل نیست و سہ متحرک متوالی ہم اصلی بنام و بطریق زحف افتد و تخفیف را تسکین اوسط جائز دارند چنانکہ بعد ازین گفتہ آید و آخرین شعر نہ بتازی و نہ بفارسی متحرک نشاید چنانکہ اولش ساکن نشاید و این جملہ باید کہ مقرر باشد تا در قطع اشعار اعتبار کردہ شود و در شعر فارسی میں زیادہ تین حرف متحرک متوالی سے مستعمل نہیں ہیں بسبب خفت زبان فارسی کے وہ بھی اصلی نہیں ہوتے بطریق زحاف کے پڑتے ہیں مثل فَعَلَاتِنِ کہ نا علالتن سے بعد ضین کے بنتا ہے اور اس میں بھی تخفیف کے واسطے تسکین اوسط جائز ہے جیسا کہ بعد اسکے بیان ہوگا چنانچہ اشعار میں جہاں وزن فعلن یا فعلن کا بحر تین واقع ہوگا وہاں ساکن کرنا اوسط کا روا ہے اور اس مقام پر کلمہ ساکن الاوسط کا لانا درست ہے اگر وزن میں خلل نہ پڑے شبہ نہ کہ ہر جگہ تسکین اوسط جائز ہے بلکہ بعض مقام پر تسکین اوسط جائز نہیں جیسا کہ رمضان کو بسکون نیم کمین گے اور آخر کسی شعر فارسی اور تازی کا متحرک نہ چاہیے

سہ حرفی اور چار حرفی اور پنج حرفی لہذا فرماتے ہیں اول تالیفی کہ نہ جیسا کہ صاحب میزان نے قیاس کیا ہے اور لکھا ہے جس کو کہ اجزائی ثانیہ یعنی باعتبار لغت والا باعتبار عروض ہیں اسباب و او تاد اجزائی اولیٰ است و لہذا گفتہ اول تالیفی کہ تم کلامہ قائل ہم اول تالیفی کہ حروف را ممکن شود تالیف از دو حرف بود و آن مؤلف را سبب خوانند و لا محالہ حرف اول متحرک باید پس اگر حرف دوم ساکن بود آنرا سبب خفیف خوانند و آن مساوی مقطع محدود باشد و اگر متحرک بود آنرا سبب ثقیل خوانند است پہلی تالیف کہ حروف سے ممکن ہوتی ہے دو حرف کی تالیف ہے اور اس مؤلف کو سبب کہتے ہیں اور لا محالہ حرف اول متحرک چاہیہ کہ ابتداء سکون محال ہے پس اگر حرف دوم ساکن ہو وہ سبب خفیف ہے اور مساوی مقطع محدود کی ہے یعنی حرف مصمت بادہ مثل او اور ای کے اور اگر حرف دوم متحرک ہو اس کو سبب ثقیل کہتے ہیں کہ واسطے کہ ایک متحرک اور ایک ساکن کا ملنا خفیف ہے اور دونوں متحرک کا ملنا بہ نسبت اس کے البتہ ثقیل ہے اور سبب ثقیلین رس کذا فی المنتخب اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عرب بیت شعر کو گھر سے نسبت دیتے ہیں اور گھر عرب کا بیشتر خانہ نشینی ہوتا ہے کہ رس اور پنج سو قیام پذیر ہوتا ہے لہذا ان اجزا کا سبب اور قد نام رکھا کہ قیام شعر کا ایسے ہے ہم در اصل شعر فارسی سبب ثقیل مستعمل نیست از جهت آنکہ چون سبب ثقیل مجزوی دیگر بیوند نہ متحرک یا زیادہ متوالی شود و وقوع آن در شعر فارسی چنانکہ گفتیم از اعتدال خارج است اور اصل شعر فارسی میں یعنی ارکان عروض فارسی میں کہ وہ فعلن اور فاعلاتن اور فاعیلین اور مستفعلن اور مفعولات ہیں سبب ثقیل مستعمل نہیں ہے اس جہت سے کہ جب سبب ثقیل کسی جزو اور سے ملے گا تین متحرک متوالی یا زیادہ تین سے جمع ہو جائیگا اور وقوع ایسا کہ شعر فارسی میں جیسا کہ کہا ہم نے اعتدال سے خارج ہے اور یہی وجہ ہے کہ حکیم دور نشود وغیرہ میں لشکیں واسطے کر لیتے ہیں صاحب میزان نے لفظ اصول سے چشم پوشی کی اور اپنے زعم میں یہ معنی ٹھہرائے کہ لغت فارسی میں سبب ثقیل نہیں آیا لہذا یہ حاشیہ لکھنا کہ قولہ در اصل شعر فارسی سبب ثقیل مستعمل نیست محضی نماز کہ اہل فن گفتہ اند کہ ہر حرف لفظ ہمہ و رسمہ و امثال انہا بکتابت محض برای اظہار حرکت است و تلفظ داخل ندارد پس ترکیب آہنا محض از دو حرف متحرک است و آن سبب ثقیل است بل بعضی از لغات عروضیان نیز مثل شمس قیس صاحب معیار مجہد مولانا می جائے بر بعضی تصریح کردہ اند و آنچہ مصنف علام در وجہ عدم استعمال سبب ثقیل میفرماید کہ وقوع سہ حرکت

متوالی کہ از اجمل سبب ثقیل و متحرک دیگر مقصود است از اقتدال خارج است و خواہ با قبل ساختہ عجب است
 چه آنچه سابق آورده ہمین قدر است کہ در شعر فارسی زیادہ از سہ متحرک مستعمل نیست و ان کلام خود مختار
 ثلثہ است و آنچه گفتہ است سہ متحرک متوالی ہم اصلی نباشد معنیش آنست کہ در اصل الفاعیل و الفاعیل یعنی
 در وزن یافتہ نمیشود الا بعد زحاف و این معنی منافی وقوع سبب ثقیل نیست یا آنکہ کہ اکملہ منفرد مثل بر
 حرکات ثلثہ متوالیہ یافتہ نمی شود اما انتفاع اجتماع سہ حرکت از ترکیب با کلمہ و دیگر از ان لازم نمی آید
 الا بسیاری از کلمات مثل دل من و کنتم بحرکات ثلثہ موجود تہم کلامہ او شرح میں بھی اس قول کو رد
 کیا ہے چنانچہ یوں لکھا ہے شش عجب است از فہم صاحب میزان کہ انتقامی سہ متحرک متوالی را از مقولہ
 نہت با فاعیل و الفاعیل خود میگوید و باز راہ کمی میرود الی آخر ہم و تالیف دوم از سہ حرف بود و آنرا
 و تد خوانند و ہر سہ متحرک نشاید چنانچہ گفتہ آمد و حرف اول لامحالہ متحرک باشد پس اگر دوم ساکن بود
 سوم متحرک باید چہ دو ساکن نشاید کہ در اثنا می سخن جمع شود و آن ہو گفت را و تد مفروق خوانند و اگر
 دوم متحرک بود سوم ساکن آنرا و تد مجموع خوانند و آورد دوسری تالیف تین حرفوں سے ہوتی ہے
 اوسکو و تد کہتے ہیں پس تین حرف متحرک چاہیے جیسا کہ کہا گیا کہ توالی سہ حرکات اصول فاعیل
 میں نہیں اور حرف اول لامحالہ متحرک ہوگا کہ ابتدا بسکون محال ہے پس اگر دوسرا ساکن ہو تیسرا
 متحرک چاہیے اسواسطے کہ دو ساکن اثنا می سخن میں جمع نہیں ہوتے اور اوس ہو گفت کو و تد مفروق
 کہتے ہیں اور اگر دوسرا متحرک ہو تیسرا ساکن اوسکو و تد مجموع کہتے ہیں وجہ تسمیہ و تد کہ لغت میں
 بمعنی میخ ہے مثل وجہ تسمیہ سبب ہے کہ بیان اوسکا ہو چکا اور وجہ تسمیہ مفروق یہ کہ فرق در بیان
 دو متحرکوں کی بسبب سکون کی ظاہر ہے مثل قال اور باع اور گفتہ اور رفتہ کے اور وجہ تسمیہ
 مجموع یہ کہ دو حرکتیں متوالی جمع ہوتی ہیں مثل دعا اور دو کی اور اس جگہ جاننا چاہیے کہ
 بعض عروضیان پارس نے سبب کو تین قسم پر کہا ہے خفیف اور ثقیل اور متوسط سبب متوسط ایک
 حرف متحرک دو ساکن جیسے کار و بار اسطرح و تد کو بھی تین قسم پر کیا ہے مجموع اور مفروق اور
 کثرت و تد کثرت و تد متحرک اور دو ساکن جیسے نہان اور عیان اور فاعیل کو بھی تین قسم پر کہا ہے
 صغریٰ اور کبریٰ اور غلطی فاصلہ غلطی پانچ متحرک ایک ساکن جیسے شکمنش گدرا تفہین پڑھا ہے
 کہ حاجت اعتبار زواید کی نہیں ہے ہم و تالیف زیادہ ازین نخل باشد تالیف از دو و یا سہ سہ

باز ہر دو پس اول تالیفی کہ شعر را باشد اسباب باشد یا از اوتاد و مثال ہر چارہ پارسی است
 بر سبب خفیف سبب ثقیل عمد و تد مفروق بینی و تد مجموع و علامات ہر یکی در دو اُسر بر قیاس
 انچہ گفتیم معلوم باشد و اسباب و اوتاد را اجزائیں جو انیم چہ اجزای اولی کہ حروف و حرکات اند
 بشعر خاص نیستند اور تالیف زیادہ اس سے فارسی میں منحل اور منجر ہوتی ہے طرف دو
 دو اور تین تین کے یا طرف دو میں کے یعنی طرف اسباب کے یا طرف اوتاد کے یا طرف سبب
 اور تد کے پس اول تالیف کہ شعر میں ہوتی ہے اسباب یا اوتاد سے ہوتی ہے اور مثالیں
 چاروں کی یعنی سبب خفیف اور سبب ثقیل اور تد مجموع اور تد مفروق کی فارسی میں یون ہیں
 بر سبب خفیف سبب ثقیل عمد و تد مفروق بینی و تد مجموع اور علامت ہر ایک دو اُسر میں جیسا کہ
 کہا ہے معلوم ہوگی یعنی کہا ہے کہ الف مقابل ساکن کے اور دائرہ کو چک مقابل متحرک کو پس
 جس جگہ کہ دو اُسرے اور بعد اس کے الف ہو تو تد مجموع ہے اور اگر الف درمیان دو اُسرے کے
 ہو تو تد مفروق ہے اور اگر فقط دو اُسرے ہوں سبب ثقیل ہے اور اگر ایک دائرہ اور ایک الف ہو
 سبب خفیف ہے اور ہم اسباب اوتاد کو اجزا کہتے ہیں اس واسطے کہ اجزائے اولے کہ حروف و حرکات
 ہیں شعر کے لیے خاص نہیں ہیں لغات اور قرأت میں بھی ہوتے ہیں پس حقیقت میں یہ بھی اسباب
 و اوتاد اجزائے شعر ٹھہرے منحل بغیر اول و حار حملہ مفتوح و تشدید لام کشادہ ہونے والا کہ انکی
 والخیات اور صاحب میزان نے لکھا ہے ح قولہ تالیف از زیادہ ازین قول انکار فاصلہ معلوم
 می شود چہ متبیر بیش از اہم در اجزای اولی شمار کردہ اند تم کلامہ معلوم ہو کہ یہ غلط فہمی ہو کہ اس طرح کہ
 محقق علیہ الرحمہ نے یہاں تک احوال مولفات فارسی کا بیان کیا اور البتہ اصول فارسی میں فاصلہ
 نہیں اور بعد اسکے جب مولفات تازی بیان کیے دونوں فاصلوں کو تازی میں لکھ کر لکھا کہ ہر دو
 نہ از ان تالیفات اول باشند یعنی فاصلوں کی تالیف تازی میں مولفات فارسی سے جدا گانہ
 اور تالیف ثانی ہے ہم در عرض تازی ہوا کہ از چہاں حرف بود متحرک و چہاں ساکن فاصلہ صغر
 خوانند مثالش فعلش و آن مولف از دو سبب بود اول ثقیل و دوم خفیف و مولفی را کہ از پنج حرف
 بود چہاں متحرک و چہاں ساکن فاصلہ کبر خوانند مثالش فعلش و آن مولف از سببی ثقیل و تد
 مجموع بود ہر دو نہ از ان تالیفات اول باشند اور عرض تازی میں وہ مولف کہ چار حرف

ہو تین متحرک اور چوتھا ساکن اور سکوفاصلہ صغریٰ کہتے ہیں مثال اوسکی فعلین ہے اور وہ تالیف
دو سبب سے تھی فارسی میں اول ثقیل دوم خفیف اور وہ تولعت کہ پانچ حروف سے ہو چار متحرک اور پانچ ساکن
اور سکوفاصلہ کبریٰ کہتے ہیں مثال اوسکی فعلتین ہے اور وہ تالیف ایک سبب ثقیل اور ایک جمع مجموع
سے تھی فارسی میں اور یہ دونوں تالیفین فاصلوں کی تالیف اول سے نہیں ہیں یعنی تالیف فاصلہ
موقوفات فارسی سے علاحدہ ہے اور تالیف ثانی ہے حاصل یہ کہ بعض عروضیوں نے فاصلے کو
معتبر جانے اور بعضوں نے نہیں جانے یہ محقق علیہ الرحمہ اس جگہ قول فیصل لکھتے ہیں کہ تالیفین
تین ہیں ایک دو حرف کی دوسری تین حرف کی تیسری چار حرف اور پانچ حرف کی اور ان
تینوں کی دو قسمیں ہیں اول تالیف اول دوم کہ وہ مشترک ہے پارسی اور تازی میں اور دوسری
تالیف چار حرفی اور پنج حرفی کی کہ وہ خاص ہے تازی میں پس اعتبار فاصلے کا فارسی میں پنج
کہ جب اصول فارسی میں سبب ثقیل نہیں ہے تین حرکتیں کیونکر ہوگی اور ثنائی شعر فارسی میں جو
آج قائم ہیں اعتدال سے خارج ہیں یعنی اصول فارسی سے باہر ہیں اور اعتبار فاصلے کا تازی میں
چاہیے کہ اصول تازی میں فاصلہ داخل ہے مثل متفاعلن اور متفاعلتن کے کہ اس میں متفلاً اور علتین
فاصلہ ہے پس تالیف چار حرفی اور پنج حرفی تالیف ثانی ہے اور تازی میں معتبر ہے بعضوں نے
فاصلے کو فاصلہ بضاد مجمل لکھا ہے اور بعضوں نے فرق در میان دونوں فاصلوں کے بضاد مطلق اور
ضاد مجمل کیا ہے اور بعضے قائل بفاصلہ ثالث ہوئے ہیں اور اسکو فاصلہ عظمیٰ کہتے ہیں پانچ
متحرک اور ایک ساکن مگر یہ نہایت ناپسندیدہ ہے اور اس مقام پر صاحب میزان نے یہ حاشیہ
لکھا ہے ح قولہ در عروض تازی الی آخرہ وجہ تخصیص اعتبار فاصلہ در عروض تازی معلوم نہیں
بل بسیاری از عروضیان عجم نیز قائل ہر دو فاصلہ بودہ اند و بعضی منکر آری فرق اینقدر است کہ در اصل
افاعیل فارسی فاصلہ صغریٰ ہم مستعمل نیست بخلاف عربی کہ در ان فاصلہ صغریٰ مستعمل مثل متفاعلتن
در متفاعلن و متفاعلتن اما اینقدر کافی نیست چہ برین تقدیر اعتبار فاصلہ کبریٰ را بھی ہم نمیرسد
معہذا کلام در اکتفای نسبت موزونات است و شک نیست کہ اعتبار اسباب داودا و مخفی از فاصلہ
و برای وزن بہ موزونات کافی است و لهذا اخفش بعد از تحلیل وجودش را منکر گردیدہ و گفتہ کہ
فاصلہ صغریٰ بحقیقت سبب ثقیل و خفیف است و فاصلہ کبریٰ سبب ثقیل و در مجموع است پس فاصلہ

از اجزای اولیہ قرار دادن معنی ندارد و غایت ما بقال از جانب خلیل و پیروانش کہ قابل بوجود کاصله
 بوده اند آنکہ چوخی خلیل ثبای اوزان عروضی بطور وزن حررت نماده و کند و فادین و لام را در هر دو وزن
 بکار برده و در کلام عرب کلمہ چهار حرفی با سہ حرکت متوالی پنج حرفی با چہار حرکت متوالی نیز یافتہ می شد
 نہ زیادہ از ان مثل قرس و غلبہ کند ابرای وزن این ہر دو را فاصلہ قرار دادند و ازینجاست کہ در دائرہ
 موقوفہ در لفظ متفاعلین و فاعلین شروع از سبب خفیف کردہ بحر ثلث بر نیاد و نمید یعنی از فادتن و وزن
 تن متفاعل و فاعلین سہ حرکت آخر قرار نداده اند اما این قول مخدوش است باینکہ اگر مدار اعتبار
 اجزای اولیہ شعر بر اوزان مختلفہ صلیبہ عرب بست پس بسیار سہا است از ثلثی و رباعی و خماسی مثل جعفر
 و برتن و در ہم و قطر کہ اجزای مذکورہ و زانش نمیتواند شد و عدم انفکاک بحر از سبب خفیف مذکور نیز دلیل
 عدم ترکیب از سببین نیست چہ آن سببت عدم استعمال است بل مصنف علام از بعضی عروضیان انفکاکش
 را ہم نقل کردہ و زانش فاعلانگ آوردہ کما سیاتی اور دوسرا حاشیہ یہ لکھا ہے ح قولہ ہر دو
 نہ از ان تالیفات اول اشارت است بعد م احتیاج اعتبار فاصلہ تم کلامہ پس فاعل بصیر بر ظاہر ہے
 کہ اس حاشیہ کو مطلب کتاب سے کیا واسطہ اور ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ازین قول انکار فاصلہ معلوم
 می شود اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ وجہ تخصیص فاصلہ در عروض تازی معلوم نمی شود و دوسری جگہ
 لکھتے ہیں اور خود قائل ہوتے ہیں کہ در عربی فاصلہ صغری استعمال است چوخی جگہ لکھتے ہیں کہ اعتبار
 فاصلہ کبری را وجہی بہم نہیں سدا پنجوین جگہ لکھتے ہیں کہ سہ حرکت متوالی و چہار حرکت متوالی در عرب
 مستعمل است چھٹی جگہ لکھتے ہیں کہ فاصلہ را از اجزای اولیہ قرار دادن معنی ندارد و حال آنکہ محقق علیہ السلام
 فاصلہ کو تالیف ثانی کہا ہے ساتوین جگہ لکھتے ہیں کہ وجہ عدم انفکاک بحر از سبب خفیف در دائرہ موقوفہ
 عدم استعمال است کیا بحر غیر مستعمل دائرے سے نہیں نکالتے بلکہ نکال کر غیر مستعمل لکھ دیتے ہیں ایک
 حاشیہ کا یہ حال ہے پس ایسے کلام بخودانہ معلوم ہوتے ہیں اور یہ عبارت دوسرے حاشیہ کی
 کہ ہر دو نہ از ان تالیفات اول ہشت اشارت است بعد م احتیاج اعتبار فاصلہ اس قبیل سے ہے
 کہ کوئی کہے فلاں کس آنکھ نہیں رکھتا دوسرا کہے یہ اشارہ ہے طرف بینائی کے برعکس نہ سند نام
 زنگی کا فورہم و مادت عروضیان آل باشند کہ دین موضع بیات مرکب ازین اجزا ایراکند برین توالی
 از سبب خفیف تازی ہیت ارمغ متی یا ابن الدنیاء اعل خیر ان خود خوشناہ رکض جنون سکن

بار جز مطوی مسکن یا رمل مجنون مسکن یا ہزج مکفوف مخفق و ہپارسی بعیت یاری کرن دوری
 جدیدہ عشقش زین نامی بودیدہ و از سبب ثقیل تنہا شعر محال است اما شربتانی چنین بود و کدک یک
 وجد اثر ہمک فحمد و طلب برکتہ شیمک و ہپارسی چنین ہد پس توزہ نشدہ زہی ہنر تو ہد کہ ہنر تو ہد
 ز برکت ہد رت و اور عادت عروضیوں کی یہ ہے کہ اس جگہ ابیات مرکب ان اجزاسے
 وارو کرتے ہیں یعنی تنہا سبب اور تنہا و تداوتہا فاصلہ میں شعر کی ہیں شعر سبب خفیف کا عربی میں
 یہ ہے ۱۰ استمع متنی یا ابن الدنیا ۱۰ اعل خیر اثر و دشتنا ۱۰ ترجمہ یہ ہے سن مجھے اسے
 فرزند دنیا کے کر نیلکہ زیادہ ہو تو از روئے نیکی کے تزد و اصل میں تزد و تھا باب افتعال سے
 تے کو ال سے بدل کیا بعد اسکے دا و تحک ماقبل او سکے مفتوح وا و کوالف سے بدل کیا اجتماع
 ساکنین کا ہوا اور در میان الف اور وال آخر کے الف گر گیا کس واسطے کہ وال آخر ساکن ہوئی بسبب اسکو
 کہ یہ مضارع جواب امر میں ہے اور جو مضارع جواب امر میں پڑتا ہے آخر اسکا ساکن ہوتا ہے
 اور یہ رکض مجنون مسکن ہی یعنی متدارک مجنون مسکن رکن اصلی تھا علن تھا علن سے الف گر گیا
 فعلن بحر یک عین رہا بعد اسکے تسکین سے نین ساکن ہو افعلن رہا پس فعلن چار بار تقطیع اس
 شعر کی ہے اور اس شعر کی تقطیع رجز مطوی مسکن اور رمل مجنون مسکن اور ہزج مکفوف مخفق سے
 بھی ہو سکتی ہے کس واسطے کہ رجز مطوی مسکن مخذوف العروض وال ضرب یہ وزن ہے مفتعلن
 مفتعلن فعلن جب اسکو مسکن کیجیے مفعولن مفعولن فعلن ہو جائے پس وہی وزن ہے اور بیان
 رجز میں محقق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن
 ایک وزن ہو جاتا ہے اور رمل مجنون مسکن مخذوف العروض وال ضرب یہ وزن ہے فعلاتن
 فعلاتن فعلن جب اسکو مسکن کیجیے مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن ہو جائے پس وہی وزن ہے اور یہ وزن اور
 رمل میں داخل ہے اور ہزج اخر ب مسکن مخذوف العروض یہ وزن ہے اور بیان اور ان میں
 داخل ہے مفعول مفاعیل فعلن جب اسکو مسکن کیجیے مفعولن مفعولن فعلن ہو جائے پس وہی وزن ہے
 مگر بیان جو محقق علیہ الرحمہ نے ہزج مکفوف مخفق کہا ہے اسکی صریح یہ ہے کہ مفاعیل مفاعیل
 مفاعیل کو کہ مکفوف ہیں جب دائرے میں لکھے جائیں اور مخفق کریں اسطرح کہ لام آخر رکن نیم اول
 رکن سے ملے تو یہ وزن ہو جائے مفعولن مفعولن مفعولن پس جب اسکو مخذوف کریں وہی وزن ہو جائے

کیونکہ اس واسطے کہ عربی میں ہرچ ہرچ مدس شعل نہیں ہے ہمیشہ مخرواتی ہے یعنی مربع بخلاف فارسی کہ
 ہم واز و تد مفروق تنہا بتانی شعر لا اری من الفواد قہ نارا کہ ان میں کٹھن شادون سوک +
 رل کفوفت ہا رسی شعر انچہ از بزم بروی من رسیدہ سپج آفریدہ در جہان ندیدہ رل کفوفت و حو
 او اخر لا محالہ ساکن گرد و تا شعر تو اند بود چنانکہ گفتیم ت دور شعر و تد مفروق تنہا سے عربی میں یہ ہے
 جو مرقومہ متن ہے معنی اس کے یہ ہیں نہیں دیکھتا ہوں میں دل سے جہوت دیکھتا ہوں نہیں جھکو کہ میل
 کرے وہی دل طرف کسی آسورہ کے سوا تیرے رل کفوفت ہے رکن اصلی فاعلاتن ہے کہف سے
 نون گر گیا فاعلاتن بضم تار ہا پس وزن اس شعر کا چٹہ باز فاعلات ہے اور فارسی میں یہ شعر ہے
 جو مرقومہ متن ہے اور لفظ بت شعر مذکور میں بمعنی معشوق ہے رل کفوفت ہے جیسا کہ بیان کیا اور حو
 او اخر و من ضرب میں لا محالہ ساکن ہونگے تا شعر کہہ سکین جیسا کہ کہا ہے کس واسطے کہ او اخر ابیات
 ہمیشہ ساکن ہوتی ہیں اور اسکا بیان فصل دوم میں ہو چکا ہے کما قال آخر سپج شعر نہ بازی و نہ ہا رسی
 متحرک نشاید ہم واز فاصلہ صغریٰ بتانی شعر ارایت بجا حاضر ہم اثر اید و سمیت نعا پیہم خبر ا +
 کفوفت مجنون و ہا رسی بیت بری صنادل و جان اہی + لبکان برہی ندہی نرمی رکض مجنون
 است اور شعر فاصلہ صغریٰ تنہا کا عربی میں یہ ہے جو مرقومہ متن ہے معنی اس کے یہ ہیں آیا دیکھا
 نے واسطے ان کے حاضر کی کوئی اثر اور سنی تو نے واسطے ان کے غائب کی کوئی خبر رکض مجنون ہو
 فعلن تجر یک میں چار بار قطع اس بیت کی ہے اور فارسی میں بیت فاصلہ صغریٰ تنہا سو یہ ہے
 جو مرقومہ متن ہے معنی یہ کہ لیے جاتا ہے تو اے معشوق دل بندے کا اور جان بندے کی
 بوسہ ہو ٹھونکا اگر بندے کو بندے کا تو چھوٹے گا کو کفوفت مجنون ہے یعنی فعلن چار بار رہی کسرتیں
 غلام اور عبد کشف و رہوید سے اور بران میں بفتح اول اور سراج میں بھی بفتح اول کد زنی الغیاث
 و لبکان ای لب ہا ہم واز فاصلہ کبریٰ بازی شعر و نقل منع خیر طلب + و مجمل منع خیر
 تودہ + رجز مجنون و ہا رسی شعر صمن من زبر من بروی + دلک من نبیری بنشوی + رجز
 مجنون و بیشتر ازین ابیات ناقوش بہت خاصہ بیت اخیر است اور بیت مثال فاصلہ کبریٰ تنہا کی
 عربی میں یہ ہے جو مرقومہ متن ہے پس شعر مذکور میں نقل بروزن غیب بمعنی انگور اور عجل برون
 غرس اور تودہ بضم تا و فرستج ہمزہ ہے ترجمہ شعر کا یہ ہے کہ بہت سی گرا نباریان اور مستبان

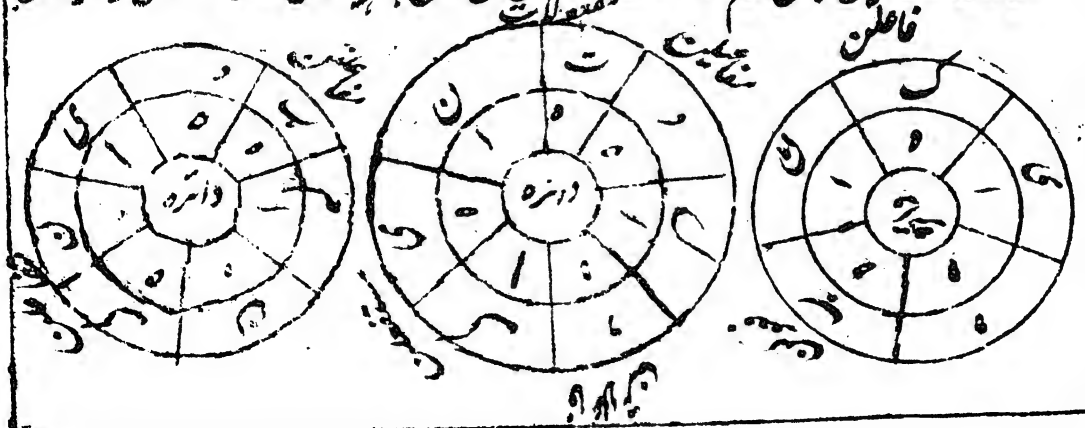
ہین کہ منع کرتی ہین خیر مطلوب کو اور بہت سی جملہ بیان ہین کہ منع کرتی ہین خیر درنگ کو نیز مجہول
ہے رکن اصلی مستفعلن جن سے سین گرا اور طے سے فے گری متعللن رافعطن او سکے مقام پر
لائے اور فارسی میں مثال او کی یہ ہے جو بیت مرقومہ متن ہے معنی او سکے یہ ہین او معشوق
میرے میرے نزدیک سے بجا تو دل میرا نہ لیجا تو اور بجا تو بھشوی آخر ہین واسطے تاکید مضمون
ما قبل کے ہے اور یہ نہ جرح مجہول ہے جیسا کہ بیان کیا گیا اور اکثر ان بیتوں میں ناخوش ہین خواصاً
بیت آخرم **فصل چہارم** در ارکان شعر کہ مولف بود ازین اجزا خلیل احمد کہ عروض تازی
استخراج کردہ است عبارت از ارکان شعر بالفاظی کردہ است کہ از لفظ فعل مشتق باشند چنانکہ
اہل موسیقی ملاحظہ کنند کہ از تا و نون مولف باشند و باین سبب ارکان شعر را فاعیل و تفاعیل و فاعل
و ارکان شعر بعضی بطبع آید و آنرا اصول خوانند و بعضی سخنان و آنرا منسرح خوانند **فصل**
ابن احمد نے کہ عروض تازی نکالا ہے ان ارکان کی عبارت بنائی ہے اوں لفظوں سے کہ لفظ
فعل سے مشتق ہین جیسے اہل موسیقی مثلاً تتا اور تونی وغیرہ کو تا و نون یعنی تن سے عبارت کرتی
ہین اور اسی سبب سے ارکان شعر کا نام فاعیل اور تفاعیل رکھا ہے کہ فعل سے مشتق ہین اور
ارکان شعر کے بعض موافق طبیعت کے ہوتی ہین اوں کو اصول کہتے ہین اور بعض ایسے نہیں ہوتی
یعنی موافق طبیعت کے نہیں ہوتی ظاہر ہے کہ جب حاف سے رکن اصلی تغیر ہوگا الفاظ نامطبوع
نکلیں گے اوں کو فروع کہتے ہین ہم دہر رکن کہ از تکرار جزوی باشد ملکہ بود و باین سبب باغی
و سدا سی را کہ از تکرار سباب تنہا یا از او تا و تنہا بود از اصول نشمرند و ہر رکن کہ دراز شود ہم ملکہ
نہود از جہت آنکہ اقتضای ثالت کند و ازین سبب یادہ از سباعی در اصول مستعمل نیست پس
اصول یا خماسی بود یا سباعی و خماسی مولف از سببی و و تندی بود اگر سبب خفیف بود و و تندی
ازان دو تالیف ممکن باشد کی آنکہ و تہ مقدم بود و مرکب بروزن فعلن بود و دوم آنکہ سبب مقدم
و مرکب بروزن فاعلن بود و این ہر دو در شعر تازی از اصول اند و در شعر فارسی دوم مستعمل نیست
و دیگر تالیف ممکن کہ و خماسی افتد و این شش نوع باشد از اصول شعرند است او جو رکن کہ
تکرار ایک جزو سے بنے گا ملکہ یعنی لذت بخشند ہوگا اس سبب سے کہ رباعی کو جیسے فعلن اور
سدا سی کو جیسے فعلن اور مفاعیلن کہ تکرار سباب یا او تا و سے بنت ہین اصلی شعر سے

نہیں کہتے ہیں اگرچہ مشتقات فعل سے یہ بھی ہیں اور جو کہن کہ دراز ہو وہ بھی گندہ ہوگا اس
جست سے کہ اقتضائے ملالت کرتا ہے لہذا زیادہ سباعی سے اصول میں مستعمل نہیں کیا
پس اصول یا خماسی ہونگے جیسے فاعلن اور فاعلن سباعی ہونگے جیسے مفاعیلن اور فاعلاتن وغیرہ
اور خماسی مولف ایک سبب اور ایک وند سے ہوتا ہے پس اگر سبب خفیف ہو اور وند
مجموع اوس سے وند تالیفین ممکن ہیں ایک یہ کہ وند مجموع مقدم ہو وہ مرکب بروزن فاعلن
ہوگا اور دوسرے یہ کہ سبب خفیف مقدم ہو وہ مرکب بروزن فاعلن ہوگا اور یہ دونوں یعنی فاعلن
اور فاعلن شعنائی میں اصول سے ہیں اور شعنائی میں دوسرا یعنی فاعلن مستعمل نہیں ہے پس اصول شعنائی
بھی نہیں ہے اور تالیفین اور بھی ایک سبب اور ایک وند سے ممکن ہیں کہ خماسی میں واقع ہوتی ہیں وہ
آنکھ میں اور نہیں چہ تالیفین جو اور ممکن ہیں اور انکو اصول سے نہیں جانتے نہ عربی میں نہ
فارسی میں پس از روئے احتمالات عقلی کے بناے خماسی میں سبب اور وند دو آکھ
صورتیں ہو سکتی ہیں چار تقدیم سبب خفیف یا ثقیل سے وند مجموع یا مفروق پر اور چار تقدیم
وند مجموع یا مفروق سے سبب خفیف یا ثقیل پر پس اور نہیں دو صورتیں جیسا کہ مختلف نے
بیان کیا مستعمل ہیں باقی چہ نامستعمل آسوا سطرے کہ تالیف وند مجموع ساتھ سبب ثقیل کی تقدیم
تاخیر دونوں ناخوش ہیں کس لیے کہ تقدیم سبب ثقیل میں توالی چار حرکت لازم آتی ہے
اور تاخیر سبب ثقیل میں حرف آخر کلمہ متحرک ہوتا ہے یہ دو تونا روا ہیں اور تالیف سبب
ثقیل کے ساتھ وند مفروق کی بھی بد ہے کس لیے کہ تقدیم اور تاخیر دونوں آخر کلمہ متحرک
ہوتا ہے پس یہ دونوں بھی روا نہیں اور تالیف سبب خفیف کے ساتھ وند مفروق کی پس
تقدیم سبب میں وہی قباحت ہے تحریک آخر کی اور تقدیم وند مفروق میں بعینہ صورت فاعل
سبب کے ساتھ فاعلن کی ہے اور تکرار نازیبا ہے ح قولہ و این ہر دو شعرائی از اصول اند
یعنی من حیث المجموع والا اول در شعرائی ہم از اصول است تم کلامی جگہ داخل ہونا فاعلن کا
اصول فارسی میں ثابت ہے پس حاشیہ تحصیل حاصل ہم و اما سباعی مولف از دو سبب یک و وند
باشد و از اسباب ہر دو ثقیل نشاید پس اگر ہر دو خفیف ہو دو وند مجموع تالیف از ان سے نوع توالف
اول آنکہ وند ہر دو سبب مقدم ہو وند بروزن مفاعیلن ہو و دوم آنکہ میان ہر دو سبب ہو

و ان بروزن فاعلان بود سوم و تدان از ہر دو سبب متاخر بود و ان بروزن مستفعلن بود
 و اما رکن سباعی معنی ہفت حرفی مولف دو سبب و ایک و تد سے ہوتا ہے و در سچا ہے کہ دونوں
 سبب ثقیل ہوں سبب توانی حرکات اربعہ کی البتہ اگر ایک سبب ثقیل اور ایک سبب خفیف
 ہو مضافاً نہ ہوں جیسے متفعلن اور مفاعلین میں پس اگر دو سبب خفیف ہوں اور ایک تد مجموع
 تالیف اول سے تین طرح پر ہو سکتی ہے اول تقدیم و تد مجموع دو سبب خفیف پر نہ بروزن مفاعلین
 ہو اور سر و تد مجموع در میان دو سبب خفیف کے یہ بروزن فاعلان تھہر ایتسہر اماخیر و تد
 مجموع کے دو سبب خفیف سے یہ بروزن مستفعلن تشرایا ہم و اگر تد مفروق ہو تو وہ نوع
 دیگر تالیف تواند بود اول بروزن فاعلان دوم بروزن مس قفع کن سوم بروزن مفعولات و
 اول و دوم این صنف در لفظ مانند دوم و سوم صنف گذشتہ است و در کتابت بعضے فرق کنند
 بآنکہ اجزای صنف دوم از یک دیگر مفصل نویسند این شش رکن از اصول اند و ہر ذہ تالیف دیگر
 سباعی ممکن بود کہ در شعر فارسی از اصول شمرند سبب گرانی آن است اور اگر تد مفروق ہو اس
 سبکی تین طرح کی تالیفین ہو سکتی ہیں اول بروزن فاعلان دوم بروزن مس قفع کن سوم
 بروزن مفعولات وزن پہلا اور دوسرا اس قسم کا مانند وزن دوسرے اور تیسری قسم گذشتہ کے
 ہے لیکن کتابت میں بعضے فرق کرتے ہیں اس طرح پر کہ اجزای قسم دوم کو یک دیگر سے مفصل اور
 جدا لکھتے ہیں اور یہ چہ کن اصول سے ہیں اور اٹھارہ تالیفین اور اس سباعی کی ممکن ہو سکتی
 ہیں کہ شعر فارسی میں ان کو اصول سے نہیں گنتے سبب گرانی اور ثقالت کے پس از روے
 احتمالات عقلی کے بناے سباعی میں تقدیم اور تاخیر اور توسط اسباب اور اوتاد سے جو میں تالیفین
 ہو سکتی ہیں مثلاً دو سبب خفیف جب تد مجموع سے مقدم ہوں یہ ایک صورت ہوئی اور جب
 تد مجموع دو سبب خفیف پر مقدم ہو یہ دو صورتیں ہوئیں اور جب تد مجموع در میان دو سبب خفیف
 کے واقع ہو تین صورتیں ہوئیں اور جب تد مفروق بجائے تد مجموع کے ان تینوں صورتوں پر
 آیا چہ صورتیں ہوئیں اور جب دو سبب ثقیل بجائے دو سبب خفیف کے ان چہ صورتوں میں
 بارہ صورتیں ہوئیں اب دو صورتیں ان اسباب کی اور میں ایک سبب خفیف مقدم اور سبب ثقیل
 موخر اور دوسرے سبب ثقیل مقدم اور سبب خفیف موخر ہیں جیسے دو سبب خفیف با دو سبب ثقیل

جب دونوں دتدولنے ملے بارہ صورتیں نکلیں دسی ہی ان دونوں کے انضمام سے ساٹھ دونوں
دتدون کے کچھ بارہ صورتیں اور نکلیں اور یہ بارہ اور بارہ جو میں تالیفین ہوئیں پس چہ تالیفین
انہیں سے تازی اور فارسی میں اصول ہیں باقی اٹھارہ تالیفین فارسی میں اصول سے نہیں بسبب
تفاوت کے مگر عربی میں ان اٹھارہ سے دو تالیفین اور متصل اور اصول سے ہیں جیسا کہ محقق علیہ
الرحمہ فرماتے ہیں ہم اما در تازی دو تالیف از جملہ پنجہ مولف بود از تودی مجموع و سببی ثقیل
و سببی خفیف یا مولف از تودی مجموع و فاصلاً صغریٰ ہم از اصول شمرند آن مفاعلتن و تفاعلن
پس ارکان اصلی در پارسی ہفت است بحقیقت پنج در لفظ و آن فعلن مفاعلتن و فاعلتن مستفعلن
و مفعولات ست و در تازی وہ بحقیقت و ہشت در لفظ چہ فاعلتن و مفاعلتن و تفاعلن ہم از اصول اند
ست مگر عربی میں دو تالیفون کو اون تالیفون سے جو ایک و تد مجموع اور ایک سبب ثقیل اور ایک
سبب خفیف سے ہیں یا مولف ایک و تد مجموع اور فاصلاً صغریٰ سے ہیں اصول سے گنتے ہیں
اور وہ دونوں مفاعلتن اور مفاعلتن ہیں پس ارکان اصلی پارسی میں سات ہیں بحقیقت فعلون
مفاعلتن فاعلتن مفعولات و تفاعلن مفعولات اور پنج تلفظ میں کسواسلے کہ فاعلتن
اور مستفعلن متصل اور منفصل متحد ہیں تلفظ میں اور تازی میں دس ہیں بحقیقت فعلون فاعلتن مفاعلتن
فاعلتن مستفعلن و مفعولات مفعولات مفعولات مفاعلتن تفاعلن اور اٹھ تلفظ میں کہ بیان کجا
فاعلتن اور مستفعلن متصل اور منفصل متحد ہیں تلفظ میں ہم و عروضیان را عادت باشد کہ استخراج
این ارکان از یکدیگر بفک و ترکیب بیان کنند و در دواضع کنند یک دائرہ ہمت فعلون فاعلتن
و بر نو یسند علامات متحرک و ساکن و بارز و آن حروف این کلمہ کہ ہی کن تا اگر آغاز با کنی
ہی کن بر حوالی دائرہ بگرد بر وزن فعلون و اگر آغاز از کاف کنی کن ہی باشد بر وزن فاعلتن
اور عادت عروضیوں کی یہ ہے کہ استخراج ان ارکان کا یکدیگر سے بفک و ترکیب بیان کرنا
یعنی پہلے جدا کرتے ہیں حروف کو پھر ملا تے ہیں اور یہ فک و ترکیب دو اثر میں وضع کر لے
ہیں ایک دائرہ واسطے فعلون اور فاعلتن کے اور اوس میں لکھتے ہیں علامتیں متحرک و ساکن
کی علامت متحرک کو دائرہ کو چک اور علامت ساکن کی الف اور مقابل حروف کے یہ کلمہ
لکھتے ہیں ہی کن تا اگر بے سے شروع کو تو ہی کن حوالی دائرہ پر پھر سے بر وزن فعلون ہو

اور اگر کاف سے شروع کرے تو کن ہی حوالی دائرہ پر پھر سے بروزن فاعلن ہونک بفتح
و تشدید جدا کرنا و چیز کا یکدگر سے منتخب اور لطیف اور صراح سے کہ انی الغیث ہم و
دیگر دائرہ جہت مفاعیلن و مفعولات و مستفعلن و فاعلاتن و برو باید نوشت علامات متحرکات
و ساکنات این کلمہ و دتن یکدل تھا ایتدا از ہر متحرک کہ کنی یکی ازین ارکان در تمامی دور حاصل آید
و کیفیت الفکاک ارکان از یکدیگر روشن شود و چنان بہتر کہ درین موضع دور دائرہ آورند یکی جہت
و تد مجموع و دیگر جہت و تد مفروق تا اجزای اولی از حال خود بگرد و سبب جزوی از تد نشود
و یا بر عکس دورہ دیگر جہت مفاعلتن متفاعلتن بنہند و برو نو پسند ہی نکتہ تا ہر دور کن از
خواندہ شود و صورت دائرہ این است اور دوسرہ دائرہ واسطے مفاعیلن مفعولات
مستفعلن فاعلاتن کے ہے اوس میں لکھا چاہیے علامات متحرکات اور ساکنات اس کلمے کے
و دتن یکدل بدون تلفظ و او کے لفظ دو میں تسلیے کہ جس متحرک سے شروع کرے نو ایک
ان ارکان سے تمامی دور میں حاصل ہو و کیفیت الفکاک ارکان کی یکدیگر سے ظاہر ہو اور
بہتر یہ تھا کہ دورہ اس کے مقرر کرتے ایک واسطے و تد مجموع کے اور ایک واسطے و تد مفروق
کے تا اجزائے او لے یعنی سبب اور تد اپنی حال سے نہ پھرتے اور سبب جزو تد کا اور تد
جزو سبب کا نہوتا مثلاً مفاعیلن مفعولات میں اگر کاف مفاعیلن سے شروع کریں مفعولات کہیں
کہ مفاعیلن جہز و تد تھا اب سبب ہو گیا اور میں کہ سبب کیفیت تھا اب جزو و تد مفروق ہو گیا
و قس علی ہذا پس انقلاب اسباب و اوتاد میں لازم آیا مگر عرضی ایسا نہیں کرتے چارہ ان اسباب
کا ایک ہی دائرہ کہتے ہیں اور ایک دائرہ واسطے مفاعلتن اور متفاعلتن کے مقرر کیا ہے اور
اوس میں کہتے ہیں بدی نکتہ اس واسطے کہ دونوں کن اوس سے پڑ ہی جائیں اور تد اور فاعلی یہ یکساں



فصل پنجم در بحر با دو اور ذک بحر با از یک دیگر بحر از کمر ارکان خیزد و ارکان را چون
 چند بار تکرار کنند بشرطی کہ معتدل بودند در اصل و نہیں کوتاہ نخل وزن مصرعی حاصل آید و از دو مصرع
 بیت آید و از ابیات قطعہ یا قصیدہ یا غیر آن و کمترین عددی تکرار را دو باشد و بیشتر چار و زیادہ از
 بسبب درازی مستعمل نباشد پس مثنی از چار رکن بود یا از شش یا از ہشت رکن مگر در مواضعی کہ یاد
 کردہ شود **فصل** پانچون بحر و نہیں اور دائر و نہیں اور ذک بحر مین یک دیگر سے بحرین تکرار
 ارکان سے پیدا ہوتی ہیں یعنی تعدد ارکان سے اور ارکان کو جب کئی بار تکرار کریں بشرطیکہ وہ
 تکرار معتدل ہو یعنی مرغوب طبع نہ دراز نخل یعنی طلال آواز نہ اور نہ بہت کوتاہ نخل یعنی نخل آواز نہ
 پس وزن ایک مصرع کا حاصل ہوتا ہے اور دو مصرعوں سے ایک بیت ہوتی ہے اور بیتوں سے
 قطعہ یا قصیدہ حاصل ہوتا ہے یا مثل اس کے جیسے ثنوی اور رباعی ہے اور کمترین عدد و اسطے
 تکرار کے دو ہیں اور متوسط تین اور اکثر چار اور زیادہ اس سے بسبب درازی کے مستعمل نہیں ہے
 پس ایک بیت چار رکن سے ہوگی یعنی مربع یا چہلہ رکن سے مسدس یا آٹھ رکن سے یعنی ٹہن
 جس جگہ کہ بیان ادنکا آئے گا معلوم کیا جائیگا کہ یہ قول اکثر یہ ہے اور یہہ اوزان مرغوب طبع
 ہیں اور ابیات موحداور ٹہن عربی میں اور شانزہ رکتی بلکہ زیادہ فارسی میں اگرچہ کبھی کمی ہیں
 مگر مرغوب طبع نہیں ہیں مثل بضم میم اول و کسر میم ثانی و تشدید لام طول کنندہ غیاث سے بحر الفتح
 اول و سکون ثانی در بای شور اور جوی بزرگ اور حجاز بمعنی وزن شعر مشابہت یہ کہ جیسا در بای
 شامل ہے بانواع جو اہر و نہات بحر عرض بھی شامل ہے بانواع شعر یا یہ کہ جیسا کوئی در بای
 حیران اور سرگردان ہوتا ہے جو شخص جب عرض میں پرتک ہے متفکر اور حیران ہوتا ہے بحکم
 تغیرات ارکان کے کہ ان فی الغیاث اور مصرع بدون الف یعنی تختہ در کہ اسکو تختہ در اور طبقہ در
 بھی کہتے ہیں اور اصطلاح میں نیمہ بیت وجہ مشابہت ظاہر ہے کہ جیسے دو طبقوں سے ایک دروازہ
 ہوتا ہے ویسے دو مصرعوں سے ایک بیت منتخب اور بہار عجم اور رسالہ عروض سیفی سے اور قصیدہ
 معنی مخمس طبر اور اصطلاح شعرا میں وہ نظم کہ دونوں مصرع بیت اول کے مصارع ثانی ابیات
 سے ہم قافیہ ہوں اور وہ نظم کمتر مذکورہ بیتوں سے نہو غیاث سے اور قطعہ کسر اول اور سکون
 ثانی تکرار ہر خبر کا اور اصطلاح شعرا میں دو بیتین یا زیادہ او نہیں مطلع ہو یا نہ پس گویا وہ ایک تکرار

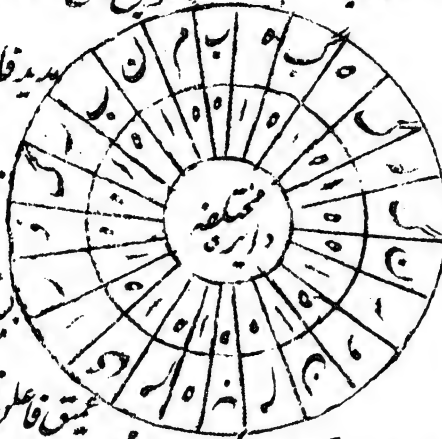
تقصید کے کا ہے مدار اور کشف اور بہار عجم سے اور بعض فصحاء سے تہا خرین نے قطعے کو بافتح
 ہی کہا ہے کذا فی النیات ہم و خلط ارکان متشابہتہ با یکدیگر شبیہ بود بکار پس بجز یا از تکرار رکنی
 بسیط بود یا از خلط و درکن متشابہ و خلط میان دو رکن متشابہ یا بہ کم شود یا بہ کیفیت آما بہ کم چنانکہ
 فاعلن را با مفاعیلن باشد چہ ہر یکے مولف از وندی مجموع و سببی خفیف ست الا انکہ کی از دیگر
 سببی خفیف بیشتر است و همچنین فاعلاتن فاعلن و مستفعلن فاعلن آما کیفیت چنانکہ مستفعلن را
 با مفعولات باشد چہ تالیف ہر کی از دو سبب خفیف و یک و تد است الا انکہ و تد در کی مجموع است
 و در کی مفروق و همچنین مس تفع لن را با فاعلاتن و همچنین فاع لاتن را با مفاعیلن و تحلیل احمد زبدا
 بخلط خماسی و سباعی کردہ است پس سباعیات بسیط پس خلط سباعیات با یکدیگر و ختم بخماسیاب
 کردہ است اور خلط ارکان متشابہ کا ایک دوسرے سے مثل تکرار ایک کن کے ہے
 یعنی جیسے تکرار فو لن یعنی ہی ویسی ہی تکرار فو لن مفاعیلن کی کہ مفاعیلن شبیہ فو لن کی ہے
 پس بجز یا تکرار ایک کن بسیط یعنی ایک کن واحد سے ہوتی ہے یا خلط دو کون متشابہ سے
 اور خلط در میان دو رکن متشابہ کے یا کم ہونے میں ہوتا ہے یا کیفیت میں یعنی ایک رکن کی
 حروف دوسرے سے کم ہوں یا حرکات میں دو کون کے فرق ہو لیکن تشابہ کمی حس و ف
 ہمیسے فو لن کو ساتھ مفاعیلن کے ہے بجز طویل میں اسواسطہ کہ دو وزن و تد مجموع اور سبب خفیف
 مولف میں البتہ دوسرے میں ایک سبب خفیف زیادہ ہے اسطر ح متشابہ فاعلاتن کا ساتھ
 فاعلن کے ہے بجز مد میں اور تشابہ مستفعلن کا ساتھ فاعلن کے بجز بسیط میں فاعلاتن تشابہ کیفیت
 جیسا کہ تشابہ مستفعلن کا ہے ساتھ مفعولات کے سریع اور منسرح اور مقضب میں اسواسطہ
 کہ تالیف انکی دو سبب خفیف اور ایک تد سے ہے فقط فرق اتنا ہے کہ ایک میں تد
 مجموع ہر اور ایک میں و تد مفروق اور سطر ح تشابہ کیفیت مس تفع لن منفصل کا ہے ساتھ
 فاعلاتن کے بجز محنت میں اور تشابہ کیفیت فاع لاتن منفصل کا ساتھ مفاعیلن کے بجز مضارع
 میں اور تحلیل ابن احمد نے ابتدا بخلط خماسی اور سباعی کے ہے دائرہ مختلفہ میں بعد اسکے
 سباعیات بسیط کو ملا یا ہے دائرہ متلفہ میں بعد اسکے خلط سباعیات کا یکدیگر کیا ہے
 دائرہ مشتبہ میں اور خاتمہ کیا ہے خماسیات بسیط پر دائرہ متفقہ میں بسیط بفتح جای فراخ

دستورہ شدہ اور وہ چیز کہ فراخ ہو اور اصطلاح میں جو چیز کہ غیر مرکب ہو یا وہ چیز کہ جزا و سکا
مشابہ گل ہو جیسا کہ آب اور آتش اور خاک اور ہو اصطلاحاً علاحدہ علاحدہ کذا فی الغیث خلط بافسح
لانما منتخب سے ہم انما خماسی و سباعی مانند فاعولن و مفاعیلن مؤلف از پنج جزو باشد و این را کوٹا
شمزد و عادت چنان رفتہ کہ بجز در دائرہ ہچنان کہ از ارکان طبیعی نہند کہ تغیر باورہ نیافتہ باشند و
بعد از ان جعل و تغیرات ارکان غیر طبیعی از اسباب برانگیرند عدد ارکان نیز بر تمام ترین و ہی ایراد
کنند تا بحد ف بعضی از ان دیگر و جوہ مستعمل برانگیرند لیکن خماسی اور سباعی کا خلط مانند
فاعولن اور مفاعیلن کے کہ دونوں مؤلف از پنج جزو سے ہیں فاعولن میں دو جزو و مذموج اور مفاعیلن
اور مفاعیلن میں تین جزو و مذموج اور دو سبب خفیف اور اسکو عرضی کوٹا جاتے ہیں یعنی خلط
خماسی اور سباعی کا خلط سباعیات سے کم ہے اور عادت عرضیوں کی یہ ہے کہ بجز دائرے میں
جیسے ارکان طبیعی سے یعنی ارکان سالم سے مقرر کرتے ہیں کہ واسطے کہ تغیر نے ارکان سالم میں
راہ نہیں پائی ہے اور بعد اسکے بسبب غل اور تغیرات یعنی زحافات کے ارکان غیر طبیعی یعنی
مراحت اون ارکان سالم سے پیدا کرتے ہیں ویسے ہی عدد ارکان کے بھی تمام و کمال دائرے
میں اسرار کرتے ہیں اسلیے کہ بعض کو او نہیں سے دور کر کے اور اوزان مستعمل پیدا کریں یعنی مجزو
اور مشطور اور منہوک مجزو ایک رکن کم مشطور دو رکن کم منہوک ثلث وزن کا باقی رہتا ہے غل کہ
اول و فتح لام اسباب اور بیماریان جمع علت اور اصطلاح میں حافات کذا فی المنتخب و الغیث
ہم فاعولن مفاعیلن را کر کردہ اند و آنرا بیک مصرع شمرہ و لا محالہ تیش شمن باشد و چون مصرع
از ان دور دائرہ وضع کنند تا آخر اول متصل شود شاید کہ بہر کی از اجزای پنجگانہ ابتدا کنند پس ازین
دائرہ پنج بحر بر خیزد برین وزن فاعولن مفاعیلن فاعولن مفاعیلن و این بحر اطویل نام کردہ چہ در لغت
نازی ازین دراز تر بحر نہاید پس فاعولن مفاعیلن کو مکرر کیا ہے اور اسکو ایک مصرع گنای
اور یقیناً بیت اوسین شمن ہو گی اور جب ایک مصرع اسکا دائرے میں وضع کرتے ہیں اسکا
کہ آخر اول سے متصل ہو چاہیے کہ ساتھ ہر ایک اجزای پنجگانہ کے ابتدا کریں پس اس دائرے
سے پانچ بحرین نکلتی ہیں پہلی اس وزن پر فاعولن مفاعیلن فاعولن مفاعیلن اس بحر کا طویل نام
رکھا ہے اسواسطے کہ لغت نازی میں اس سے دراز تر بحر نہیں ہے ان مدید اور بسیط اگر ہیں

اسکے برابر ہیں لہذا اول لکھا بھی نام مدید اور بید رکھا مگر بسط سے دراز تر نہیں ہے طویل دراز
اور نام ایک بحر کا ہے اور یہ بحر اشعار عرب سے خلق رکھتی ہے شعر فارسی اس بحر میں کیا ہے
ہے اس واسطے کہ فارسی میں مطبوع نہیں ہے اور اصل اس بحر کی فاعلن مفاعیلن ہے چار بار
اور اس بحر کو اس جہت سے طویل کہتے ہیں کہ واضع علم عروض نے بخلاف اس بحر کے
بعض بحر کو مسدس وضع کیا ہے اور بعض کہ شمن ہیں بسبب حافات کے کوتاہ بھی ہوتے ہیں
اور مجز و بھی آتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اس بحر کی ارکان میں اوتاد مقدم ہیں بسباب اور
و تد طویل ہے بہ نسبت سبب کے اور عوام کہ بحر مل شانزدہ رکنی کو طویل کہتے ہیں خطا ہے
کذا فی النبیات ہم بت ایچہ ابتدا ایش از جزو دوم باشد از وزن مذکور بر نیگونہ لن مفاعلی لن فاعل
لن مفاعلی لن فاعلین وزن کہ فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن و این را مدید نام کرده است
دوسرے وہ کہ ابتدا جزو دوم سے کریں یعنی فاعلن کہ رکن اول سے اس کے لن سے شروع کریں
اس طرح پر لن مفاعلی لن فاعلن مفاعلی بر وزن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن
فاعلن اس بحر کا نام مدید رکھا ہے اور جو لن مفاعلی لن فاعلن مستعمل تھا اسکی جگہ پر فاعلاتن فاعلن
مستعمل لائے اور مدید اس واسطے نام رکھا کہ یہ بھی کشیدہ ہے مثل طویل کے ہذا فی النبیات
ہم بت ایچہ ابتدا از جزو سوم باشد برین وزن کہ مفاعیلن فاعلن مفاعیلن فاعلن و برین وزن
بنازی شعر یافتہ اند و بہرانی گوید بہار سی برین وزن اند کہ شعر دیدہ ام و این را مقلوب طویل
نام کرده است تیسرے وہ کہ ابتدا اسکی جزو سوم سے کریں یعنی مفاعلی کہ جزو اولیٰ
دوم سے اس وزن پر مفاعیلن فاعلن مفاعیلن فاعلن اس وزن پر بنازی میں شعر نہیں پایا اور اگر
کسی نے بطریق مثال کوئی شعر کہا حکم اسکا حکم النادر کا لمعدوم کا ہے چنانچہ امر و القیس نے یہ
شعر لکھا ہے شعر الا یا عین فابکی علی فعدنی لکنی و اذ لانی لمائی بلا جید و مجید و خلعت
بلا و ا و ضیعت بلا و ا و قد کنت قدیم ا خا عز و مجید و اور بہرانی کہتا ہے کہ فارسی میں
میں اس بحر میں چند شعر دیکھے ہیں انہیں سے ایک یہ ہے شعر نگار و لر بای و
دل من و من بیل چگونه از دو سستانم و اور اسکا نام مقلوب طویل رکھا ہے اور ظاہر ہے
کہ یہ عکس طویل ہے ہم کہ ایچہ ابتدا از جزو چارم باشد برین وزن کہ مستعلن فاعلن مستعلن

فاعلن وان بسیط نام کردہ **ت** چہارم یہ کہ ابتدا جزو چہارم سے ہو یعنی عی سو کہ جزو دوم
 مکن دوم ہے اس وزن پر مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن اسکا نام بسیط رکھا ہے اسواسطے کہ نیکی
 گسترده اور وزن مثل طویل کے ہے ہم وہ انچہ ابتدا از جزو پنجم باشد برین وزن فاعلن فاعلاتن فاعلن
 فاعلاتن و برین وزن ہم تازی شعر نیافتہ اند و بعضے این دو بحر مہمل اعریض و عمیق نام نہادہ اند
 پنج بحر کہ ازین دائرہ ممکن است **ت** پانچون وہ کہ ابتدا جزو پنجم سے ہو یعنی لن سے کہ جزو سوم کن
 دوم ہے اس وزن پر فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن مگر اس وزن میں بھی تازی میں شعر نہیں پایا
 اور بعضون نے ان دونوں بحر و مہمل کا نام عریض اور عمیق رکھا ہے یعنی مقلوب طویل کو عریض
 اور اس بحر کو کہ مقلوب مدید ہے عمیق کہتے ہیں اور بعضون نے اول کو مستطیل اور ثانی کو ممتد
 کہا ہے یہ ہیں پانچ بحرین کہ اس دائرے سے نکلتا اول کا ممکن ہے اسواسطے کہ فاعلن فاعلاتن
 میں پانچ جزو ہیں اور ابتدا سے ہر جزو سے ایک بحر نکلی پانچ بحرین ہی ہوئیں چھٹی بحر کا نکلتا ممکن
 نہیں اور دوسرا فاعلن فاعلاتن مکرر ہے مکرر سے کیا کام ہم وہ بحر جگہ بخورین ابڑہ و زبان فارسی متروک
 و انچہ گفتہ اند بر سنوال شعر عرب گفتہ اند از وجہ تشبہ با ایشان و این دائرہ را مختلفہ خوانند و تصرع
 گشتہ اند کہ درین دائرہ نہند تا ہمہ بحر از ان بر توان خواند و فلک از یکدیگر تصور افتد و ان مصلح و وزن
 طویل این **ت** ع بن برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ و بر وزن مدیسع برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ
 مہ بن و بر وزن مقلوب **ت** ع گذرای مہ بن بزرنگر گہ گہ مہ بن درمہ و بر وزن بسیط **ت** ای مہ
 مہ بن درنگر گہ گہ مہ بن برگذرد و صورت دائرہ این است **ت** اور سب بحرین اس دایرہ کی
 زبان فارسی میں متروک ہیں جو کچھ کہ فارسیوں نے ان بحر و مہمل میں کہا ہے از رو سے تقلید
 اور تشبہ عرب کے کہا ہے اور اس دائرے کو دائرہ مختلفہ کہتے ہیں کہ اسکے ارکان میں اختلاف ہے
 ایک سباعی اور دوسرا خماسی اور ایک مصرع کہا ہے کہ اس دائرے میں لکھتے ہیں اور پانچون بحرین
 اس سے پڑھ سکتے ہیں اور جدائی بحر کی یکدیگر سے اس میں معلوم ہوتی ہے اور وہ مصرع و وزن
 طویل میں یون ہے مصرع مہ بن برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ مہ بن و بر وزن فاعلن فاعلاتن
 فاعلاتن اور بر وزن مدیدیون ہے مصرع برگذرای مہ بن درنگر گہ گہ مہ بن و بر وزن فاعلاتن
 فاعلن فاعلاتن فاعلن و بر وزن مقلوب طویل یون ہے مصرع گذرای مہ بن بزرنگر گہ گہ مہ بن درمہ

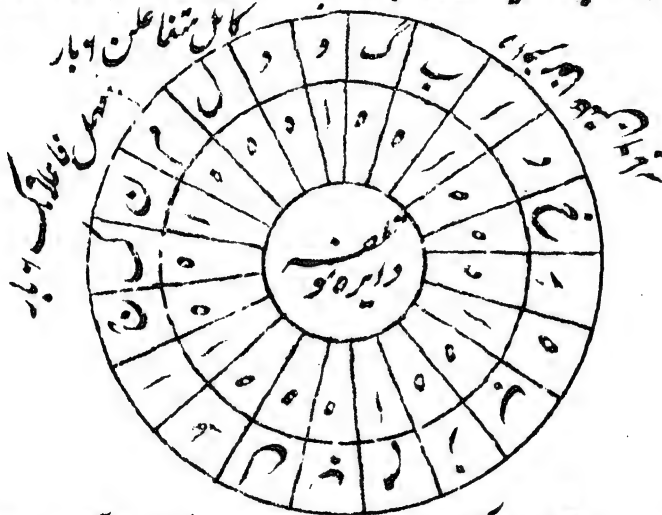
بر وزن مفاعیلن فاعیلن فاعیلن اور بر وزن بسیط یون ہے مصرع ای سے بن در نگر گمہ
گمہ بن برگز بہ بر وزن مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن اور بر وزن عیق جسکو بحر محل کہا ہوا یون ہے
مصرع سے بن در نگر گمہ گمہ بن برگز رای پ بر وزن فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن چونکہ بحر محل
تحتی مصرع بھی محل نکلا اور محل شعر نہیں لہذا محقق علیہ الرحمہ نے یہ مصرع کتاب میں نہ لکھا اگرچہ وزن
دائرے سے نکلتا ہے دائرہ مختلفہ بہ ہے



ہم وانا انچہ از سباعیات بسیط خیز و ابتدا بولف از وند مجموع وفاصلہ کردہ است و مصرع اعلیٰ
از تکرار یک رکن سے بار بکار و آشتہ اند و لا محالہ بیت مسدس باشد پس اگر ابتدا ہو تہ کنند برین
وزن آید مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن و این بحر را وافر نام نہادہ است و اگر ابتدا بفواصلہ کنند
برین متفاعلتن متفاعلتن متفاعلتن و این بحر را کال نام نہادہ است و پارسی گویان گفتہ اند ابتدا
بسبب خفیف کہ درین ترکیب است ہم ممکن است برین وزن باشد فاعلاتنک فاعلاتنک فاعلاتنک
و این وزن ہم محل است و انا جو بحرین کہ سباعیات تنہا سے پیدا ہوتی ہیں خلیل ابن
احمد نے ابتدا او نہیں اوس مولف سے کی ہے کہ جسکی تالیف وند مجموع اور فاصلہ سے ہے
اور ایک مصرع اوس میں تکرار ایک رکن سے تین بار عرضیوں نے استعمال کیا ہے اور جب
مصرع میں تین رکن ہوئے بیت لا محالہ مسدس ہوگی پس اگر ابتدا وند سے کریں یہ وزن ہوگا مفاعلتن
مفاعلتن مفاعلتن اور اس بحر کا نام وافر رکھا ہے اس واسطے کہ اس بحر میں حرکات اور بحر وند سے
زیادہ ہیں اور اگر ابتدا فاصلہ سے کریں یہ وزن ہوگا متفاعلتن متفاعلتن متفاعلتن اور اس کا نام
کال رکھا ہے اس واسطے کہ اس میں بھی حرکات اور بحر وند سے زیادہ ہیں اور بحر وافر اس سے
کال پر مقدم ہوئی کہ وند اوس میں مقدم ہے اور پارسی گویوں نے کہا ہے کہ ابتدا سبب خفیف ہے

بھی کہ اس ترکیب میں ہے ممکن ہے اس وزن پر فاعلاتک فاعلاتک فاعلاتک خواہ فاعلاتن
 فاعلاتن فاعلاتن یہ وزن بھی محمل اور متروک ہے بسبب تحرک آخر کے اور یہ قول پارس گویا
 ہے اہل عرب کے نزدیک ابتدا سبب خفیف سے نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ متفا اور علتین دونوں
 اون کے نزدیک فاصلے ہیں نہ مرکب دو سببوں سے ح قولہ و فارسی گویا آن آہ ازین قول معلوم
 شد کہ نزد عرب ابتدا از سبب خفیف درین ترکیب ممکن نیست چہ علتین را فاصلہ صغری قرار دادہ اند
 نہ مرکب از سببہیں والا شروع از سبب خفیف نیز میگردند و ہذا قال اکثر من المحققین لیکن از مابقی
 محقق شد کہ اعتبار فاصلہ را چہ و فارسی و چہ و عربی اصلاً و جہی بہم نمیرسد و عدم شروع از
 سبب خفیف بچیت نامستعمل بودن بگرد کو راست نہ از جهت عدم امکان والدہ اعلم تم کلام
 پس عدم اعتبار فاصلہ عربی بین مابقی سے بموجب عبارت اس کتاب کے کہان محقق ہوا
 بلکہ محقق علیہ الرحمہ جابجا کہتے جاتے ہیں کہ فاصلہ عربی بین معتبر ہے ایک جگہ لکھا کہ تازی میں
 نین متحرک اور چہارم ساکن کو فاصلہ صغری کہتے ہیں اور چار متحرک پنجم ساکن کو فاصلہ کبری
 کہتے ہیں اور دوسری جگہ لکھا کہ یہ دو تالیفین مفا علتین اور متفا علن مثل تالیفات اول نہیں
 ہیں یعنی اسباب اور اوتاد سے نہیں ہیں تیسری جگہ لکھا کہ یا مولف از وند مجموع و فاصلہ صغری
 جسکو محشی نے غلط پر ۱۲ اور بجائے یا حرف تردید کے نہافیہ لکھا اور اس جگہ بھی محقق علیہ الرحمہ نے
 فرمایا کہ یہ سببایات مولف وند مجموع اور فاصلے سے ہیں اور ابتدا سبب خفیف اس دائرہ میں
 ممکن نہیں نزدیک اہل عرب کے کہ اس واسطے کہ مفا علتین اور متفا علن میں فاصلہ ہے سبب نہیں
 مگر پارس گویا البتہ ابتدا بہ سبب کر سکتے ہیں کہ اصل عروض فارسی میں فاصلہ نہیں ہے اور وجہ
 عدم شروع بہ سبب کہ عدم استعمال کو محشی نے لکھا ہے یہ بھی غلط فہمی ہے کہ جو نامستعمل کو دو
 نکال کر متروک لکھ دیتے ہیں چنانچہ بیان بھی اس وزن کو نکال کر محمل لکھ دیا ہم و بیت ازین
 دائرہ بر وزن وافر چنین بود ع گودل من کجا طلبم ز بہر خدا و بر وزن کامل چنین باشد
 ع دل من کجا طلبم ز بہر خدا گود و بر وزن محمل چنین باشد ع من کجا طلبم ز بہر خدا گودل
 و این دائرہ را دائرہ موقوف خوانند و در فارسی بر بحر این دائرہ ہم شعر گفته اند الا انچہ بوجہ تشبہ
 بہ تکلف گفته اند و صورت دائرہ این ست است اور بیت اس دائرے سے بر وزن وافر چون

مصرع جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے بگودل من مفاصل متن کجا طلیم مفاصل متن زہر خدا
مفاصل متن اور بروزن کامل یون ہے مصرع جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے دل من
کجا مفاصل متن طلیم زہر مفاصل متن ر خدا بگو مفاصل متن اور بروزن مصل یون ہے مصرع جو مرقومہ متن
ہے تقطیع او سکی یہ ہے من کجا مفاصل متن ر خدا بگو مفاصل متن اور بروزن مصل یون ہے مصرع جو مرقومہ متن
اور اس دائرے کو موقوفہ کہتے ہیں بسبب تلافی ارکان کے کہ سباعی ہیں اور حرکات اور
سکناات میں برابر اور فارسی گو یون نے ان بحرون میں بھی شعر نہیں کہے ہیں اور جو کچھ
بتکلف کہا ہے بتشبہ و تقلید عرب کہا ہے اور صورت دائرہ موقوفہ کی یہ ہے



ح قولہ بیت ازین دائرہ مخفی فماند کہ درینجا و مابعد انچه درامثلہ بجور آوردہ مصرعہا است بیت
پس اطلاق بیتہا برین مصاریع باعتبار آنست کہ بانضمام مصاریع ثوانی بیت با خواہند گردید
تم کلامہ ظاہر ہے کہ اس تاویل کی کچھ حاجت نہیں کہ اس سے کہ محقق علیہ الرحمہ نے پہلے حرف
عین کہ عبارت مصرع سے ہے لکھ کر ان مصرعون کو لکھا ہے ہم و بعد ازین انچه از رکن سباعی
مؤلف از وند مجموع و دو سبب خفیف آید و تا زبان یک مصرع از تکرار یک رکن سہ بار آوردہ اند
و پارسیان از تکرار یک کن چار بار پس بیت بازی مسدس باشد و پارسی شمشیر اگر ابتدا
نوتہ کنند برین وزن آید مفاصل متن سہ بار یا چار بار و آخر انچه خوانند و اگر سبب اول کنند
برین وزن آید ستفعلن سہ بار یا چار بار و آخر انچه خوانند و اگر سبب دوم کنند برین وزن آید
فاعلاتن سہ بار یا چار بار و آخر انچه خوانند و بیت ازین دائرہ بروزن سبج مسدس چنین باشد
ع مراد اول نے دلارامی نیار آمدہ و بروزن رجز مسدس چنین باشد ع دل دلارامی نیار آمدہ

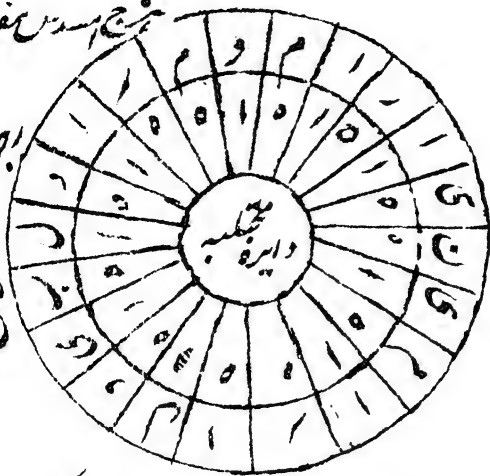
و بروزن میں مسدس یعنی شش بج بی دلارانیاراد مراد اول ہو اگر بعد نیارامد کی نگار تیارافراہیم جملہ ثمن شود و این دایرہ
مختلفہ خوانند ثمن را مختلفہ زائدہ و صورت دائرہ مختلفہ این است و اور بعد اسکی جو بحرین کہ رکن سباعی ہو و لغت
مجموع اور دو سبب خفیف سے آئی ہیں اہل عرب میں ایک صراع تکرار رکن واحد سے تین بار یعنی
مسدس لائے ہیں اور اہل پارس تکرار رکن واحد سے چار بار یعنی ثمن لائے ہیں پس بیت عرب
میں مسدس یعنی شش رکنی ہوگی اور پارسی میں ثمن یعنی ہشت رکنی اور اگر ابتدا و تد سے کریں
اور ابتدا و تد بہتر ہے سبب سے بسبب تکمیل و تد کے سبب سے یہ وزن ہوگا مفاعیلین تین بار
مازنی میں اور چار بار فارسی میں اور اس بحر کو ہرج کہتے ہیں اس واسطے کہ ہرج لغت میں آواز
باترخم ہے بسبب نکوئی اس بحر کے یہ نام اسکا رکھا اور اگر ابتدا بسبب اول کریں اس واسطے کہ
پہلے ابتدا بسبب اول سے چاہیے بعد سبب دوم سے یہ وزن ہوگا مستفعلن تین بار تازی
میں اور چار بار فارسی میں اور اس بحر کو ہرج کہتے ہیں اس واسطے کہ ہرج بالتحریک لغت میں
اوس زنج کو کہتے ہیں کہ پاسے شتر کو لغز میں لائے پس اس بحر کا نام ہرج رکھا بسبب غلطی
اجزاء کے بسبب تقارب حرکات کے یا بسبب کوتاہی بیت کے کہ عرب میں بیشتر مشطوب مستعلن ہوتا
ہے اور اگر ابتدا بسبب و م سے کریں یہ وزن ہوگا فاعلاتن تین بار تازی میں و ہرج چار بار
فارسی میں اور اس بحر کو رمل کہتے ہیں اس واسطے کہ رمل لغت میں شتاب رفتن ہو پس
اس بحر کا نام رمل رکھا بسبب دانہ کے کہ شتاب اور روان پڑھی جاتی ہے اور بیت اس
دائرے کی ہرج مسدس میں یون ہے مصرع مراد بی دلارانیاراد بروزن مفاعیلین
مفاعیلین مفاعیلین اور ہرج مسدس میں یون ہے مصرع دل بی دلارانیاراد بروزن
مستفعلن مستفعلن اور رمل مسدس میں یون ہے مصرع بی دلارانیاراد مراد اول
بروزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن اور اگر بعد نیارامد کی نگار تیارافراہیم جملہ اوزان
ثمن ہو جائیں اور اس دائرے کو مختلفہ کہتے ہیں اس واسطے کہ اجتناب لغت میں بمعنی
کشیدن ہے اور ارکان اس دائرے کے ارکان بحر دائرہ اول سے کہنے گئے
ہیں مفاعیلین طویل سے اور مستفعلن بسیط سے اور فاعلاتن مدید سے اور دائرہ ثمن کو
مختلفہ زائدہ کہتے ہیں اس واسطے کہ ایک رکن اوس میں مسدس سے زیادہ ہے

اور صورت دائرہ مجملہ کی یہ ہے کہ لکھی جاتی ہے

ہرج ہرجس مفاہیل ۶ بار

برسوس مستفعلن ۱ بار

للسوس فاعل ۱ بار



ہم وزائدہ ہم برین قیاس باشد و باشد کہ میں بحر با بخت ساکن سبب دوم بکار داند تا ہرج
بر نیگو نہ شود مصفا عیل چار بار و ہرج بر نیگو نہ مفتعلن چار بار و رمل بر نیگو نہ مسلمان چار بار و ہرج
دائرہ ہرج برین منوال بود ہمیت مراکس نہ بد و دوم مراکس کند شاد و ہرج وزن ہرج ہمیت
کس نہ بد و دوم مراکس کند شاد و مراہ و ہرج وزن رمل ہمیت نہ بد و دوم مراکس کند شاد و مراکس نہ بد
بکرا ہرج کفوف و ہرج مطوی و رمل مخبون خوانند و دائرہ ہرج قیاس کند شاد و انفراد و ہرج
زائدہ فراحت خوانند و بعضے بلقی دیگر بخوانند و تفتیق را این دائرہ نیاوریم است اور زائدہ ہج
اسی طرح ہے یعنی ایک کن مثل نگار نیاز یادہ کر کے اس طرح مثلثات کا دائرہ لکھتے ہیں اور ہج
اہل فارس انہیں بحر و نکو ساکن سبب دوم کو مفاہیلین سے دور کر کے استعمال کرتے ہیں پس
ہرج شمس اس وزن پر ہوتی ہے مفاہیل چار بار ایک مصرع میں نون مفاہیلین سے کہ ساکن سبب
دوم تھا دور ہوا اور ہرج شمس اس وزن پر مفتعلن چار بار ایک مصرع میں جب مفاہیلین سے ساکن
سبب دوم دور کیا مفاہیل رہا اور جب ان اسباب کو جنہیں ساکن سبب دوم دور ہوا ہے وہ ہرج مقدم
کیا عیل مفاہیل ہوا مفتعلن اس کے مقام پر لائے اور رمل شمس اس وزن پر مفتعلن چار بار ایک مصرع
میں جب مفاہیلین سے ساکن سبب دوم دور کیا مفاہیل ہوا اور جب ابتدا اس سبب سے کی
ل مفاہیل ہوا مفتعلن اس کے مقام پر لائے اور بہت دائرہ ہرج سے اس طرح پر ہے ہمیت مرا
مراکس نہ بد و دوم مراکس کند شاد و اور بہت کنا با اعتبار دو وزن مصرعون کے ہے کہ مصرع ثانی
بھی اسی وزن پر ہوگا قطع یہ ہے مراکس مفاہیل نہ بد و دوم مفاہیل مراکس مفاہیل کند شاد و مفاہیل

که صاحب میزان المقصود در اصل از تالیف این کتاب ثابت کردن غلطی بای مصنف علام بود که به
 توفیق که مطلب بدین برسد غلطی بطرف محقق منسوب کرده چنانکه درین محل وجوابش بدو صورت
 ظاهر و باهرست که نزد صاحب میزان که وضع دائره برای بیان اصل ارکان باشد این محض غلط
 و خلاف جمهور است چه بیان اصل ارکان علت غایت برای وضع دائره نزدیک کسی نباشد بلکه
 غایت انضمام و الفکاک بجور از یکدیگر است ثانیاً اینکه وضع دائره خاصه برای اصل ارکان کسی
 ننوشتہ آنچه ممنوع است نیست که اصول و فروع را با هم خلط کنند و تقابل و تساوی بکمیت
 حروف چنانکه در اصول مشروط است بهمان طریق در فروع نیز در کار بود و نیاردن دو اثر فروع
 در کتب عروض بجهت احتراز از تطویل باشد اینک صدمی ممنوع نوشته باشد و مصنف نکتہ نوشته که
 هر جا حاجت اقتدو دائره نسبت فروع هم مثبت توان کرد و مراد از آن همین است که کسی ممنوع
 انکار و چون دو اثر فروع ضروری نباشد از بخت مصنف علام هم آنرا ننوشتہ تمام کلامه اسب هم
 گفته بین که دو نون صاحب مطلب کتاب کو نه پوسنخه اور تطویل بیفائده سوال و جواب میں
 محقق علیہ الرحمہ تفصیل اوزان پنج میں لکھتے ہیں کہ آما پارسی صلش در دائره مفاعیلن مثبت با
 بود و دونوع بود سالم و مکفوف و مکفوف ہم دونوع بود موفور و اخرج و مکفوف موفور را مکفوف تنہا
 خوانند و بعضی ہر نوعی را بحری دیگر شمرده اند اور بیان اوزان رجز میں لکھتے ہیں کہ آما پارسی ار
 این بحر در دائره مستقلن مثبت بار باشد و نہ نوع بود سالم و مجنون و مطوی اور بیان اوزان مل
 میں لکھتے ہیں کہ آما پارسی این بحر دونوع آید سالم و مجنون و بعضی عروضیان ہر یک را بحری دیگر
 شمرند پس ظاہر ہے کہ جو لوگ ہزج اور رجز اور مل کو ایک ایک بحر جانتے ہیں اونکے نزدیک
 دائرہ ہائے ارکان سالم کافی ہیں اور جو لوگ ہر قسم کو انہیں سے بحر علاحدہ قرار دیتے ہیں
 اونکے نزدیک دائرہ ارکان سالم اور دائرہ ارکان مزاحف دونون درکار ہیں کسواسطے کہ یہ
 ارکان مزاحف اونکے نزدیک بجائے اصل ارکان ہیں کہ بحر علاحدہ قرار دیتے ہیں اور سواسطے
 رسالہ ہائے عروض میں دو اثر ارکان مزاحف بھی موجود ہیں ہم داز تکرار کن سباعی بسیط کہ
 از دند مفروق بود بیج بحر مستعمل نیست و آما از خلط سباعی بیکدیگر و آن رکبی بود کہ مولف از
 دو سبب خفیف بود و تندی مجموع و رکبی کہ مولف بود از دو سبب خفیف و تندی مفروق و تازیان

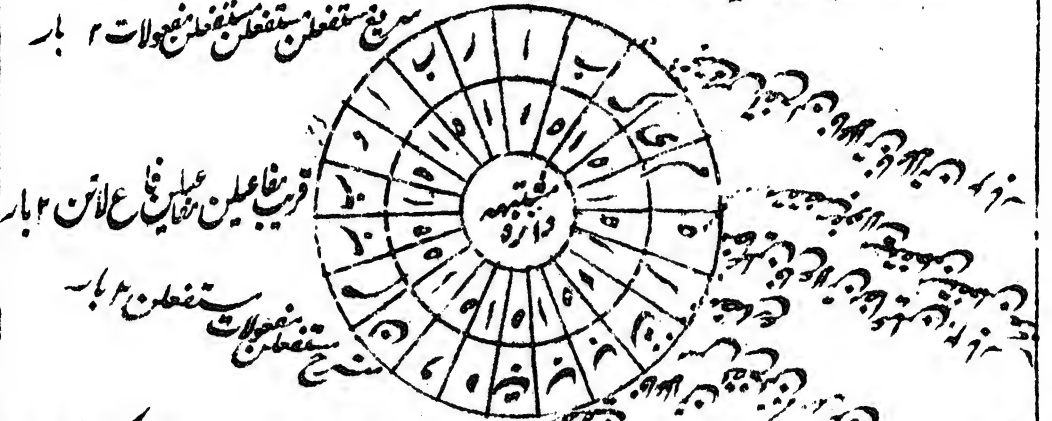
سندس بکار و از مذکور صرع از رکن مجموعی دوبار و رکن مفروق کی بار و چون در و اوردہ نهند ابتدا از مذکور وضع
 ممکن بود چنان سہ رکن مولف از مذکور جزو باشد اگرکہ ابتدا بدو سبب رکن مجموعی رکن اول کنند
 تا این وزن باشد مستفعلن مستفعلن فعولات و این بحر اسریع خوانند و اورنگار رکن سباعی
 ہوتا ہے کہ اوس میں و از مفروق ہو جیسے لات مفعولات میں اور فاع فاع لاتن میں اور تفع
 مستفعلن میں کوئی بحر مشعل نہیں ہے یعنی کوئی بحر نہیں نکلی ہے و اما آمیزش سباعی سے
 با یکدیگر بحرین نکلی ہیں مگر اول سباعیات میں کوئی رکن مولف ہوتا ہے دو سبب خفیف اور
 از مجموع سے خواہ دونوں سبب مقدم ہوں جیسے مستفعلن میں خواہ موخر ہوں جیسے مفاعیلین میں
 خواہ در میان دونوں سببوں کے و تہو جیسے فاعلاتن میں اور کوئی رکن مولف ہوتا ہے دو سبب خفیف
 اور و از مفروق سے مثل مفعولات اور فاع لاتن کے اور اہل عرب اسکو سندس مستقل کہ فیہن
 ایک صرع رکن مجموعی سے دوبار اور رکن مفروق سے ایک بار مثل مستفعلن مستفعلن فعولات کے اور جب
 و از کے تین لگتے ہیں ابتدا نو جگہوں سے ممکن ہوتی ہے کسواسطے کہ یہ تین رکن مولف نو جزو سے
 ہیں یعنی ایک ایک میں تین تین جزوین پہلی صورت یہ ہے کہ ابتدا ساتھ دو سبب رکن مجموعی
 رکن اول کی کرین کہ یہ وزن ہو مستفعلن مستفعلن فعولات اور اسکو بحر سرریع کہتے ہیں معلوم کیا جاتا ہے
 کہ ابتدا از ر سے بہتر تھی جیسا کہ اور و از و نہیں کیا ہے پس مضارع کو مقدم کرنا تھا کہ مضارع
 کی ابتدا میں و تہ ہے مگر وجہ اسکی یہ ہے کہ رکن اول مضارع کا سالم مستعمل نہیں ہوا ہے
 پس و تہ مجموع گویا اوس میں نہیں ہے نور خلیل ابن احمد سے جو لوگوں نے پوچھا اوسنے
 یہ جواب دیا کہ و تہ مفروق اسکا صدر سے نزدیک ہے اور و تہ مفروق اول بیت کو خفیف
 کرتا ہے پس تقدیم سرریع کی سب پر اسواسطے ہے کہ و تہ مفروق اسکا صدر سے دور تر ہے
 اور چونکہ بنا سرریع کی دو سبب اور ایک و تہ مفروق پر ہے اور شرح اس میں اوسکے موافق ہے
 لہذا ابتدا سرریع کے نسخ کو بیان کیا اور خفیف کو مضارع پر اور مضارع کو مقضب پر اور مقضب کو
 محضت پر اسواسطے مقدم کیا کہ و تہ مفروق ہر ایک میں صدر سے دور تر ہے بنسبت دوسری
 کے سرریع کتاب کنندہ اور جلد از نام ایک بحر کا عروض سے اور اس بحر میں اسباب زیادہ
 ہیں اور اود سے لہذا برعزت بڑی جاتی ہے کذا فی النیثام ہمب آنکہ ابتدا بسبب دوم ہان

رکن کنند تا این وزن باشد فاعلاتن فاعلاتن مس تفع لمن و این بحر مستعمل نیست و اور دو سری صوت
یہ ہے کہ ابتدا کرین سبب دوم اوسی رکن سے کہ یہ وزن ہو فاعلاتن فاعلاتن مس تفع لمن اور یہ
بحر مستعمل نہیں ہے بعض اس بحر کو جدید کہتے ہیں اور غریب بھی کہا ہے اور اسکو بزرجمہر نے
ایجاد کیا ہے جدید جو چیز کہ نئی پیدا ہوئی ہو اور نام بحر عروض کا کہ یہ بحر نئی پیدا ہوئی، ہی بحر
نوزدہ گانہ بین کذا فی الغیث ہم آئکہ ابتدا بوتدہان رکن کنند تا این وزن باشد مفاعیلن
مفاعیلن فاع لاتن و این بحر تازی مستعمل نیست و پارسی آرا قریب خوانند تیسری صوت
یہ ہے کہ ابتدا و تد سے اوسی رکن کی کرین کہ یہ وزن ہو مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن اور یہ بحر
مازی میں مستعمل نہیں ہے اور فارسی میں اسکو قریب کہتے ہیں اس واسطے کہ ارکان میں ہرج
اور مضارع سے قربت رکھتی ہے یا یہ کہ زمانہ قریب ترین پیدا ہوئی ہے کہ یوسف عروضی
نیشاپوری نے اسکو نکالا ہے قریب ایک بحر ہے بحر نوزدہ گانہ سے کذا فی الغیث ہم
آئکہ ابتدا و سبب رکن دوم مجموعی کنند تا این وزن باشد مستفعلن مستفعلن و این بحر نہر
ست چوتھی صورت یہ ہے کہ ابتدا و سبب رکن دوم مجموعی سے کرین کہ یہ وزن ہو مستفعلن
مفعولات مستفعلن اور اس بحر کو نہر کہتے ہیں اس واسطے کہ سہولت اور روانی پڑھی جاتی
منسرح بضم میم سکون نون و فتح سین مہملہ و کسر اہملہ و حامی مہملہ آسان و روان کردہ شدہ
اور نام ایک بحر کا چونکہ اسباب اس بحر میں مقدم ہیں و تد پر لہذا آسانی زبان پڑاتی ہے اور
بعضوں نے لکھا ہے کہ انسراح بمعنی انجامہ بیرون آمدن ہے اور یہ بحر نقصان زحافات
میں بیان تک پہنچی ہے کہ بمقدار دور رکن کے رہ جاتی ہے لہذا سبب اس اختصار کے منسرح
نام رکھا کذا فی الغیث ہم آئکہ ابتدا سبب دوم ہمیں رکن کنند تا این وزن باشد فاعلاتن
مس تفع لمن فاعلاتن و این بحر اخیف خوانند پانچویں یہ صورت ہے کہ ابتدا
سبب دوم اسی رکن سے کرین کہ یہ وزن ہو فاعلاتن مس تفع لمن فاعلاتن اور اس بحر کو
خیف کہتے ہیں سبب اسکے کہ اخف سبب عیات ہے سبب اتصال اسباب کے ساتھ
اور تاد کے طریقین سے خیف سبک اور نام ایک بحر کا بحر باے عروض سے کذا فی المنتخب
هم و آئکہ ابتدا بوتدہان رکن کنند تا این وزن باشد مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن و این بحر را

مضارع خوانند **ت** چھٹی ہی صورت ہے کہ ابتدا اس کن دوم کی و تد سے کریں کہ یہ وزن ہو مفاعیلین فاع لاتن مفاعیلین اور اس بحر کو مضارع کہتے ہیں بسبب مشابہت کے بحر مسج سے کہ دوسرے جزوین ان دونوں کی و تد مفروق ہے مضارع بضم میم و کسر ہما مشرک اور شبیہ منتخب ہو اور مضارعیت یعنی مشابہت اور مضارع نام ایک بحر کا بحر عروضی ہے اور اس بحر کا اس واسطے مضارع نام رکھا کہ مشابہہ ہے منسرح سے کہ دونوں میں او تاد مقدم ہیں اسباب پر کذا فی الغیاث **ھ** نہ آنکہ ابتدا بدو سبب کن مفروق کند و برین وزن بوزن مفعولات مستفعلن تفععلن و این را مقتضب خوانند و پارسی مستعمل نیست **ت** ساتوین صورت یہ ہے کہ ابتدا دو سبب کن مفروق سے کریں کہ یہ وزن ہو مفعولات مستفعلن تفععلن اور اس بحر کو مقتضب کہتے ہیں بسبب بریدہ ہونے کے بحر منسرح سے کہ کن دونوں کے ایک ہیں فقط فرق ترتیب میں ہے اور یہ بحر فارسی میں مستعمل نہیں ہے مقتضب بضم میم و فتح ضا و معجمہ بریدہ شدہ اور نام ایک بحر کا کہ منسرح سے بریدہ ہوئی بت ارکان دونوں کے ایک ہیں اختلاف فقط ترتیب میں ہے کذا فی الغیاث **ھ** نہ آنکہ ابتدا بسبب دوم ہیں کن کند و برین وزن باشد مس تفععلن فاعلاتن و این بحر را مجتث خوانند **ت** آٹھویں صورت یہ ہے کہ ابتدا سبب و م اسی رکن سے کریں کہ یہ وزن ہو مس تفععلن فاعلاتن اور اس بحر کو مجتث کہتے ہیں کہ بحر خفیف سے برکنہ ہوئی ہے مجتث بضم میم و سکون جیم و فتح یامی فوقانی و تشدید نامی مثلث یعنی اربع برکنہ شدہ اور نام ایک بحر کا بحر نو زدہ گانہ سے اور اس بحر کو بحر خفیف سے برکنہ کیا ہے کس واسطے کہ ان دونوں بحر دکن کے ارکان میں یکجا اختلاف ہے کہ اس بحر میں مستفعلن مقدم ہے دو فاعلاتن پر اور خفیف میں درمیان کذا فی الغیاث **ھ** نہ آنکہ ابتدا بوزن مفروق کنند کہ این وزن شود فاع لاتن مفاعیلین مفاعیلین و این بحر نامستعمل است **ت** اور نوین صورت یہ ہے کہ ابتدا و تد مفروق سے اس رکن کی کریں کہ یہ وزن ہو فاع لاتن مفاعیلین مفاعیلین اور یہ بحر بھی نامستعمل ہے اور بعضے اس بحر کو مشکل کہتے ہیں مشکل بضم میم و کسر کاف مانند و مشکل شونده اور نام ایک بحر کا ہے بحر عروضی سے منتخب اور غیاث سے **ھ** پس بحر مستعمل در ہر دو لغت ازین دائرہ ہفت است و بہت دائرہ

بر وزن سرج چنین بود ع بادہ بین وہ تو بتا ہم کیا رہ و بر وزن قریب ع بین وہ تو
بتا ہم کیا بادہ و بر وزن نسج ع وہ تو بتا ہم کیا بادہ بین و بر وزن خیف ع تو
بتا ہم کیا بادہ بین وہ و بر وزن مضارع ع بتا ہم کیا بادہ بین وہ تو و بر وزن تنصب ع
ہم کیا بادہ بین وہ تو بتا و بر وزن مجتث ع کیا بادہ بین وہ تو بتا ہم و این دائرہ را ہم
دائرہ شنبہ خوانند و صورتش اینست پس بحرین مستعمل زبان عربی اور فارسی میں اس
دائرے سے سات ہیں اور دونوں مستعمل اور بیت اس دائرے کی وزن سرج میں یون ہے
جو مرقومہ متن ہے لقطع او سکی یہ ہے بادب میں مستفعلن وہ تب بتا مستفعلن ہم کیا باد
مفعولات بجائے ہا اور او حرف باکا لکھنا وہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل اہل پارسی کا
تلفظ میں یون ہی ہے اور وزن قریب میں یون ہے جو مرقومہ متن ہے لقطع او سکی یہ ہے
بین وہ تب مفاعیلن بتا ہم یک مفاعیلن بار بادہ فاعلاتن وجہ منفصل ہونی فاعلاتن کی
ظاہر ہے اور وزن نسج میں یون ہے جو مرقومہ متن ہے لقطع او سکی یہ ہے وہ تب بتا
مستفعلن ہم کیا مفعولات بادب میں مستفعلن اور وزن خیف میں یون ہے جو مرقومہ متن
ہے لقطع او سکی یہ ہے تب بتا ہم فاعلاتن کیا بار باس تقع لن رب بین وہ فاعلاتن اور
وزن مضارع میں یون ہے جو مرقومہ متن ہے لقطع او سکی یہ ہے بتا ہم یک مفاعیلن بار
بادب فاعلاتن بین وہ تو مفاعیلن یہاں صاحب میزان نے یہ حاشیہ لکھا ہے ح تو بتا ہم
تقطیعہ بتا ہم یک مفاعیلن بار بادب فاعلاتن بین وہ تو مفاعیلن و شمار کردن و او تو باجاء
حرفی از بہر ضرورت قافیہ بہت تم کلامہ پس مصرع ثانی کہاں ہے جسکے سبب ضرورت قافیہ
ہوئی اور او کو بجائے حرف کہاں شمار نہیں کیا کہ اسکے مقام پر ہر جگہ بے آلے السبب
او غام کے موافق اہل فارس کے گریہ کہا جائے کہ لفظ تو اس مصرع میں آخر واقع ہوا
اور لفظ بتا اول پس واو بے سے کیونکر بدلتا اسطرح وزن قریب میں بادہ آخر واقع ہوا
اور لفظ بین اول پس وہ ہے بے سے نہ بدلے آدم پر ہر مطلب اور وزن تنصب میں
یون ہے جو مرقومہ متن ہے لقطع او سکی یہ ہے ہم کیا مفعولات بادب میں مستفعلن وہ
تب بتا مستفعلن اور وزن مجتث میں یون ہے جو مرقومہ متن ہے لقطع او سکی یہ ہے کیا

بامس نفع لن وب من ده فا علا تن تب بتا ہم فا علا تن اور اس دائرے کو دائرہ مشتبہ
 بھی کہتے ہیں اور دائرہ و تد بھی اور وجہ اشتباہ اسمین یہ ہے کہ مستقلین اور فا علا تن
 دونوں متصل اور منفصل واقع ہوئے ہیں پس دونوں میں شبہہ پڑتا ہے اور سہروردی
 نے کہا ہے کہ بحرین اسکی مشتبہ ہیں اور صوت دائرے کی یہ ہے
 سر نفع مستقلین مستقلین مستقلین مستقلات ۲ بار



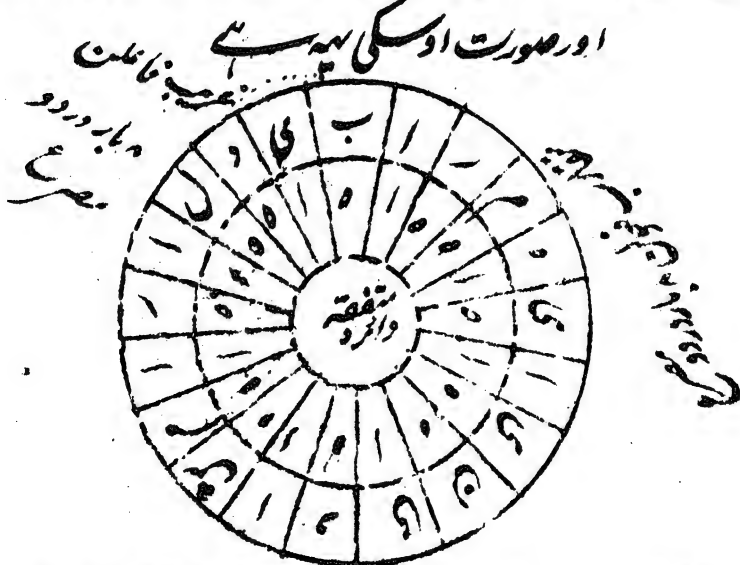
م و زبان پارسی این بحر با سالم بکار نذر اند یعنی ارکان بحین بسلاست و لیکن بحین
 ساکن سبب دوم از ہمہ ارکان بکار درند و دائرہ را کہ بدین وضع نذر اند شبہہ مزاحفہ خوانند
 و سر بیع و مقصوب را بطوی مقید کنند و قریب مضارع را بمکفوف خفیف و محبت را
 بمجنون است اور زبان فارسی میں ان بحرون کو سالم مستعمل نہیں کرتے ہیں نیز ارکان سالم
 نہیں لاتے مگر ساکن سبب دوم سبب ارکان سے حذف کر کے استعمال کرتے ہیں اور اکثر
 دائرہ ارکان مزاحفہ کو مشتبہہ مزاحفہ کہتے ہیں اور سر بیع اور سر ح اور مقصوب کو بطوی
 مقید کرتے ہیں یعنی مستعملین اور مفعولات طے سے مستقلین اور فا علا تن ہو جاتے ہیں
 بعینہ اور قریب اور مضارع کو بمکفوف مقید کرتے ہیں یعنی مفاعیلین اور فا علا تن کہ بر وزن
 علمین مستف اور لات مفعولین کہتے ہیں مفاعیل اور فا علا تن ہو جاتے ہیں بعد تبدیل اور
 خفیف اور محبت کو بہ مجنون مقید کرتے ہیں یعنی فا علا تن اور س نفع لن کہ بر وزن مستقلین
 مس اور مفعولات مفت ہیں خبن سے فعلاتن اور مفاعیلین ہو جاتے ہیں بعد تبدیل اور ضرورت
 دائرہ مشتبہہ مزاحفہ کی اس جہت سے ہوئی کہ فارسی میں یہ بحرین بارکان سالم مستعمل نہیں
 ہوتیں مگر مزاحفہ پس طرح دائرہ اصول ارکان سے عربی میں صورت انضمام و انفکاک
 اور ان ممکن اور مقصود ہے اوسی طرح دائرہ مزاحفہ سے فارسی میں لہذا مصنف علیہ الرحمہ نے

صورت دونوں اروزن کی عبارت میں مضی کے دی اور دائرہ مزاحمتہ خیال قبول نہیں لکھا ہم سبچ چہنیں جو مفتعلن مفتعلن
 فاعل عبادہ بن تو بتا ہم سے بارہ قریب مضاعف مفاعیل فاعلات ع بنجہ تو بتا ہم سے بارہ باده ہم سے مسج مفتعلن
 فاعلات مفتعلن ع وہ تو بتا ہم سے بارہ باده ہم سے و خفیف فاعلات مفاعیل فاعلات ع تو
 بتا ہم سے بارہ باده ہم سے و مضارع مفاعیل فاعلات مفاعیل ع بتا ہم سے بارہ باده ہم سے و
 و مقضب فاعلات مفتعلن مفتعلن ع ہم سے بارہ باده ہم سے و تو بتا ہم سے و مقضب مفاعیل فاعلات
 ع سے بارہ باده ہم سے و تو بتا ہم سے باہمی بن و بتا در دائرہ اول مشد و باید گفت دایمجا خفیف
 ت اور وزن کسب مصرع اور مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے باد میں مفتعلن
 و ہست بتا مفتعلن ہم بار فاعلات اور وزن قریب اور مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع
 او سکی یہ ہے بن و ہست مفاعیل بتا ہم مفاعیل بار باد فاعلات اور وزن مسج اور مصرع
 مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے و ہست بتا مفتعلن ہم بار فاعلات باد میں
 مفتعلن اور وزن خفیف اور مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے بتا ہم فاعلات
 سبار یا مفاعیل و ہم وہ فاعلات اور وزن مضارع اور مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع
 او سکی یہ ہے بتا ہم مفاعیل بار باد فاعلات ہم و ہست مفاعیل اور وزن مقضب اور
 مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے ہم بار فاعلات باد میں مفتعلن و ہست بتا
 مفتعلن اور وزن مجتث اور مصرع مثال جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے سبار یا مفاعیل
 و ہم وہ فاعلات بتا ہم فاعلات پس حرف با جو ہم اور بتا میں سے دائرہ اول میں مشد و
 کہا چاہیے بسبب مطابقت لہجہ عجم کے اور اس جگہ یعنی دائرہ مشتبہہ مزاحمتہ میں مختصہ بہ
 اسکے کہ حرف سابق ملفوظ نہیں ہے تفصل یہ کہ جب بادہ ہم اور تو بتا در وزن مستعلن اور
 فاعل ہونگے حرف ہا اور او کہ اکثر مقاموں میں تلفظ میں نہیں آتے اس جگہ تلفظ میں آتے
 موافق لہجہ اہل عجم کے دال بادہ کے اور کے تو کی بے سے مل جائے گی اور نے مشد و ہو جائی
 اور با سے اول بمقام ہی اور او کے ہوگی اور تقطیع میں نے مکر لکھی جائے گی جیسے دائرہ
 مشتبہہ سالمہ میں اور ہر گاہ یہ حرف ہا اور او تلفظ میں نہ آئیں گے اور تقطیع سحر جائیں گے
 تشدید کمان سے ہوگی جیسے دائرہ مشتبہہ مزاحمتہ میں ہم و نیز با سببان یعنی از بن کمر با شمن

بکار دارند و یک مصرع از رکنی مجموعی و رکنی مفروق باشد و دو بار و بحرهای ممکن باشند و اندو سه بحر
 اول که رکن مکرر در او ایل مصرع باشد و آن سریع است و محل اول و قریب بنفقد و شش باند است
 و او ایل فارس بعضی این بحر و ن سه شمن استعمال کرتے ہیں اور ایک مصرع رکن مجموعی اور رکن
 مفروق سے ہوتا ہے دو بار اور وہ چہ بحرین ممکن ہیں اور تین بحرین پہلی کہ رکن مکرر و تین
 او ایل مصرع و ن میں پڑا ہے ساقط ہو جائیگا گے کس واسطے کہ شمن تکرار نہیں ہونی اور تین
 سریع ہے کہ وزن او سکا مستفعلن مستفعلن مفعولات ہے اور مطوی مفتعلن مفتعلن فاعلات ہے
 اور محل اول ہے یعنی جدید کہ وزن او سکا فاعلات فاعلات مفعولات مفعولات مفعولات
 فاعلات مفاعیلن ہے اور قریب ہے کہ وزن او سکا مفاعیلن مفاعیلن فاعلات مفاعیلن ہے اور
 مکفوف مفاعیل مفاعیل فاعلات ہے پس جب تین بحرین ساقط ہوین باقی رہیں چہ ہم
 بریگنہ وزن شمس مفتعلن فاعلات دو بار مصرع زن تو مرابز رای خوب نگار ابوصل وزن
 خفیف فاعلات مفاعیلن دو بار مصرع تو مرابز رای خوب نگار ابوصل زن وزن مضارع
 مفاعیل فاعلات دو بار مصرع مرابز رای خوب نگار ابوصل زن تو وزن مقضب فاعلات
 مفتعلن دو بار مصرع باز رای خوب نگار ابوصل زن تو مرابز وزن محبت مفاعیل فاعلات دو بار
 مصرع ابوصل زن تو مرابز رای خوب نگار ابوصل فاعلات مفاعیل دو بار مصرع رای
 خوب نگار ابوصل زن تو تو مرابز و ازین شش سہ مستعمل باشند و آن شرح و مضارع محبت
 است و خفیف شمن بیار نیامده است و مقضب در پارسی نیامده است و این دائرہ رشتہ زائدہ
 خوانند بعضی القاب دائرہ شکل دیگر کنند و این دو دائرہ نیار و دوم تخفیف راست وہ چہ بحرین
 شمن جو بعد اقسا بحر ثلثہ کے رہنیں یہ بن شرح خفیف مضارع مقضب محبت وزن
 محل حبکو مشاکل کہتے ہیں اور ان دو مصرع مثال انکی مرقومہ متن ہیں اور تقطیعات لکھی
 جاتی ہیں تقطیع مصرع شرح زن مر مفتعلن باز رای فاعلات خوب نکا مفتعلن ابوصل فاعلات
 تقطیع مصرع خفیف مرابز فاعلات رای خوم فاعلات نکا فاعلات ابوصل زن مفاعیل تقطیع مصرع
 مضارع مرابز مفاعیل رای خوب فاعلات نکا اب مفاعیل وصل زن فاعلات تقطیع مصرع
 مقضب باز رای فاعلات خوب نکا مفتعلن ابوصل فاعلات زن مر مفتعلن تقطیع مصرع محبت

ہوصل زن مفاعلن ترا با فعلاتن زرای خود مفاعلن بنکارا فعلاتن لقطع مصرع وزن مہل بنو مشاکل
 یہ ہے اسے خوب فاعلات نکارا ب مفاعلین و دل زنت فاعلات مرابا ب مفاعلین اور ان
 جہہ بگردن بین تین بحر کی متعل ہیں منسج اور مضارع اور محثث اور تخفیف مثنیٰ کم آئی ہے اور
 مقتضب فارسی مین مستعمل نہیں ہے اور مہل فارسی اور تازی مین تروک ہے اور اس دائرہ
 کو مشبہ آمدہ کہتے ہیں اور بعضوں نے القاب دائروں کے اور طرح پر کہتے ہیں یعنی دائرہ
 اور دائرہ منتزعہ کہا ہے اور مصنف علیہ الرحمہ نے دونوں دائرے یعنی مشبہہ فراحفہ مسدسہ
 اور فراحفہ ثمنہ واسطے تخفیف کے نہیں لکھے ہم وہاں کہ بعضے دائرہ بہند جہت بحر ہاے
 کہ مسدس و فراحفہ آمدہ باشد مانند سریع و قریب و تخفیف و بحر مقتضب ہم دران دائرہ آوزند و
 بدل دائرہ مشبہہ سالمہ این دائرہ آوزندت اور بعضے عرضی دائرہ بحر مسدس اور فراحفہ
 کالائی مین مانند سریع اور قریب اور تخفیف کے اور بحر مقتضب بھی اوس مین شریک کی ہے
 اور بعض دائرہ مشبہہ سالمہ کے یہ دائرہ فراحفہ لکھا ہے اور صورت دائرہ مسدس مزاجت
 کی یہ ہے کہ مثلاً سریع مسدس یہ ہے مفتعلن مفتعلن فاعلات پس اگر عین مفتعلن اول سے آغاز
 کیجیے رکن قریب کے نکلیں مفاعل مفاعل فاعلات اور اگر تا مفتعلن ثانی سے شروع کیجیے
 رکن تخفیف کے نکلیں فاعلاتن مفاعلن فعلاتن اور اگر فاعلات سے ابتدا کیجیے رکن مقتضب کے
 نکلیں فاعلات مفتعلن مفتعلن ہم و اما در خماسیات بسیطہ مک مصراع از تکرار یک کن بود چار بار
 دو بحر از ان ممکن بود کہ برخیزد یکے آنکہ ابتدا بود کنند و برین وزن بود فحولن چار بار و این بحر
 متقارب خوانند و دوم بتدایب سبب کنند و برین وزن بود فاعلاتن چار بار و این بحر مستعمل نیست و
 خلیل آنرا غریب و رکض و متسوق نام نہادہ است و اندکے شعر تازی بران بحر بعد از خلیل یافتہ
 اند و پارسیان ہم بتی چند بتکلف گفتہ اندت و اما خماسیات بسیطہ یعنی تنہا خماسیات
 او نہیں ایک مصرع ایک کن کی تکرار سے ہوتا ہے چار بار اور دو بحر و نکاپیدا ہونا اوس سے
 ممکن ہے ایک یہ کہ ابتدا بود تکرین و وہیہ وزن ہوگا فحولن چار بار اور اس بحر کو متقارب
 کہتے ہیں اس واسطے کہ اسباب اور او تاداسکے قریب واقع ہوئے ہیں ہر وتد سے ملا ہوا ایک
 سبب ہے یا در میان دو سببوں کے ایک وتد ہے اور در میان دو وتدوں کے ایک سبب ہے

اور متدارک کا بھی نام معمار کی جہت سے ہوا ہے کہ اسباب نے اوتا کو دریافت کیا جو یعنی
 قریب یکدیگر ہیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ ابتدا سبب سے کریں وہ یہ وزن ہوگا
 فاعلن چار بار اور یہ شعر مستعمل نہیں ہے اور غلیل نے اسکا نام غریب اور رکض اور متسق
 رکھا ہے اور بعضوں نے متدارک اور محدث اور مخترع اور متدانی اور شقیق اور حنیب اور منتظم
 اور متقاطر بھی اس بحر کو کہا ہے اور چند شعر عربی اس میں بعد غلیل کے دست یاب ہوئے
 ہیں اور اہل فارس نے بھی چند بیشین اس میں تکلف کمی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ غلیل نے
 رکن اس بحر کے لکالے اور نام بھی رکھا مگر اشعار اس بحر میں نہیں پائے بعد اسکے شخص نے
 خواہ اوروں نے شعر اس بحر میں پائے اور یہ بحر مقرر اور مستعمل کی ہم و چون در دائرہ نہند
 بیشش بر وزن تقارب چنین باشد ع مرانے دلارام شادی نیاید و در وزن غریب چنین
 ع نے دلارام شادی نیاید مرا لہمین دائرہ را متفق خوانند و برین صورت باشد اور جب
 دائرے میں لگتے ہیں وزن تقارب یہ ہوتا ہے مصرع جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی
 یہ ہے مرانے فعلن دلارام فعلن مشادی فعلن نیاید فعلن اور وزن غریب یعنی متدارک
 یہ ہوتا ہے مصرع جو مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے دلارام فعلن رام شاد فاعلن
 دی نیاف فعلن ید مرافا فعلن اور اس دائرے کو متفقہ کہتے ہیں بسبب اتفاق ارکان کے



میں پس دو اتر نزدیک عرب پنج است مختلفہ بتولفج مجملہ رشتہ و متفقہ و نزدیک
 عجم ہم پنج باشد مجملہ بالمزاحفج مشتبہ شمنہ و مشتبہ مسدسہ و متفقہ و بحر کہ ازین

دو اتر مکن است کہ برخیز و بیت و دو است و مستعمل نزدیک عرب ازین جملہ پانزدہ آطویل
 ب دید ج بسیط و وا فرہ کامل و ہرج زر خرج رمل ط سریع می منسج یا خفیف میب
 مضاعج تیج مقضب بد محبت یہ متقارب و شانزدہم غریب و باقی مہل است و نزدیک عجم
 وہ است اہرج ب ر خرج رمل ط سریع و قریب ہنسج ز خفیف ح مضاعج ط محبت می متقارب
 و بعضے فراحتات بر شمار گیرند و از دو اتر مشتبہ ہمہ بجز مستعمل در شمار آورند و بجز ہا زیادہ گردد
 این است تفصیل دو اتر بجز رت پس و اتر سے نزدیک عرب کے پانچ ہین پہلا مختلفہ و دوسرا
 مؤلفہ تیسرا مختلفہ چوتھا مشتبہ پانچواں متفقہ اور نزدیک عجم کے بھی پانچ ہین پہلا مختلفہ سہامہ
 دوسرا مختلفہ تیسرا مشتبہ ششمہ چوتھا مشتبہ سہامہ پانچواں متفقہ اور بحرین کہ جبکا پیدا ہونا ان
 دائروں سے ممکن ہے بائیس ہین پانچ مختلفہ سے یعنی طویل مدید عرض بسیط عمیق اور تین
 مؤلفہ سے وافر کامل مہل جبکا وزن فاعلا تک لکھا ہے اور تین مختلفہ سے ہرج ر خرج رمل اور نو
 مشتبہ سے سریع جدید قریب ہنسج خفیف مضاعج مقضب محبت مشاکل اور دو متفقہ سے
 متقارب متدارک اور انہیں مستعمل عرب پندرہ بحرین ہین پہلی طویل دوسری مدید تیسری بسیط
 چوتھی وافر پانچویں کامل چھٹی ہرج ساتویں ر خراجٹھویں رمل نویں سریع دسویں منسج
 گیارہویں خفیف بارہویں مضاعج تیرہویں مقضب چودھویں محبت پندرہویں متقارب
 یہ پندرہ ہوئیں اور سولہویں غریب یعنی متدارک بھی کچھ استعمال میں آگئی ہے اس
 حساب سے سولہ ہوئیں باقی مہل ہین وہ عرض اور عمیق اور مہل اور جدید اور قریب
 اور مشاکل اور نزدیک عجم کے دس ہین پہلی ہرج دوسری ر خراج تیسری رمل چوتھی سریع پانچویں
 قریب چھٹی منسج ساتویں خفیف آٹھویں مضاعج نویں محبت دسویں متقارب پس بحرین
 طویل اور مدید اور بسیط اور وافر اور کامل اور متدارک پارسی میں مستعمل نہیں جو کچھ کہا ہے
 انہیں ب تشبہ عرب کہا ہے اور بعضوں نے فراحتات کو شمار میں زیادہ کیا ہے اور دونوں
 دائروں مشتبہ سے سب بجز مستعمل کو شمار میں لائے ہین یعنی مشتبہ مزاحفہ سہامہ سے
 چھہ بحرین مستعملہ سریع منسج مطوی اور قریب اور مضاعج مکفوف اور خفیف اور محبت چھون
 اور مزاحفہ ششمہ سے چار بحرین مستعملہ منسج مضاعج محبت خفیف اس صورت میں اگر

شمار کے بحرین زیادہ ہو جائیں گی ہی سہ تفصیل دائروں اور بحر وں کی ظاہر ہے کہ جدا کرنا
شمس اور سدس کا شمار میں تکلف سے خالی نہیں اور فارسیوں نے بحر تازی کو بھی شمس
کہا ہے اور میں بحرین جدید قریب مشاغل اور اونین ملائی ہیں پس اس حساب سے
اونیس بحرین ہوتی ہیں جیسا کہ مشہور ہیں اور معلوم کیا چاہیے کہ مصنف علیہ الرحمہ فی حروف
ابجد کو بحساب اعداد علامت شمار مقرر کیا ہے پس علامت چاک کی دال ہوتی ہے اوسکے
مقام پر یہ شکل رکھنا اس واسطے ہے کہ واو سے ملتبس نہوا اور بعد عشر کے احاد کو عشرت
سے نوخر کیا ہے پس یا عبارت یا زیادہ سے اور یہ عبارت دوازدہ سے ہے ہم دیکھو کہ
رکن اول را از مصرع اول صدر خواند و رکن آخر را عروض و رکن اول را از مصرع دوم ابتدا
خواند و رکن آخر را ضرب و رکناے باقی را حشوت اور جان تو کہ رکن اول مصرع
اول کو صدر کہتے ہیں اس واسطے کہ صدر میں واقع ہوا ہے اور رکن آخر مصرع اول کو عرض
کہتے ہیں بالفتح اس واسطے کہ عروض بمعنی ستون خیمہ ہے جیسا کہ خیمہ ستون سے قائم ہوتا ہے
بنا شعر کی اس رکن سے قائم ہے اور رکن اول مصرع دوم کو ابتدا کہتے ہیں اس واسطے کہ
ابتداء سے مصرع میں واقع ہے مثل صدر کے اور رکن آخر مصرع دوم کو ضرب کہتے ہیں کہ
ضرب بمعنی دامن خیمہ ہے جیسا کہ دامن خیمہ منہاے خیمہ ہوتا ہے یہ رکن بھی منہاے
شعر ہے یا ضرب بمعنی صنف ہے کہ اسکے اصناف بہت ہیں یا بمعنی مثل یعنی یہ ضرب
مثل عروض ہے وقوع آخر مصرع میں اور باقی رکون کو حشوت کہتے ہیں اس واسطے کہ ہر رکن
شعر میں صدر بالفتح اول بالاے ہر چیز اور پیش کاہ خانہ اور بمعنی بالانشین منتخب اور کشف
اور لطائف اور غیاث سے عروض بالفتح کرانہ ہر چیز و جزو اخیر مصرع اول شعر کذا فی المنتخب
ابتدا آغاز کرنا منتخب سے ضرب بالفتح مانند مثل و نوع اور بمعنی لفظ آخر شعر منتخب
اور کشف اور بحر الجواہر اور غیاث سے ہم دیکھو کہ رکن اول را چون جزو اول او و تک
مجموع بود متحرک اول اور ازان جزو بیگلند و انہی را حزم خواند چنانکہ بعد ازین گشتہ آید
آن رکن را ابتدا خواند و باز می آن ہر رکن را از دیگر ارکان کہ سہی خفیف در وی مجاور و دیگر
بود ساکن آن سبب بیگلند استقامت او را قما و خوانند است اور کبھی ابتدا اوس رکن کو کہتی

ہیں کہ اول مصرع میں ہوا وہ جزو اول اوسکا وند مجموع ہوا وند متحرک اول اوسکا خرم سے ساقط ہو جیسے فعلن اور فاعلین اور فاعلین سے متحرک اول گر کے فعلن اور فعلن اور فعلن رہ جاتا ہے پس یہ اگر صدر میں ہوگا ابتدا بصدر کہیں گے اور اگر ابتدا میں ہوگا ابتدا بہ ابتدا کہیں گے اور اگر حشو میں ہوگا ابتدا بحشو کہیں گے اور عروض اور ضرب میں نہیں ہوتا اور جو رکن برابر اور مقابل اس رکن کے ہو کہ سبب خفیف اوس میں مجاور وند ہو یعنی پہلے وند بعد سبب جیسے فعلن اور ساکن سبب کو گرا دیں جیسے فعلن سے فعلن رہ جائے اس سقاط کو اعتماد کہتے ہیں اور صاحب خزجیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ اس رکن حشوی کو جس میں یہ حذف واقع ہوا ہے اعتماد کہتے ہیں حاصل دونوں کا ایک ہے ح وازین کلام مصنف ظاہر نسبت کہ اعتماد عبارت از حذف حرف مذکور است و صاحب خزجیہ دیگر برانند کہ اعتماد عبارت از ان رکن حشوی است کہ حذف مذکور دوران واقع شود پس کلام محقق خالی از مسامحہ نیست تم کلام ظاہر ہے کہ محقق علیہ الرحمہ نے جو امر محقق تھا لکھا مسامحہ اور فرو گذاشت کا کیا دخل ہم وہر بیت را کہ ہر مصرعی از مساوی دائرہ باشد و ہم بران وجہ کہ دران دائرہ افتد مستعمل باشد مانند وزن اول از کمال و رجز چنانکہ بعد ازین معلوم شود آن بیت را نام خوانند اور جو بیت کہ ہر مصرع اوسکا مساوی دائرہ ہو عدد ارکان میں یعنی سالم اور بطرح دائرے میں ہے اوسی طرح مستعمل ہو یعنی سالم اوس بیت کو تمام کہتے ہیں جیسے وزن اول کمال و رجز کہ بعد اسکے معلوم ہوگا وزن کمال یہ ہے بیت و اذا صحت فما اقصر عن ندي و کما علمت شمالي و کرمی و بروزن متفاعلتین متغایرتین متفاعلتین اور رجز یہ ہے بیت وادو سلمی ذی سلمی جادو و قنقر تبری آیتا مثل الزبر و بروزن مستعملین مستعملین ہم وہر بیت را کہ ارکان ہر مصرعی از بعد مساوی ارکان دائرہ بود خواہ ہم بران وجہ کہ در دائرہ افتد مستعمل باشد و خواہ بعد از تغیر آن بیت وافی خوانند اور جو بیت کہ ہر مصرع اوسکا عدد میں مساوی ارکان دائرہ ہو خواہ اوسی طرح پرستعمل ہو یعنی سالم خواہ بعد تغیر کے یعنی مزاحف اوس بیت کو وافی کہتے ہیں پس وافی عام ہے اور تمام خاص یعنی ہر نام وافی ہے اور ہر وافی تمام نہیں ظاہر ہو

کہ جس وافی میں تغیر ہوگا وہ غیر تمام ہوگا ہم و اگر جزوی یعنی رکنی از ہر مصراعی از حذف کردہ استعمال کنند آنرا مجزؤ خوانند و اگر از یک بیت یک نیمہ حذف کردہ استعمال کنند اور با مشط و نحو و اگر دو ثلث حذف کردہ استعمال کنند منہوک خوانند و اگر ایک رکن مصرع سے کم کر کے استعمال کریں اور سکو مجزؤ کہتے ہیں پس اگر بیت شمن ہوگی مسدس رہے گی اور اگر مسدس ہوگی مربع رہے گی اور اگر ایک نیمہ بیت سے حذف کر کے استعمال کریں اور سکو مشطور کہتے ہیں یعنی نصف پس اگر بیت شمن ہوگی مربع رہے گی اور اگر مسدس ہوگی ثلث رہے گی و دونوں مصرعون میں اور اگر دو ثلث حذف کر کے استعمال کریں اور سکو منہوک کہتے ہیں پس بیت مسدس شنی رہے گی و دونوں مصرعون میں اور منہوک بیت شمن میں ممکن نہیں ہے مجزؤ بڑا و معجمہ بحر مسدس کہ اصل وضع میں شمن ہو یا ثبہ بار دور کر لے ایک جزو کے اوس سے کذا فی النیث اور جزو مہموز اللام یعنی پارہ پارہ کردن ہے لغت میں اور مجزؤ مجازاً صفت جزو اخیر کی واقع ہوتی ہے اور مسدس بھی مجزؤ آتی ہے اور شرط بالفتح اوسکون نامی بمعنی نصفی ہر شے اور نیمہ اور پارہ منتخب اور صراح سے اور نہک بالفتح کہنہ اور فرسودہ ہونا کہ کپڑے کا پہننے میں اور لاغر اور ضعیف کرنا بیماری کا کذا فی المنتخب اور محقق علیہ الرحمہ نے خود معنی ان لفظوں کے فصل نہم میں لکھے ہیں ح قولہ مشطور از شرط بمعنی نصف پس مشطوب معنی نصف کردہ شدہ و آن در دو بحر جائز باشد و بس و آن رجز و سربیع است نزد غیر خلیل خلیل شعرا دو مصراع و عروض ضرب لازم میداند پس مشطور نزد فاکش ثلث باشد و بس از پنج است کہ سکاکی سیکوید فاکر ربع سیمی مجزؤ و الثلث مشطوراً و ماربعو المثلث پس پنجہ مرزاق تیل در چارہ است حی آرد در اشعار عربی مربع نیز آمدہ و مشطور ہم خوانند غلط محض است تم کلامہ بیان مرزاق تیل بیچارے بھی زیر تفسیر اعتراض آگے عجب بات ہے کہ آگے اسکے خود مشطور کو مربع لکھتے ہیں اشعار عربی میں چنانچہ بحر بدیدین عسارت محقق علیہ الرحمہ کی یہ ہے و بعضے مشطور را داشته اند و حاشیہ انکا یہ ہے قولہ مشطور یعنی مربع نحو **یا لیکر لا تثنو** ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱

وزن بین اور ارکان میں اور مقفے خواہ مطلع قصیدے خواہ غزل خواہ بیت ثنوی کی ایک
 مصرع کہتے ہیں اور جو بیت کہ مصرع اول اس کا مصرع ثانی سے جدا نہ ہو مثلاً ایک رکن آدھا
 اس مصرع سے متعلق ہو آدھا دوسرے مصرع سے اس کو معقد کہتے ہیں اور وہ بیت مجازاً بیت
 ہوگی تصریح بضم میم وفتح صاد وشدید رابی مہملہ مفتوح و عین مہملہ مصرع آورده شدہ غیاث سے قصر یح
 حافیہ لانا مصرع اول بیت میں منتخب سے معقد صیغہ مفعول تعقید سے اور تعقید گرہ و نسیا
 اور سخن پوشیدہ کہنا کہ خوب سمجھ میں نہ آئے غیاث سے ہم و عروض و ضرب را اگر سالم باشند
 یعنی از تغییرات خالی صحیح خوانند و اگر از نقصانی خالی نبود منتقص خوانند و عروض اور
 ضرب اگر سالم ہوں ان کو صحیح کہتے ہیں اور اگر نقصان سے خالی نہ ہوں بسبب حافات کے
 ان کو منتقص کہتے ہیں اور انتقاض بالکسر وقاف شکستگی تخت اور غیاث سے ہم و رکنی را
 کہ عروض بیت بود بروہی کہ جز چنان نشاید خواہ صحیح خواہ منتقص اور افضل خوانند و رکن ضرب
 یہ چون بروہی بود کہ جز چنان نشاید غایت خوانند و بعد ازین بشرح تغییرات کہ در ارکان افتد
 مشغول شویم والدہ السلام اور جو رکن کہ عروض بیت ہو سطح پر کہ سوا او سکے سزاوار
 نہو یعنی ایک ہی عروض آیا ہو خواہ صحیح خواہ منتقص جیسے ہرج شمن اور مضارع اور مجتث
 میں کہ سالم ہوتا ہے اور بس اور منتقص جیسے طویل میں کہ عروض مقبوض ہوتا ہے اور بس
 اور مقتضب میں کہ مطوی ہوتا ہے اور بس پس ایسے عروض کو فصل کہتے ہیں اور رکن
 ضرب جب ایسا ہو کہ سوا او سکے سزاوار نہو یعنی ایک ہی ضرب آئی ہو خواہ صحیح ہو خواہ منتقص
 پس صحیح جیسے مضارع اور مجتث میں کہ رکن ضرب سالم ہوتا ہے اور بس اور منتقص جیسے
 مقتضب میں کہ رکن ضرب مطوی ہوتا ہے اور بس پس ایسی ضرب کو غایت کہتے ہیں فصل
 جدا کرنا اور جدا ہونا اور باز رکھنا اور کاٹنا اور مجازاً بمعنی قطع غیاث سے مناسبت تصبیہ
 طہا ہر ہے اور غایت نہایت ایک شے کی منتخب سے پس جب اس بیان سے فراغت ہوئی
 اب تغییرات ارکان کا بیان شروع ہوتا ہے والدہ السلام فصل ششم در تغییرات ارکان
 والقباب آن و تفصیل شروع ہر یک از اصول ارکان آئین رکھنا کہ اصول مجرب است ہم
 برائے گوئی کہ در دو اثر افتد بنا و استعمال کنند و بیشتر چنان بود کہ در ان تصرفی کنند یہ نقصان ہرگز

یا حرفی یا جزوی یا زیادت حرفی یا جزوی دو وجہ مستعمل را در ہر بحر بنامی آن بحر خوانند پس ہر رکن کہ در دائرہ بر اصل وضع باشد بی هیچ تغیر آنرا سالم خوانند اما در بنا باشد کہ سالم باشد و باشد کہ معلول شود و ہر تصرف کہ در وی رود نوعی از تغیر باشد و چنانکہ ارکان سالم را اصول خوانند ارکان متغیرہ را فروع خوانند بعضی بجای تغیر زحاف گویند است یہہ ارکان کہ اصل بحر و نیکے ہین جطر ح و ا و ن و یں واقع ہوتے ہین او سیطرح یعنی سالم کتر مستعمل ہوتے ہین اکثر ا و ن یں تصرف کیا جاتا ہے پس وہ تصرف یا بلفصان ہے جیسے لقصان حرکت کا متغیر متغافلن یا ضمائر مستغفلن ہو جاتا ہے یا لقصان حرف کا جیسے مستغفلن بخین متغافلن ہو جاتا ہے یا لقصان جزو کا اور جزو سے مراد سبب اور قود ہین جیسے فعلن بخذ فعلن ہو جاتا ہے یا وہ تصرف زیادت ہے زیادت حرف جیسے فعلن بشبلع فعلان ہو جاتا ہے یا زیادت جزو جیسے مستغفلن بترقین مستغفلاتن ہو جاتا ہے اور زیادت حرکت نہیں ہوتی اور وجہ مستعمل ہر بحر کو بنا اوس بحر کی کہتے ہین یعنی ارکان نامتغیر جیسے دائرہ سے یں واقع ہوتے ہین او کو بنا کہتے ہین پس بحر رکن دائرہ سے یں اصل وضع پر ہوا اور اوس یں تغیر نہوا ہوا اوسکو سالم کہتے ہین لیکن بنا یں کبھی رکن سالم ہوتا ہے اور کبھی معلول یعنی متغیر کہ دائرہ ارکان سالم اور متغیر دونوں کا ہوتا ہے پس جطر ح کا کہ تصرف اوس یں ہوا ہو وہ ایک نوع تغیر ہے پس جیسا کہ ارکان سالم کو اصول کہتے ہین ارکان متغیرہ کو فروع کہتے ہین اور بعضی اس تغیر کو زحاف کہتے ہین مطلب یہہ کہ ارکان دو دائرہ کو سالم ہوں خواہ متغیر بنا کہتے ہین مگر جو کہ دو دائرہ احفہ کے ارکان یں ایک نوع کا تغیر ہوا ہے او کو بھی نوع کنا چاہیے اور جن ارکان یں کیسطح کا تغیر نہیں ہوا ہے وہ سالم ہین زحاف بالکسر گر پڑنا اور ساقط ہونا ایک حرف کا دو حرف ہونے شعر یں اور اوس شعر کو مزاحف بفتح حاکتے ہین منتخب سے ہم بعضی زحاف تغیری را گویند کہ در بنا جائز بود و شعری آن تغیر نیکو تر بود و بعضی زحاف استقامت ساکن سبب خفت را گویند و پس است اور بعضی زحاف اوس تغیر کو کہتے ہین کہ بنا یں جائز ہو مگر شعر تغیر اوسکی بہتر ہو یعنی تغیرات نامربوطہ کو زحاف کہتے ہین اور بعضی استقامت ساکن سبب خفت کو فقط زحاف کہتے ہین اور بس اور جو تغیر ہوا اسکے ہوا اوسکو

علت کہتے ہیں اور معلوم کیا چاہیے کہ بہتر سب میں قول اول ہے اور مختار جمہور بھی یہی ہے
 مصر و برجہ تغیر نقصان بود یا بزیادت و تغیر نقصان یا خاص نبود بموضع یعنی در ہر موضع کہ آن
 رکن یافتہ آن تغیر ممکن باشد یا خاص بود باوایل ابیات و مصرعہما یا باو آخر آن و تغیر بزیادت
 ہمیشہ خاص بود باوایل و یا باو آخر و واسطہ نیست و ہر ایک ازین انواع یا تباہی خاص بود
 یا پارسی یا در ہر دو لغت مستعمل بود و چون سبقت در شعر تازیان رست و خلیل احمد کہ مستخرج
 عروض ایشان است بر اکثر اشعار ایشان واقف بودہ تغیرات آن لغت را احصا کردہ است و
 آنرا القاب مناسبہ نہادہ و در پارسی دو دیگر لغات پنجمان است بلکہ بعضی از ان فرا گرفتہ اند
 و بعضی کہ خاص بلغت خود یافتہ اند بآن اضافہ کردہ و در وضع القاب با یکدیگر خلاف ہا
 کردہ اند تا ابتدا بتغیرات شعر تازی کنیم چہ آنچه بایشان خاص است و چہ آنچه مشترک است
 حکویم است اوران سب ارکان میں تغیر یا بہ نقصان ہوتا ہے یا بزیادت پس تغیر نقصان
 یا خاص نہیں ہوتا کسی جگہ یعنی جس جگہ وہ رکن پڑتا ہے وہ تغیر بھی ممکن ہوتا ہی یا خاص
 ہوتا ہے باوایل ابیات و مصرعہ یا باو آخر ابیات و مصرعہ اور تغیر بزیادت ہمیشہ خاص
 ہوتا ہے باوایل یا آخر و وسط میں نہیں ہوتا اور ہر ایک تغیران تغیرات سے یا عربی میں خاص
 ہے یا فارسی میں خاص ہے یا دونوں میں مستعمل ہے اور جو سبقت شعر میں اہل عرب کو
 ہے اور خلیل احمد کہ واضع عروض عربی ہے اور اکثر اشعار عرب سے واقف ہو اور سننے
 تغیرات عرب کے احصا کیے ہیں یعنی چونتیس زحافات لکھیں اور انکے نام مناسب رکھیں
 ہیں اور فارسی وغیرہ زبانوں میں ایسا نہیں ہے بلکہ بعض زحافات عرب کے لیے ہیں
 اور بعض کہ اپنی زبانوں میں خاص پائے ہیں اور نہ زیادہ کیے ہیں اور نام رکھنے میں
 با یکدیگر بہت خلاف کیا ہے یعنی کہیں کوئی نام رکھا ہے کہیں کوئی اندام ابتدا بتغیرات
 شعر تازی کرتے ہیں جو کہہ کہ اوکی زبان میں خاص ہے اور جو کہہ کہ زبان عرب اور
 زبان فارس میں مشترک ہے کہتے ہیں معلوم ہو کہ اعداد زحافات میں اختلاف بہت ہے
 چنانچہ صاحب بحم لکھتا ہے کہ تازی میں بائیس زحافات اور فارسی میں تیرہ زحافات ہیں
 کہ جملہ منتیس ہوتے ہیں اور محقق علیہ الرحمہ نے زحافات تازی کے موافق خلیل کے

لکھے ہیں اور الحق کہ تازی میں ایسا ہی چاہیے اور عرضیان فارسی نے جو تصرف
 اور ایجاد کیا ہے یہ امر بھت اختلاف لغت کے ہے کہ محاورات اور مصطلحات ہر لغت
 کے جدا ہوتے ہیں اتھنا بالکسر گنا اور ضبط کرنا منتخب سے ہم تغیرات یا مفسدہ بود
 یا مرکب و مفرد آن بود کہ در آن رکن یک نوع تغیر بیش نیست و مرکب آن بود کہ زیادت
 از یک نوع افتد اما مفرد از چار نوع خالی نبود از انکہ تغیرات یا در سبب خفیف افتد یا در سبب
 ثقیل یا در وقت مجموع یا در وقت مفروق اما آنچه در سبب خفیف افتد دو نوع بود اول عام
 بود و آن اسقاط ساکن سبب بود و ساکن سبب یا حرف دوم رکن بود یا حرف چہارم
 یا حرف پنجم یا حرف ہفتم و حرف اول و سوم و ششم نتواند بود پس اگر حرف دوم بود
 آن رکن رابعہ از اسقاط مجنون خوانند و اگر چہارم بود مطوی و اگر پنجم بود مقبوض و اگر ہفتم بود
 مکفوفت تغیرات یا مفرد ہوتے ہیں یا مرکب مفرد وہ تغیر ہے کہ ایک سے زیادہ رکن
 رکن میں نہو اور مرکب وہ تغیر ہے کہ ایک سے زیادہ ہو اما تغیر مفرد چار قسم سے خالی نہیں ہوتا
 سبب سے کہ یا سبب خفیف میں ہوتا ہے یا سبب ثقیل میں یا وقت مجموع میں یا وقت مفروق میں
 پس جو تغیر سبب خفیف میں پڑتا ہے اسکی دو قسمیں ہیں اول عام ہے اور وہ اسقاط ساکن
 سبب خفیف کا ہے اور ساکن سبب خفیف کا یا حرف دوم رکن ہوتا ہے جیسے مستفعلن
 میں سین یا حرف چہارم رکن جیسے مستفعلن میں فی یا حرف پنجم رکن جیسے مفاعیلن میں
 نے یا حرف ہفتم رکن جیسے مفاعیلن میں نون اور حرف اول اور سوم و ششم نہیں
 ہو سکتا وجہ اول اور سوم کی ظاہر ہے اور ششم اس جہت سے کہ افاعیل مستعمل میں کوئی
 رکن تین سبب متوالی سے مرکب نہیں ہے پس اگر حرف دوم سبب خفیف کا ساقط ہوگا
 اوس رکن کو بعد اسقاط کے مجنون کہیں گے اور ضبن بالفتح پیدہا جائے گا تا کو تاہ ہو
 ہو جاوے منتخب سے اور نسبت معنی لغوی اور اصطلاحی میں ظاہر ہے اور اگر حرف
 چہارم سبب خفیف سے رکن میں ساقط ہوگا اوس رکن کو مطوی کہیں گے اور طے بشدید
 یا پیچیدن اور زردیدن جامہ یا نامہ ہے منتخب سے اور اگر حرف پنجم سبب خفیف سے
 رکن میں ساقط ہوگا اوس رکن کو مقبوض کہیں گے اور قبض بالفتح گرفتار ہونے یا بچہ و گرفتگی

خلاف بط منتخب سے اور اگر حرف ہفتم سبب خفیف سے رکن میں ساقط ہوگا اوس رکن کو
 کمفون کہیں گے اور کف بفتح و تشدید فاد و فتن جامہ بر یکدیگر و باز استادن ہر منتخب سے
 ہم دو دیگر نوع خاص بود با و اخر مصرعہما و آن دو گونہ بود یکے آنکہ ساکن سبب را اسقاط
 کنند و متحرک ش را ساکن کنند و رکن را بعد ازین تغیر مقصور خوانند دوم آنکہ سبب را بیفکنند
 و رکن محذوف خوانند اور دوسرا جو تغیر سبب خفیف میں پڑتا ہے خاص ہے
 با و اخر مصرایع اور وہ دو طرح ہے ایک وہ ہے کہ ساکن سبب کو اگر اوس کے متحرک کو
 بھی ساکن کریں اوس رکن کو بعد اس تغیر کے مقصور کہتے ہیں جیسے فحولن سے فحول اور
 مفاعیلن سے مفاعیلن سکون لام ہوتا ہے اور قصر یعنی کو ناہ کردن ہے منتخب سے
 اور دوسری صورت یہ ہے کہ سارا سبب گر جائے اوس رکن کو بعد اس تغیر کے محذوف
 کہتے ہیں جیسا فحولن سے فعل و مفاعیلن سے فحولن ہوتا ہے اور حذف یعنی انداختن
 اور رد کردن ہے منتخب سے ہم داما پنجہ در سبب ثقیل اقتدیک نوع بود از تغیرات عام
 بود و آن تسکین متحرک دوم سبب باشد پس اگر متحرک دوم سبب حرف دوم رکن بود رکن را
 بعد از تغیر مضمخر خوانند و اگر حرف پنجم بود رکن را معصوب خوانند و غیر این دو موضع نیفتد
 ت داما جو تغیر سبب ثقیل میں پڑتا ہے وہ ایک ہی قسم ہے اور تغیر عام ہو و وہ ساکن
 کرنا متحرک دوم سبب ثقیل کا ہرپ اگر وہ متحرک دوم حرف دوم رکن ہو اوس رکن کو بعد
 اس تغیر کے مضمخر کہتے ہیں جیسے متفاعلن سے مستغفلن ہو جاتا ہے اور اضلالا غر کرنا اور
 دل میں رکھنا اور ضمیر کلام میں لانا منتخب سے اور اگر حرف پنجم ہو اس رکن کو بعد اس تغیر کے
 معصوب کہتے ہیں جیسے متفاعلن سے مفاعیلن ہو جاتا ہے اور عصب خوب لپیٹنا اور داغ
 کرنا اور مضبوط باندھنا منتخب سے اور یہ تغیر ان دو جگہوں کے سوا اور کہیں نہیں آتا کہ سطر
 کہ سوا متفاعلن متفاعلن کے اور کسی رکن افاعیل میں سبب ثقیل نہیں ہے اور عام سے
 مراد یہ کہ ابتدا و رد اور حشو اور عروض اور ضرب سبب جگہ آتا ہے ہم داما پنجہ در مجموع
 اقتدر خاص ہو دیا با و ایل مصرعہما یا با و اخر و درین نوع تغیر عام نباشد اما پنجہ با و ایل خاص
 بود اسقاط متحرک اول باشد از ابتدا آخر مضمخر خوانند و قوشش یا در فحولن بود و رکن را اشعار

یاد رہا عیلم بود و رکن را خرم خوانند و یاد رضا علتی بود و رکن را عصب خوانند و در غیر این سے موضع بود و اما جو تغیر و تدر مجموع میں پڑتا ہے خاص ہوتا ہے با و ایل مصاریع یا با و اخر مصاریع اور یہ تغیر عام نہیں ہوتا پس جو تغیر و تدر مجموع میں خاص با و ایل مصاریع ہی استقامت تک اول ہے اسکو خرم کہتے ہیں اور خرم یعنی شگافتن پرہ یعنی اور بریدین مطلق ہے منتخب ہی پس قوع اس تغیر کا یا فحولن میں ہوتا ہے جیسے فحولن سے فعلن ہو جاتا ہے اس رکن کو انلم کہتے ہیں اور انلم یعنی رخنے کردن اور کنارہ شکستن ہے منتخب سے یا قوع اسکا مصافعیلم نیز ہوتا ہے کہ مفعولن ہو جاتا ہے اس رکن کو اخرم کہتے ہیں یا قوع اس تغیر کا مصافعلتن میں ہوتا ہے کہ مفعولن ہو جاتا ہے اس رکن کو اعصب کہتے ہیں اور اعصب بعین مہمل مفتوحہ اور ضاد و جہ ساکنہ شکستہ کرنا شلخ بزرگانتخب سے اور سو ان تین جگہوں کے یہ تغیر نہیں آتا معلوم کہ فحولن اور مصافعیلم اور مصافعلتن تینوں میں حرث اول کا گر جانا بعل خرم ہے گر مصافعیلم میں اسکو خرم کہتے ہیں اور فحولن میں انلم اور مصافعلتن میں عصب کہ یہ خرم ہر جگہ ملقب بقلب خاص ہے ہم و این تغیرات بیشتر اول بیت بود خاصہ و اول قصیدہ جو پیش در مصرع دوم مادر بود و بازی خرم رکنی را کہ در خرم ممکن بود و آخر سرم بسلاست بود و نو نو خوانند اور یہ تغیرات اکثر اول بیت میں ہوتے ہیں خاصہ اول قصیدہ میں اور قوع اسکا مصرع دوم میں نادار و کیاب ہے معلوم ہو کہ اخفش کے نزدیک مصرع دوم میں بھی خرم آتا ہے بلکہ اخفش نے یہ تغیر تمام اجزائے بیت میں جائز رکھا ہے اور بقا بلکہ خرم جس رکن میں خرم ممکن ہو اور وہ خرم سے سلامت رہے یعنی ایک جگہ ہو اور دوسری جگہ نہ ہو پس رکن سالم کو موقوف کہتے ہیں پس موقوفہ خرم ہے اور موقوفہ بفتح بیہ تمام کردہ شدہ منتخب سے ہم و اما انچہ خاص با و اخر مصرع ہا بود و قوع ہو کیے آگہ ساکن و تدر ایٹگنند و تدر کش اساکن کنند و این رکن را مطلق خوانند و دوم آگہ و تدر ایٹگنند و این رکن را اخذ خوانند و اما جو تغیر و تدر مجموع کا خاص ہوتا ہے با و اخر مصاریع دو سکی و دو قسین ہیں ایک یہ کہ ساکن و تدر و گرا دین اور تدر کہ تا قبل کو ساکن کریں اس رکن کو موقوف کہتے ہیں جیسے مستغفلن بعد از حرف نون کے اور تسکین لام کے مفعولن ہوتا ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ تدر و گرا دین

اوس رکن کو اخذ کہتے ہیں جیسے سلفعل بعد حذف و تد کے فعل بسکون عین ہوتا ہے مطلق
 قطع سے اور قطع کا ثنا اور حذف کرنا گلے کا منتخب سے اور اخذ حذف سے اور حذف بفتح اور نشد بد ذال
 بجر بعر جانا اور ہمدگر سے کا ثنا منتخب سے خواہ حذف سے اور حذف بفتح عین یعنی کوتاہی اور
 بسکی دم شتر اور ایک نوع تصرفات عروض سے ہے اور وہ گرا دینا و تد مجموع متفاعلین وغیرہ کا
 منتخب سے ہم و نوعی دیگر است کہ در و تد فاعلاتن افتد اسجا کہ این رکن آخر مصرع ہو و در بعض
 بحر ہوتا با وزن مفعولن آید و آنرا شعث خوانند و بعضی گفتہ اند این تغیر حرف مہمت و تحرک
 اول بیفادہ است و بعضی گفتہ اند قطع است و بعضی گفتہ اند تحرک دم بیفادہ است و زجاج گفتہ
 است این تغیر مرکب بہت اول خنیں کردہ اند و بعد از ان تسکین حرف اول و تد کردہ و این بقیا
 نزدیکتر است چہ خرم جزر و تد سے یفتد کہ حرف اول رکن بود از اول مصرع و قطع جزر در رکن و تد
 یفتد کہ آخر رکن بود از آخر مصرع و اما اسقاط متحرک دوم و تد مجموع در ہیج صورت دیگر واقع نیست
 است اور ایک تغیر و تد مجموع کا اور فاعلاتن میں جب آخر مصرع میں پڑتا ہے بعضی بحر و تد
 وہ ضرب وانی خفیف اور ضرب مجتہد مجزوس ہے کہ فاعلاتن مفعولن ہو جاتا ہے اوس رکن کو
 مشعث کہتے ہیں پس تشعیث نقل فاعلاتن بہ مفعولن ہے اور تشعیث لغت میں یعنی پرانگندہ
 کردن ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ تغیر خرم کا ہے اور متحرک اول گرا ہے یعنی عین
 علا کا کہ تد سے گر کر فاعلاتن رہا منقول بہ مفعولن ہوا اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ تغیر قطع کا
 یعنی حذف الف علا اور تسکین لام سے فاعلتن رہا منقول بہ مفعولن ہوا اور بعضوں نے
 کہا ہے کہ متحرک دوم گرا ہے یعنی لام علا کا گر کر فاعلاتن رہا منقول بہ مفعولن ہوا اور زجاج نے
 کہا ہے کہ یہ تغیر مرکب بہر اول خنیں کیا ہے بعد از کو حرف اول و تد کو ساکن کیا ہے یعنی فاعلاتن
 خنیں سے اول فاعلاتن ہو بعد از سکے عین کو بہ تسکین جاکن کیا پس فاعلاتن منقول بہ مفعولن
 ہوا اور یہ قریب القیاس ہے اتوا سے کہ خرم کہنے میں یہ قباحت ہے کہ خرم اوس و تد
 میں واقع ہوتا ہے جو اول رکن میں ہو اول مصرع میں اور یہ علا در میان رکن کے واقع
 ہو اسے اور قطع کہنے میں یہ قباحت ہے کہ قطع اوس و تد میں آتا ہے جو آخر رکن میں ہو
 آخر مصرع میں اور یہ علا در میان رکن کے ہے اتوا اسقاط متحرک دم و تد مجموع کہنے میں یہ قباحت

کہ کہیں اور ایسی صورت واقع نہیں ہوتی نظیر نہیں ہے پس بہتر قول رابع چھرا جو قول زجاج ہو
کہ غا ملاق نجین و تشکین بنقول ہوا ہم داما کچھ درود مذموق افندہ نوع است و
ہر سہ حاصل است با و آخر مصرعہ اول آنکہ متحرک دوم ساکن شود تا دو ساکن جمع آید ان کن
موقوف خوانند دوم آنکہ متحرک دوم ساقل شود و رکن را کشوف خوانند سوم آنکہ و تدبقتہ و رکن را
اصل خوانند و اما جو تغیر کہ و تدمقوق میں ہوتا ہے اس کے تین قسمیں ہیں اور تینوں خاص
یا و آخر مصارع ہیں پہلے وہ متحرک دوم و تدمقوق کا ساکن ہو جائے اور دو ساکن جمع ہوں
جیسے مفعولات وقف سے منقول بہ مفعولان ہوتا ہے اور اس کن کو موقوف کہتے ہیں اور وقف
بمعنی ایستادن اور واداشتن ہے منتخب سے اور یہ نقل مفعولات کی بہ مفعولان محض واسطے
فرق موقوف اور غیر موقوف کے بکتابت ہے ورنہ مفعولات بسکون تا کجی مانوس ہو و تہری
قسم یہ کہ متحرک دوم و تدمقوق کا ساقل ہو جائے جیسے مفعولات بحدف تا منقول بہ مفعول ہوتا ہے
اور رکن کو کشوف کہتے ہیں اور کشوف بمعنی برہنہ کردن ہے منتخب سے اور بعضوں نے اسکو کشوف
ببین جہلہ کہا ہر کشف سے بمعنی بریدن منتخب سے اور تیسری قسم یہ ہے کہ و تدگر جائے اس رکن کو
اصل کہتے ہیں جسے مفعولات بحدف و تدمقوق منقول بہ مفعول بسکون میں ہوتا ہے اور یہ بمعنی گوش
از بن بریدن ہے منتخب سے ہم و اما تغیر زیادت کہ خاص بود با و ایل مصرعہ آخرم خوانند
و بیشتر و فوش در اول مصرع اول بود زیادت از کحرف نادر تر بود و غائیش کلمہ مرکب از چہا حروف
یافتہ اند چنانکہ بعد ازین مثالش ایراد کردہ شود و ان تغیرا بارکان و اجزایہ تعلق نباشد پس
اولے آنکہ این تغیر از احوال بیات شمرند نہ از احوال ارکان است و اما تغیر زیادت کہ خاص ہے
با و ایل مصارع اسکو خرم کہتے ہیں اور خرم بفتح اور جمعیتیں لغت میں حلقہ درہنی شمرند و ان
منتخب سے اور اکثر وقوع اس زیادت خرم کا اول مصرع میں ہوتا ہے بیک حرف اور زیادت ایک
سے نادر تر ہے اور انتہا یہ ہے کہ کلمہ مرکب چار حرف سے ہے اول مصرع میں زیادہ پایا ہے
چنانچہ بعد اسکے فصل ششم میں مثال اسکی لکھی جاوے گی اور اس تغیر کو ارکان اور اجزایہ
کہہ تعلق نہیں ہے لہذا علاحدہ فصل ششم میں اسکو لکھا پس مطلب یہ ہے کہ اس تغیر کو احوال بیات
سے جانیں نہ احوال ارکان سے ہم و اما تغیر زیادت کہ خاص بود با و آخر مصرعہ اول و دفع

ہو اول آنکہ حرفی ساکن زیادت کنند پس اگر آخر رکن سببی خفیف ہو درکن رسبغ خوانند و اگر و تکرار
 مجموع بود نذال است و اما تغیر زیادت کہ خاص ہے با و اخر مصاربع اوسکی دو قسمین ہیں پہلی یہ
 کہ ایک حرف ساکن یا دہ کریں پس اگر آخر رکن سبب خفیف ہو اوس رکن کو مستبغ کہیں گے جیسے
 متفاعیلین سے متفاعیلان اور فاعلاتن سے فاعلیان ہو جاتا ہے اور سباع بمعنی تمام کردن
 اور زرع فراخ پوشیدن ہے منتخب سے اور بعضون نے اس حالت کو اشباع بشین بمعہ اور
 عین مہملہ لکھا ہے بمعنی سیر کردن منتخب سے اور اگر آخر رکن میں و تکرار مجموع ہو اوس رکن کو نذر
 کہیں گے جیسے ستفععلن سے ستفعلان اور متفاععلن سے متفاعلان ہو جاتا ہے اور اذالت
 لغت میں یعنی ازالہ کردن ہے ہم و دیگر آنکہ سببی خفیف زیادت کنند اور آخر متفاععلن ہیئتہ خاص
 بود بوزن مجزوء یا خربیت درکن اور امر فل خوانند و ہر رکن را کہ تغیر آن زیادت در آخر رکن
 ممکن بود و ازان خالی بود آن را معرے خوانند مثلاً اور ایک تغیر زیادت اور بھی ہے وہ سبب
 خفیف کا یا دہ کرنا ہر کہ آخر متفاععلن میں پڑتا ہے اور خاص ہوتا ہے بوزن مجزوء یا خربیت میں اور
 اوس رکن کو مرفل کہتے ہیں جیسے متفاععلن سے متفاعلاتن ہو جاتا ہے اور ترفیل لغت میں بمعنی
 بزرگ کردن اور دامن کشادن ہے اور جو رکن کہ تغیر اوس میں زیادت آخر میں ممکن ہو اوس
 خالی ہو یعنی یہ تغیر اوس میں نہ کریں ایک جگہ مرفل ہو ایک جگہ معری اوس رکن کو معری کہتے
 ہیں اور معری تعریہ سے ہے بمعنی عریان کردن اور وجہ مناسبت ظاہر ہے ہم و اما تغیرات
 مرکب باشند کہ ثنائی بود و باشند کہ ثلاثی بود و از انجملہ بعضہ القاب خاص بود و بعضہ را بنود و
 ترکیب ازان عبارت کنند و اور ثنائی ذکر فرمایا کہ ہر رکنی را مستعمل است ذکر القاب ایراد کنیم
 انشاء اللہ تعالیٰ است و اما تغیرات مرکب کبھی ثنائی ہوتی ہیں اور کبھی ثلاثی یعنی دو تغیر ایک
 رکن میں پڑتے ہیں یا تین تغیرات سب میں کسی کا لقب خاص ہے اور کسی کا لقب خاص
 نہیں بحسب ترکیب اوس سے عبارت کرتے ہیں مثلاً کہنے ہیں ثنویون مسکن اور ہم در میان ذکر
 فرع کے کہ ہر رکن سے دو فروغ نکل کر مستعمل ہیں القاب ان تغیرات مرکب کی بیان کریں گے
 ہم کو نیم فحولن رشش فرع مستعمل است افعول و ان ثنویون مستعمل است و ان افعول مستعمل است
 از فحولن فحولن بماند پس فحولن تغیر مستعمل را بدل باین لفظ کردہ کہ مستعمل است و انست و در وزن

ہمان است دور ہمہ مواضع بقدر جہد این شرط را رعایت می کنند و ما تخفیف را ذکر خواہیم کرد
 کہتے ہیں ہم کہ فعلوں کی جہت فرعیں مستقل ہیں پہلی فعلوں بغیر لام وہ مقبوض ہے یعنی اوس میں
 ساکن سبب تخفیف کہ حرف پچم ہی حذف ہوا ہے دوسرے فعلوں بسکون میں وہ اٹلم ہے یعنی
 فاکہ حرف اول و تد ہے خرم سے گر کے فعلوں سے عولن رہتا ہے پس عولن غیر مستقل کی جگہ
 فعلن مستقل لاتے ہیں کہ دونوں ہوزن ہیں اور سب جگہ حتی الوسع اس شرط کی رعایت کرتے
 ہیں یعنی غیر مستقل کی جگہ مستقل لاتے ہیں اور شرط حتی الوسع کی اس جہت سے ہے کہ ہمان
 لفظ مستقل نہیں ملتا لفظ غیر مستقل مجبوری رہنے دیتے ہیں مثل فع اور فل کے اور ہم نظر تخفیف
 ہر جگہ ان استعمالات کا ذکر کرینگے کہ ہر جگہ بیان کی ضرورت نہیں مگر ترجمہ میں البتہ لکھا جائیگا
 ہم ج فعل و ان اٹلم است و مقبوض و لقب اٹلم خوانند و این سے فرع ہم در طویل فست و ہم
 در مقارب و فعل و ان مقصور است و فعل و این مخذوف است و فع و بعضی گویند فل و ان مخذوف است
 و مقطوع و آنرا ابر خوانند و این فروع و مقارب اقتدرت تیسرے فعل بسکون میں اور بحر یک
 لام بجا سے عولن وہ بخذوف اول و تد اٹلم ہے اور با استفادہ حرف پچم مقبوض اس تغیر ثنائی کو
 اٹلم کہتے ہیں اور خرم لغتین یعنی و ان شکستہ ہے منتخب سے اور یہ تینوں فرعیں فعلوں
 فعلن فعل طویل میں آتے ہیں اور مقارب میں چونکہ فعل بسکون لام بخذوف ساکن سبب اور
 تسکین متحرک مقصور ہے با پچم میں فعل بحر یک نہیں بدل فو بخذوف سبب مخذوف ہے چھٹو
 اور بعضے فل کہتے ہیں بخذوف سبب مخذوف ہے اور لقطع و تد میں مقطوع اور سکو ابر کہتے ہیں
 اور بحر یدین اور یدیدہ دم شدن منتخب اور غیاث سے آور یہ فروع سے گائے اخیر یعنی فعلوں
 فعل فع مقارب میں پڑتے ہیں ہم فاعلن را و فروع است افعلن و ان مجنون است و در ید
 و بسیط و غریب افعلن و ان مقطوع است و در بسیط و غریب مستقل است و در انکہ مقطوع
 و غیر او اخر مصرعہ ما جائز است و در بحر غریب فعلن و غیر او اخر مصرعہ استعمال کنند پس ظاہر است
 کہ فعلن اینجا مجنون سکون است ہمچنانکہ در شعث گفتہ آمد و یدین تقدیر این منسج ثالث باشد و
 بغریب خاص بود است فاعلن کی دو فرعیں ہیں پہلی فعلن بحر یک عین کہ بخذوف الف
 فاعلن مجنون ہے اور یدیدہ و بسیط و غریب یعنی متدارک میں آتی ہے دوسری فعلن بسکون

عین بجائے فاعل باسقاط ساکن و تدوین ساکن یا قبل مقلوع ہے اور بسیط اور غریب میں سے ہے اور معلوم کیا جائے کہ مقلوع سوا او اخر مصاریع کے جائز نہیں ہے اور بحر غریب میں فعل کو سوا او اخر مصاریع کے صدر اور ابتدا اور حشو میں استعمال کرتے ہیں پس ظاہر یہ ہے کہ فعلین اس جگہ مجنون مسکن ہے جیسا کہ مشعش میں کہا گیا اور اس صورت میں یہ فرع تیسری مقلوع اور غریب میں خاص ہے اور خفش نے چار فرعین اور کھی ہیں اول فاعلان مرغل دوسرے فاعلان مزال تیسرے فاعلان مجنون مرغل چوتھے فاعلان مجنون مزال اور قرانی ایک اور زیادہ کی ہے فعل اخذ مزال بسیط میں ہر چند مرغل اور مزال کے لکھنے کی حاجت نہیں اور ان فروع کا استعمال نادر ہے اور پارسی میں محقق علیہ الرحمہ نے ایسے فروع خود لکھے ہیں ہم مفاعیلن شش فرع است امفاعلن و آن مقبوض است ب مفاعیلن و آن مکفوف است و این ہر دو در نرج و طویل و مضارع افتدج مفعولن و آن اخرم است و در نرج تنہا افتدج فاعلن و آن اخرم و مقبوض است و آنرا اشتر خوانندہ مفعول و آن اخرم و مکفوف است و آنرا اخب خوانندہ و این ہر دو در نرج و مضارع افتدج مفعولن و آن محذوف است و در طویل و نرج افتدج مفاعیلن کی جگہ فرعین ہیں پہلے مفاعیلن بجذوف یا مقبوض دوسرے مفاعیلن مضموم اللام بجذوف نون مکفوف اور یہ دونوں نرج اور طویل اور مضارع میں آتی ہیں یہاں قریب کا ذکر اس واسطے کیا کہ وہ بحر فارسی ہے اور یہ بیان بحر تازی کا تیسرے مفعولن بجائے فاعیلن بجذوف میم اخرم یہ فرع تنہا نرج میں بڑتی ہے چوتھے فاعلن بجذوف میم دیا اخرم مقبوض اسکو اشتر کہتے ہیں اور شتر یعنی برگشتگی مژگان بالا و شنگا فقرہ کرنا مژگان چشم کا غیاث ہے پانچویں مفعول بضم لام بجذوف میم و نون اخرم مکفوف اسکو اخب کہتے ہیں اور اخب بخت میں یعنی شکافتہ شدن ہر دو گویں یا خرابی ہر دو طرف مناسبت ظاہر ہے چھٹے مفعولن بجذوف لن بجائے مفاعلی محذوف یہ طویل و نرج میں آتی ہے پس خلیل نے بھی چھ فرعین لکھی ہیں مگر خفش نے ساتویں زیادہ مکی ہے وہ مفاعیلن بساکن لام یا فاعلان مقصور اور ثانی بہتر ہے تاکثابت میں التباس ب مفاعیلن مکفوف لازم نہ آئے اور صاحب شرح نے بیان لفظ اشتر میں مضمون تازہ یہ کیا ہے واسطے غیاث طبع ناظرین کے لکھا جاتا ہے ش این تغیر مرکب است از خرم و قبض کہ میم دیا از ہر دو سقوط یابد

علاوہ یہ دونوں نرج اور مضارع میں آتی ہیں

باید دانست کہ مجموعہ سیم و یامی باشد پس برین قیاس لقب آن بجای اشتراخ می بایستی گفت
 تا خالی از کیفیت نبودی تم کما رسد بجان الدھم فاعلاتن مجموعی را یازده فرع است افعلاتن و آن مخبون
 است ب فاعلاتن و آن مکفوف است ج فَعِلَات و آن مخبون است و هم مکفوف و آنرا مشکول
 خوانند و این ہر سہ در رمل و مدید و خفیف و محبت افتد و فاعلاتن و آن مقصور است و مدید و رمل افتد
 و فَعِلَات و آن مخبون و مقصور است و در رمل افتد و فاعلن و آن محذوف است ز فعلن و آن مخبون
 و محذوف است و ہر دو در رمل و مدید و خفیف افتد ح فعلن و آن ابر است و مدید و افتد ط فاعلیان
 و آن مسبغ است سی فعلیان و آن مخبون مسبغ است و ہر دو در رمل افتد یا مفعولن و آن شعث است
 و در خفیف و محبت افتد س فاعلاتن مجموعی کی گیارہ فرعیں ہن پہلے فاعلاتن مخبون دوسرے
 فاعلاتن بضم ناکفوف تیسرے فَعِلَات بضم تاجمخون مکفوف او سکول مشکول کہتے ہیں اور شکل
 پاؤں چارہ پائی کما رتی سے باندھنا منتخب سے اور یہ تینوں فرعیں یعنی فاعلاتن فاعلات
 فَعِلَات رمل و مدید اور خفیف اور محبت ہیں آتی ہن چوتھے فاعلاتن محذوف ساکن آخر سبب
 و اسکان ماقبل مقام فاعلاتن مقصور کے یہ فرع مدید اور رمل میں آتی ہے اور وجہ تفصل
 فاعلاتن کی یہ فاعلاتن یہ ہے تا الدھم اسکا فاعلاتن مکفوف سے نہو یا بنشین فاعلاتن تحریک
 عین مخبون مقصور رمل میں آتی ہے تھکے فاعلن محذوف ساتویں فعلن تحریک عین مخبون
 محذوف یہ دونوں فرعیں یعنی فاعلن اور فعلن رمل اور مدید اور خفیف میں آتی ہر آٹھویں
 فعلن سکون عین اجتماع محذوف و قطع ابر ہے اور ابر مہمی دم بریدہ منتخب سے اور یہ فرع مدید
 میں آتی ہے اور جانا چاہیے کہ یہ فعلن سکون العین حقیقت میں مسکن ہے فعلن مخبون
 محذوف کا کسوا سٹے کہ قطع در میان رکن کے نہیں آتا جیسا کہ سابق میں مصنف نے بیان
 کیا ہے نوین فاعلیان منقول فاعلاتن سے مسبغ دسویں فعلیان مخبون مسبغ یہ دونوں
 فرعیں یعنی فاعلیان اور فعلیان رمل میں آتی ہن گیارہویں مفعولن شعث خفیف اور محبت
 میں آتی ہے اور شعث کا حال سابق بیان ہو چکا ہے کہ مخبون مسکن سب سے بہتر ہے
 یعنی پہلے فاعلاتن ضمن سہ فاعلاتن ہو بعد اس کے فاعلاتن بہ تشکیل و سطر منقول بہ مفعولن ہو چکا
 ہم قاعلاتن معروفی را یک فرع است فاعلاتن و آن مکفوف است و در مضارع افتد فاعلاتن

مفروق کی ایک فرع ہے فاعل لاٹ بالضم وہ مکفوف ہے اور مضارع میں آتی ہر ہم مستفعل
مجموعی راہ فرع است امفاعلن وآن مجنون است بامفتعلن وآن مطوی است ج فعلتن وآن ہم
مجنون است وہم مطوی وآنرا مجنون خوانند واین ہر سہ در بسیط و در خبر و وسیع و مسرح افتد و مقولن
وآن مقلوع است و فعلون وآن مجنون مقلوع است واین دو در بسیط و در خبر افتد و مستفعلان وآن
مزال است ز مفاعلان وآن مجنون مزال است ح مفتعلان وآن مطوی مزال است ط فعلتان
وآن مجنون مزال است واین چہار در بسیط افتد و فرعی دیگر بطریق شہرہ و ذآدہ است کہ خلیل تلویذہ
وآن مجنون اخذ است ہر وزن فعل است مستفعلن مجموعی کی نو فرعیں ہیں پہلی مفاعلن مجنون
بجذف سین دوسری مفتعلن مطوی بجذف فائیسری فعلتن مجنون مطوی بجذف سین و فاعل
او کو مجنون کہتے ہیں مجنون فعل سے اور فعل بالفتح ہاتھ پاؤں کاٹنا اور گر جانا سین اور فاعل کا
مستفعلن سے بحر بسیط میں کذا فی المنتخب اور یہ تینوں فرعیں یعنی مفاعلن مفتعلن فعلتن بسیط
اور خبر اور وسیع اندر مسرح میں آتی ہیں چوتھے مقولن مقلوع حذف نون اور تشکین لام سے
پانچویں فعلون مجنون مقلوع بجذف فاعلن مقلوع سے کہ معولن رہ جانا ہے بدل او سکی فعلون لائے
ہیں اور یہ دو فعلون فرعیں یعنی مقولن اور فعلون بسیط اور خبر میں آتی ہیں چھٹے مستفعلان مزال
بزیادت حرف ساکن آخر میں سالتوین مفاعلان مجنون مزال آٹھویں مفتعلان مطوی مزال توین
فعلتان مجنون مزال بزیادت الف فعلتن میں اور یہ چار فرعیں یعنی مستفعلان مفاعلان
مفتعلان فعلتان بسیط میں آتے ہیں اور ایک فرع اور بھی ہے وہ دسویں کٹھری کہ بطریق
شاذ آئی ہے خلیل او سکونین لایا ہے وہ مجنون اخذ ہے ہر وزن فعل بحر یک میں اس واسطے
کہ مستفعلن اخذ سے مستف ہوا اور ضمن سے شفت فعل عوض او سکے لائے ہم و مس تفع لن
مفروق را چہار فرع است امفاعلن وآن مجنون است و در خفیف و محبت افتد ہر فعلون وآن
مجنون مقصور است و در خفیف افتد ج مستفعلن وآن مکفوف است و مفاعل وآن متکلیل است
واین ہر دو در خفیف افتد اور مس تفع لن مفروق کی چار فرعیں ہیں پہلی مفاعلن مجنون
ہے بجذف سین اور خفیف اور محبت میں آتی ہے دوسری فعلون وہ مجنون مقصور ہے
اس واسطے کہ مفاعلن مقصور سے مفاعل مسکون لام رہتا ہے فعلون او سکے تمام یہ لائے ہیں

اور یہ فرع خفیف میں آتی ہے تیسرے مستقل بضم لام وہ مکشوف ہے بخذف نون چوتھے
مفاعیل بضم لام وہ مشکل ہے یعنی مجنون مکشوف یہ دونوں فرعین یعنی مستقل اور مفاعل
خفیف میں آتی ہیں ہم وفعولات را بارزہ فرع است افعولات وآن مجنون است ب فاعلات
وآن مطوی است و ہر و فدر سرح و مقضب افتدج فعلات وآن مجبول است ودر سرح افتد
و مفعولان وآن موقوف است وفعولان وآن مجنون موقوف است وفعولن وآن مکشوف است و
فعولن وآن مجنون مکشوف است واین چار در سرح و منسج افتدج فاعلان وآن مطوی موقوف
ط فاعلن وآن مطوی مکشوف است ی فعلن وآن مجبول مکشوف است یا فعلن وآن اصلم است
واین چار در سرح افتد اورفعولات کی گیارہ فرعین ہیں پہلی فعولات بضم تا مجنون ہے
بخذف فا اور بعضے مفاعیل کہتے ہیں مگر اول بہتر ہے کہ التباس بمفاعیل مقصور ساکن اللام
کتابت میں نہ ہو ووسری فاعلات بضم تا مطوی بجای مفعولات یہ دونوں فرعین یعنی فعولات
اور فاعلات منسج اور مقضب میں آتی ہیں تیسری فعلات بتحریک عین دلام مجبول یعنی
مجنون مطوی یہ منسج میں آتی ہے چوتھی مفعولان موقوف پانچویں فعولان مجنون موقوف چھٹی
مفعولن مکشوف یعنی متحرک دوم و تدر فرق سے کہ تا ہے ساقط ہو گئی مفعولار یا اسکی جگہ پر
مفعولن آیا ساتویں فعولن مجنون مکشوف بجای مفعولن اور یہ چار فرعین یعنی مفعولان فعولان مفعولن
فعولن سرح ودر سرح میں آتی ہیں آٹھویں فاعلان مطوی موقوف یعنی واد حذف ہوا طے
سے اور تا ساکن ہوئی وقت سے نویں فاعلن مطوی مکشوف بخذف وا و تا منقول مفعولات
دسویں فعلن بتحریک عین مجبول مکشوف جب مفعولات مجبول سے تا ساقط ہوئی فعولار یا فعلن
عوض اوسکے آگیا ہوں فعلن سکون عین اصلم جب لات کہ و تدر فرق سے گر گیا مفعولار
عوض اوسکے فعلن آیا یہ چاروں فرعین یعنی فاعلان فاعلن فعلن سرح میں آتی ہیں
ہم و مفاعلتن را تہ است فرع است انفا فاعلن وآن معصوب است یا مفاعلن وآن معصوب است
پس مقبوض وآنرا مفعولان وآنرا مفعولن وآن معصوب و مکشوف وآنرا مقصور خوانند
و فاعلن وآن معصوب است و مخدوف وآنرا مفعولن خوانند و فاعلن واین معصوب است و مفعولن
وآن معصوب و معصوب وآنرا مقصوم خوانند ز فاعلن وآن معصوب و مقبول است وآنرا اجم خوانند

ح مفعول و آن اعضب و مقوص است و آن را اعقص خوانند و این جمله بوا فرخاص باشد است و
مفاعلتن کی آٹھ فرمین ہیں پہلی مفاعیلن اور وہ معصوب ہے بشکین لام و دوسری مفاعیلن
معصوب بعد اوسکے مقبوض اور اوسکو مفعول کہتے ہیں جب لام مفاعلتن کا عصب سے ساکن
ہوا اور قبض سے گر گیا مفاعیلن رہا اور عقل پامی شتر بر سن بستن ہے منتخب سے تیسری مفاعیل
بضم لام معصوب مکفوف اور اوسکو مقوص کہتے ہیں نقص بالفتح کم کرنا بوا کم ہونا اور کمی منتخب سے
جب مفاعیلن معصوب سے حرف ہفتیم کہتے گر گیا مفاعیل رہا جو کئی فاعلن معصوب محذوف و اوسکو
مقطفون کہتے ہیں قطف کاٹنا خوشہ انگور کا اور چٹنا میوے کا منتخب سے جب مفاعیلن معصوب
سے لن محذوف گر گیا مفاعی رہا فاعلن بعوض اور اسکے آیا پانچویں مفتعلن اعضب معنی غضب کر
پہلے لکھے گئے پس یہ عمل خرم کا ہے جب بیم مفاعلتن سے گر گیا فاعلتن رہا مفتعلن اور اسکے
مقام پر آیا چھٹی مفعولن وہ اعضب معصوب ہے اور اوسکو اقسم کہتے ہیں قسم بالفتح یعنی قسم
اور شکستگی و ندان ہے منتخب سے پس فاعلتن اعضب میں جب لام بسبب عصب کے ساکن
ہوا فاعلتن رہا مفعولن اور اسکے مقام پر آیا ساتویں فاعلن وہ اعضب معقول ہے اور اوسکو اجہم
کہتے ہیں اور اجہم یعنی دشمن و تشدید جہیم کو سفیدے شاخ و مردے نیزہ ہے منتخب سے
جب مفاعلتن معصوب اور قبض سے مفاعیلن ہوا اور بیم غضب سے گر گیا فاعلن رہا اٹھویں
مفعول بضم لام اعضب مقوص ہے اور اوسکو نقص کہتے ہیں نقص سے معنی نافتن و پچھل
سوے کلامہ منتخب سے جب مفاعیلن کہ مقوص تھا خرم یعنی عصب سے فاعیل ہوا عوض
اور اسکے مفعول آیا اور یہ سب تغیرات وافر میں خاص ہیں اسلیے کہ یہ سب کن مفاعلتن میں
آتے ہیں اور مفاعلتن کن وافر کا خاص ہے ہم و متفاعلن را پانزدہ فرع است مستفعلن
و آن مضمر است ب مفاعلن و آن مضمر است پس مخبون و آنرا موقوف خوانند ج متفعلن و آن
مضمر و ملوی است و آنرا مخزول خوانند و فعلاتن و آن بقطع است و مفعولن و آن مضمر و مقلوع است
و فعلن و آن اخذ است و فعلن و آن مضمر و اخذ است ج متفاعلان و آن مذال است ج متفعلان
و آن مضمر و مذال است ی مفاعلان و آن موقوف و مذال است یا متفعلان و آن مخزول و مذال است
ی متفاعلاتن و کن مفعول است ج مستفعلاتن و آن مضمر مفعول است ی مفاعلاتن و کن موقوف

و مفعول است ہ مفتعلاتن و آن مخزول و مرفعل است و این جملہ خاص بود بکامل است و مفعول
کی پذیرہ فرمیں ہیں پہلی مستفعلن مضمر باسکان تا دوسری مفاعیلن مضمر مخبون او کو موقوفہ کرتے
ہیں و قصہ منی کردن شکستن ہے منتخب سے جب مستفعلن مضمر سے سین بسبب میں کے
مگر گویا مستفعلن ہا مفاعیلن او کے عوض آیا تیسری مفتعلن مضمر مطوی او کو مخزول کہتے ہیں
خزل یعنی بریدن ہے غیاب سے جب مستفعلن مضمر سے حرف چہارم طے سے گر گیا مستفعلن
ہا مستفعلن او کے مقام پر آیا چوتھی فعلاتن وہ مقلوع ہے جب متفعلن میں نون حذف ہوا
اور لام ساکن متفعل ر ہا عوض او کے فعلاتن آیا یا چوین مفعولن وہ مضمر مقلوع ہے جب فعلاتن
مقلوع میں عین باضمار ساکن ہوا فعلاتن بسکون عین ہوا مفعولن او کے مقام پر آیا چھٹی فعلن
بہ تحریک عین وہ اخذ ہے جب و د آخر متفعلن سے حذف ہوا متفعلن او کے مقام پر آیا
ساتوین فعلن بسکون العین وہ مضمر اخذ ہے جب متفعلن میں نون ساکن ہوئی اور و تذخوذ سے
گر گیا متفعلن ہا او کے عوض فعلن آیا آٹھویں متفعلن علان وہ مذال ہے جب علن میں کہ و د ہے
حرف ساکن باذالت زیادہ ہوا متفعلن علان ہوا نوین مستفعلن وہ مضمر مذال ہے جب مستفعلن
مضمر میں حرف ساکن باذالت زیادہ ہوا مستفعلن ہوا دسویں مفاعیلن علان وہ موقوفہ مضمر
یعنی و قص سے مفاعیلن اور اذالت سے مفاعیلن ہو گیا رہوین مفتعلاتن وہ مخزول مذال
یعنی خزل مفتعلن اور اذالت سے مفتعلاتن ہوا بارہوین متفعلناتن وہ مرفعل ہے زیادت
سبب جب متفعلن میں سبب بڑا متفعلن تن ہوا عوض او کے متفعلناتن آیا تیرہوین
مستفعلناتن مضمر مرفعل ہے زیادت سبب چودہوین مفاعیلن موقوفہ مرفعل ہے زیادت
سبب پذیرہوین مفتعلاتن مخزول مرفعل ہے زیادت سبب اور یہ سبب فروع خاص ہیں
بحر کامل میں کس لیے کہ یہ سبب زحاف متفعلن میں آتے ہیں اور متفعلن خاص کن بحر کامل کا
سبب ہم میں جملہ این فروع ہفتاد و ست و اوزان آن سی و ہشت و آن این ست و اربع
فعلت ج فعلت فعلن فعلن و فعلن ز فعلن ح فعلان ط فعلن می فاعیلن یا مفعولن یہ جملہ
سج فعلتین یہ مفاعیلن یہ فاعیلان یو فاعیلان زیر مفعولن یہ مفاعیلن یہ مفاعیلن یہ فعلات کا
مستفعلن کب فاعلات کج فاعلات کہ فعلیات کہ مستفعلن کو مفعولان کہ فعلیات کج مفاعیلان

مشعث میں گفتگو ہے بعضے کہتے ہیں کہ بغیر مفروضے اور زجاج کہتا ہے کہ مرکب ہر صنف
 اور تسکین سے اور قول زجاج کا ہر ہے جیسا کہ سابق لکھا گیا اور یہ سب تغیرات تعلق لغت
 نازی سے رکھتے ہیں حاصل کلام یہ کہ اصول وہ کا نہ سے جملہ فروعات تہتر نکلے مگر جب تکرار
 انہیں سے دفع کی چوتیس دن باقی رہے پس اوزان اصول ارکان کہ حقیقت میں آٹھ ہیں
 چاروں ان کے ان فروعات میں داخل پائے اور چار خارج پس جب خواجہ ارجہ کو انہیں ملایا
 جملہ اوزان اصول و فروع بالیس ٹھہرے تہہ حال اوزان کا لکھا اور ان تغیرات کی مولفات کی یہ صورت
 بیان کی کہ چونتیس القاب ان مولفات تغیرات کے ہیں بیس مفروضہ مرکب اور وہ مرکب کہ اشک
 بیان فروعات میں سب لکھے گئے اور نام ان کے علاحدہ وضیوں فی نہیں رکھے ہیں اونسے کچھ کام
 نہیں اس جگہ صاحب شرح نے عجیب شرح لکھی ہے شیخ نجمہ چل دو اوزان ہشت اصول جدا کردہ
 باقی سی و چار فروع را القاب اپنے مقرر بود این است کہ مذکور شد الی آخرہ پس اگر بالیس سے آٹھ اوزان
 اصول کے جدا ہو کر چونتیس فروع کے القاب بیان ہوتی مضموم اور محسوب اور شتر اور محذوف ان
 چونتیس میں کیوں ہوئے کہ مفاعیلن محسوب ہے مفاعیلن سے اور مستفعلن مضموم ہے متفاعیلن سے
 اور فاعلن شتر فاعلن محذوف ہے مفاعیلن سے ہم دانا و فارسی تغیرات والقاب ان چنان مضبوط
 ازہمت آنکہ در پارسی بسیار وز نہاست کہ در بیشتر بران شعر گفتہ اند و بنزدیک متاخران تروک است
 و بسیار وز نہاست کہ متاخران نبوی استعمال کردہ اند و آنرا اصول و فروع بروجمی دیگر راست
 دانا فارسی میں تغیرات اور القاب ان کے ایسے مضبوط نہیں ہیں اس واسطے کہ فارسی میں بہت سے
 وزن ہیں کہ سابقین نے زمانہ پیشین میں انہیں شعر کہے ہیں اور نزدیک متاخران کے وہ تروک
 ہیں اور بہت سے وزن ہیں کہ متاخران نے ساتھ تازگی کے بطریق نو استعمال کیے ہیں اور ان کے
 اصول اور فروع اور طرح پر ہیں ہم و نیز تغیرات مرکب است کہ در پارسی مستعمل است و افراد ان مستعمل
 مثلاً اخب کہ عبارت از اخرم کفوف است و فارسی مستعمل است و اخرم نیست اور دوسری بات
 یہ ہے کہ تغیرات مرکب فارسی میں مستعمل ہیں اور افراد اسکے مستعمل نہیں ہیں مثلاً اخب کہ
 عبارت ہے اخرم کفوف سے فارسی میں مستعمل ہے اور اخرم نہیں ہے یعنی اخرم مستعمل نہیں ہے
 اور حال اسکا تفصیل اوزان بحر میں دریافت ہو گا ہم و نیز فارسیان برہمہ فذہامی تاربان ہنکلف

شعر گفتہ اند و اصول و تغیرات ایشان بکار داشته و بوزنهای دیگر از ایشان منفرد شده و ہر مصنف از ایشان تغیراتی کہ یافته است غیر مستعمل تازیان لقبی نہادہ است کہ دیگران در آن متفق نیستند بآنکہ ہمہ جماعت افتد الجروض عرب کردہ اند چہ این لغت بلغت عرب تمنیگی تمام دارد و بے آن مستعمل نمیتواند بود پس با مثال این اسباب جدا باز کردن تغیرات فروع مستعمل در عروض فارسی تنها از آنجا در عروض تازی مستعمل است و تعیین القاب آنچه خاص باشد پارسی بروجہ متفق علیہ متغیر است پس اولے آنکہ این معنی را تعرض نرسانیم و برابر اد تغیراتی کہ خاص باشد بعروض پارسی اقتضای نسیم تا از الحاق آن با آنچه تقدیم یافت تمامی آنچه در عروض پارسی بآن احتیاج افتد حاصل آید است اورتیسری بات یہ ہے کہ اہل فارس نے اوزان عربیہ میں بہ تکلف شعر کہے ہیں اور اصول اور تغیرات اونہیں کے مستعمل کیے ہیں اور بعضے اوزان میں اونے منفرد ہوئے ہیں یعنی جدا ہوئے ہیں اور ایجاد کیا ہے اور ہر مصنف اہل فارس نے جو تغیر کہ غیر مستعمل عرب پایا ہے اوسکا ایک نام رکھا ہے کہ اور لوگ اوس میں متفق نہیں ہیں یعنی کسی نے کچھ نام رکھا ہے اور کسی نے کچھ باوجودی کہ سب اہل فارس عروض میں مقلد عرب ہیں اس واسطے کہ زبان فارسی زبان عربی بہت ملی ہوئی ہے اور بدون زبان عربی کے زبان فارسی مستعمل نہیں ہو سکتی پس با مثال اس اسباب کے یعنی بسبب اختلاف القاب کو فارسی میں علاحدہ جدا کرنا تغیرات اور فروع مستعمل کا عروض فارسی میں تھا اور ان تغیرات سے جو عروض تازی مستعمل ہیں اور مقرر کرنا القاب خاص تغیرات فارسی کا بروجہ متفق علیہ کہ سب کا اتفاق ہو مشکل ہے پس بہتر یہ ہے کہ اس بات سے تعرض نہ کوں ہم یعنی تقر القاب کے پہلے نہوں اور ایراد تغیرات خاص عروض فارسی پر اقتضای کرین یعنی نفس تغیرات فارسی بیان کریں تا یہ تغیرات فارسی تغیرات عربی سے جو سابق بیان کیے گئے جب ملا دین تمام تغیرات فارسی جنکی احتیاج ہے حاصل ہو جائیں اور تکمیل از کی ہو جائے ہم و مادر القاب آنچه از تغیرات مفرد باشد عبارت از ان ضروری بود آنرا لقبی باز رسیدہ است آنرا لقبی نسیم و از مرکبات ہر چہ آنرا لقبی یافتہ ہنسیم ذکر کنیم و از باقی بحسب ترکیب عبارت کنیم القاب بسیار نشود است اور القاب تغیرات مفرد کے جبکہ بیان کرنا ضروری ہے اونہیں جبکہ نام تمام ترک نہیں ہو چکا ہے اوسکا ایک نام رکھیں اور تغیرات مرکب میں جبکہ نام پایا گیا ہو اوسکا ذکر

کرین اور باقی کو مجتب ترکیب بیان کرین یعنی اسکے مفردات کو جمع کرین مثلاً گمین مجنون مسکن
تا القاب تغیرات کے بہت نہوجائیں ہم گوئیم ازجملہ تغیرات عام کہ شعر فارسی خاص است کی
آنت کہ ہر کجا سے حرف متحرک متوالی افتد تسکین اوسط رو اور زرد در یک وزن محرک و مسکن باہم
بیامیزند و این حکم مطرود است الا اسجا کہ ماضی افتد مثلاً باشد کہ بحر بسبب تسکین در بدل افتد چنانکہ
درین وزن کہ فعلات فاعلاتن اگر عین فعلات مسکن کنند تا این وزن شود کہ مفعول فاعلاتن ہر
از بحر دیگر است پس تسکین کہ مقتضی اشتباہ بود نشاید کہ این ہم کہ جملہ تغیرات عام
کہ فارسی میں خاص ہر ایک یہ تغیر ہے کہ جس جگہ میں متحرک متوالی واقع ہوتے ہیں تسکین
اوسط رو اور رکھتے ہیں اور ایک وزن میں محرک اور مسکن ملا دیتے ہیں یعنی اگر ایک جگہ الفاظ
بر وزن فعلن اور فعلاتن متحرک العین اور ایک جگہ الفاظ بر وزن فعلاتن او فعلن مسکون العین
واقع ہوں تو خط انکار واسطے نہ یہ کہ شعر میں جہاں عین متحرک ہر ایک کو ساکن کر لیں
مضارع و خفان وغیرہ کہ تسکین وسط پچا ہوں جس جگہ کہ استعمال میں لگایہ مضارع نہیں جیسو جہاں
اور یہ حکم پنم فعلن اور فعلاتن میں تسکین اوسط کہ لینا مطرود ہونی بہت اگر جس جگہ کئی ماضی ہو مثلاً تسکین اوسط
بحر بل جابو جیسا اس وزن میں کہ فعلات فاعلاتن مثلاً فاعلاتن مثلاً فعل شاعر ہر ایک کہ میں نام پچا خواہی آمد
اگر اسمیں عین کو ساکن کرین ہر وزن ہو جابو فاعلاتن مفعول فاعلاتن مضارع اخر فاعلاتن شاعر سے من خوب شناسم
پیران پار سارا پس سحر بدل جائے اور ایسی تسکین اوسط کہ باعث اشتباہ ہو چاہے
ہم و نیز باشد کہ شاعر حرکات و سکناات را نظامی التزام کند مثل قصیدہ کہ مبنی باشد بر تکرار این
وزن کہ مفتعلن مفعولن تسکین عین مفتعلن آن نظام را باطل گرداند پس درین موضع ہم نشاید کہ
اور کبھی شاعر نظام حرکات اور سکناات کا التزام کرتا ہے جیسے کوئی قصیدہ مبنی ہو اس وزن کی
تکرار پر مفتعلن مفعولن مفتعلن مفعولن اس جگہ تسکین عین مفتعلن سے وہ نظام کہ جبکا التزام کیا ہو
باطل ہوتا ہے پس بیان بھی سچا ہے ہم در جملہ قاعدہ لغت پاری آنت کہ بیشتر تغیرات مستعمل
در ہر بیات کہ برونی گویند یک نسخ استعمال کنند بخلاف عادت مازی گویان چہ این
اختلاف بسیار کند در محرک و مسکن چون ماضی نباشد این قاعدہ نگاہ از دست رفت و فی الجملہ
لغت فارسی کا یہ ہے کہ اکثر تغیرات مستعمل کو سب میتونین ایک وزن پر کہتے ہیں اگرچہ

تغیرات
مستعمل
در ہر بیات

تغیرات

پر استعمال کرتے ہیں تغیر حافات میں انہیں کہتے ہیں بخلاف عادت اہل عرب کے اس واسطے کہ
 یہ لغت فارسی زیادہ اختلاف کی متحمل نہیں ہے بسبب خفت کے اور لغت تازی متحمل اختلافات کی
 ہے بسبب زانت کے ان محرک اور مسکن کو جب کوئی مانع نہ ہو یعنی اختلاف بحرین نہ پڑی اور
 اشتباہ واقع نہ ہو جمع کرتے ہیں ہم و چون در اصول اوزان فارسی سبب ثقیل و فاصلہ مستعمل نیست
 توالی سے متحرک اصلی نباشد بل بسبب تغیری سابق بود و آتہ چنان بود کہ ساکن سببی خفیف بیفتد و
 متحرک بش مجاور و متحرک و تدم مجموع افتد تا سہ حرکت متوالی شود و چون چنین بود تسکین اوسط تسکین
 حرف اول و تدم باشد و ایں تغیر را تسکین نام نہادیم ت اوزان فارسی فیہ فعلن و فاعلین
 فاعلاتن مستعملین مفعولات میں کہ یہ لفظ ہیں پنج ہیں اور اہل عربیات سبب ثقیل اور فاصلہ مستعمل ہیں
 توالی حرکات ثلثہ بھی اس میں اصلی نہیں بلکہ یہ توالی حرکات بسبب تغیر سابق کے ہوتا ہے اسکی
 صورت یہ ہے کہ ساکن سبب خفیف کا اگر ثبات ہے بسبب حافات کے اور متحرک اسکا مجاور و متحرک
 و تدم مجموع واقع ہوتا ہے پس تین متحرک متوالی جمع ہوتے ہیں بسبب حافات کے نہ اصلی جیسو فاعلین
 میں جب الف ساقط ہوگا فاسے متحرک مجاور عین و لام و تدم مجموع واقع ہوگی اور تین متحرک بسبب حافات
 جمع ہونگے پس جب ایسا ہوگا تسکین اوسط تسکین حرف اول و تدم ہوگا اور ہننے اس تغیر کا نام تسکین
 ح قولہ سبب ثقیل و فاصلہ مستعمل نیست ایں ادعای مصنف است ورنہ در ماسبق تحریر یافتہ کہ سبب
 ثقیل در فارسی موجود و نسبت فاصلہ بزبان فارسی دمازی ہر دو برابر است تم کلامہ ادعای مصنف
 کیسا یہ تو امر بدیہی ہے کہ اصول اوزان فارسی میں سبب ثقیل اور فاصلہ نہیں اگر واقع ہوتا ہو
 بسبب حافات کے واقع ہوتا ہے اور نسبت فاصلہ زبان پارسی اوزان فارسی میں برابر کیسی کہ اصول
 اوزان پارسی میں فاصلہ نہیں ہے اور اصول اوزان تازی یعنی فاعلین اور متفاعلین میں فاصلہ
 موجود اور معتبر ہے اور تحریر ماسبق کا یہ حال ہے کہ جیسا یہاں غلط سمجھے ویسا وہاں غلط سمجھے
 ہم و چون و تدم در صدر کن افتد چنانکہ در متفاعلین بعضے متاخران ایں رکن را خنق لقب دادہ اند
 و قول زجاج چنان اقتضا میکند کہ چون و تدم در میان افتد چنانکہ در فاعلاتن بعد از ضین و تسکین میں
 آزا مشعت خواند پس اگر در آخر رکن افتد چنانکہ در متفعّلین کہ سطوی شود شاید کہ کسی آزا سلقے
 دیگر ند و چون عبارت از تغیرات بحسب ترکیب میکنیم آن را بقی نہادیم ت اور جب و تدم در صدر کن

میں پڑے جیسا کہ مفاعیلین میں اور ماقبل اور سکے حرف متحرک ہو کہ اوس سے نلے اور صدر و تد کو
بسبب اجتماع متحرک ثلثہ کے ساکن کرین مثل مفعول مفاعیلین کے پس وزن اوسکا مفعول بنفعول ہوگا
اور مفعول آخر کو مخفی کہیں گے یعنی متاخر دن نے اس کن کا نام مخفی رکھا ہے تخلیق سے معنی گلو بار کردن
اور بعضوں نے بحر جملہ اور باے موحده کہا ہے تخلیق سے اور یہ تغیر غیر خرم ہے اس واسطے کہ خرم
اول رکن میں پڑتا ہے عربی میں اور بعد اوسکے مخفی بخلاف عجم کے کہ وہ خرم سب جگہ جائز رکھتے ہیں
اور قول جلیج یون اقتضا کرتا ہے کہ جب وتد در میان میں پڑے جیسا کہ فاعلاتن میں بعد جن کے
اور تشکین عین کی وکوشٹ کتوہین یہاں بھی تین حرکتیں جمع ہوئیں پس عین کہ اوسط تھا
ساکن ہوا پس اگر یہ صورت آخر رکن میں پڑے جیسا کہ مستقلین میں جب مطوی ہو یعنی مفتطین
سندف فاعلاتن کو بسبب توالی حرکات ثلثہ کے تشکین اوسط کر کے منقول بنفعول کرین چاہیے
اوسکا بھی کچھ نام رکھا جائے مثل مخفی وکوشٹ کے مگر ہم بیان تغیرات کا بحسب ترکیب کرتے ہیں
لہذا اسکا نام کچھ نہیں کہتے یعنی مطوی مسکن کہنا کافی ہے نام جداگانہ کی حاجت نہیں ہم دیکھ کر
ہمہ واخر مصرعمای شعر فارسی را شامل است کہ وقوع یک ساکن و دو ساکن در او اخر ہر مصرعہ
وخلط ہر دو یا یک دیگر در یک بیت روا دارند مگر آنجا کہ النہی افتد و مانع وقوع دو ساکن آن ہو کہ وزن و فاعلاتن
وہاڑی ہو کہ در ان بحر ممکن باشد و مساوی دائرہ باشد یعنی تام ہو چون مفاعیلین چار بار پس
الحاق ساکنی دیگر باخر مصرعہ خروج از دائرہ باشند و انہو و آنچه در شعر متاخران میں جنس یافتہ شود
آز قبیل عیوب بود اور ایک حکم اور جملہ او اخر مصرعہ شعر فارسی کو شامل ہے وہ یہ ہے
کہ وقوع ایک ساکن اور دو ساکن کا او اخر جملہ مصرعہ میں ہوتا ہے اور خلط ان دونوں کا با یک
روار کھتے ہیں ایک بیت میں جیسے یہ دو شعر سلیم کے ۱۔ خاک از بسکہ رفتم از دل شد ۲۔
پنچہ ام ریشہ ریشہ چون جاروب ۳۔ دوستی نیست رحم بر کابل ۴۔ آتش مردہ زندہ گشت بچوب ۵۔
عرض دونوں تینوں کا بر وزن فعلین ہے اور آخر میں ایک ساکن ہے اور ضرب بر وزن فعلان
اور آخر میں دو ساکن ہیں مگر وہاں کہ جہاں کوئی مانع ہو پس مانع اول وقوع اول دونوں کا
اوس وزن میں ہے جو نہایت دراز ہو کہ اوس بحر میں درازی اوس سے ممکن نہوا و مساوی دائرہ
کے ہو یعنی نام ہو جیسے مفاعیلین چار بار پس الحاق دوسرے ساکن کا آخر مصرعہ میں خارج کرتا ہے

وزن کو دائرے سے اور روانہ نہیں ہے اور شمار متاخرین میں جو الحاق دوسرے ساکن کا احسن
 مصرع میں اس وزن نام میں پایا جاتا ہے من قبیل عیوے جیسا کہ یہ شعر سلیم کا ۵ تماشا می تو بخود
 کرد ہر کس را کہ می بینم بد نشسته ہر کہ در بزم تو جایش نشتر خالی ست ۶ اور یہ کلام متاخرین میں
 بکثرت ہے ہم و لانغ خلط قافیہ بود مثلاً و مثنوی و اوایل قصاید کہ ابیات مصرع بود و حروف قافیہ
 متساوی باید پس در عروض ضرب خلط نشاید و در قصاید ضرب متساوی باید پس در ضرب متساوی
 نشاید و در دوسرا مانغ خلط قافیہ ہے یعنی مطلعہا سے غزل اور مطلعہا سے قصاید میں
 اور ابیات مثنوی میں کہ مصرع ہوتے ہیں یعنی دونوں مصرعوں میں قافیہ ہوتے ہیں قافیہ برابر
 چاہیے ایک جگہ سالم اور دوسری جگہ مسبق خواہ نڈال ممکن نہیں اگر مصرع اول میں قافیہ اگر ہوگا
 مصرع ثانی میں قافیہ دکر ہوگا نہ کار و بار اور ابیات قصاید اور غزل میں سو مطلعوں کے مصرعوں میں
 خلط نہیں ہو سکتا البتہ عروض میں خلط ہوگا ہم اما اگر قافیہ بگردانند انچہ در خانہای ترجیع افتد
 روا بود و چون معلوم است کہ یک قصیدہ ترجیحی جزیر یک وزن نشا معلوم شود کہ اختلاف او اخر مصرع
 بعد حروف ساکن اقتضای اختلاف وزن نکند لیکن اگر قافیہ تبدیل ہو جائے جیسے غائب
 ترجیع میں واقع ہوتا ہے درست ہے یعنی ترجیع بند میں چند غزلین ہوتی ہیں اور در میان ان غزلوں
 ایک بیت کمر قافیہ مختلف پس اگر ایک غزل کے قافیہ میں ایک ساکن مثل اگر اور و گ کے اور
 دوسری غزل کے قافیہ میں دو ساکن مثل کار و بار کے واقع ہوں مضائقہ نہیں اور ترجیع یعنی
 باز گردانیدن ہے غیثا سے اور جو معلوم ہے کہ ایک قصیدہ ترجیحی ایک ہی وزن میں چاہو
 پس معلوم ہو کہ اختلاف او اخر مصارع بعد حروف ساکن کے اقتضا اختلاف وزن نہیں کرنا مثلاً
 ایک بند میں ترجیع بند کے مثلاً قافیہ کار و بار ہو اس میں بعد ساکن اول کے ایک ساکن ہے
 اور دوسرے بند میں مثلاً قافیہ دوست اور پوست ہو اس میں بعد ساکن اول کے دو ساکن ہیں
 اس سے وزن مختلف نہیں ہوتا اور شاید کہ سجا کے لفظ بعد کے لفظ بعد ہو اور وال کما بت میں
 گنجا ہو معنی ظاہر میں ہم و چون این قاعدہ متحدہ گویم چون ہر دو اخر مصرع ہر دو حروف ساکن افتد
 اگر جب و آخر از وزن آخر سالم بود ساکن دوم لاشکرت بیع یا اولیٰ عمل باید کردتہ اور جب یہ
 قاعدہ مقرر ہوا اب کہتے ہیں ہم کہ جب او اخر مصارع دو ساکن واقع ہونگے اگر جزو اخیر رکب آخر

سالم ہوگا ساکن دوم بیشک تسبیغ خواہ اذالت بر محل کیا جائے گا معلوم کیا چاہیے کہ ارکان اصل
 میں کوئی رکن ایسا نہیں کہ جسکے آخرین دو حرف ساکن ہوں پس اگر دو حرف ساکن باہر جائیں گے
 ساکن دوم بسبب تسبیغ خواہ اذالت کے ہوگا اور جزر آخر رکن سے فروغ بھی مثل فعلاتن اور مفتعلن اور
 مفاعلن کے اس حکم میں شامل ہو گئے مہمضم اول وفتح ثانی وہای مشدہ مفتوحہ گسترہ شدہ و نیکو کردہ
 شدہ منتخب و رغبات سے ہم اما اگر آخر رکن آخر را تغیری بلفصان کردہ باشند تسبیغ و اذالت درو
 تصور نتوان کرد چہ در آخر یک رکن حکم بتغیر ہم بلفصان و ہم نربایت تسبیغ بود پس از رغبت با ثبات
 تغیرات دیگر غیر آنچه گفتہ آمد احتیاج اقتدرت اما اگر رکن عروض اور ضرب کی جزو اخیر میں تغیر بلفصان
 ہوا ہو تسبیغ اور اذالت اوس میں تصور کیا چاہیے اسواسے کہ اوس میں بعد تغیر بلفصان کے پھر
 تغیر نربایت تسبیغ اور بدیہی پس اس جہت سے سوا اول تغیرات کے کہ گئے اور تغیرات کی حالت
 ہوئی ہم علت اختصاص لغت فارسی بآن تغیرات آن است کہ وقوع دوساکن در لغت تازی در او
 امر اعماد رہے جاجائز نیست و آنچه موجود است علت آن معین و ہمیں شدہ اما چون در لغت پارسی
 جائز است و در غیر آن مواضع کہ در تازی یافتہ اند واقع می شود بہ تغیرات دیگر احتیاج می اقتدرت
 اور سبب اختصاص لغت پارسی کا ساتھ اول تغیرات کے یہ ہے کہ وقوع دوساکنوں کا باواجہ
 مصاربع لغت تازی میں سب جگہ جائز نہیں ہے اور جو کہیں ہے علت اوسکی مقتدرہ را و ظاہر ہوئی
 یعنی حال اوسکے تغیر کا بیان کیا اگر لغت پارسی میں سب جگہ جائز ہے اور سوا اول و مفاعلن کے
 کہ عربی میں بائی گئی ہیں واقع ہوتا ہے پس اور تغیرات کی احتیاج پڑتی ہے ہم مثلاً چون آخر رکن
 و تدی مجموع بود چنانکہ دستفعلن و ردی قطع اقتدرتا با وزن مفعولن آید بعد ازان اگر در آخر شعر
 دوساکن آید تا بروزن مفعولان شود نتوان گفت کہ این رکن ہم مقطوع است و ہم نذال یا تسبیغ بل
 اولی بآن باشد کہ چنان قطع عبارت از مجموع حذف ساکن و تد مجموع و تسکین متحرک دوم است تسکین
 دیگر اثبات کنند کہ عبارت باشد از تسکین متحرک دوم و بس تا و تد بآن تغیر مشتمل بر متحرکی و دوساکن شود
 و بآن رکن را کہ و تد او چنین بود اعرج نام نہادیم مثلاً جب آخر رکن و تد مجموع ہو جیسا کہ دستفعلن
 میں اور اوس رکن میں قطع کریں تو بروزن مفعولن آئے بعد اوسکے اگر آخر شعر میں دوساکن آئیں
 تو بروزن مفعولان ہو جائے نہ کہنا چاہیے کہ یہ رکن مقطوع نذال ہے یا قطع تسبیغ ہے نذال کہنا

اس جہت سے کہ حرف ساکن و تدین الودین کہ اصل مستفعل ہے اور مسبق کہنا اس جہت سے کہ بعد قطع کو سبب بنتی رہا بلکہ بہتر یہ ہے کہ جیسا فعل کو کہتے ہیں کہ عبارت مجموع حذف ساکن و مجموع اور تشکیں متحرک و مجموع اور اسطرچ ایک تغیر اور ثابت کریں کہ وہ عبارت تشکیں متحرک و مجموع اور ثابت و سبب و تغیر کے کل اظہار ہو گا اور اس کے ہوا اور رہنے اوس کن کا کہ جسمین و تدایسا ہوا عرج نام رکھا اور عرج بمعنی رنگ ہے منتخب اور غیاث سے اور مناسبت ظاہر ہے ہم و چینین اگر مستفعل اخذ شود یعنی و تد مجموع از آخر و بقیہ یا وزن فعلن آید و بعد ازان در آخر مصلح ساکن دو شود تا بروزن فعلان شود نتوان گفت کہ این کن ہم اخذ است و ہم مسبق بل اولی آن باشد کہ ساکن دوم از بقیہ و تد نہند کہ اسقاط کردہ اند و گویند کہ از و تد دو حرکت و دو حرف بفتادہ است و حرفی ساکن باندہ و مارکنی را کہ و تد او چینین بود مطموس نام نہادیم و اور اسطرچ اگر مستفعل اخذ ہو یعنی و تد مجموع اوس کے آخر سے گرے کہ بروزن فعلن ہوا و بعد اوس کے آخر مصرع میں دو ساکن آئیں کہ بروزن فعلان ہو جائے سچا ہے کہنا کہ یہ رکن اخذ مسبق ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ ساکن دوم کو بقیہ و تد سے جانیں جسکو گرا دیا ہے اور کہیں کہ و تد سے دو حرکتیں اور دو حرف گرے اور ایک حرف ساکن رہ گیا یعنی عین اور لام اور دونوں حرکتیں او کی علن سے گرین اور فون کہ حرف ساکن تھا باقی رہا یا ان تینوں حرفوں کوئی حرف ساکن باقی رہا اور رہنے اوس کن کا کہ و تد اوس میں ایسا ہو لموس نام رکھا اور مطموس یعنی نابود اور طمس بالفتح ناپدید کرنا اور دور ہونا لطائف اور کشف اور منتخب اور غیاث سے اس مقام پر شرح میں عجب عبارت لکھی ہے ش لفظ دوم بعد لفظ ساکن و عبارت از غلطی کا ہے تم کلام ہم و چینین اگر انفا علالتن در صورتی کہ خبن واجب بود فاع مانڈ نتوان گفت کہ این رکن محذوف مطموس است کہ انگاہ مجنون نبودہ باشد بل اولی آن باشد کہ این دو ساکن از بقیہ نہند و گویند دو حرکت و یک حرف از و تد افتادہ است دو ساکن باندہ و مارکنی را کہ چینین بود در روس نام نہادیم و اور اسطرچ فاعلالتن میں حیو قت خبن واجب ہو فعلالتن بنائیں اوس سے فاع بنے کہنا چاہیے کہ یہ رکن محذوف مطموس ہے اس واسطے کہ وہ رکن مجنون نہ ہے گا جب فعلالتن میں تن حذف کیا فاعلار ہا اور جب طمس سے دو حرکتیں اور دو حرف گرے ایک متحرک ایک ساکن رہا فاع ہوا بعد کہ مسبق سے فاع ہوا پس سباع اور خبن یعنی نقصان اور

زیادت جمع نہیں ہو سکتی اور باوجود سباع کے نہیں نہیں کہہ سکتے اور نہیں کہہ اوس میں شرط کیا ہے
 پس کوئی بات نہ بنی لہذا بہتر یہ ہے کہ ان دونوں ساکنوں کو جو فاعلین میں ہیں البقیہ و تد سے جانیں
 اور کہیں کہ دو حرکتیں اور ایک حرف و تد سے گرا اور دو ساکن لگے اور ہم نے اوس کن کا کہ ایسا ہو
 مدروس نام رکھا اور مدروس لہین مہلکہ کہتہ شدہ اور ناپدید شدہ اور یہ وقت غیاث سے ہم و اگر
 در شعر عربی مانند این حالما افادی لاشک ہچنین کردندی است اور اگر شعر عربی میں ایسے حال واقع
 ہوتے ایسا ہی کرتے ہم و چون انہی مقرر شد فروعی کہ ارکان مذکور اور شعر فارسی افتد زامبر کہ
 عروضیان عرب آوردہ اند یا دکنیم و گوئیم است اور جب یہ محلے مقرر ہوئے جو فروع کہ ارکان مذکور ہوتے
 فارسی میں واقع ہوتے ہیں زیادہ اونسے کہ عروضی عرب کے لائے ہیں یاد کریں ہم اور کہیں ہم یعنی
 تخیرات عرب متبعہ فارسی میں مستعمل ہیں اور سوا اونسے جو فارسی میں خاص ہیں اور نکایاں ہوتا ہے
 ہم فعلوں اور شعر فارسی فرعی دیگر است و آن فعلوں است کہ مسبق باشند و در تقارب افتد
 فعلوں کی شعر فارسی میں ایک فرع اور ہے اور وہ فعلوں ہے کہ مسبق ہے اور تقارب میں آتی ہوں
 ساتھ زیادت ایک ساکن کے آخر میں ہم و فاعلن را چہا فرع دیگر است افا علان و این مذال
 فعلان و این مجنون مذال است ج فعلن و این مجنون مسکن است و ہر چند در وزن ہمان است کہ
 مقطوع اما علت تغیر غیر آنست و ہر چند این تغیر بحقیقت در شعر عربی ہم واقع است اما آنجا در شمار یا و رویم
 کہ اقتضای مخالفت این قوم میکرد و فعلان و آن مجنون مسکن مذال است و این فرع ما و ردید و سبیل
 کہ تکلف گویند و در عنریب ہم واقع باشند اور فاعلن کی چار فرعیں اور ہیں پہلی فاعلن
 اور یہ مذال ہے یعنی حرف ساکن و تد میں زیادہ ہوا ہے دوسری فعلان بکسر عین اور یہ مجنون
 مذال ہے تیسری فعلن بکون عین اور یہ مجنون مسکن ہے ہر چند یہ وزن وہی ہے قطع لیکن
 علت تغیر کی یہاں سوا اونسے ہے اسوا سنے کہ قطع آخر مطلع میں آتا ہے اور یہ مجنون مسکن ہے
 جگہ اور ہر چند یہ تغیر بحقیقت شعر عربی میں ہی واقع ہے جیسے اس بیت میں یا محبوبے
 اور کہ رومی و وارحم قلبی فابلس عندی و مگر اوس جگہ گنشی میں نہ لاسنہ ہم کہ مقتضی مخالفت
 اہل و عرض تھا یعنی وہاں بیان کیا کہ فروع فاعلن دو ہیں مجنون اور مقطوع اور بطریق احتمال کے
 ذکر کیا کہ یہ فعلن مجنون مسکن فرع ثالث ہے اور چہرتی ہر کہ میں خاص ہے یعنی سب جگہ تہی ہوں

بجملات اور بحر و نکتہ کہ وہاں آخر مضارع میں آتی ہے اور او کو موقوف کئے کہتے ہیں چوتھے فعل لان
 بسکون میں وہ مجنون سکون نزال ہے اور یہ فروع بدید اور بسیط میں کہ نہ تکلف کہتے ہیں اور عرب
 میں بھی واقع ہوتے ہیں اور حدائق میں تین فرعیں اور لکھی ہیں نفع احسن اور فعل محسن اور
 اور فاعلان مرفل غالب کہ یہ تینوں فرعیں مختصر متاخرین ہوں ہم و مفاعیلین را و وارزہ فرع دیگر است
 ارفاعیملان و این سبب است و در ہرج افتد بفعولان و این مقصود است و در ہرج و مضارع افتد
 ج فعل و این مخدوف مقصود است و بعضی متاخران این را نزل نام نہادہ اند و فعل و این مخدوف
 مرتین است و بعضی متاخران این را محبوب نام نہادہ اند و این ہر دو در ہرج و مضارع افتد مفعولان
 مخنوق مسبق باشد سیم مفاعیلان برکن ماقبل متصل شود تا اگر مکفوف باشد سالم نماید و باقی برین وزن
 مانند است اور مفاعیلین کی بارہ فرعیں ہیں پہلی مفاعیلان یہ سبب ہے اور ہرج میں آتی ہے
 دوسری فعولان یہ تصور ہے یعنی جب مفاعیلین سے نون گر کر ماقبل کو او سکے ساکن کیا مفاعیل
 بسکون لام ہوا فعولان او سکے مقام پر لائے تا التماس مفاعیل مکفوف سے ہو اور یہ فرع ہرج
 اور مضارع میں آتی ہے تیسری فعل بسکون لام یہ مخدوف مقصود ہے یعنی جب مفاعیلین سے
 لن حذف کیا مفاعی رہا بعد او سکے قصر کیا مفاع بسکون میں رہا فعل او سکے مقام پر لائے اور بعض
 متاخران نے اسکا نزل نام رکھا ہے اور یہ نزل نزل سے ہے ووزل لفتحتین اور بزا و مجہول گوشت
 ہونا ران کا غیاث اللغات سے اور بعضوں نے اس فعل کو اہتم کہا ہے یعنی جمع ہونا حذف و قصر کا
 ہتم ہے اور جمع ہونا حذف اور قصر کا نزل پس فعل اہتم ہے اور فلان نزل اور ہتم بفتح
 جرہ سے دانو نکا ٹوٹنا غیاث سے چوتھی فعل ہجر کہ میں اور سکون لام اور یہ مخدوف مرتین
 یعنی مفاعیلین سے ایک مرتبہ حذف سے لے کر اور دوسری مرتبہ عی پس مفاعیل او سکے مقام پر
 آیا بعض متاخران نے اسکا نام محبوب رکھا ہے اور محبوب لغت میں بمعنی ہر دو خصیہ بریدہ ہر جب سے
 اور جب بفتح جیم اور سکون ہر صدر حصے کرنا غیاث سے وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ دونوں سبب اس سے
 گرتے ہیں اور یہ دونوں یعنی فعل فہج اور مضارع میں آتی ہیں اور بعضوں نے کہا ہے
 کہ فرع نزل طویل میں ہی آتی ہے کذا فی الحدائق یا پنجویں مفعولان مخنوق مسبق سیم مفاعیلان کا
 رکن ماقبل سے متصل ہوتا ہے پس وہ رکن ماقبل اگر مکفوف ہے سالم معلوم ہوتا ہے یعنی شاہ

بسالم بر وزن مفاعیلین اور باقی بر وزن مفعولان رہتا ہے اور محقق اسی کو کہتے ہیں جاننا چاہیے کہ کلام
مفاعیل کا جو میم مفاعیلان سے متصل ہوا یہ مشابہ بسالم ہوا نہ سالم اور یہ مفعولان جو باقی رہا میم اسی کن
میں شامل ہے حقیقتہً اسی لحاظ سے محقق علیہ الرحمہ نے اس مفاعیلان محقق مسبق کو فروع میں بڑا کیا ہے
چنانچہ معلوم ہو گا اور نزدیک بعضوں کے کہ رکن اول سالم ہے اور رکن ثانی اخرم مسبق وہ لوگ اس کے
محقق کہنے کو تکلفات بیود سے جانتے ہیں ہم مفعولن محقق و بس ز فاعلن محقق مقبوض مفعول
محقق کفوف مفعولان محقق مقصور مت چھٹی فرع مفعولن یہ محقق ہے اور بس ساتوین فاعلن یہ
محقق مقبوض ہے آٹھوین مفعول یہ محقق کفوف ہے نوین فاعلن یہ محقق مقصور ہے پس مفاعیلن
سے جب صدر و ابتدائین میم ساقط ہو گا اور بجائے فاعیلن مفعولن لائین کے اخرم کہیں گے اور
جب چشموین میم مفاعیلن کا رکن اول سے مل جائے گا ساقط ہو گا باقی رہے گا فاعیلن اور اسکے عوض مفعولن
لائین کے اوکو محقق کہیں گے اور جب مفاعیلن میں میم بسبب تحقیق کے رکن اول سے ملے گا اور
حرف یا بسبب قبض کے ساقط ہو جائے گا فاعلن رہے گا اوکو محقق مقبوض کہیں گے اور جب مفاعیلن
میں میم بسبب تحقیق کے رکن اول سے ملے گا اور نوین بسبب کف کے ساقط ہو جائے گا فاعیلن بضم لام
رہے گا اسکے مقام پر مفعول بضم لام لائین گے اوکو محقق کفوف کہیں گے اور جب مفاعیلن میں میم
بسبب تحقیق کے رکن اول سے ملے گا اور نوین مع حرکت ماقبل قصر سے گر جائیگا فاعیلن بسکون لام رہے گا
اور سکی جگہ پر فاعلن لائین گے اوکو محقق مقصور کہیں گے اور یہی فاعلن فاعلن مین اشتراک اخرم
مقبوض اور یہی فعل اخرم فیض اخرم کفوف تھا ہم ہی فعل محقق محذوف یا فاع محقق ازل بسبق محقق محبوب
و این جملہ در ہرج کفوف و مضارع و قریب افتد چنانکہ در غیر محقق مت دسویں نسخ فعلن یہ محقق
محذوف ہے گیا آریوین فاعل یہ محقق ازل ہے آریوین فاعل یہ محقق محبوب ہے جب مفاعیلن میں
میم رکن اول سے ملا اور لن محذوف سے ساقط ہوا فاعی رہا اور سکی جگہ پر فعلن بسکون عین آیا اسکو
محقق محذوف کہیں گے اور جب مفاعیلن میں میم رکن اول سے ملا اور زل سے یہ یعنی ابتلع محذوف
و قصر سے لن اور حرف یا مع حرکت ماقبل ساقط ہوتی فاعل رہ گیا اسکو محقق ازل کہیں گے اور جب مفاعیلن
میں میم رکن اول سے ملا اور جب سے یعنی حذف قرین سے عیلن گر گیا فارہا اور سکی جگہ فاعل آیا اسکو
محقق محبوب کہیں گے اور یہ قرین یعنی پنجم سے دو اندہم تک جن میں تحقیق ہے ہرج کفوف اور

مضارع اور قریب میں آتے ہیں جیسے غیر مختص یعنی تحقیق جنہیں نہ وہ بھی ان تین بحر و نہیں آتی
 ہیں ح قولہ این جملہ یعنی از زحاف پنجم تا یازدہم درین سہ بحر یافتہ شود تم کلامہ معلوم نہیں کہ فرع دوازدهم
 کس قصور پر اس شمار سے خارج ہوئی اور محقق علیہ الرحمہ نے ہرج کو بکفوف متعید کیا بخلاف مضارع
 اور قریب کے اس واسطے کہ ہرج کفوف اور غیر کفوف متعل ہے اور مضارع اور قریب سوا کفوف
 کے متعل نہیں ہم فاعلاتن مجموعی راہفت فرع دیگر است امفعولان و این مجنون مسکن مسبغ است
 وظاہر است کہ مشئت مجنون مسکن است چنانکہ گفتیم پس فرع مشئت مسبغ باشد و باین سبب مفعولن
 کہ مجنون مسکن است ابجا نیا و ردیم است اور فاعلاتن مجموعی کی سات فرعیں ہیں پہلی مفعولان
 اور یہ مجنون مسکن مسبغ ہے پس فاعلاتن میں جب خبن کیا فاعلاتن بتحریک عین ہوا اور جب
 مسکن کیا فاعلاتن بسکون عین ہوا اور جب مسبغ کیا فاعلاتن ہوا و سکون مقول بہ مفعولان کیا اور
 ظاہر ہے کہ یہ وہی مفعولن مشئت یعنی مجنون مسکن جسکو سابق میں بتفصیل بیان کر چکے ہیں
 اور یہ مفعولان فرع اوس مفعولن مشئت کی ہے کس واسطے کہ جب مفعولن میں اسبلغ کیا مفعولان ہو گیا
 اور اسی سبب سے مفعولن کو اس جگہ لائے ہم کس واسطے کہ اوسکو فروغ تازی میں لکھ چکے ہیں
 مفعولان کو کہ مختصہ فارسی ہے اس جگہ لائے ہم ہم مفعولان و این مشئت مقصود است
 دوسرے مفعولان بسکون عین جب مفعولن مشئت کو مقصود کیا نون حذف ہوا اور لام ساکن مفعول
 منقول بہ مفعولان ہوا ہم ج فعلن و این مشئت محذوف است و علت این غیر است کہ در اتر گفتہ آمد
 ہر چند دروزات ہا ان است و این ہر سہ درمل و خفیف و محبت افتد است تیسرے فعلن بسکون عین
 اور یہ مشئت محذوف ہے جب مفعولن مشئت کو محذوف کیا لں کہ سبب تھا اگر کیا مفعول منقول بہ فعلن
 ہوا اور علت اسکی سوا اوسکے ہے کہ اتر میں کہی گئی ہر چند وزن ایک ہی یعنی سابق میں فعلن کو
 اتر کہا تھا کہ تبرا جماع حذف و قطع کو کہتے ہیں جب فاعلاتن کو محذوف کیا فاعلا را بعد اوسکو فاعلا
 قطع سے فاعل ہو کر منقول بہ فعلن ہوا پس وزن ایک ٹھہرا اگر علتیں دو اور یہ تینوں فرعیں یعنی
 مفعولن اور مفعولان اور فعلن مل اور خفیف اور محبت میں آتی ہیں ہم مفعول و این مجنون محذوف عرج
 است چونکہ فعل بسکون لام یہ مجنون محذوف است عرج ہے جب فاعلاتن میں خبن کیا فاعلاتن ہوا
 اور جب حذف کیا فاعلا را ہوا اور جب عرج کیا یعنی دند کا متحرک دوم کہ لام ہے ساکن کیا فاعلا میں متحرک

اور دو ساکن رہے وہ منقول بہ فعل ہوا ہمہ فعل داین مجنون محذوف بتقطع است تا پہنچون
 فعل تخریک عین یہ مجنون محذوف بتقطع ہے جب فاعلاتن میں خبن کیا فاعلاتن ہوا اور جب حذف
 کیا فعلا ہوا اور جب قطع کیا فعل رہا بعض اسکو مروع کہتے ہیں ہم دفاع داین محذوف مطموس
 یا مجنون محذوف مدرس است مت جھٹھے فاع اور یہ محذوف مطموس یا مجنون محذوف مدرس
 ہے فاعلاتن کو جب محذوف کیا فاعلا رہا بعدہ طمس سے دو حرف اور دو حرکتیں گرائیں ساکن
 آخر رہا فاع ہوا یا فاعلاتن کو جب مجنون محذوف کیا فعلا ہوا بعدہ درس سے ایک حرف اور دو حرکتیں
 گرائیں فاع ہوا ہم رفع داین محذوف اخذ یا مجنون محذوف مطموس داین چار در رمل و محبت
 افتدست ساتوین فاع اور یہ محذوف اخذ یا مجنون محذوف مطموس ہے لینے فاعلاتن جب
 محذوف ہوا فاعلا رہا بعدہ حذف سے و تدر گیا بجائے فاع لائے یا فاعلاتن خبن اور حذف سے
 فعلا ہوا بعدہ طمس سے دو حرف اور دو حرکتیں گرین ساکن آخر رہا فاع کو ساتھ فاع کے بدل کیا او
 چارون فرمین لینے فعل اور فعل اضعاف اور رفع رمل اور محبت میں اتی ہیں ہم دفاع لاتن مفروق
 اسے رفع دیگر است فعلن داین محذوف مقصور بہت بروزن فعلن بہت کہ اتر است و فاعلاتن مجموعی
 یا مجنون مسکن محذوف کہ ہم انجا باشد اما اینجا علت دیگر است تا اور فاع لاتن مفروق کی تین فرمین
 اور میں پہلی فعلن بسکون عین اور یہ محذوف مقصور ہے جب فاع لاتن کو محذوف کیا فاع لا رہا او
 جب قصر کیا لینے الف کو دو کے لام کو ساکن کیا فاع لاتن رہا منقول بہ فعلن ہوا اور یہ فعلن مفروق
 بروزن فعلن اتر مجموعی ہے یا مجنون مسکن محذوف بطور فارسی کہ یہ علت بھی مجموعی میں ہوتی ہے
 مگر بیان لینے مفروق میں علت اور ہے اس واسطے کہ خبن مفروق میں نہیں ہو سکتا بسبب و تدر کے
 خبن سبب میں ہوگا اور تدر مفروق میں نہیں ہو سکتا کہ آخر رکن میں و تدر نہیں اور تدر اجتماع حذف او
 اور قطع ہے اور قطع و تدر میں آتا ہے ہم ب فاع محبوب موقوف است و ہم بروزن فاع است اما
 اینجا علت دیگر است تا دوسرے فاع یہ محبوب موقوف ہے لینے جب سے دون سبب
 گرے اور وقف سے عین ساکن ہوا فاع رہا اور یہ بھی برفہ ان فاع مجموعی مجنون محذوف مدرس
 لیکن بیان علت اور سے اس واسطے کہ خبن اس جگہ اول رکن میں نہیں ہو سکتا بسبب اسکے کہ و تدر
 ابتدا میں ہے اور مدرس خربین نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ درس و تدر میں آتا ہے اور یہاں و تدر

صم ج فاعل و این محبوب مکشوف است و هم بروزن فاعل است که گفته آمد و این هر سه در مضارع است
 ت تیسرے فاعل یہ محبوب مکشوف ہے جب فاعل لاتن کو جب کیا دونوں سبب گر کے فاعل باپہر
 کشف سے فاعل کو اسو سٹے کہ کشف گرا نامتحرک دوم و تد مفروق کا ہے پس فاعل منقول بہ فاعل ہوا اور یہ
 بھی بروزن فاعل مجموعی ہے کہ کہا گیا فاعل مجموعی میں محذوف اخذ تھا یا مجنون محذوف مطبوس بطور
 فارسی اور یہاں مفروق میں علت اور صے کسوا سٹے کہ خبن مفروق میں بسبب ہونے و تد کے
 اول رکن میں نہیں ہو سکتا اور اخذ بھی نہیں ہو سکتا کہ بعد حذف کے فاعل لن رہتا ہے اور حذف
 و تد کو گراتا ہے اور یہاں و تد آخر رکن میں نہیں ہے اور یہ تینوں فرعیں یعنی فعلن اور فاعل اور
 فاعل مضارع میں آتی ہیں ہم و مستفعلن مجموعی را چہا فرع دیگر است المفعولان و این اعرح است
 و در جزاید و در بسیط ہم بکا و ارنادت اور مستفعلن مجموعی کی چار فرعیں اور ہیں پہلی مفعولان
 اور یہ اعرح ہے و تد کی متحرک دوم کو ساکن کرتا ہے پس مستفعلن بتسکین لام مفعولان ہوا یہ
 فرع جز میں آتی ہے اور بسیط میں بھی استعمال کرنے میں ہم ب مفعولان و این مطبوس ساکن نال است
 و در وزن ہماں است اما و علت دیگر و در جز و سریع و نسر ح آید ت و دوسرے مفعولان یہ
 مطبوس ساکن نال ہے جب مستفعلن کو طے کیا مستفعلن با بعدہ بتسکین عین مفعولن ہوا اور اوکات
 مفعولان اور وزن میں وہی مفعولان اول ہے جسکو اعرح کہا مگر یہاں علت اور ہے یعنی طے
 اور تسکین اور اذالت اور یہ فرع رجز اور سریع اور نسر ح میں آتی ہے جیسا کہ اوزان بحر میں معلوم
 ہوگا صم ج فاعل و این اخذ مقصود است ت تیسرے فاعل اور یہ اخذ مقصود ہے جب مستفعلن میں
 اخذ سے علن گر گیا استغف را بعدہ قصر و ف ساقط اور تے ساکن ہوئی مست منقول بہ فاعل ہوا
 ہم فاعل و این اخذ محذوف است و ہر دو نسر ح آید ت چوتھے فاعل اور یہ اخذ محذوف ہے جب
 مستفعلن اخذ میں حذف کیا تے گر کے مس رہ گیا منقول بہ فاعل اور یہ دونوں فرعیں یعنی
 فاعل اور فاعل مضارع میں آتی ہیں ہم و مس فاعل مفروق را فرعی دیگر بودت اور مس فاعل مفروق
 کی کوئی فرع اور نہیں ہے ہم و مفعولات را چہا فرع دیگر است المفعولان و این مخبول موقوف است
 و در سریع افتد و مسکن این وزن ہم انجا شاید و آن ذنی دیگر است اما عروضیانی کہ پیش نکرده اند
 ت اور مفعولات کی چار فرعیں اور ہیں پہلی فعلان تجر یک عین اور یہ مخبول موقوف بہر فعل اجتماع

مخبر صطو کو کہتے ہیں پس مفعولات سے جب نے گرمی اور بولگرا مفعولات رہا بعدہ وقف سے ہے
 ساکن ہوئی مفعولات منقول بہ فعلان تجرک میں ہوا اور یہ فرع سریع میں آتی ہے اور ساکن اس وقت زک
 یعنی فعلان بسکون میں بھی سریع میں چاہیے اور یہ وزن ادوہے مکرر وضیوں نے ذکر زیادہ نہیں کیا
 ہے یعنی فعلان متحرک العین سے زیادہ نہیں کیا ہے فعلان بسکون العین نہیں لائی ہیں ہم فعلن
 و این مخبول مکشوف ساکن است و بر وزن اصلم است اما اینجا علت دیگر است وہم در سریع اقد است
 دو حرف فعلن بسکون میں اور یہ مخبول مکشوف مسکن ہے یعنی خیل سے باسقاط فاد و او مفعولات
 اور کشف سے باسقاط تا مفعلا اور تکلیف سے بسکون عین مفعلا ہوا فعلن اس کے مقام پر آیا اور یہ فعلن
 بر وزن اصلم ہے صلیم و مذکور مفعولات سے گرا نا ہے جب مفعول فاعلن ہوا یہ وزن سابق عربی میں بیان
 کیا اور فعلن مخبول مکشوف ساکن ہے اس جگہ فارسی میں پس اسکی علت اور ہوئی اور یہ سریع بھی
 مثل فعلان کے سریع میں آتی ہے ہم ج فاع و این اصلم مقصور بہت تیسرے فاع اور یہ صلیم
 مقصور ہے صلیم سے و تدگر مفعول ہا بعد اس کے قصر سے و اگر ا عین ساکن ہوا اس کے مقام پر فاع آیا ہم
 رفع و این اصلم مخذوف است و ہر دو در سریع و منسج اقد است چوتھے فاع اور یہ صلیم مخذوف ہے
 صلیم سے و تد اور مخذوف سے سبب گرافع رہا اور یہ دونوں فرعین یعنی فاع اور فاع سریع اور منسج
 میں آتی ہیں ہم این است فروع این اصول کہ جہت اعتبار عروض پارسی برا کچھ گفتہ آتا زیادہ شود
 و جملہ این سی پنج است یہ ہیں فرعین اصول کی باعتبار عروض پارسی کے کہ زیادہ ہیں
 فروع تازی سے اور یہ سب فرعین عروض فارسی کی بنیتیں ہیں اس حساب سے کہ فعلن کی ایک
 فرع اور فاعلن کی چار فرعین اور مفاعیلن کی بارہ فرعین اور فاعلاتن مجموعی کی سات فرعین اور
 فاع لاتر مفروقی کی تین فرعین اور متفعلن متصل کی چار فرعین اور مفعولات کی چار فرعین یہ سب
 بنیتیں^۳ ہوئیں ہم و از اوزان دو وزن دیگر برا کچھ آوریم الحاق باید کردیکے خماسی و آن فعلان است
 و دیگر ثمانی و آن مفاعیلان است اور اوزان سے دو وزن اور انین ملحق کیا چاہیے ایک
 خماسی وہ فعلان ہے یعنی فعلان مخبول موقوف مسکن فروع مفعولات سے کہ عروضیوں نے اسکو
 شمار نہیں کیا ہے و میرا ثمانی وہ مفاعیلان ہے یعنی مفاعیلان مخفف مسبق فروع مفاعیلن سے
 کہ اتصال مفاعیل مکفوف سے ہم اسکا ساکن ہو جاتا ہے اس جگہ صاحب حاشیہ نے یہ حاشیہ

یہ عبارت از مفاعیلان است
 و این عبارت از مفاعیلان است
 و این عبارت از مفاعیلان است

لکھا ہے ح قولہ آن مفاعیلا نست مخفی نما ند کہ این فرع و فروع مفاعیلین سابقا مذکور شدہ است
پس نہ یادوت و الحاقش لغزوع سابقہ معنی ندارد مگر کلامہ اس نامنی بر است قدر بیباکی اسنین کا کام ہے
ہم و القاب تغیرات بسیطہ سے در افراید اعرج و مطموس و در روس و مرکب چار در افراید مسکن و مخنق و
ازل و محبوب و مسکن را بان سبب در مرکبات شمار دیم کہ تسکین اگر چه بحقیقت تسکین متحرک اول از دست
آن تغیر بسیط باشد اما وقوعش موقوف است بر تغیر سابق پس جملہ فروع صد و ہشت شود و جملہ اوزان
پہل و جملہ القاب غیر مؤلف پہل و یک ست اور القاب تغیرات بسیطہ یعنی مفرد کے تین بر سبتہ
ہیں اعرج اور مطموس اور در روس اور مرکب چار بر سبتہ ہیں مسکن اور مخنق اور ازل اور محبوب اور
مسکن کو اس سبب سے مرکبات میں شمار کیا کہ تسکین اگر چه بحقیقت تسکین متحرک اول و ثانی ہے اور
وہ تغیر مفرد ہے مگر وقوع اس کا موقوف ہے تغیر سابق پر اس واسطے کہ جب جز اول سبب ثبوت کا
اور ساکن سبب بھین کر جائے گا اور متحرک باقی ماندہ سبب در متحرکات و ثانی سے ملے گا اور متحرک
متحرک وسط ہوگی پس گویا یہ تغیر بھی مرکب ہو اتھیں جہ فروع ایک سے آٹھ ہوتے ہیں یعنی فروع
تازی تتر لکھے تھے اور فروع فارسی پتیس ہے جملہ ایک سے آٹھ ہوتے اور سب اوزان چالیس
ہوتے ہیں اسلئے کہ اوزان فروع تازی پتیس لکھے تھے اور فروع فارسی دو ہر سب ایک قاعہ دوسرا
مفاعیلان کہ یہی دو زائد اوزان تازی سے ہیں پس جملہ اوزان چالیس ہوتے اور تیر اوزان فغان
مسکون العین بھی فارسی پتیس کردہ مانع فغان متحرک العین سے ہے جو تازی میں آیا ہے اور اس کو
ہر متحرک العین میں سکون عین جائز رکھا ہے پس یہی مذکور سوم گویا مغایر اوزان فروع تازی اسنین سے
لہذا اس کو شمار نہیں کیا اور جملہ القاب غیر مؤلف اکتالیس ہوتے ہیں اس واسطے کہ تصریح جو پتیس
اقب کی تازی میں کی تھی فارسی میں سات ہے اعرج مطموس در روس مسکن مخنق ازل محبوب جملہ اکتالیس
ہوتے ہم و باشد کہ بعضی تغیرات را حسب مشارکت با تغیری دیگر بقبی دیگر باشد چنانچہ دو سبب خفیف
متوالی افتد از یک رکن یا دو رکن حال دو ساکن آن دو سبب کہ میان ایشان یک متحرک بیش نباشد
خالی ہو در بنا از انکہ با سقوط ہر دو ہم جائز ہو یا جائز ہو و قسم دوم را حکمی ہو و اما قسم اول خالی ہو و
از انکہ ثبوت ہر دو ساکن ہم جائز ہو یا ہو اگر جائز ہو و لا محالہ سقوط یک ساکن از ہر دو لا بعینہ ہم
جائز ہو پس گویند میان این دو ساکن محاقہ است اور کبھی بمعنی تغیرات کا سبب متحرک تغیراتی

اور
تغیرات
بسیطہ
مفرد
کا
تغیر
سابق
پر
اس
واسطے
کہ
جب
جز
اول
سبب
ثبوت
کا
اور
ساکن
سبب
بھین
کر
جائے
گا
اور
متحرک
باقی
ماندہ
سبب
در
متحرکات
و
ثانی
سے
ملے
گا
اور
متحرک

کے ایک لقب اور ہوتا ہے جیسا کہ جب و سبب خفیف متوالی واقع ہوں ایک کن میں مثل مستغفلن اور مفاہیلین کے یا دو کن میں مثل فاعلاتن فاعلاتن اور فاعلاتن فاعلن کے حال اولن و دو ساکنوں کا اولن و سببوں میں کہ درمیان اون کے ایک متحرک سے زیادہ نہیں ہے مثلاً مستغفلن میں قے متحرک ہے درمیان سین اور نے کے اور فاعلاتن فاعلاتن میں قے متحرک ہے درمیان نون اور الف کے خالی ہونگا و صورتون سے بنائیں یعنی اصل کن میں ایک صورت یہ کہ سقوط اولن و دو ساکنوں کا جائز نہ ہو دوسری صورت یہ کہ جائز ہو پس دوسری صورت کے واسطے کوئی حکم نہیں ہے عروض میں مگر وہ صورت پسلی جس میں سقوط دونوں ساکنوں کا جائز نہ ہو اس میں بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ثبوت دونوں ساکنوں کا بہم جائز ہو دوسری صورت یہ کہ ثبوت دونوں ساکنوں کا بہم جائز نہ ہو پس اگر جائز ہو لا محالہ سقوط ایک ساکن کا دونوں سے لا بعینہ بھی جائز ہو گا لا بعینہ کے یہ معنی ہیں کہ خواہ اول ساقط ہو خواہ ثانی ایک فی ات پر یہ حکم نہیں ہے بلکہ مشترک اور شامل دو ذاتوں کی ہے پس کہیں گے کہ درمیان ان دونوں ساکنوں کے معاقبہ ہے یعنی دونوں کا سلامت رکھنا بھی جائز ہے اور انہیں سے ایک کا گرا نا بھی جائز ہے اور معنی معاقبہ کے لغت میں پیچھے ایک دوسرے کے آنا ہے کذا فی المختار و مشکا و شخص ایک مرکوب رکھتی ہوں کبھی ایک سوار کبھی دوسرا عرب میں کہتے ہیں کہ درمیان ان دونوں کے معاقبہ ہے اور معاقبہ نو بحر و نین آتا ہے نسج اور رمل اور وافر اور نرج اور خفیف اور حثیثہ اور طویل اور کامل اور مدید کذا فی البحر رختہ اور وافر اور کامل میں معاقبہ باضمار و عصب ہو گا ہم و سقوط کی البتہ بخین بود یا بکف اگر بخین بود سقوط دیگر یا بطی بود اگر ہر دو ساکن در یک کن افتد یا بکف بود اگر در دور کن افتد اگر بکف بود سقوط دیگر یا قبض بود اگر در یک کن افتد یا بخین چنانکہ گفتم آمد و رکنی را کہ بمعاقبہ مجنون شود صدر خواند و رکنی را کہ در معاقبہ مکفوف شود عجز خواند و رکنی را کہ مشکول شود طفرین خواند و رکنی را در معاقبہ سالم بماند برائی خواند اگر ثبوت ہر دو ساکن بہم جائز نہ ہو لا محالہ سقوط کی لا بعینہ واجب بود پس گوئید میان این دو ساکن مر اقباہ است اور اولن و دونوں ساکنوں میں سقوط ایک کا البتہ بخین ہو گا یا بکف اگر بخین ہو گا سقوط دوسرے ساکن کا بطی ہو گا اگر دونوں ساکن ایک کن میں پڑیں مثل مستغفلن کے کہ اگر سین گریگا مفاہیلن ہو گا اور اگر نے گریگی مستغفلن ہو گا یا ہو گا اگر دونوں ساکن دور کن میں پڑیں مثل فاعلاتن فاعلاتن کے پس سقوط ثانی کا اگر بخین ہو گا فاعلاتن

اعلاتن ہوگا اور اگر سقوط اول کا بکف ہوگا فاعلات فاعلاتن ہوگا اور اگر سقوط ایک ساکن کا بکف ہوگا سقوط دوسرے کا یا بقبض ہوگا اگر ایک رکن میں پڑن مثل مفاعیلن کے کہ کف سے مفاعیل ہوگا اور قبض سے مفاعیلن یا بنجین جیسا کہ کہا گیا یعنی دو رکن میں مثل فاعلاتن فاعلاتن کے کہ بیان اونکا ہو چکا اور جو رکن کہ ساتھ معاقبے کے مجنون ہوگا مثل فاعلاتن فاعلاتن اتن کے اوسکو صدر کہیں گے اسواسطے کہ یہ سقوط صدر رکن میں واقع ہوا ہے اور جو رکن کہ معاقبہ سے مکفوف ہوگا مثل فاعلات فاعلاتن اور اوسکو عجز کہیں گے اسواسطے کہ یہ سقوط آخر رکن میں واقع ہوا ہے اور جو رکن کہ معاقبہ سے مشکول ہوگا یعنی ایک جانب مجنون اور ایک جانب مکفوف مثل فاعلاتن فاعلاتن کے اوسکو طرفین کہیں گے اسواسطے کہ حذف حرف سبب کا دونوں طرفوں رکن میں واقع ہوا ہے اور جو رکن معاقبہ سے سالم رہے گا اسواسطے کہ ثابت رکھنا ہے دونوں کا جائز اور اوسکو بری کہیں گے اسواسطے کہ بری بفتح اول و کسر او تشدید یا بمعنی پاک ہے کذا فی الغیث اور اگر ثبوت دونوں ساکنوں کا ہم جائز ہو اور لامحالہ سقوط ایک کا لابعینہ واجب ہو پس کہیں گے کہ دیکھنا ان دونوں ساکنوں کے مراقبہ ہے اور مراقبہ آٹھ بحر و نہیں آتا ہے اوایل بحر مضارع اور مقتضب میں کہ ایک ان دو سہیون سے ثابت رہتا ہے وجوبا اور ایک حذف ہوتا ہے وجوبا پس مفاعیلن جب اول بحر مضارع میں پڑے کف یا خرب واجب ہے اور مفعولات جب اول بحر مقتضب میں پڑے تبین یا طے واجب ہے چنانچہ بحر مضارع دائرے سے مکفوف نکلی ہے اور بحر مقتضب دایرے سے مطوی نکلی ہے اور بحر مشاکل اور قریب اور جدید میں مراقبہ لازم ہے اور بحر سیر مع انور شرح میں غالب اور بحر خیف میں جائز شرح خرزجیہ سے اور معنی مراقبہ لغت میں بایک دیگر گہسانی کروں ہیں پس فرق معاقبہ اور مراقبہ میں یہ ہوا کہ معاقبہ میں ثابت رکھنا دونوں ساکنوں کا بھی جائز ہو اور اگر نا ایک کا بھی جائز ہے اور مراقبہ میں ثابت رکھنا دونوں ساکنوں کا جائز نہیں اور سقوط ایک کا واجب ہو اور محقق علیہ الرحمۃ فرمایا کہ قسم دوم را حکمی بنویسند و جہان قوط و دونوں کا معاً جائز ہو جیسو فاعلاتن فاعلاتن میں اس میں کچھ حکم نہیں لیکن علامہ کی حاجت نہیں مگر عبداللہ خرزجی فرما دیا کہ اسکو مکافہ لکھا ہے پس مکافہ عبارت ہے جو حذف ہو و ساکن مجاور و سبب ہو معاً یا باقی رکھنا دونوں کا معاً یا حذف ایک کا لابعینہ اور وہ سیر مع انور شرح اور بیضا اور خرزجی میں متعل ہوتا ہے فصل ہفتم فی تفصیل اوزان

انہر بحر ہی چون از تقریر مقدمات فراغت حاصل شد بعد ازین تفصیل بحر با و زنگہا کہ در ہر بحر استعمال کردہ اند
مشغول شویم و عدد عروض با و ضربا چنانکہ عادت عروضیان ہر نکتہ ہست ابرا کہ کنیم و آنچه مارا در عرض
پارسیان و عدد و اوزان ایشان ب تحقیق نزد کیمیز آید در ہر موضع شرح دہیم ت فصل ساتون تفصیل
اوزان مستعمل ہر بحر بین جو تقریر مقدمات سے فراغت حاصل ہوئی بعد اسکے تفصیل بحر اور اوزان
مستعملہ ہر بحر میں مشغول ہوتے ہیں ہم لوہ عدد عروض اور ضرب کی جیسا کہ عادت عروضیان ہر نکتہ
کی ہے لکھتے ہیں ہم اور جو کچھ کہ ہلکو عروض اہل فارس اور عدد و اوزان اہل فارس میں تحقیق ہوا ہے
ہر جگہ بیان کرتے ہیں ہم ہم و عادت عروضیان چنان ہست کہ ہر وزن رابیتی بمثال آزد و ابیات
عروض عرب ہمیشہ ہمان ابیات آوند کہ خلیل احمد آورده است چہ دران عروض نصرانی زلفہ است پس
ما نیز ہمان ابیات بعینہا بیاوردیم و شواہد فراخات کہ آورده ہست تا تخفیف کردیم ما در عروض پارسیان
ہر کسی بیتی دیگر آورده است ما ہم رعایت ابیات معین نکردیم و آنچه اتفاق افتاد بیاوردیم و چون بسیار
وزنہا است کہ ب تحقیق جامع با یک وزن است و ایراد مسئلہ بازی ہمہ قضائے تطویل بیفادہ می کنند بعضی
اشد کہ استغناء ازان حاصل باشد بیاوردیم و ابتدا بطویل کردیم چنانکہ خلیل احمد کردہ است و دیگران با و
اقتدا کردہ است اور عادت عروضیوں کی یہ ہے کہ واسطے ہر وزن کی ایک بیت مثال کی لاتی ہیں
اور بتین عروض عرب کی ہمیشہ وہی بتین لاتے ہیں کہ خلیل احمد لایا ہے اس واسطے کہ اوس میں کوئی
قصرت نہیں ہوا ہے پس ہم بھی وہی بتین بعینہ لائیں گے اور ابیات شواہد فراخات کہ خلیل احمد
لایا ہے ہننے انکی تخفیف کی مگر عروض فارسی میں ہر شخص ایک بیت جدا گانہ لایا ہے لہذا ہننے
ہم بھی رعایت ابیات معین کی نہیں کی جیسا اتفاق پڑا ویسا لکھا اور بیت سے وزن ہیں کہ جب تحقیق
کیجئے ایک وزن ٹھہرتا ہے انکی مثالین لانا تطویل بیفادہ بعضی مثالین کہ انکی احتیاج بخانی
نہیں لائے ہم کہ اوزان کر کی مثالین ضرور نہ تھیں اور ابتدا بطویل سے کی ہننے جیسے خلیل احمد نے
ابتدا اوس سے کی ہے اور اوزان نے بیروی خلیل احمد کی ہم تطویل از بحر ہی است کہ تازی گویان
خاص است و شعر پارسی برین بحر تکلف باشد و اشعار و دائرہ فو لن ہفا عین چار بار باشد و
وہ بنا تازی و افی بکار دارند و عروض ہمیشہ مقبوض مضرب ہم سالم و ہم مقبوض و ہم محذوف بکار دارند
پس اطفال مستعمل سے باشد و شواہد این سے بیت است یہ بحر خاص ہے تازی میں شعر فارسی

وہ

اس میں تکلف سے خالی نہیں اصل اس کے دائرے میں فاعلین چار بار ہے اور بنامین
یہ استعمال تازی میں دانی لاتے ہیں یعنی موافق سب ارکان دائرہ کے اگرچہ مزاحفہ مستعمل
کرتے ہیں اور عروض و سکا یعنی آخر مصراع اول ہمیشہ مقبوض ہوتا ہے یعنی مفاعیلین اور مفاعیلین
کہ اس میں عروض تابع ضرب ہوگا اور ضرب یعنی آخر مصراع ثانی کبھی سالم یعنی مفاعیلین اور مفاعیلین
یعنی مفاعیلین اور کبھی محذوف یعنی فاعلین مستعمل کرتے ہیں پس فاعلین مستعمل تین ہیں اگرچہ عروض
مقبوض اور ضرب سالم و دستر عروض مقبوض اور ضرب مقبوض تیسٹر عروض مقبوض اور ضرب محذوف
اور مطلب فقر عروض و ضرب سے یہ ہے کہ شاعر جب مصراع اول میں عروض واحد اور مصراع ثانی
ضرب واحد لائے چاہیے کہ اسی طرح تمام قصیدے میں کہے اور کبھراختلاف عروض و ضرب میں روانہ
مگر قد مانے بحر کامل میں اختلاف عروض کیا ہے اس کا نام افتاد ہے اور اختلاف ضرب کو تجسید
کہتے ہیں یہ دونوں عیب میں داخل ہیں کہ متاخرین نے اس سے اقرار لازم جانا، ورنہ
تین افراد کے شواہد یہ تین شعر ہیں ہم اشعر ابانذیر کانت غروداً صحیفتی ۛ و لم اعظم
فی الطوبی مالی ولا عرضی ۛ عروض مقبوض است و ضرب سالم تقطیعش ہر نیگو نہ باسن فاعلین
وزن کانت مفاعیلین عروضان فاعلین و لم اع فاعلین و لم اع فاعلین و لم اع فاعلین و لم اع فاعلین
ولا عرضی مفاعیلین و عادت عروضیان است کہ ہم شواہد راہبرین گو نہ تقطیع ایر او کنند و ہر کہ
قواعد فہم کردہ باشد باین تطویل محتاج نباشد و انکہ فہم کردہ باشد اور اصد جنین ہو و نکند پس
اتخصیف القلیعات رانی آریم و بریک مثال تازی و یک مثال یہ پارسی اقتصار کنیم است پہلا
شعر جو متن میں لکھا ہے عروض اس کا مقبوض ہے اور ضرب سالم ہے اور تقطیع و سکی خود محقق علیہ
نے لکھی ہے مگر ترجمہ شعر مذکور کا یہ ہے کہ ای ابانذیر فریب تھا خطیر انہیں دیا بیٹے تم کو
مال اپنا اور عزت اپنی یعنی پہلا خط برضا مندی نہ لکھا تھا اور عادت عروضیوں کی یہ ہے کہ جملہ
شواہد کی اسی طرح تقطیع کرتے ہیں پس جو شخص کہ فہم قواعد رکھتا ہے اس تطویل کا محتاج نہیں
اور جب کو فہم قواعد نہیں ہے اس کو صدد برابر اسکے تنقید نہیں پس ہم ہر جگہ تقطیع نہ لائیں گے
قط ایک تقطیع شعر عربی اور ایک تقطیع شعر پارسی پر لکھا کرینگے مگر ترجمے میں اسب سے
تقطیعات لکھے جائیں گے ہم بستی دی لک آلا یام ناکنت جاللا ۛ یا تیک بالانبار من

لم تزد و عروض و ضرب ہر دو مقبوض اندک شعر و سراج و متن میں لکھا ہے عروض اور ضرب دونوں مقبوض ہیں یعنی مفاعیلن اور یہ شعر قصیدہ سبعیہ سے ہے جو طرفہ بن العبد زنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہا ہے ترجمہ کہ و سکا یہ ہے قریب ظاہر کر کے گارنا نہ واسطے تیرے وہ چیز کہ جس سے تھا تو جاہل آولائے گا واسطے تیرے اخبار و شخص کہ نہیں توشہ دیا ہے تو نے او سکونے مسائل شرعی بدون مطلع و جرت بیان کر کیا تقطیع یہ سبب نبی فحولن کل ایامنا عیلن محاکن فحولن سجاہلا مفاعیلن و یاتی فحولن کبلا حبا مفاعیلن منکم فحولن تزد و دنی مفاعیلن ہم ج شیخہ اقیمو ابی النعمان عتاصد و رگم و الا لقیمو اصا غریز الرؤساء عروض مقبوض و ضرب بخلاف عروض اس شعر کا مقبوض یعنی مفاعیلن اور ضرب محذوف ہے یعنی فحولن معنی شعر کے یہ ہیں رست کرواے بنی نعمان ہم سے سینے اپنے یعنی کینہ دور کرو نہیں تو رہو گے ہمیشہ ذلیل کرنے والے سروں کے یعنی سرداروں کے یعنی ہمیشہ ذلیل رہو گے تقطیع یہ ہے قیمو فحولن بن نعمان مفاعیلن نحن فحولن صد و کم مفاعیلن والا فحولن فقیمو صا مفاعیلن غری تر فحولن و دسا فحولن ہم و بیشتر و رین وزن فحولن را کہ بر ضرب مقدم ہو و مقبوض بکار و در ندر بیگو نہ شمر و فاقث حتی اما ابالی من النومی و دان بان جیران علی کر ائم و اکثران وزن میں فحولن کو کہ مقدم ضرب سے ہوتا ہے مقبوض استعمال کرتے ہیں یعنی فحولن جیسا اس شعر میں ہے جو محقق علیہ الرحمہ نے لکھا معنی یہ ہیں کہ اور جدائی کی سیمہاں تک کہ نہیں ڈر رکھتا ہوں نہیں دشمنی سے اگر چہ ظاہر ہوں مجھ پر ہمسائی بزرگ یعنی ہمسائی نزدیک میری آئیں اور اصرار کریں تو بھی یکجائی قبول نہ کروں اور انکی سے نہ ڈروں تقطیع یہ ہے و فارق فحولن تحت اما مفاعیلن ابالی فحولن من نوام مفاعیلن وان فحولن بنجران مفاعیلن علی می فحولن کر امو فحولن نو اور دشمنی کرنا منتخب سے اور کر امو بالکسر جمع کریم منتخب سے ہم و در ہما و زان علی الاطلاق ہر کجا بیت مصرع آزد مانند ابیات اول قصاید عروض موافق ضرب کنند و ضرب بر حال خود بگذارند و اسب و زان میں مطلق جس جگہ بیت مصرع لائے ہیں یعنی مطلع مانند ابیات اول قصاید کے عروض موافق ضرب کے لائے ہیں یعنی مطلع کے عروض و ضرب میں فرق نہیں ہوتا اور ضرب کو اپنے حال پر چوڑتے ہیں یعنی تمام ابیات قصائد میں ضرب یکساں موافق ضرب مطلع کے لائے ہیں ہم و اما بطریق زحاف و در طویل صدر مقبوض و انظم

واثرم شاید و حشو مقبوض و مکفوف و ابتدا مقبوض و گاہ اتم و اثرم اناخت نادر پور در رضا عیلم کہ در حشو
 افتد معاقبہ باشد میان یا و نون است و اما بطریق زحاف طویل میں صدر مقبوض یعنی فاعل اور اتم
 یعنی فعلین اور اثرم یعنی فعل لائق ہے اور حشو مقبوض یعنی فاعل و درضا عیلم اور مکفوف یعنی مفاعیل و
 ابتدا یعنی رکن اول صغ ثانی مقبوض یعنی فاعل اور کہی اتم یعنی فعلین اور اثرم یعنی فعل لائق ہے مگر
 ابتدا کا اتم اور اثرم ہونا بہت نادر ہے مثال مقبوض شعر اطلب من اسود بعیشہ و و نہ ابو
 نظیر و عامر و ابو سعید یعنی یہ کہ آیا طلب کرنا ہے تو اذکر کہ شیران بیشہ کمتر اوشے ہیں ابو مطر و
 عامر اور ابو سعد تقطیع یہ نسبت اطلب فاعل من اسو مفاعیل مجیش فاعل تدہنہو مفاعیل الوم فاعل طرن
 و عامر مفاعیل مرن و فاعل ابو سعدین مفاعیلین مثال اتم مکفوف شعر شاکت الخراج یکنی فاعل
 فعیناک للبین تجودان بالذمیع یعنی یہ کہ شوق میں ڈالا تجھ کو ہو جہاں شوق سیاحی ہے وضع
 عاقل میں پس انکمین تیری جدائی میں گراتی ہیں اسو تقطیع شاکت فاعل کا خراج مفاعیل سہمی فاعل
 بعاملین مفاعیلین فعینا فاعل کلبنین مفاعیل تجودا فاعلین بند و معنی مفاعیلین مثال اثرم شعر
 حاکم رجع و انیس الرسم بالموکمی لا شاعفی آیاتہ المور و القطر یعنی یہ ہیں پہچان میں لایا
 تجھ کو مکان کہنے نشان کو امین اور لو انا مہ مقام کا ہے جو واسطے اسماء کے تھا مٹائے نشان اور
 موج آب نے اور باران نے نور الفتح و را مہملہ موج زون اور بالضم باد باگرد و خاک منتخب سے تقطیع
 خراج فعل کر فاعلین رستم رستم فاعلین لولا مفاعیلین لاشما فاعلین عفا یا مفاعیلین
 تمل مفاعلین نو قطر و مفاعیلین صدر اثرم اور عرض مقبوض اور باقی ارکان سالم ہیں اور میان
 مفاعیلین کے جو حشو میں آتا ہے معاقبہ ہر پختہ اثبات دون ساکن اسباب کا جائز ہے یا حذف
 ایک کا یا مفاعیلین آئے گا یا مفاعیلین ہم و اما در فارسی آنچه تکلف گفتہ اند بعضی ہم ہر نوال عرب
 گفتہ اند مثال وزن اول شعر بردی دل و جانم یک غمزہ نگہان ہر بردی کہ من دادم تو خود کی گناہ
 زان پہ تقطعیش ہر بردی فاعلین دل و جانم مفاعیلین یک غمزہ نگہان مفاعیلین بردی فاعلین
 کند ادم مفاعیلین تختہ بی نمودن گناہی مفاعیلین دور تقطیع فارسی ہم ہر نوال عرب کہ سبغ ثانی
 خواہم کردت لیکن پارسی میں جو کہہ تکلف کہا ہے بعضوں نے بروضع عرب کہا سبغ ثانی
 وزن اول کی جو محقق علیہ الرحمہ نے لکھی ہے اور تقطیع بھی اوسکی خود لکھی ہے اور اسی تقطیع پر اکثر لکھا

چنانچہ سابقین کی ہی کما تھا تو لانا کی دہائی شعر کے یہ ہیں لیکن تو اسی عشق و دل سیر اور جان میری
ایک غمزدہ بین ناگاہ مگر خود نہیں لیکن تو بلکہ میں نے یا تحقیق کہ بگناہ ہے تو اس سے ہم و عادت
عروضیان پارسی آنست کہ ہر مثالی را مثالی شعر ایراد کنند مثال مصرع این وزن بیت برآمد ز خسار
نگارین من ماسے مگر یا ہم از نورش سوی وصل اور اسے یہ دو بعد ازین ایراد مصرعات ہم تخفیف
خواہم کرد و عادت عروضیان فارسی کی یہ ہے کہ مثال میں بیت مصرع لائے ہیں یعنی مطلع کہ
اوس میں ایک وی اور ایک وزن ہو اور بیت اول ہم قافیہ تھی مگر ہم وزن نئی مثال مصرع اس وزن
مذکور کی بارکان سالم جو من میں گئی ہر سنی اوس کے یہ ہیں کہ چہرہ میرے معشوق کا چاند سا چمکا
شاید اوسکی خوشی میں راہ وصل کی محکو معلوم ہو قطعاً و سکی یہ ہے برآمد فو لن ز خساری مفاہیل
مکاری فو لن میں گاہی مفاہیل مگر یا فو لن بز نورش مفاہیل سوی و ص فو لن لا و رہی مفاہیل
اسکے ایراد مصرعات میں بھی کمی کر نیگے ہم کہ عرض بیان وزن سے ہے ہم و بعضی عروضیان ما از
اوزان عرب تجاوز کرده اند و بر قیاس دیگر بحر ہای پارسیان در وانی بر عروض سنغ و معری اہم
سنغ و عروض سالم با ضرب ہم سالم یا مقبوض سنغ و معری و عروض مقبوض سنغ و معری با ضرب سنغ
و عروض مقبوض با ضرب مقبوض و مقصور و محذوف و ہر دو مقصور یا محذوف یا مختلط و ہر سدس و ربع
ہم مثالہ آورده اند و از ہمہ بطبع نزدیکہ سالم بود و خانہ از یکدگر جدا احد ابد نیگو نہ بیت من از غم
گذرا ہم قوی غم گذرانی من از عشق نا لائیم قوی عشق نازانی ت اور بعضی عروضیان پارسی
اوزان عرب سے تجاوز کیا ہے اور بر قیاس اور بحر فارسی کی وانی میں یہ اوزان لائے ہیں عروض
سنغ یعنی مفاہیلان اور معری یعنی خالی تسبیح سے مفاہیلان ساتھ ضرب سنغ کے یعنی مفاہیلان
اور عروض سالم یعنی مفاہیلان سات ضرب سالم کے یعنی مفاہیلان یا مقبوض سنغ کے یعنی مفاہیلان
یا مقبوض معری یعنی مفاہیلان اور عروض مقبوض سنغ یعنی مفاہیلان اور معری یعنی مفاہیلان ساتھ ضرب سنغ کے یعنی مفاہیلان
اور عروض مقبوض یعنی مفاہیلان ساتھ ضرب سنغ کے یعنی مفاہیلان اور مقصور کے یعنی فو لان اور محذوف کے یعنی فو لن
اور دونوں مقصور یعنی عروض اور ضرب و نون فو لان یا محذوف یعنی عروض اور ضرب و نون فو لن
یا مختلط یعنی عروض فو لن ضرب فو لان یا بالعکس اور سدس اور ربع کی بھی مثالیں لائے ہیں یعنی
محذوف اور مشطوری کہا ہے اور سب سے موافق طبع کے بحر سالم صحیح بل عروض مقبوض و ضرب محذوف

نیز گفتہ اند مثال سے نگاری کجا ہمتا بخوبی نہ دانش چگونگی گرا باشد بفتش بصوری و معلوم ہو کہ
یہ وزن بھی جب کا عروض مقبوض فاعلن اور ضرب محذوف فاعلن ہو تفصیل مرقومہ مصنف میں داخل ہے
اعتیاج اس حاشیہ کی نہ تھی اور سالم بین خالی جدا جدا اس طرح پر ہیت جو متن میں لکھی ہے معنی اوسکے
یہ بین یعنی بین غم سے گدازش رکھتا ہوں اور تو بزم غم گدازش رکھتا ہے بین عشق سے نالا ہوں تو بزم
عشق نازان ہے قطع یہ ہے منفر غم فاعلن گداز غم فاعلین بتی غم فاعلن گدازانی فاعلین منفر غم فاعلن
فالا غم فاعلین بتی غم فاعلن فاعلن گدازانی فاعلین ہم اگر مسط باشد بہتر ہو دود دیگر ارکان غیر عروض
و ضرب و پارسی مزاحف بکار نتوان داشت چہ تکلف وزن و زحاف چون جمع شوند لغزت طبع زیادت
گردوت اوساگر مسط ہو بہتر ہے یعنی مطلع میں چارون جگہ قافیہ اور ایات میں تین قافیہ
اول اور قافیہ آخر موافق قافیہ مطلع کے یہ زیادہ خوشنما ہے اور اوساگر سوا عروض اور ضرب کے
فارسی میں مزاحف لانا پنجاب سے اسو سکتے کہ یہ بحر فارسی نہیں ہے جب تکلف وزن اور تکلف زحاف
دونوں جمع ہونگے لغزت طبیعت کی زیادہ ہوگی معلوم ہو کہ مثالین فارسی کی موافق ان ارکان کے
کتب سے ڈھونڈ کر لکھنا مشکل اور بوزون کر کے لکھ دینا سہل مگر تطویل بیفائدہ کہ اہل فہم کو فقط لکھنا
ارکان کا کافی ہے اور یہ اوزان بھی نامطیع ہیں فقط ضرورت ہے تو اتنی کہ شاید کوئی شکر کسی استاد کا
ان زحاف و نہیں نکل آئے تو قطعاً مشکل نہو ہم مدید ہم از بحر ای نامزبان است و اصلش در دائرہ فاعلاتن
فاعلن چار بار بار بود و در بنا مجز و بکار و دارند و اور اسے عروض و پنج ضرب باشد و بر شش وزن مستقل است
و شواہد این شش بیت ست مدید بھی بحر تارنیون کی ہے اور اصل اوسکے دایرے میں فاعلاتن
فاعلن چار بار ہے اور اوسکو مجز و استعمال کرتے ہیں یعنی مسدس اور اوسکے تین عروض یعنی سالم
اور محذوف اور مخبون محذوف اور پانچ ضرب ہیں یعنی سالم اور منصور اور محذوف اور اتر اور مخبون محذوف
ہیں اور چہ وزن پر مستعمل ہے ہر چند اجمال عقلی تصفیٰ پذیرہ اوزان کا ہے کہ میں کو جب پانچ بین
ضرب و تیجہ پذیرہ ہوتے ہیں مگر مستعمل نقطہ چہ بین اونی تین بین یہ ہیں ہم اشعر بالکیر انشروا
لی کلینا یا لکیر این این الفرائد عروض و ضرب ہر دو سالم است پہلا شعر جو متن میں
لکھا ہے عروض اور ضرب اوسمیں دونوں سالم ہیں یعنی فاعلاتن ترجمہ یہ ہے اے قبیلہ کبریٰ یزید
کو سپہ سپہ میری طرف کلب کو ای قسیدہ بکر کمان ہے کمان ہے منفر کلب باضم و فتح لام تصغیر

اور نام ایک مرد کا کہ اسکو کلیب بن وایل کہتے ہیں منتخب سے تقطیع یہ ہے یا لیکن فاعلان
انفرو فاعلن لی کلیبن فاعلان یا لیکن فاعلان این ای فاعلن نلفرو فاعلان م م شبح
لَا يُغْنِي عَنْكَ كَلٌّ كَحُلٍّ صَابِرٌ لِلْزَوَالِ ۝ عروض محذوف و ضرب مقصور است دوسرا شعر
یہ ہے جو متن میں لکھا ہے عروض اسکا محذوف ہے یعنی فاعلن اور ضرب اسکی مقصور ہے

یعنی فاعلان معنی شعر کہ یہ ہیں چاہیے کہ فریب بندے آدمی کو زندگانی اوسکی واسطے کہ ہر عیش نقل
کرنے والا ہے طرف زوال کے صیر بالفتح گشتن وسیل و لون منتجب سے قطع یہ ہے لایعرب فاعلا
نمر فاعلن پیش فاعلن کل عیش فاعلان صایرین فاعلن لزوال فاعلان صبح شجر علمو آتی لکم
حافظہ شادان کنجی اذ فایا ہ ہر دو محذوف اندر تیسرا شعر جو محقق نے لکھا عرض الرض
اوسکی دونوں محذوف ہیں یعنی فاعلن معنی یہ ہیں جانو تم تحقیق میں واسطے تمہارے نگہبان ہوں

حاضر ہو نہیں یا غایب قطع یہ ہے اعلیٰ فاعل ان کے لکم فاعلن حافظ فاعلن بنا ہن یا فاعل ان
کنت او فاعلن فاعلن فاعلن م شجر اثم الرقاع یا قوتہ ۴ آخر جت سن کیس دہقان بدعوض
محذوف و ضرب ابتر است جو کما شعر جو متن میں لکھا ہے عروض او سکا محذوف ہے

تلفظ فاعلن اور ضرب او سکی اتر ہے یعنی فعلن بسکون عین معنی او سکے یہ ہیں نہیں ہے
زن زلفا مگر ایک یا قوت کہ نکلی ہے کیسہ رئیس قریب سے یعنی غیر متصل ہے تقطیع او سکی یہ ہے
ان من منزل فاعلاتن فار یا فاعلن قوتین فاعلن اخر جت من فاعلاتن کیوں فاعلن ان فعلن هم ہ

فَلَقِيَ عَظْلًا يَافِقُ سَاقَهُ قَدَمَهُ ۖ هَرَجَمُونَ مَخْذُوفٌ اَنْدَتُ شَعْرًا بِأَنجُوَانِ ۖ
مَحْقُوقٌ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ ۖ لَكُمَا هِيَ عَرُوضٌ اَوْ ضَرْبٌ دُونِ مَجْنُونٍ مَخْذُوفٌ يَهِنٌ يَنْفَعُ فَعْلًا تَجَرُّبًا
عَيْنِ تَرْجَمَةً بِهِ هِيَ دَاسِطٌ جَوَانِ ۖ كَيْفَ هِيَ كَيْفَ زَنْدُكِي كَرْتَابِ ۖ سَاقَهُ اَوْ سَكَلِ جَطْرًا ۖ هَبِيرُ كَرْتَابِ ۖ

ہندلی اوسکی اوسکے قدم کی یعنی اوسکی عاقبت بینی کام آتی ہے اور ہدایت کرتی ہے عواقب امور
کے مصرع مرد آخر بین مبارک بندہ الیست یہ قطع اوسکی یہ ہے لفظ عاقب فاعلان لن یعنی
فاعلان شبہی فعلین حیث تمدی فاعلان ساقو فاعلان قدّمہ فعلین ہم وشعر دت نار دت

اَوْقَعَهَا لِقَصْمِ التَّنْدِي وَالْفَارَاہِ عروض مجنون محذوف ست و ضرب ابتر ک چٹا شعر جو میں
 میں لکھا ہے عروض مجنون محذوف سہ سے فی فعلین تحریر یک عین اور ضرب ابتر فی فعلین بسکون

مین معنی یہ ہیں اگر آگ کو وقت رات کے دیکھنا تھا میں کہ نورانی تھی وہ ہند کی اور افلاک کو دیکھنا تھا تو نورانی اور افلاک
خوشبود اور خوشی قطع یہ ہے رب بنان فاعلاتن بت تا فاعلن مفعلاً فعلن فاعلن مفعلاً فعلن فاعلن مفعلاً
یول فاعلن فاعلن مفعلاً فاعلن مفعلاً فاعلن مفعلاً فاعلن مفعلاً فاعلن مفعلاً فاعلن مفعلاً فاعلن مفعلاً فاعلن مفعلاً
یہ بحر مشطور و رکعی ہے یعنی مرجع اور غلیل نہیں لایا ہے جیسے یہ بیت یا لبگر لاثمؤ
لینس ذوالحین وئی قطع یا لبکرن فاعلاتن لاثمؤ فاعلن لیس ذوالحی فاعلاتن تین ونا فاعلن
اور زحاج فی اسکورل مجزوم محذوف الضرب العروض قرار دیا ہے ہم و بطریق زحاج فاعلن مفعلاً
و شکل در ارکان دیگر کار دارند و میان نون فاعلاتن و الف فاعلن معاقبہ باشد و بطریق
زحاج کے فاعلن معنی فاعلاتن اور فعلن اور کف معنی فاعلاتن اور شکل معنی فاعلاتن آتا ہے صدر
اور ابتدا اور حشو میں سوا عروض و ضرب کے اور عروض و ضرب کا بیان پہلے ہو چکا اور در میان نون
فاعلاتن کے اور الف فاعلن کے معاقبہ ہے یعنی یاد و نون ثابت رہیں گے با یکسان دونوں
کر یکا مثلاً فاعلاتن فعلن اس بحر میں نہ آئے گا ہم اما پارسی بشکلف برقیاس دیگر بحر ہی ایشان
دیوانی عروض و ضرب ہر دو نذال یا ہر دو سالم یا مختلط و عروض سالم و ضرب مجنون یا مقطوع و ہر دو
مجنون یا ہر دو مقطوع یا مختلط و ہر دو سالم و عروض سالم و ضرب مقصور و ہر دو مقصور یا مختلط
یا مختلط و عروض محذوف یا مجنون محذوف و ضرب مجنون محذوف یا ابتر کار داشتہ اند و مانند
آوردہ و مشطور ہم بکار داشتہ اند و از ہمہ تطبیح نزدیکتر وافی بود و ہم سالم بر نیگو نہ بلیت بادہ برگیر
و یصنم زود بردار و وزن چند خواہی خورد غم دور کن از دل خرن دست و اما فارسی بشکلف
موافق اور بحر عرب کے وافی میں عروض اور ضرب دونوں نذال یعنی فاعلاتن یا دونوں سالم
یعنی فاعلن یا مختلط یعنی ایک جگہ فاعلن اور ایک جگہ فاعلاتن اور عروض سالم یعنی فاعلن
اور ضرب مجنون یعنی فعلن یا مقطوع یعنی فعلن اور دونوں عروض و ضرب مجنون یعنی فاعلن
عروض و ضرب قطع یعنی فعلن یا مختلط یعنی ایک جگہ فعلن اور ایک جگہ فعلن اور مجزومین
دونوں سالم یعنی فاعلاتن اور عروض سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب مقصور یعنی فاعلاتن اور دونوں
مقصور یعنی فاعلاتن یا دونوں محذوف یعنی فاعلن یا مختلط یعنی
ایک جگہ فاعلن اور ایک جگہ فاعلاتن اور عروض محذوف یعنی فاعلن یا مجنون محذوف یعنی

فعلین بجز ایک میں اور ضرب مجنون محذوف یعنی فعلین بجز ایک عین بااثر یعنی فعلین سکون میں استعمال کیا ہے اور مثالین اوکلی لائے ہیں اور مشطور یعنی مربع کا بھی استعمال کیا ہے اور سب سے موافق طبع وافی ہے اور سالم بھی بیت اوکلی مثال کی مرقومہ متن ہے بادہ زن اوس میں یعنی شہزاد نوشیدین ہے اور محزون لفظ تین اور بالضم یعنی اندوہ منتخب اور کشف اور غیاث سے تقطیع یہ ہے بادیرگی فاعلاتن رسی صنم فاعلین و درود فاعلاتن روزن فاعلین چند خا ہے فاعلاتن خرد و رسم فاعلین دور کن از فاعلاتن دل سخن فاعلین ہم وہمہ ارکان محبون نیز گفتمہ اندوہم از دیگران بہتر بود بر نیگو بہیت زبانت پس اس کے بوسہ چرا کہ کنی شاد مرا نہ تبری ز خدات اور سب ارکان مجنون بھی کہے ہیں اور یہ بھی اور وزنوں سے بہتر ہے مثال متن میں ہے زبانت یعنی از کہما خود تقطیع یہ ہے زبانت فاعلاتن پس افعیلن بیکے ہو فاعلاتن سچہ افعیلن کنی شاد فاعلاتن دھرا فعلین تبری فاعلاتن زخرا فاعلین ہم و مشطور این بجز از بہر آنکہ برل نزدیکتر بود خوش آید بر نیگو نہ بیت یکہ اسی بید او گر د لطیف کن دسا لگر دست اور مشطور اس بجز میں یعنی مربع اس کے کہ برل سے نزدیکتر ہے خوشنما ہے تقطیع بیت مثال مرقومہ متن کی یہ ہے یکہ اسی بید او گر د اور فاعلاتن لطیف کن اور فاعلاتن ناگر فاعلین ہم مقلوب طویل مفاعیلین فاعلین چار بار بود بہرامی از فراادی شاعر نقل کردہ است کہ وہ وافی این بجز شعر گفتمہ است و یک بیتش این ست بیت نگاری دل بایں ربود از سن دل من چمن بیل چگونہ از دوسہ ستانم ست مقلوب طویل مفاعیلین فاعلین چار بار ہے بہرامی نے فراادی شاعر سے نقل کی ہے کہ اوسنے اس بجز کے وافی میں شعر کہے ہیں ایک بیت اوکلی یہ ہے جو محقق علیہ الرحمہ نے کھلی تقطیع یہ ہے نگاری دل مفاعیلین ربائی فاعلاتن ربود از سن دل من فاعلین بنی بیل مفاعیلین چگونہ فاعلین از دوسہ مفاعیلین ستانم فاعلین سب ارکان سالم ہیں ہم و بجز از خرب بیتیں ہم اشعار اوز این بہت شہر پرورد جہان سیہ و رنگ است نہ ناباشمن آن بت بیگ است اور وزن مجوز از خرب میں بھی فراادی کی بیت ہے جو متن میں کھلی ہے شمن لفظ تین یعنی بہت پرست بران اور سراج اور غیاث سوا اشارہ طرف عاشق کے کہ معشوق پرست ہوتا ہے سنی بیت کے یہ ہیں کہ جہان روشن سیری کہ انہیں سیاہ اور تنگ ہے جب سے مجھ عاشق سے وہ بیت یعنی معشوق لڑا ہوش شمن یعنی بھوس

مطلوبہ طویل

سکون

تم کلامہ ظاہر ایہ معنی مصنوعی ہیں تقطیع بیت کی یہ ہے پر نور مفعول جہاں مفعول بیہ تنگست تھا
تا ما باش مفعول منابت مفعولین پہلے است مفعولان صدر اور ابتدا خوب ہے اور عرض مسیح اور ضرب
مقصود اور حشو صراح اول مقبوض ہم و برین قیاس و روانی و مجز و مسیح و معری و مختلط ذکر کردہ و در
مجز و مخذوف و مقصور و مختلط و ہمچنین اخرب مکفوفت اور اسی قیاس پر روانی میں یعنی مثنی
میں اور مجز و مین یعنی مسدس میں مسیح یعنی مفعولان اور مفاعیلان اور معری یعنی مفعولن اور مفاعیلن
اور مختلط یعنی کہیں مسیح اور کہیں سالم کا ذکر کیا ہے اور مجز و مین یعنی مسدس میں مخذوف یعنی
مفعولن اور مقصور یعنی مفعولان اور مختلط یعنی کہیں مفعولن اور کہیں مفعولان کا ذکر کیا ہے اور سبب
اخر یعنی مفعول اور مکفوف یعنی مفاعیل صدر اور ابتدا میں لایا ہے ہم اما در عرب و عجم از کسی دیگر
شعرے برین بحر معلوم نشدہ است محقق علیہ الرحمہ نے یہ عبارت بعد بیان مفاعلات
کے لکھی ہے مطلب یہ کہ عرب اور عجم میں اور کسی سے کوئی بیت مفاعلات میں اس کجی
نہیں سنی گئی صاحب حاشیہ اس مطلب کو نہ سمجھا اور یہ حاشیہ کھلج قولہ اما در عرب و عجم از کسی
ازین اشعار امر القیس برین بحر نقل کردہ شد پس حصہ و تتبع مصنف علامہ ناتما است تم خوا
پس دونوں شعر کہ رسائل امر القیس سے سابق لکھی گئی سالم بن نہ مزاحف ہم بسیدہ امیر البحر
مازیان است و ہامش در دائرہ مستفعل فاعلن چہا بار بود و اور اسے عروض و پنج ضرب است
برشش وزن مستعمل است و روانی و چار مجز و ابیات این ست است بسط بھی جو تازی ہے
اور اصل او سکے و اس کے میں مستفعل فاعلن چہا بار ہے اور اس کے تین عروض یعنی مجز و اور
سالم و مقطوع اور پانچ ضرب یعنی مجنون اور مقطوع اور ندال اور سالم اور مقطوع ثانی یعنی وافی میں
مقطوع فاعلن سے فعلن ہے اور مجز و مین مقطوع مستفعل سے مفعولن ہے پس یہ دو ضربیں
ہوئیں کہ دونوں میں اگرچہ علت ایک ہے صاحب حاشیہ اس مطلب کو بھی نہ سمجھا اور یہ حاشیہ
لکھا ح تو پنج ضرب یعنی مجنون و مقطوع و ندال و سالم و مجزول تم کلامہ پس مفعول اس بحر میں
کوئی ضرب نہیں مگر ایسا بندہ آور چہ دونوں پرستعل ہے ہر چند از روی احتمالات عقلی کے
پندرہ وزن ہوئے ہیں کہ میں کو جب پانچ میں ضرب و تبحیہ پندرہ ہوں مگر چہ استعمال
میں ہیں وافی اور حار مجز و مین یہ ہیں ہم اشعر یا عدا کا از بین نظم بدایتہ تم

مکتبہ

۲

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

ثم یقہا سؤگۃ قبیلہ ولا ملک ۛ عروض و ضرب ہر دو مجنون ست است پہلا شعر جو مرقومہ متن سے
 عروض اور ضرب دونوں مجنون ہیں یعنی فعلن تجریک عین معنی شعر کے یہ ہیں اسی حارث
 چاہیے کہ نڈالا جاؤ نہیں تم سے اوس بلا میں کہ نڈالا گیا ہو اوس میں کوئی بازاری قبل میرے
 اور نہ بادشاہ اور مراد بجا ہوا ہے یعنی تم باعث اسکے نہو کہ میں جو تمہاری کروں ایسی کہ کسی
 کبھی ٹکی ہو قطع یہ ہے یا حارث استفعلن ایمن فاعلن منکم بدستفعلن ہتین فعلن ثم یاقہا مستفعلن
 فاعلن قبل ولا استفعلن ملک فاعلن ہم ب شعر قد اشد العادۃ الشواء تکلنی ۛ خبر دا مرقومہ
 التحین سر جو نب ۛ عروض و مجنون ضرب قطع است و این ہر دو بیت از وافی است است
 دوسرا شعر جو مرقومہ متن سے عروض اوسکا مجنون یعنی فعلن تجریک عین اور ضرب قطع یعنی
 فعلن بسکون عین ہے معنی یہ ہیں کہ تحقیق حاضر ہوتا ہو نہیں تاراج ملے متفرقہ میں در حالیکہ
 اوشکا قی ہر محکوب اسب مادہ کم خوشک کہ اور دراز یہ تینوں عرب میں صفات اسب ہر قطع
 یہ ہے قد اشد استفعلن فاعلن شوارح مستفعلن لے فعلن جردار مع مستفعلن بوز
 فاعلن لکین مستفعلن جو بوفعلن اور یہ دونوں بیتیں وافی ہیں ہم ج شعر انا ذمنا علی خلیت
 سعد بن زید و عمر بن قینم ۛ عروض سالم و ضرب نڈال ست است تیسرا شعر جو مرقومہ متن سے
 عروض اوسکا سالم یعنی مستفعلن اور ضرب نڈال یعنی مستفعلان معنی یہ ہیں تحقیق کہ جو کی ہنے
 اوپر اس بات کے کہ خیال کیا معشوقہ نے سعد بن زید اور عمر کا کہ قبیلہ بنی قینم سے ہے قطع
 اوسکی یہ ہے انا ذم مستفعلن نا علما فاعلن ماخی لیت مستفعلن سعد بن زید مستفعلن و نوع فاعلن
 رمن قینم مستفعلان ہم ر شعر اذ او قونی علی رنج عفا ۛ مخلوقی دہو اس مستعجم ۛ عروض و ضرب
 سالمند است چوتھا شعر جو مرقومہ متن سے عروض اور ضرب دونوں سالم ہیں یعنی مستفعلن معنی
 یہ ہیں شاعر جسے کہتا ہے کیا ہی توقف میرا اوس مکان پر کہ خلی ہے معشوقہ سے اور کہ نہ
 اور خاموش حالات معشوقہ سے قطع یہ ہے اذ او قو مستفعلن فی علی فاعلن بعض عفا مستفعلن
 مخلوقن مستفعلن و ارس فاعلن تبجی مستفعلن ہم ہ شعر سیر و انا انما میعادکم ۛ یوم التکلیف
 بطن الگو آدمی ۛ عروض سالم اور ضرب قطع است پانچواں شعر جو مرقومہ متن سے عروض
 اوسکا سالم یعنی مستفعلن اور ضرب قطع یعنی مفعولن معنی یہ ہیں سیر کر دم کیجا ہو کر سو اسکو

السجحت و ش مستفعلن شیب قد فاعلن ملانی فعلن یدعو حتی مستفعلن فاعلن فاعلن خضابی فعلن
 ہم دو دیگر دینی آورہ از مجزوء و در شواؤ کہ خلیل نیاوردہ و آن این است کہ شعرا ان شواؤ و لستوۃ
 جنب الباذل الاثمن بد عروض مجنون اخذ است و ضرب مجنون مقطوع است اور ایک وزن
 اور شاذ آیا ہے کہ خلیل او سکو نہیں لایا ہے شعرا و سکا مرقومہ متن ہے عروض او سکا مجنون
 اخذ ہے یعنی فعل اور ضرب مجنون مقطوع یعنی فعلن معنی یہ ہیں تحقیق کہ کتاب اور ش
 اور و در ناشر نہ سالہ اور ناقہ قوی خلقت کا اور خبر اسکی بیت آخرین ہے تقطیع یہ ہے
 ان سو مستفعلن ان و نش فاعلن و تن فعل و جنبل مستفعلن بازل فاعلن امونی فعلن اور وہ بیت
 آخر یہ ہے بیت من کذۃ العیش والفتی اللہ ہر والد ہر و فتنی معنی طاہرین م
 و اما در پارسی تکلف در وانی بر عروض نزال یا معری یا ضرب نزال و یا ضرب سالم و عروض سالم
 با ضرب مجنون نزال یا ضرب نزال و یا ضرب مجنون و یا ضرب اعرح و یا ضرب مقطوع و عروض
 مجنون معری و نزال یا ضرب مجنون نزال و عروض مجنون یا ضرب ہم مجنون یا اعرح یا مقطوع
 و در مجزوء بر عروض معری و نزال یا ضرب نزال و عروض سالم یا ضرب سالم و اعرح و مقطوع و عروض
 اعرح یا مقطوع یا ضرب ہم اعرح یا مقطوع امثلہ آورہ اند و درین دو ضرب اخیر ضبن ہم بکار دارند
 تا با وزن فحولان یا فعلن آید اما فارسی میں بہ تکلف وانی میں شعر کہے ہیں اس طرح پر
 کہ عروض نزال یعنی فاعلان یا معری یعنی فاعلن ساتھ ضرب نزال یعنی فاعلان یا ضرب سالم
 یعنی فاعلن کی اور عروض سالم یعنی فاعلن ساتھ ضرب مجنون نزال یعنی فاعلان یا ضرب نزال
 یعنی فاعلان و یا ضرب مجنون یعنی فعلن یا ضرب اعرح یعنی فاعلان یا ضرب مقطوع یعنی فعلن کی
 اور عروض مجنون معری یعنی بدون اذالت فعلن اور نزال یعنی فاعلان تحریک عین ساتھ
 ضرب مجنون نزال یعنی فاعلان تحریک عین کے اور عروض مجنون یعنی فعلن تحریک عین ساتھ
 ضرب مجنون یعنی فعلن تحریک عین یا اعرح یعنی فاعلان بسکون عین یا مقطوع یعنی فعلن
 بسکون عین کے اور مجزوء میں عروض معری بدون اذالت یعنی مستفعلن اور نزال یعنی مستفعلن
 ساتھ ضرب نزال یعنی مستفعلن کے اور عروض سالم یعنی مستفعلن ساتھ ضرب سالم یعنی مستفعلن
 اور اعرح یعنی فحولان اور مقطوع یعنی فعلن کی اور عروض اعرح یعنی فحولان یا مقطوع یعنی

مفعولن ساتھ ضرب اعرج یعنی مفعولان یا مفعولین یعنی مفعولن کی مثالین انکی لائے ہیں اور ان
 دو نون ضربون اخیر میں یعنی مفعولان اعرج اور مفعولن مفعولین میں جن بھی استعمال کیا ہے کہ
 بروزن مفعولان یا مفعولن لائے ہیں ہم وقومی پندارند کہ مفعولن اسم مفعولن است کہ فرع مستفعلن است
 در بسیط مجزوء نہ چنان است بل مفعولن اسم مفعولن است از بسیط مجزوء کہ عروض و ضربش مفعولین باشد
 خواہ مخبون خواہ غیر مخبون است اور ایک قوم گمان کرتی ہے کہ مفعولن اسم مفعولن کا ہے مستفعلن سے
 بسیط مجزوء میں اور ایسا نہیں ہے بلکہ مفعولن نام وزن کا ہے بسیط مجزوء سے کہ عروض اور ضرب او میں
 مفعولین ہو خواہ مخبون یعنی مفعولن خواہ غیر مخبون یعنی مفعولن اور سکاکی نے بھی یہی کہا ہے مگر
 بدون تعمیم پس ایسے وزن کا نام مفعولن ہے بسیط مجزوء میں ہم دیباچی شاید کہ ہمہ ارکان مخبون
 بکار دارند یا ہر جہ فاعلن بود مخبون بود و بس و شاید کہ ہر دو مستفعلن مطوی بود و چنان بہتر کہ ہر
 زحاف کہ استعمال کنند در ہمہ مواضع ان قصیدہ مطر بود مگر تسکین اوسط و مفتعلن و فعلن کہ ان
 ہر جہائی کہ خواہند شاید مثال وافی عروض ضرب سالم شعر از عشق آن یوفا افتادہ ام در بلا
 ہرگز نگوید مرار خیز و یکدم بیات اور پارسی میں چاہیے کہ سب ارکان مخبون مستعمل کریں
 یا کہ جہان فاعلن ہو مخبون ہو جامی اور بس یعنی فعلن پس یہ وزن ہوگا مستفعلن فعلن مستفعلن
 فعلن اور چاہیے کہ دونوں مستفعلن مطوی ہوں یعنی مفتعلن پس یہ وزن ہوگا مفتعلن فاعلن
 مفتعلن فاعلن اور بہتر یہ ہے کہ ہر جہاں استعمال کریں قصیدہ میں ہر جگہ دی لائن
 مگر تسکین اوسط مفتعلن اور فعلن میں جس جگہ کریں زیبا ہے مثال وافی عروض اور ضرب سالم
 کی شعر جو قوئمہ متن ہے تطبیح اوسکی یہ ہے از عشق از مستفعلن یوفا فاعلن افتادہ ام مستفعلن
 در بلا فاعلن ہرگز نگو مستفعلن یہ مرافا فاعلن بر خیز یک مستفعلن دم یا فاعلن مطر و بضمیمہ و تشدید
 طا و مفتوح و کسر المستقیم و یک و تیرہ شونہ و عقب یکدگر شونہ و تخت اور صراح اور غیاث سے
 ہم و اگر عروض ضرب مخبون کنند ان بہتر کہ فاعلن ہمہ جات مخبون بود بر نیگوئے شعر کردم زردے
 صفا منزل بجوی وفا دیدم نگار مرا جامی شگرفت و چہ جات اور اگر عروض اور ضرب کو مخبون
 کریں بہتر یہ ہے کہ فاعلن سب جگہ مخبون ہو جیسا کہ شعر قوئمہ متن میں ہی اور لفظ مرادوسمین
 یعنی خود را ہی تطبیح اوسکی یہ ہے کردم زردے مستفعلن ی صفا فعلن منزل کو مستفعلن ی وفا فعلن

ویدم نکا مستفعلن مر افعلن جایی شکر مستفعلن جہا فعلن ہم مثال مجزؤ سالم شہر بستندی
 کن چندین ستم کو بر نیارد از عشق تو دو بہت مثال مجزؤ سالم کی جو مرقومہ متن ہے اور
 اوس شعر کے یہ ہیں ایسے عاشق نگین پر ستم نہ کہ اوس نے تیری عشق سے دم نہیں مارا
 یعنی الہمار عشق نہیں کیا تعلق اوسکی یہ ہے بر ستم مستفعلن دی مکن فاعلن چندی ستم مستفعلن
 کو بر نیاستفعلن دروز فاعلن عشقی تدم مستفعلن یعنی نسخونین بجای ہر نیارد و بر غنی آرد ہی پس
 و دونون صحیح ہیں ستم باضم اندو گین اور نگین مجازاً یعنی حاجتمند اور یہ مرکب ہے نسبت
 باضم اور مند سے نسبت یعنی غم و اندوہ اور مند یعنی صاحب اور خداوند کذا فی البرہان و خیابان
 میں لکھا ہے کہ ستم باضم حاجتمند اور نسبت یعنی حاجت ہے غیاث سے ہم مثال مخلص مجنون
 شہر کستم بدروز تو من نگار ہد آن کہ کیرہ کنی مدارات مثال مخلص مجنون کی جو مرقومہ متن ہے
 مخلص بیلہ مجنونین وزن مقلوع الضرب و العروض ہے یعنی مفعولن جیسا کہ کہا گیا اور جب
 مفعولن مقلوع کو مجنون کرین فاعلن ہو اور لفظ کیرہ شعر مذکور میں یعنی یکبار ہے معنی شعر کے
 یہ ہیں غلطان ہوا میں بسبب رو کے یا ہوا میں صاحب در تیری عشق میں امی محشوق بہتر ہے
 کہ ایک بار کرے تو صلح اور مہربانی تعلق یہ ہے کستم بدستفعلن در متن فاعلن نگار فاعلن الکیا
 مستفعلن کہ کنی فاعلن مدار فاعلن صاحب حاشیہ نے لفظ کستم کو بکاوٹ تازی مضموم پڑا اور
 یہ لکھلح معنی شاکہ کستم خود را یا کشتہ شدم از در و بسبب تو امی نگار تم کلامہ اور صاحب شرح
 اوس سے اعراض کیا گیا مگر اپنی معنی اس تکلف سے لکھے جو سمجھ میں نہ آئیں ش صاحب میزان
 گوید معنی شاکہ کستم خود را یا کشتہ شدم از در و بسبب تو امی نگار تم کلامہ این معنی در لفظ
 قابل بہت و از الفاظ شعر ہرگز پیدا نیست اولاً معروف را مجهول شمار کردن معلوم نیست کہ از کجا
 قانون پیدا آستہ و اگر معروف گوید لفظ خود را از لفظ خود بیا میرند تا معنی خیر گردد و حال آگاہ کستم
 بکاوٹ فارسی فعل ناقص ہے کہ اسم و خبر میخورد و ضمیر شکم مفصل خواہ متصل اسم ہے و لفظ در در کہ
 طرف بہت متعلق بلفظ مبتدا شود و آن خبر کستم با بعد تحقیق اینست کہ کذا لطف معنی مدگر رفتن
 و پیل تکلف رفتن از خوبی فہم معنی آفرین است الخفق کہ مر قائل آن صد آفرین است تم کلامہ ہم
 مثال یہ مجنون بلیت چرا می بت من میں نمی گردد یک دو ہوسہ ہی غم از دل نہ برد

ت مثال سب ارکان مجنون کی جیسا کہ بیت مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے چراہمی مفاصل متن
 من فعلن بنی مفاصل نگر و فعلن بیک و دو مفاصلن سہمی فعلن غمزہ لم مفاصلن بن و فعلن جم مثال
 مطوی باز مجوز شاعر دور در ارای صنم لب زلیم تا بفراید بدل در طریم ست مثال مطوی کی مجوز
 شعر جیسا کہ مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے دور در مفتعلن ر یصنم فاعلن لب زلیم مفتعلن بالفرا
 مفتعلن بد بدل فاعلن در طریم مفتعلن جم فاعلن اوزان فارسی از انجبت تمام نمی آریم کہ برین بحر
 در پارسی شعر پافتمہ نغے شود والا مثالی کہ شکفت گفتمہ باشند این ست بحر ای دائرہ مختلفہ
 ت اور ہم مثالین اوزان پارسی کی تمام و کمال اس جہت سے نہیں لائے کہ ان وزنوں میں
 شعر پارسی پائے نہیں جاتے والا یعنی اگر پائے جاتے ہیں وہ ایسی مثالین ہیں کہ شکفت کی نہیں
 بحر بن دائرہ مختلفہ کی ہم وافر ہم از بحر ای تازیان است و اصلش در دائرہ مفاصلن باشد
 شش بار و در بنا اور او عروض و سہ ضرب باشد و بر سہ وزن آید کی وافی و دو مجز و ابیات این است
 ت یہ بحر کی بحر تازی سے ہے اور اصل اسکی دائرے میں مفاصلن ہے چہ بار اور استعمال
 میں اوسکے دو عروض یعنی سالم اور مقطوف اور تین ضربین یعنی سالم اور مقطوف اور مصوب
 ہیں اور تین وزنوں پر آتی ہے ایک وافی اور دو مجز و تین یہ ہیں ہم استعمر لنا عظم نسو قما
 غزائرہ کان قرون بجلتہا العصبی عروض اور ضرب ہر دو مقطوف ست و این وافی است
 ت پہلا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اور ضرب دونوں مقطوف ہیں یعنی فعلن معنی یہ ہیں
 ہمارے پاس گو سفند ہیں کہ روان کرتے ہیں ہم او کو بہت سادوہ رکھتے ہیں گویا شاخیں
 پرانی اونکی مانند عصا کے دراز ہیں غزار جمع غریبہ کی اور جملہ معنی کلان اور عصی جمع عصا کی ہے
 جگہ کبسر و تشدید لام بزرگان منتخب سے غزارہ بالفتح بسیاری اور بہت سادوہ کا ہونا اور
 پانی اور سیوند کا بہت ہونا منتخب سے تقطیع یہ ہے لنا غنن مفاصلن نسو قما مفاصلن
 غزار و فعلن کان فرد مفاصلن قبل تہل مفاصلن عصی و فعلن یہ وافی ہے ص ب شعر نقد
 علمت ربیعہ ان جملک و این خلق عروض و ضرب ہر دو سالم ست ت دوسرا شعر
 جو متن میں لکھا ہے عروض اور ضرب دونوں سالم ہیں یعنی مفاصلن معنی یہ ہیں ہر آئینہ جاتا ہے
 قوم ربیعہ نے یہ کہ تحقیق رسی تیری ست اور پرانی ہے یعنی عہد و پیمان تیرا ست ہے

دو

وہن بالفتح سستی اور سست ہونا منتخب سے خلق تین کتبہ ہونا اور جامہ کہنہ اور اس معنی پر کبیر لام
 بھی آیا ہے منتخب سے تقطیع یہ ہے لفظ علت مفاعلت ربیعۃ ان مفاعلت بجلک و مفاعلت
 بن خلق مفاعلت معج شعر انا ہما و امر انا و تقطیع بنی و تقصینی عروض سالم و ضرب مصوب
 و این ہر دو مجزواست تیسرا شعر جو بن میں لکھا ہے عروض او سا سالم یعنی مفاعلت اور
 ضرب او کی محسوب یعنی مفاعیلین ہے معنی یہ ہیں کہ عتاب کرتا ہوں اور حکم کرتا ہوں او سکوپس
 غضب کرتی ہے مجھ پر اور نافرمانی کرتی ہے میری تقطیع یہ ہے انا ہما مفاعلت و امر انا مفاعلت
 تقصینی مفاعلت و تقصینی مفاعیلین اور یہ دو شعر اخیر مجزو ہیں ہم و در زحافش در دیگر ارکان محسوب
 و مقول و منقوص استعمال کنند و در صدر غضب و اقصم و اعقص و اجم بکار و از ندرت اور سوا
 عروض اور ضرب کے اور ارکان میں زحاف محسوب یعنی مفاعیلین اور مقول یعنی مفاعلت اور
 منقوص یعنی مفاعیل استعمال کرتے ہیں مثال محسوب کی یہ ہے شعر انا و امر انا تقطیع شیا فذہ
 و جا و زہ الی تا تقطیع عروض اور ضرب مقطوف ہے یعنی فاعلون اور باقی ارکان سب
 محسوب یعنی مفاعیلین اگر کوئی ہرج گامان کرے وہ سدس عربی میں نہیں آتی مثال مقول
 یعنی مفاعلت کی یہ ہے شعر نازل لفر تاقفا و کاتما سو مہا سطورہ معنی اس شعر کے
 یہ ہیں کہ مکانات معشوقہ فرما کی خالی گویا کہ علامات باقیہ او نہیں مکانات کی مثل سلور کے
 اور مانند نقوش کے ہیں کہ دلالت کرتے ہیں حال کاتب پر اور حال نقاش پر تقطیع یہ ہے
 مفاعلت مفاعلت لفر تاقفا و فاعلون کا نام مفاعلت سو مہا مفاعلت سلور و فاعلون مثال
 منقوص یعنی مفاعیل کی شعر سلامۃ و ادب حفر کبابی الخلق السخی قفا و ترجمہ یہ ہے
 و اعظم حبیب سلامۃ کے کہ ہے موضع حفر میں مانند کہنہ جامہ از ہم رفته کے خالی سکونت کنندہ سے تقطیع
 یہ ہے بسلام مفاعیل ترازب مفاعیل حفر فاعلون کیا قلع مفاعیل لقرس سخن مفاعیل قفا و
 فاعلون اور صدر میں اس سحر کی اعصاب یعنی مفتعلین اور اقصم یعنی مقولین اور اعقص یعنی مقول
 اور اجم یعنی فاعلت استعمال کرتے ہیں ہم و ابابارسی تکلف در وانی عروض و ضرب ہر دو سالم
 یا ہر دو محسوب یا ہر دو مقطوف بکار و از ندرت و مجزو ہر دو سالم یا عروض سالم و ضرب محسوب
 و انا فارسی میں تکلف وانی میں عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی مفاعلت یا دونوں محسوب

کہ سرد کیا ہو واسطے شورم کے اور درمہات کے اور در دکان کو اور تقویت اعضای ضعیفہ کے
 نافع ہو اگر اسکو استعمال کریں بدون پینے کے اور اسی طرح استسقا اور فساد مزاج کو فائدہ کرتا ہے
 لیکن مینا اور مسکا خطرہ رکھتا ہے مصلح اور سکے بھی شکر اور شہد میں اور بارہ الرصاص الاسوینے
 وہ پانی کہ سیسا گرم اوس میں بجھاوین قولنج کو پیدا کرتا ہے اور حبس بول کو بھی اور وہ پانی کہ قلعی
 گرم کر کے اوس میں سرد کریں قریب اسکے ہے اور اوریر میان ہو چکا ہے کہ سب پانی معاون کے
 عسر البول پیدا کرتے ہیں خاصہ کہ ایک مدت تک پسینا گرم نہ ہو اور فحشی اور حدیدی ہوں فاع
 بیج میان صاف اور پاک کرنے اچھے پانی کے اور اصلاح روی پانیوں کو اور تصفیہ کہ پانیوں
 کے جانا چاہیے کہ پانی صالح کہ اگر چاہیں کہ لطیف زیادہ اور ہلکا زیادہ ہو بیج مٹی کے باسن کو کھین
 اور پانی کہ اوس سے ٹپکے اچھے باسن میں لیوں کہ یہ پانی نہایت الطف ہوتا ہے اور اسکا نام
 بار التقطیر ہے اور جہد موضع بلند سے تقاطر کرے بہتر ہے اور وہ تبرید دل گرم کو اور خفقان کم کو
 نفع بہت کرتا ہے لیکن اصلاح میاہ ردی کی کئی طرح ہو کرتے ہیں ایک وہ کہ تصفیہ اور تقطیر
 کریں یعنی عرق بناوین اور بہترین طریق تقطیر میں مختار قلع کا یہ ہے کہ پانیوں کو دیگ میں البین
 اور اوپر دیگ کے لکڑیاں رکھیں اور جھیل تقاطع کے اور ان لکڑیوں پر صوف نیا ڈھنکا ہو رکھیں
 اسطور پر کہ سردیگ کو بالکل چھپا لیوے پس نیچے دیگ کے آگ روشن کریں تو بخار صوف میں
 آوے اور نیچے دیگ کے ٹپکتا ہے اور صوف کے پانی کو امتحان کرتے ہیں جسوقت پانی شیرین
 معلوم ہو صوف کو اٹھا کر ایک باسن میں بچھڑیں اور اس طرح جسقدر کہ چاہیں لیوں اور
 جو دو تین بار عرق نکالا ہو دیگ کا پانی گراوین اور پانی البین اس عمل سے پانی شور اور تلخ شیرین
 ہو جاتا ہے دوسرا وہ کہ اوپر کنارے پانی کے کہ شور اور ردی ہو گڑھا کھو دین کشاؤہ تو پانی وہاں تک
 اس گڑھے میں ٹپک آوے بعد اوسکے پہلو اس گڑھے کے گڑھا دوسرا کھو دین اور پانی کو بطریق
 ترشح کے ایک گڑھے سے دوسرے گڑھے میں منتقل کریں بہان تک کہ شیرینی پیدا کرے اور پانی
 اگر زمین نواحی دریا سے شور کی ہو اچھی زمین میں کہ بوقبیت سے خالی ہو گڑھا کھو دین اور
 دریا سے وہاں اٹھا لاوین بعد اوسکے ایک گڑھے سے دوسرے گڑھے میں پھیرنا
 بیان تک کہ شیرین ہو تیسرا وہ کہ پانی کو جوش کریں یہاں تک کہ چھٹھائی رہ جاوے بہتر مدہ

ناب

ناب

ناب

اگر بیج سو رطل پانی کے ایک رطل سرکہ انگوری ملاوین اور جوش کرین اور چوتھائی حصہ برہماوے نہایت بہتر ہے اور جانین کہ الطباہ بیج پانی جوش کیے کے اختلاف رکھتے ہیں بعض اس امر پر ہیں کہ اسکو جو جوش کہ میں لطافت قبول کرتا ہے اور دواست اسکی دوا ہو جاتی ہے اور شیخ رئیس بھی اسی امر پر ہے اور یہ لوگ اوپر اثبات اپنے مدعا کے دلیل لائے ہیں نلیل سہلی وہ کہ بحرہ میں پہونچا ہے کہ نفخ پانی مطبوع میں کمتر ہوتا ہے اور معدے سے جلد منخبر ہوتا ہے اور یہ دو صفت خاصہ لطافت کا ہے دلیل دوسری وہ کہ وزن پانی مطبوع کا ہلکا زیادہ غیر مطبوع سے ہوتا ہے اور یہ بھی نشان لطافت کا ہے اور بعض اس امر پر ہیں کہ پانی طبع سے غلیظ زیادہ اور کثیف زیادہ ہو جاتا ہے اور دلیل لائے ہیں کہ جو اسکو جوش کرتے ہیں شک نہیں ہے کہ جو لطیف ہے صعد کر جاتا ہے اسواسطے کہ لطیف شدید زیادہ ہوتا ہے واسطے قبول کرنے صعد کے اور جسوقت لطیف اجزا علیحدہ ہوئے جو باقی ہے لامحالہ کثیف ہوگا بسبب غالب ہونے اجزا ارضی کو اوسیر اور ظاہر ہے کہ ان پانیوں سے کوئی خالی احتیاط اجزائے ارضی ہی نہیں ہیں بلکہ طبع مطلقاً مزید کثافت ہے اور جو خفیت وزن اور قلت نفخ کو کمابہ ہم نہیں مانتے ہیں کہ سب پانیوں میں پایا جاوے جیسا کہ تجربہ سے ظاہر ہوا اور شیخ رئیس بیج رواس امر کی کتاب میں کہ صعد کرنے والا ہر چند لطیف ہے پانی سے لیکن کثیر الخالفت نہیں ہے اسواسطے کہ پانی متشابہ الاجزاء بسبب بسیط ہونے کے یا قریب بسیط ہونے کے اور موجود نہ ہونا پانی اسباب کا کہ کہتے ہیں ثابت نہیں ہے اور وہ پانی کہ بعد طبع کے باقی رہتا ہے ہر چند غلیظ زیادہ متصعد ہے لیکن نسبت اس کے کہ قبل طبع سے لطافت حاصل کی ہے لامحالہ اور علت ضرورت حصول لطافت کی طبع سے یہ ہے کہ غلظت پانی کی دوا سے باہر نہیں ہے ایک بہ کہ بہ سبب برودت کے کثافت عارض ہوا اور زوال اسکا طبع سے ظاہر ہے دوسرا یہ کہ اختلاف اجزائے ارضی سے غلظت ظاہر ہوئی ہو یہ بھی طبع سے وہ ہوتا ہے اسواسطے کہ اجزائے ارضی بالطبع پانی سے جدا ہوتے ہیں رسوب نمک بسبب ثقل ہونیکہ کہ کثافت کو لازم ہوئی لیکن جو اجزاء نہایت چوٹے ہیں اور پانی میں طرف غلظت رکھتا ہے اجزائے ارضی پانی سے جدا نہیں ہو سکتے اور طبع سے رقت اور تخلف پانی میں ظاہر ہوتا ہے اور اس سبب

اجزائے صغارا رضی قادر ہونے میں اور پیمیز اور ترسب کے اور پانی لطیف ہوتا ہے پس طبع لطافت کو فی الجملہ زیادہ کرتا ہے اور شراح بعد ذکر کرنے دونوں قول مختلف کے واسطے موافقت دونوں قول کے کہتا ہے کہ ملنا اجزائے ارضی کا پانی میں دو طرح ہے ایک وہ کہ شدت سے نہو مانند پانی عکس کے یعنی وہ پانی کہ بالذات پاک ہو اور واردات خارجی سے غلط حاصل کرے اور شک نہیں ہے کہ یہ پانی طبع سے لطیف ہو جاتا ہے دوسرا وہ کہ ملنا اجزائے ارضی کا پانی میں شدید ہو یہاں تک کہ جدا ہونا اوس سے دشوار ہو مانند پانی معادن کے اور پانی دریا سے شور کے کہ بالذات غلط رکستے ہیں ایسے پانی لامحالہ طبع سے کشیف ہوتے ہیں اور وجہ لطافت کی پہلے پانی میں اور کثافت کی دوسرے پانی میں بسبب طبع کے دلائل مبالغہ سے پوشیدہ نہیں ہے اس لیے کہ کہا گیا ہے کہ اجزائے ارضی جو آسانی پانی سے جدا ہو سکتے ہیں جلد تر قیق اور متحمل ہوتے ہیں اور متحمل اجزائے ارضی کا زیادہ کرنا بالاطافت کا ہی بخلاف اسکے کہ جدا ہونا اجزائے ارضی کا پانی سے دشوار ہو کہ اس صورت میں تحمل اجزائے ارضی میں کمتر ہوتا ہے اور ساتھ اجزائے مانی کی اکثر اور یہ کثافت کا زیادہ کرتا ہے اور طریق دوسرا بیج دفع کرنے ردات پانی کی وہ ہے کہ مٹی یا ک کو خاصہ کہ مٹی شہرے لیا ہو ملاوین پانی میں اور رکھ دیں تو صاف ہو اور جب قدر کر کرین بہتر ہو لیکن طریق تصفیہ پانی کہ راور غلیظ کا یون ہے کہ گھسی زرد آلو کی ملاوین کل ارضی کو یا ستو گیہوں کو ساتھ تھوڑی شبیمائی کی یا تھوڑی زراج مسحق کو لیکن شب اور زراج کو اپنے مکان تک نہ ملانا چاہیے کہ وہ ضرر سے خالی نہیں ہے اور اگر چنگاری اچھی لکڑی کی پانی میں سرد کرین تصفیہ کرتا ہے اور جو یہاں صلاح پانی زردی کو گذر اصفی کہ ورت کا ہو اور کھانا پیاز کا تر یا ق پانیوں زردی کا ہے اور کھانا ہلید کا بدستور اور اوقات منع کرنے پیتے پانی کے اور مبالغہ سے تھوڑا اور سبک سے تھوڑا اور شراب کی آونیکے انشاء اللہ تعالیٰ **القسم الثالث فی النور والیقظۃ** اور تیسری قسم ہباب

ستہ ضروریہ سے ثابت ہے چیمیان سونے اور جاگنے کے اما النور فہو الظاہر وسمی الباطن لیکن سونا پس دوسرے کرتا ہے ظاہرین کو اور گرم کرتا ہے باطن کو ویرطب ان قصروہ کہتا ہے باطن کو اگر کوتاہ ہو زمانہ سونیکا ویر و جھفت ان طال اور سرد کرتا ہے اور خشک کرتا ہے باطن کو

اگر دراز ہو زمانہ سوئیا اس واسطے کہ خواب طویل اگرچہ او پر امتلا می معدے کی ہوا اکثر حکم خواب خلو کا لیتا ہے اس واسطے کہ جو حرارت ہضم کرنے غذا سے فراغت پاتی ہو روح میں لشکتی ہو اور روح کو تحلیل کرتی ہے اور خشکی لاتی ہے پس وہ نون خواب برے ہیں اور اچھا خواب معتدل ہو اور جو بیچ غصہ میان طرف کی اچھائی درجے میں لاتی ہے سمجھی جاتی ہے مولف اس کے ذکر میں مشغول نہوا لیکن ہم مفصل کہتے ہیں والیقہ لفظ ذالک اور جاگنا پیدا کرتا ہے ضد اس چیز کی کہ سوئے کے بیان ہوا پوشیدہ نہ رہے کہ نوم دو طور ہے طبیعی اور غیر طبیعی بیان تعریف طبیعی کی مذکور ہوتی ہے اور نوم طبیعی اگر اعتدال سے ہو محمود ہو ورنہ مذموم لیکن غیر طبیعی مطلق مذموم ہے اس واسطے کہ وہ مرض ہی مثال اس کی سبب ہو اور سطح بیداری طبیعی ہے اور غیر طبیعی مثال غیر طبیعی کی سہری او مرض ہی اور یہاں بیداری طبیعی مذکور ہوتی ہے لیکن نوم کی اس طرح تعریف کی ہے کہ ہو ترک النفس استعمال الحواس نیز کا طبیعی یعنی سوناوہ ہی کہ چھوڑ دے نفس ناطقہ استعمال کرنے حواس کو بطور ترک طبیعی کے اور طریق حصول خواب کا یہ ہے کہ رطوبت معتدلیہ جمع ہوتی ہے یہ سبب حاصل ہوتی رطوبات بخاری کو عروق سبائی طرف دماغ کو پس رطوبات مذکورہ سست کرتی ہیں اعصاب کو اور کثیف کرتی ہیں مسالک اعضا کو اور غلیظ کرتی ہیں روح نفسانی کو اور اس سبب سے روح نفسانی بیچ مسالک اعصاب کی نفوذ نہیں کرتی اور جو اس ظاہری میں سکون ظاہر ہوتا ہے اور حرکت موقوف ہوتی ہے مگر اس قدر حرکت کہ بیچ زندگی کو ضرور ہے سلامت رہتی ہے مانتہ نفس اور نمواور ہضم کے لیکن لفظ بہ ترکیب ضد نوم کے ہے اور تعریف لفظ کی

ایسی کی ہے کہ حالہ طبیعتہ یعمل فیہا الحیوان آلات الحس والحکمة عند الضبات الروح النفسانیہ فیہا مشورۃ یعنی بیداری ایسی حالت ہے طبیعی کہ کام فرماوے اس حالت میں حیوان آلات تنفس اور حرکت اپنی کو نزدیک نفوذ کرنے روح نفسانی کے آلات میں بشرط تاثیر کے جاتا چاہیے کہ لفظ مفاج کا یہ سبب قید نفوذ کرنے روح کے اور اس کی تاثیر کے تعریف لفظ میں داخل رہتا ہے اس واسطے کہ نہ حرکت کرنا اس کا یہ سبب نفوذ کرنے روح کے ہے یا یہ سبب نہ تاثیر کرنے روح کے بواسطہ منفعل ہونے آلات حس اور حرکت کے اس سے جیسا کہ اس کے محل میں مذکور ہے اور وجہ اضطراب کی نوم اور لفظ سے ظاہر ہے کہ انتظام حس اور حرکت کا اور نظام اسباب آخرت کا اور سعادت کا موقوف بیداری پر ہے پس بیداری ضرور ہوگی اور اس سبب سے کہ ہمیشہ ہونا

بیداری کا سبب تشویش فعل نفس کی اور تحلیل روح کا اور تعب اور ہلاکت کا ہے احتیاج بخواب
 بھی لازم آتی تو اس قدر اجزاء روح سے کہ بسبب حرارت اور حرکت لفظہ کے خرچ ہوتی ہے
 عوض اوسکے بیچ نوم کے پھر یہ ہوتی ہے اور اطباء نے لفظہ کو حرکت سے مشابہت دی ہی
 اور نوم کو سکون سے لیکن تشبیہ لفظہ کی حرکت سے اس سبب سے ہے کہ حرکت تسخین
 اور تحفیف اور تحلیل کرتی ہے اور روح کو طرف ظاہر کے متوجہ کرتی ہے اور لفظہ بدستور تسخین
 کرتا ہے یہ سبب ہونچے زوج اور حرارت غریزی کے اور تحفیف اور تحلیل کرتا ہے یہ سبب تقلیل
 اختہ اسے بدن کے اوسمین اور روح کو طرف ظاہر کے لانا ہے یہ سبب تحریک روح اور حرارت
 غریزی کی خارج میں لیکن تشبیہ نوم کی سکون سے اس سبب سے ہے کہ جیسا سکون ساکن کرتا ہے
 روح اور بدن کو اور تربط کرتا ہے بسبب قلت تحلیل کو اور دور کرتا ہے اعیان اور ماندگی کو اور
 مدد دیتا ہے اوپر ہضم غذا کے اور نفع مواد کے اور مواد کو تحریک نہیں کرتا ہے اسبطح نوم بھی
 روح اور بدن کو ساکن رکھتا ہے اور بدن کو تربط کرتا ہے بشرط عدم افراط کے بواسطے
 بہت غذا کرنے بدن کے نوم میں اور دور کرتا ہے تعب اور ماندگی کو اور مدد کرتا ہے اوپر
 ہضم اور نفع مواد کے اور تحریک نہیں کرتا ہے مواد کو لذایح فساد ہضم اور ثوران اخلاط کے
 اچھی تدبیروں سے متوجہ کرتا ہے اور تدبیر خواب اور لفظہ کی اور یہ امر کہ نوم محمود کون ہے
 اور مذموم کون اور معتدل کیا فائدہ رکھتا ہے اور کسکو کہتے ہیں تفصیل بیچ بحث تدبیر النوم
 والی لفظہ کے آویگی القسم الرابع فی الحکمة والسکون قسم چوتھی اسباب مستہ ضروریہ سے ثابت
 ہے بیچ حرکت اور سکون کی اور عام ہے کہ حرکت تمام بدن کی کل مکان سے ہوئے یا حرکت
 اجزائے بدن کی اجزاء مکان سے ہو اور تعریف حرکت اور سکون کی اسطرح کی ہے کہ الحکمة ہی
 خروج المادة من القوة الی الفصل بالتدريج والسکون هو بقا المادة علی القوة او علی الفعل اور حرکت
 چار قسم ہے اتنی وضعی کمی کیفی اور تعریف ہر ایک کی ان حرکات اربعہ سے بیچ بحث نبض کی
 ساتھ بہت فائدوں کے ہم ذکر کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اب وجہ اضطراب انسان کی طرف
 نوم اور لفظہ کے بیان کرتے ہیں لیکن حاجت و ف حرکت کے اس سبب سے ہے کہ حرارت
 غریزی ہمیشہ فعل کرتی ہے بیچ سبب اون چیزوں کے کہ جو بدن پر وارد ہوتی ہیں اور یہ سبب دوام

من
 فی
 الحکمة
 والسکون

فصل کا دوسرا کمال اور عاجزی تحلیل فضلات سے عارض ہوتا ہی پس لازم ہے کہ تھوڑا تھوڑا فضلہ زائد کرے
اور ظاہر ہے کہ فضلہ مذکور اگر بہت دنوں میں جمع ہو حرارت کو چھپا لے اور سرد کر دے اس سبب
سے حاجت طرف حرکت کے ضرور ہوئی تو حرکت کے سبب سے فضلہ زائدہ تحلیل ہو جاوے اور
حرارت غریزی روشن ہو اور منطقی ہو لہذا الحاکم من شانہا المستخین اور ابن ابی صادق کہتا ہے
کہ حیوان بالطبع محک پیدا ہوا ہے اور جو چیز جس چیز پر مخلوق ہوئی اس چیز کا اس سے تعطل محال
ہے پس حیوان بالذات محتاج طرف حرکت کے ہے قطع نظر اور امر کے لیکن اضطراب آدمی کا
طرف سکون کے واسطے راحت بدن کے ہے تعب حرکت سے اسلئے کہ اگر حرکت ہمیشہ ہو
رطوبات بالکل تحلیل ہو جاوے بلکہ پیدا نہوں اور اس سبب سے حرارت بھی زائل ہو جاوے
اور عجائب حکمت اللہ تعالیٰ سے یہ ہے کہ واسطے ہر ایک کے اسباب ضروریہ سے ایک محک
اور باعث طبعی مقدر فرمایا ہے تو آدمی کو اس سے مضطرب کرے جیسے بہوک اور بکھاسینے
اور پیاس اور پرہیز کے اور ماندگی اور اونگہ اور پیسوئے کے اور ہونا آدمی کا صنایع الممالک والیہ
والمسکن اور حرکت کے اور اسی قیاس پر اور اگر ایسا نہ ہوتا کبھی امر ضروری میں فتور پڑتا اور
بالکلیت پہونچتا اما الحاکم قسطنطین لیکن بالذات گرم کرتی ہو واسکون پیرد اور سکون سرد کرتا ہے
حرکت الجماع بخفف و مقص الحرارة الغریزیہ مقبدر اور حرکت جماع کی خشک کرتی ہے اور گرم کرتی ہو
حرارت غریزی کو بعد اس کے سرد کرتی ہے فائدہ حرکت چھ طرح ہے شدید ضعیف کثیر
قلیل سریع بطی اور ہر ایک کا حکم جدا ہے لیکن حرکت شدید حرکت قوی کو کہتے ہیں اور فرق
اوسمیں اور سریع میں یہ ہے کہ حرکت قوی تفاق اور مانع کو دفع کرتی ہے اور اوس سے اثر
قبول نہیں کرتی اور سریع وہ ہے کہ مسافت کو قطع کرے بچ تھوڑے زمانے کے قوت سے ہو یا
ضعف سے اور ضعیف ضد قوی کی ہو اور بطی ضد سریع کی اور معنی قلیل اور کثیر ظاہر ہیں بالجمہ فحل
قوی کا ماند فعل ضعیف کے نہیں ہوتا اور فعل کثیر کا ماند فعل قلیل کے نہیں ہوتا اور فعل سریع کا
ماند فعل بطی کے نہیں ہوتا اور درمیان ان تینوں کے درجہ وسط کا کہ معتدل ہے لہذا ہم نے اس قسم
حرکت کی یعنی اضداد ساتھ مختلفات کے نوہوئے ہیں اور جو ان کو ساتھ آپس کے کے ٹکرائیں
مکرب کریں ستائیس قسم حاصل ہوتی ہیں ضرب کرنے نوے بیچ تین کو اسطوریہ کہ شدید کثیر سریع

اس طرح حرکت
کے نشان
ہیں

شدید کثیر بطی شدید قلیل سریع شدید قلیل بطی شدید کثیر معتدل بیچ سرعت اور بطو کے شدید قلیل
معتدل بیچ سرعت اور بطو کے شدید کثیر معتدل بیچ کثرت اور قلت کے شدید سریع معتدل بیچ کثرت
اور قلت کے شدید معتدل بیچ کثرت اور قلت کے اور معتدل بیچ سرعت اور بطو کے ضعیف قلیل بطی
ضعیف قلیل سریع ضعیف کثیر بطی ضعیف سریع معتدل بیچ قلت اور کثرت
کے ضعیف کثیر معتدل بیچ سرعت اور بطو کے ضعیف قلیل معتدل بیچ سرعت اور بطو کے ضعیف
بطی معتدل بیچ کثرت اور قلت کے ضعیف معتدل بیچ قلت اور کثرت کے اور معتدل بیچ سرعت
اور بطو کے کثیر سریع معتدل بیچ شدت اور ضعف کے کثیر معتدل بیچ شدت اور ضعف کے اور معتدل
بیچ سرعت اور بطو کے قلیل بطی معتدل بیچ شدت اور ضعف کے قلیل معتدل بیچ شدت
اور ضعف کے اور معتدل بیچ سرعت اور بطو کے سریع معتدل بیچ سرعت اور ضعف کے
اور معتدل بیچ کثرت اور قلت کے سریع قلیل معتدل بیچ شدت اور ضعف کے بطی معتدل
بیچ کثرت اور قلت کے اور معتدل بیچ ضعف اور شدت کے بطی کثیر معتدل بیچ شدت اور ضعف کے
معتدل بیچ قیون کے یعنی بیچ شدت اور ضعف کے اور بیچ کثرت اور قلت کے اور بیچ سرعت اور
بطو کے اور جانین کہ حرکت بالذات تسخین اور تحلیل کرتی ہے اور تیرہ دوس سے وقت ازط
کے بالعرض یہ بھی کہ بیان اسکا آوگا لیکن تسخین بعض حرکت کی قوی زیادہ ہو تحلیل سے اور
تحلیل بعض کی تسخین ہو لیکن حرکت سریع قوی قلیل سخونت اور سکی تحلیل سے بہت ہے اور
حرکت بطی ضعیف کثیر تحلیل اور سکی زیادہ تسخین سے ہے اور وجہ کثرت کی بیچ صورت پہلی کے
یہ کہ سخونت تابع قوت کی ہے اور زمانے درازی محتاج نہیں یہ جسوقت حرکت سرعت اور قوت سے ہو
بیچ تھوڑی زمانہ کے حرارت کثیر پیدا کرتی ہو اور ساتھ اس کے تحلیل کم کرتی ہو سبب قلت زمانے کے اس واسطے
تحلیل کی ترقیق کرنا اور بخار بنانا مادی کا شرط ہے اور واسطے ترقیق اور تجزیر کے طول زمانہ کا لازم ہے اور وجہ
کثرت تحلیل کی وہ سری صورتیں یہ کہ سبب طول زمانے کے بیچ مادی کی تجزیر بہت ہوتی ہو اور اس سبب
کہ میل طرف بطو اور ضعف کی رکھتی ہو سخونت کم کرتی ہو اس واسطے کہ اس حالت میں احتکاک ضعیف ہوتا ہو اور
غلبہ سخونت کو شدت احتکاک لازم ہو اور افراط حرکت کی اور سکون کی برودت پیدا کرتی ہو لیکن وجہ
کی اور حرکت سے اور سبب سے کہ بہت کم ہو یہ کہ سبب غیری تحلیل ہوتی ہو اور تحلیل رحوت سے حرارت

تخلیل ہوتی ہے اور جبرودت کی فراط سکون سے اس سبب سے کہ فراط سکون واجب کرتا ہے اعتبار سے طوبت کو پس سکون و سپر غالب ہوتا ہے اور واجب کرتا ہے انغاز اور احتلال حرارت غریزی کا پس لب ہوتا ہے پروا و سکون معین یاد ہوا و پڑھم غذا کو اس سبب سے کہ قوت ہاضمہ کی معدے میں ہو مثلاً شک نہیں ہے کہ وہ چھ مہینے پس غذا کو وارد ہوتی ہے پہلے انتر ہضم کا پہنچتا ہے اور اجزائے غذا کو کہ جو معدے سے ملے ہیں اور اسکی تجاذب کرتا ہے ہضم اور اثر کرتا ہے اجزائے مجاورہ میں بہانک کہ یہ تمام غذا کو عام ہوتا ہے پس پنج قوت ہضم کا اثر واقع ہے تاثیر ہضم کی بطور برابری کے فعل کو تمام کر نیوالا ہوتا ہے اور اگر حرکت واقع ہوئے غذا معدے میں ملتی ہے اور ہضم قاصر ہوتا ہے اس سبب سے کہ سچ اس صورت اجزائے غذا کے متبذل ہوتے ہیں اور مناسبت اجزائے معین غذا کی ساتھ معدے کے قائم نہیں ہوتی ہے اور اس سبب سے ہضم قہر واقع ہوتا ہے لیکن حرکت ضعف کہ باعث جنبش غذا کی مانت سکون کے ہے سچ نہ باطل کرنے ہضم کے لیکن حرکت معتدل قبل تناول غذا کے مقوی ہضم ہوتی ہے اسلیئے کہ گرم کرتی ہے اعضائے ہاضمہ کو اور اوٹھاتی ہے حرارت غریزی کو اور تحلیل کرتی ہے فضول کو اور حرکت بعد ہضم غذا کے معین زیادہ ہوتی ہے اور پراخدار کے اس سبب سے کہ ہلاقی ہے غذا کو اور فضول کو بعد اسکے اوتار لاتی ہے اعلیٰ سے نیچے کو اور جماعت سے ریاضت ہے اور وہ علیحدہ کمی جاوگی لیکن خشکی جماع سے اس سبب سے حاصل ہوتی ہے کہ جماع میں رطوبات قریب الصمد بالفقار اکثر مستغرق ہوتے ہیں اور نقصان حرارت غریزی میں ہوتا ہے اسلیئے کہ ساتھ منی کے جو ہر روح بھی نکلتا ہے بسبب لذت کے لہذا جو شخص کہ جماع سے لذت بہت پاتا ہے ضعف او سکوبشدت ہوتا ہے اور جب نقصان روح پڑتا ہے جبرودت بالضرور غالب ہوتی ہے بالجملہ افراط جماع ہضم زیادہ سب چیزوں سے خصوصاً کہ ساتھ انزال کے ہو لیکن اگر موافق تقاضائے طبیعت کے سچ وقت معتدل کو ساتھ عورت مرغوب الطبع کو واقع ہو اور بدون تعب اور تکلیف کی ہو باعث تقویت روح اور انتقاش حرارت غریزی کا ہے اور نہ کہ گرم کرتی ہے گرمی معتدل خصوصاً جو انون کو کہ دموی فراج ہوں اور اس میں رکھتی ہے امراض کثیرہ سے پس ایسی جماع جماعت رطوبات سے ہیں اور مضرات سے وہی جماع ہے کہ بدون حاجت کے اور ساتھ تعب بہت کے اور ساتھ انزال کثیر کے واقع ہوں اور سچ تدبیر جماع ہے

جماع

مشنات میں پنجاہ سے بان اور سابعیات مشن اگر ہین قوساوس ہین
 کوئی اس سے دراز تر نہیں پس آخر میں ان وزنوں کی تسبیح پنجاہیہ کہ بیت دائرے
 سے نکل جاتی ہے اور بعضے جب اسکے آخر مصرع میں دو حرف دیکھتے ہین مانند الف
 ونون کے جلتے ہین کہ مسبق ہے یہ خطا ہے کسواسطے کہ الف ونون بہتمام یک حرف
 ہین بموجب قاعدہ تقطیع کے کہ نون بعد مدہ کے محسوب نہیں ہوتا اور جب یہ الف
 ونون یا امثال الف ونون در میان بیت کے حشو میں واقع ہوتے ہین ایک ہی حرف
 شمار کیے جاتے ہین مثلاً عیان اور نہان اور زمین اور کمین حشو میں بروزن فعل گنہ جاتے
 ہین پس اس وزن کے آخر میں بھی ایک ہی حرف شمار کیا جاسیے جیسا کہ کہا ہنر صاحب
 حاشیہ نے اس جگہ یہ حاشیہ لکھا ہے ح قولہ بعضے چون در آتش مصرع آہ مخنی نماذکہ
 اہل فن و خود مصنف علام در اول این کتاب تصریح کردہ اند کہ دوساکن را در آتش مصرع
 از سابع شمرند مقبر میا زند پس توجیہ کلام مصنف آنت کہ مراد از آخر مصرع آخر مصرع
 اول است در صورتیکہ مصرع نباشد و بہین معنی صحیح میشود قولہ چہ امثال آن در میان بیت
 والا کلام در آخر مصرع است نہ در وسط و این توجیہ اگر چہ بظاہر وجیہ میناید لیکن مراد
 مصنف علام نیست زیرا کہ در وزن ثانی مربع این بحر در با بعد در عروض و ضرب ہر دو
 تخطیہ اعتبار دوساکن میناید مگر آنکہ گویند در مشن نظر ضرورت یعنی تا زیادت بر اصل دائرہ
 لازم نیاید دوساکن عتبار نہ کنند مراد از در میان بیت در بیت است ہر جا کہ باشد و این
 غایت توجیہ از جانب مصنف است لیکن اینہم پسندیدہ اش نیست چہ او میفرودت نیز روا دار
 چنانکہ در وزن دوم مربع خواهد آمد و تخیل کہ مراد از دوساکن الف ونون است خصوص
 کہ آنرا مصنف جابجا قائم مقام یک ساکن قرار دادہ اگر چہ در آخر باشد تم کلامہ معلوم ہو کہ
 حاشیہ مطلب کتاب سے خارج ہے مطلب کتاب کا یہ ہے کہ ہرج مشن سالم وغیرہ
 میں تسبیح لکھا چاہیے کہ بیت دائرے سے خارج ہوتی ہے پس جب دو حرف ساکن
 مثل الف و در نون خواہ مثل او سکے یا ونون آخر مصرع اول خواہ آتش میں پڑین مثل
 انسان اور حیوان اور شکلیں اور ٹکلیں کے او کو ایک حرف شمار کیا جاسیے کسواسطے کہ

یہ الف اور نون اور یا و نون اور و او نون حشو میں مقام ایک حرف کے لیے جاتے ہیں اور نون بعد وہ کے محسوب نہیں ہوتا چونکہ ہج ثمن سالم وغیرہ میں ضرورت ہے کہ بیت دائرے سے خارج نہو یہاں دو حرف ساکن کو مثل الف و نون خواہ اس کے امثال کو مقام ایک حرف کے شمار کرنا بہتر ہے بخلاف اوزان سدس کے وہاں اسکی ضرورت نہیں چاہیے دو حرف ساکن اور الف و نون کو ایک حرف شمار کرین چاہیے صاحب حاشیہ کہ آخر مجمع اول کہتا ہے اور مصرع ثانی کو چوڑے دیتا ہے اور مراد درمیان بیت سے در بیت کہتا ہے اور کہی کہتا ہے کہ وزن مربع میں مصنف نے الف و نون کو مضبوط بجائے دو ساکن قرار دیا ہے اور کہی الف و نون کو مخصوص کر کے خود دفع اعتراض کرتا ہے ابن تہہ یعنی چہ اور محقق علیہ الرحمہ نے وزن مربع میں الف و نون کو مسبق کہاں قرار دیا ہے بلکہ وہ مذہب غریبوں کا کہتے ہیں اور خود اسکو محذوف کہتے ہیں یعنی الف و نون کو بجائے ایک ساکن قرار دیتے ہیں اور بعد ان تقریرات کے معلوم ہو کہ ہج ثمن سالم وغیرہ میں مسبق نہ کہنا دو حرف ساکن کا بنظر عدم اخراج وزن دائرے سے بہتر ہے پس جو وزن کہ دائرے سے نکلا ہے اوسمیں اگر دو حرف ساکن آخر میں پڑیں اسکو مسبق نہ سمجھا جائے بلکہ ساکن دوم مقبر نہیں وہ وزن سالم ہے الا وزن مربع حکم وزن ثمن رکھتا ہے کسواسطے کہ مربع کے دو نون مصرع ایک مصرع ثمن کا ہے حقیقت میں ہم دو وزن اول سدس را عرض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور بر ثمن کو نہ بیت ہلازیا باخا بر خیز و پیش آر می باد وخت ہم رنگ و ہم بوسے بیت پہلا وزن سدس کا اسطرح ہے کہ عروض مقصور یعنی فحولان یا محذوف یعنی فحولن اور ضرب مقصور یعنی فحولان جیسا کہ بیت مرقومہ متن ہے اور ہلازیا باخا شعر مذکور میں امی اکاہ ہوا می محبوب خوب و قطع یہ ہے ہلازیا باخا عیلمن رخا بر خیز میفا عیلمن ز پیشا فحولان می باد وختا عیلمن خیت ہمرن فاعیلمن گم بوی فاعلان ح قولہ مقصور یا محذوف اہ باید دانست کہ نزد ایشان بودن یک حرف ساکن در آخر یک مصرع و دو ساکن در آخر مصرع دوم مغیر وزن نیست لهذا قصر با حذف عروض با قصر ضرب و وزن واحد شمارند و بالعکس را نیز و همچنین عروض سالم و ضرب مسبق یا نڈال

و بالعکس را واحد الوزن بشمارند تم کلامہ معلوم ہو کہ نزدایث ان چه معنی دارد بلکہ مذہب
 جمہوری بھی ہے کہ اجتماع حذف و قصر آخرین غیر وزن نہیں ہے دوسرا حاشیہ یہ ہے
 ح ہا زیا مفا عیلن خبرخی مفا عیلن رپا رفلوان مای بادو مفا عیلن رختمن مفا
 کبوتی فلولن تم کلامہ معلوم ہو کہ لفظ ہم سے اور ضرب مقصور سے چشم پوشی کر کے کبوتی کو
 بروزن فلولن لکھنا یعنی چه ہم وزن دوم راعروض ہم مقصورست یا مخدوف و ضرب محذوف
 برنگونہ بلیت فروغ روے اوچون نور خورشید پنسیم زلف اوچون بوی عنبر
 مت اور وزن سدس کا دوسرا یہ ہے کہ عروض مقصور یعنی فلولان یا مخدوف یعنی
 فلولن اور ضرب مخدوف یعنی فلولن جیسا کہ شعر قومه تن میں ہے تقطیع یہ ہے
 فروغی رو مفا عیلن یا وچونو مفا عیلن ز خورشید فلولان نسیمی زل مفا عیلن فادوچو
 مفا عیلن یعنی فلولن ہم وزن اول مریع راعروض و ضرب سالم بود برنگونہ بلیت
 بیاران می کہ پذیری چ روان یا قوت تابستی و یاچون کرشیدہ تیغ پیش آفتابستی
 مت وزن پہلا مریع کا اس طرح ہے کہ عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی مفا عیلن
 جیسا کہ شعر قومه تن میں ہے تقطیع یہ ہے بیارامی مفا عیلن کبنداری مفا عیلن روا یا تو
 مفا عیلن تابستی مفا عیلن و یاچو بر مفا عیلن کشیدہ تی مفا عیلن غبیشی ا مفا عیلن
 مفا عیلن نمین تیغ کا متعلق بمصرع ثانی ہے اور یا قوت تابستی اور آفتابستی یعنی یا قوت
 تابست آفتابت اور حرف یازائدہ فقط واسطے زینت کلام کے ہے ح قولہ یا قوت تابستی
 یعنی پذیری کہ مثل یا قوت تابی دروشتی دارد درین صورت ایطادرقافیہ باشد لیکن چون
 ایطافعیست باکی ندارد اما انچه در بعض نسخ بابستی بیارموجده قبل الف و بیای ثناء ستخوانی
 قبل سین واقع شدہ بجا یعنی چندان چسپان نیست و تعلق پذیری را بخوبی صلاحیتی
 نمیدارد تم کلامہ معلوم ہو کہ ایسے مقام پر تابستے کو بایستے گمان کرنا سوارے ناواقفیت
 فن کے اور کیا کہا جاوے اور گمان ایطابھی ان قافیوں میں بیجا ہے کہ واسطے کہ آفتاب
 یعنی خورشید ہے اس جگہ نہ یعنی تابش مہر خزانچہ صاحب بران لکھتا ہو کہ معنی کبوتی
 آن آفتاب بہت و بحسب اصطلاح شمس رگویند اور صاحب سراج اللغات لکھتا ہے کہ

آفتاب یعنی قرص خورشید است و یعنی خورشید مجاز است بخلاف مہتاب کہ معنی روشنی است
و یعنی قرص ماہ مجاز است و قیاس ماہتاب بر آفتاب و قیاس آفتاب بر ماہتاب خطا است
اور غیاث اللغات میں لکھا ہے کہ آفتاب معروف است و یعنی روشنی آفتاب نیز آئندہ کشف
و غیرہ سے ہم وزن دوم را ہر دو مقصور آوردہ اند و مثال بریگونہ اند بہیت بماندستم
غریوان چہ من از بیداد ہجران چہ و این محذوف است اور وزن دوم مربع میں غریوان
اور ضرب دونوں مقصور لائے ہیں یعنی فحولان اور بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع او
یہ ہے بمندستم مغایلیں غریوان فحولان منزید امفا عیلم و ہجران فحولان غریوان معنی فرما
کنندہ ہے اور یہ بیت حقیقت میں ہون محذوف ہے کسوا سلع کہ مربع نصف شمس ہوتا
ہے اگر مقصور کہیں تو شمس دائرے سے خارج ہو جائے و اگر مربع نصف شمس ٹھہرے
ہذا اسکو محذوف کہنا چاہیے اور یہ تاشید قول اول کیا ہے اور قول اول میں مطلق
شمس میں تبیین کو منع کیا ہے ہم و قیاس گذشتہ چنان اقتضا میکند کہ اینجا ہر دو وزن آید
یکی راعروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور و دیگر راعروض ہمان و ضرب محذوف و لاا ہر
ضرب مسدس نیز یکی گیرند و حقیقت آنت کہ در لغت پارسی میان این دو وزن میانیت
الا از جہت قافیہ نباشد و چون چنین باشد ہر یکے را از ہرج شمس و مسدس یک وزن باشد
و مربع را دو وزن پس ہرج سالم را چار وزن بیش نباشد اور قیاس گذشتہ ایسا چاہیے
کہ اس جگہ دونوں وزن لائیں مثل مسدسات کے ایک کا عروض مقصور یا محذوف اور
ضرب مقصور اور دوسری کا عروض ہی یعنی مقصور یا محذوف اور ضرب محذوف و لاالغیر اگر یہ مقرر از بدین
تو چاہیو کہ دونوں وزنوں کو مسدسات میں ہی ایک کہیں اور حقیقت کہ زبان فارسی میں کچھ فرق ان دونوں
وزنوں میں نہیں ہے الا از جہت قافیہ مراد یہ کہ تمام قافیہ آخر بیت ہے او سمین اللبسہ فرق
ایک ساکن کا ہے اور بس پس جب یہ امر قرار پا یا تو یہ چار وزن ٹھہرے ایک ہرج
شمس سالم اور ایک مسدس کہ عروض اور ضرب او سمین مقصور یا محذوف ہوں اور دو وزن
مربع کہ ایک مربع سالم کہ عروض اور ضرب بھی او سمین سالم ہوں اور دوسرا مربع سالم کہ
عروض اور ضرب او سمین مقصور یا محذوف ہوں پس ہرج سالم کے چار وزن سے زیادہ ہیں

ہم دو مربع متاخران شعر کتر گفته اند خاصہ بر وزن احمیر و درین نوع بیج زحاف و دیگر درانود
 ت اور مربع میں متاخر و ن نے شعر کم کے ہیں علی الخصوص وزن اخیر میں جبکہ عروض
 اور ضرب مقصور ہے اور اس نوع میں یعنی ہنج سالم میں کوئی اور زحاف روا نہیں ہے
 کس واسطے کہ در صورت زحاف بحر سالم نہ رہے گی ہم ہنج مکفوف درین نوع ہم وافی و مجزؤ
 و مشطوریغے شمن و سدس و مربع آید و ہمہ ارکان کفوف ازند و انرا ایک عروض و دو ضرب
 آورده اند و بر شش وزن شمرده اند و شمن و دو سدس و دو مربع عروض ہمہ مقصور یا مجزؤ
 ضرب یا یکی مقصور و دیگر محذوف و بحقیقت ہمہ سہ وزن باشند چنانکہ گفتیم ست ہنج مکفوف
 اس نوع میں بھی وافی اور مجزؤ اور مشطوریغے شمن اور سدس اور مربع لائے ہیں اور
 عروض و ضرب کے سب ارکان اس میں مکفوف آتے ہیں اور اسکا ایک عروض اور
 دو ضرب ہیں اور چہ وزنوں پر عروضیوں نے شمار کیا ہے دو شمن اور دو سدس
 اور دو مربع عروض سب وزنوں کا ایک ہی مقصور یا محذوف اور ضرب میں سب وزنوں کی
 دو ایک مقصور اور دوسری محذوف اور حقیقت میں یہ چہ وزن میں جیسا کہ کہا ہے
 ہنج سالم کے بیان میں معلوم ہو کہ ازروے قیاس کے یہ چار چار وزن ہوتے ہیں
 مثلاً وافی میں عروض اور ضرب دونوں مقصور یا دونوں محذوف یا عروض مقصور و ضرب
 محذوف یا عروض محذوف و ضرب مقصور مگر چونکہ اجتماع حذف و قصر مغیر وزن نہیں ہے
 حقیقت میں یہ چاروں ایک وزن ٹھہرے و علیٰ ہذا القیاس سدس اور مربع میں
 پس مکفوف کے جملہ تین وزن ہوتے اور عروضیوں نے جو چہ وزن کے ہیں دو وافی
 کی اور دو سدس کے اور دو مربع کے و ہمہ اسکی یہ ہے کہ مثلاً وافی میں جب قصیدہ
 خواہ غزل خواہ قطعہ کہیں گے ضرب ایک صورت پر ہوگی اگر محذوف ہوگی مقصور نہ ہوگی
 اور اگر مقصور ہوگی محذوف نہ ہو سکے گی پس ضرب میں ٹھہرین اور ستہ و ض قصیدہ و ضرب
 محذوف میں بھی مقصور اور محذوف ہوگا اور قصیدہ ضرب مقصور میں بھی پس عروض
 ایک ہی ٹھہرا اور شنوی تابع مصرفات ہے اس کے ہی وہی وزن ہونگے ہم مثال
 شمن ہمارا آمد و مقول برا فکندہ حوالی چ نسیم سمن آورده سمن باد شامی

ت مثال مثنیٰ کی جہین عروض اور ضرب دونوں محذوف ہیں یعنی فعلوں جیسا کہ شعر
 مذکور میں ہے مثنیٰ اوسکے یہ ہیں کہ بہار آئی اور اطراف باغ کو صیقل کیا اور بوی خوش
 سمن کی لائی میری طرف باد شمال مصقول صیقل کردہ شدہ صیقل سے اور صیقل آکہ زودون
 اور صیقل کرنا منتخب اور کثر سے بعضے نسخوں میں مقصول متقدیم قاف صادر ہے فصل سے
 اور فصل بالفتح بریدن منتخب سے اور صیقل بمعنی کثرت سبزی پریدہ شدہ یہ بھی منتخب سے
 اور نسیم وہ چیر کہ بوی خوش رکھتی ہے خیابان اور غیاث سے اور کیا عجب کہ بجائے نسیم
 سمن نسیم جو تقطیع یہ ہے بہار ام مفاعیل و مصقول مفاعیل برنگندہ مفاعیل حوالی
 فعلوں نسیم مفاعیل بناورد مفاعیل بن باد مفاعیل شمالی فعلوں ہم مثال مسدس شعر
 مگر تا غم ہجرت چہ کردہ است برین عاشق بیچارہ پردردت مثال مسدس کی کہ عروض
 دونوں مقصور ہیں یعنی فعلوں جیسا کہ شعر مذکور میں تقطیع اوسکی یہ ہے
 مگر تا غم مفاعیل مجزات مفاعیل جکر دست فعلوں بری عاشق مفاعیل بیچارہ مفاعیل
 اپرورد فعلوں ہم مثال مریع بیت پرستان دل من برد چہ یکے ترک پرزادہ
 ت مثال مریع کی جہین عروض اور ضرب دونوں مقصور ہیں یعنی فعلوں جیسا کہ شعر مذکور
 میں تقطیع اوسکی یہ ہے ہرستاد مفاعیل من برد فعلوں کی ترکی مفاعیل پرزادہ فعلوں
 ہم و شکین اوسط رو بود و متاخران برین در نہا شعر کم گویند و متقدمان و ریک بیت
 در صدر و ابتدا موفور و آخر ب بسیار جمع کردہ اند بدنگونہ رود کی گوید بیت دل آزاد کن از
 دردن آزاد کن از رنج جام آورد و رود آورد و شطرنج و برعکس ہم گفتہ اند
 ت اور شکین اوسط رو ہے یعنی ان وزن میں اگر چاہیں بجای مفاعیل مفاعیل کے مفاعیل
 مفعول لائیں اور متاخر دن نے ان وزن میں شعر کمر کے ہیں اور متقدمون نے
 در میان ایک بیت کے صدر و ابتدا میں موفور یعنی مفاعیل کو اور آخر بیت یعنی مفعول کو
 اکثر جمع کیا ہے جیسا کہ شعر رد کی کا کہا گیا تقطیع اوسکی یہ ہے دلازا مفاعیل کثر و مفاعیل
 تہاراد مفاعیل کثر رنج فعلوں جا ما و مفعول روداد مفاعیل رنزداد مفاعیل رنظر رنج فعلوں
 صدر و اس میں موفور و ابتدا و آخر بیت ہے اور برعکس بھی کہا ہے یعنی صدر و ابتدا

موفور اور رود نام ایک ساز کا ہے ہم سرج اخرب و این نوع ہم شمن آید و سدس مربع نیز
 و صدر و ابتدا ہر دو اخرب آرنہ باقی کفوف و کفہ اند آرنہ پنج عروض و ہشت ضرب است و ہشت
 وزن آمدہ است ہفت شمن و ہشت سدس و ہشت مربع و بحقیقت آرنہ عروض و سدس ضرب است
 و باعتبار تحقیق اگر خواہند این عدد را مضاعف گیرند و بردہ وزن است سدس و سدس
 چہار مربع است پنج اخرب یہ نوع بھی شمن اور سدس اور مربع آتی ہے اور صدر اور ابتدا کو
 اخرب لاتے ہیں اور باقی کفوف اور عروضیوں نے کہا ہے کہ اوسکے پانچ عروض ہیں
 اول سالم مفاعیلن دوم مقصور یا مخدوف یعنی فلولان یا فلولن سوم ازل یا محبوب یعنی
 فلول یا فعل چہارم مسبع مفاعیلان پنجم مخنق ازل یا مخنق محبوب یعنی فاع یا فع اور آٹھ ضرب نیز
 ہیں اول سالم یعنی مفاعیلن دوم مقصور یعنی فلولان سوم مخدوف یعنی فلولن چہارم ازل
 یعنی فلول پنجم محبوب یعنی فعل ششم مسبع یعنی مفاعیلان ہفتم مخنق ازل یعنی فاع ششم
 مخنق محبوب یعنی فع او تکیس وزنوں پر آتی ہے سات شمن اور آٹھ سدس اور آٹھ مربع
 اور حقیقت میں اوسکے تین عروض ہیں اول سالم یا مسبع دوم مقصور یا مخدوف سوم ازل
 یا محبوب کسواسے کہ سالم اور مسبع ایک ہیں اور مخنق ازل اور مخنق محبوب ہوزن ازل
 و محبوب ہیں پس دو ساقط ہوئے پانچ میں تین رہ گئے اور تین ضربیں ہیں سالم اور مسبع
 ایک مقصور اور مخدوف دو ازل اور محبوب تین اور مخنق ازل اور مخنق محبوب ہوزن ازل و محبوب
 ہیں اور باعتبار تحقیق کے اگر چاہیں ان اعداد عروض و ضرب میں تضعیف کر لیں یعنی
 ایک ایک کو دو و شمار کریں پس ازروی اعداد کے بارہ عروض اور ضرب ہوتے ہیں اور یہی
 وزنوں پرستعمل ہے تین شمن ایک سالم العروض ضرب دوم شمن عروض اور ضرب
 مقصور و مخدوف ہیں سوم شمن عروض ضرب ازل اور محبوب اور مخنق محبوب ہیں اور
 تین سدس ایک جسکی عروض اور ضرب سالم اور مسبع ہیں دوم جسکی عروض اور ضرب مقصور
 اور مخدوف ہیں سوم جسکی عروض اور ضرب ازل اور محبوب اور مخنق ازل اور محبوب اور مخنق
 اور مخنق محبوب ہیں اور چار مربع ایک جسکی عروض اور ضرب سالم ہیں دوم جس میں عروض
 مقصور اور سالم اور ضرب مقصور اور مخدوف ہے مگر وزنوں شمار میں واحد میں سوم جس میں

عروض اور ضرب محذوف ہیں چارم جہین عسروض ناپیدا اور ضرب ازل اور محبوب اور محنت
 انار اور محنت محبوب ہے یہ چاروں بھی شمار واحد میں ہیں اور تسبیح رکن سالم مشن اور مزل
 بین نہیں لائے گسواسطے کہ مشن میں نچا ہے کہ مجرور ایسے نکلائے گی اور مزل مانندہ صراع
 و احد مشن ہے کہ رکن سوم محنت آتا ہے معلوم ہو کہ اس جگہ صاحب حاشیہ کو مغالطہ ہوا
 اور یہ حاشیہ لکھا ح کو لہ باعتبار تحقیق اہ معنی این فقرہ برین فقیر منکشف نشد زیرا کہ بہ
 تضعیفش اوزان دہ نمی شود پس اگر تضعیف سے اخیر مراد است از سہ اخیر مراد از تضعیف ضرب
 گرفتہ و عروض را بدستور باقی دکشتہ نمی شود و اگر تضعیف ہر دوسہ دوازده گردونہ دہ ہم کلا
 پوشیدہ نہ ہے کہ اعتبار اوزان محقق علیہ الرحمہ لئے کہیں موافق تعداد عروض و ضرب نہیں
 کیا ہے بلکہ ہر جگہ اوزان مستعملہ لکے ہیں بیان لزوم مالا یزوم کی کیا ضرورت تھی انسان کو چاہیے
 کہ پہلے سمجھ لے تب بات منہ سے نکالے ہم تفصیل این است عروض و ضرب ہر دو سالم
 بر نیگونہ بیت ای کو کہ جادووش دای فتنہ اسہر من و شکر لب و زیبا رخ و سنگین دل و
 سیمین تن و دست او تفصیل یہ ہے کہ پہلا وزن عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی
 مفاعیلن جیسا کہ شعر مذکور میں ہے قطع یہ کہ ای کو مفعول کجا دو مفاعیلن شامی فتن
 مفاعیلن اا اہر من مفاعیلن شکر لب مفعول یزبار مفاعیلن خشکید مفاعیلن سیمین تن مفاعیلن
 مجوس دو خدا تو اردیتے ہیں ایک خالق خیر او سکوز دان کہتے ہیں دوسرا خالق شر او سکو
 آہر من کہتے ہیں کذا فی البران و انفیث اور بعضے سنون میں بجائے آہر من دہر من ہے
 ای فتنہ زمانہ من ہم و چون در ہمین قصیدہ رکن سوم محنت کنند برین وزن شود مفعول مفاعیلن
 بہار بار و مسطہ چار خانہ برین وزن خوش آید مثالش بیت گفتی بکشم یاری آن یار نسیم
 آری اگر گزشتہ شوم باری در پامی تو اولی ترست اور جو اس قصیدے میں یعنی اس وزن
 میں رکن تیسرا محنت کرین یعنی مفاعیلن مفاعیلن کو جو حشو میں ہے مفاعیلن مفعول کرین فتنہ
 ہو کہ مفعول مفاعیلن چار بار اور مسطہ چار خانہ اس وزن میں خوشنما ہے یعنی تین مصرع
 ایک وزن اور ایک قافیہ میں اور چوتھے مصرع میں قافیہ اور مثال او سکی شعر مذکور ہے
 قطع کُتیب مفعول کشم یاری مفاعیلن ایا مفعول نسیم اری مفاعیلن گزشت مفعول شوم

مفاعیلن و پای مفعول تا ولا تر مفاعیلن هم ب عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور و مثال
بیت صد سال با مید سلامی و پیامی و چون متکلفان بر در و بام تو توان بودت و سزاوین
عروض مقصور یعنی فحولان یا محذوف یعنی فحولن اور ضرب مقصور یعنی فحولان مثال او سکی بیت
مستور ہے تقطیع یہ ہر صد سال مفعول بام مفاعیل سلامی مفاعیل پیامی فحولن چو منت مفعول کفار بر
مفاعیل ربایت مفاعیل تو ابود فحولان اس مثال میں عروض محذوف تھا مثال عروض مقصور
کی یہ ہے بیت دود از جگرم ز فرسہ چنگ برآورد وچ این نغمہ نذر انم چہ آہنگ برآورد
ج عروض بہان و ضرب محذوف و بہان ست کہ وزن گذشتہ ست تیسرا وزن عروض
و ہی یعنی مقصور فحولان یا محذوف فحولن اور ضرب محذوف یعنی فحولن مثال دونوں کی
حرف از کسی آموز کہ گفتار زنداند شاگرد کسے باش کہ بسیار زنداند بیت دوسری در شق کسی را
خبر از از کسے نیست آتش سیرم سوزد و دستار زنداند اور یہ وہی وزن گذشتہ ہے
یعنی چون نزد مصنف در محذوف و مقصور باعتبار وزن فرقی نیست لہذا سوم را حوالہ دوم ساخته
تم کلامہ معلوم ہو کہ مصنف نے دونوں کو بیان کر کے لکھ دیا کہ حقیقت میں یہ دونوں وزن
ایک ہیں کسواسے کہ اجماع قصر و حذف آخر شعرین وغیر وزن نہیں اور یہی مذہب جمہور ہے
نزد ایشان چہ معنی دارد ہم عروض ازل یا محبوب و ضرب ازل ہ عروض بہان و ضرب محبوب
مثال بیت با این ہمہ در راہ تو گر خاک شویم شایستہ نباشیم قدمهای ترا دست چو تھوار
عروض ازل یعنی فحول یا محبوب یعنی فحول و ضرب ازل یعنی فحول اور با پنجواں عروض وہی اور
ضرب محبوب یعنی فحول مثال مرقومہ متن ہے تقطیع اوس بیت کی یہ ہے یا ایہ مفعول در راہ
مفاعیل تو گر خاک مفاعیل شویم فحول شایستہ مفعول نباشیم مفاعیل قدمهای مفاعیل ترا فحول اور
جو حقیقت میں یہ دونوں وزن ایک ہیں اور یہی دو مصرع بتقدیم و تاخیر مثالین دونوں
وزنوں کی ہو سکتی ہیں محقق نے اندراج بیت ثانی کی احتیاج بخانی ح قولہ عروض بہان
و ضرب محبوب اختلاف ضرب بائل و محبوب بحقیقت دو وزن ہست لیکن چون محقق علم
ایک دوساکن را در آخر باعث اختلاف وزن نمیداند لہذا ہر دو را یکی کردہ تم کلامہ معلوم ہو کہ یہ
بظاہر دو وزن ہیں اور حقیقت میں ایک اور صاحب حاشیہ نے برعکس بیان کیا اور کسی کے

نزدیک با جماع یک ساکن اور دو ساکن آخر میں وزن مختلف نہیں ہوتا صاحب حاشیہ کا
یہ امر بار بار بہ نسبت محقق لکھنا چاہیے اور سبب سکنا آتش نامی فن سے ہم عروض فاع
یا فع گفتہ اند و ضرب فاع ز عروض ہچنان و ضرب فع و شرط کردہ اند کہ ماقبل عروض و ضرب
درین دو وزن سالم بود و این سہوہست چہ این دو وزن ہمان ہست کہ چہارم و پنجم الا انکہ متحرک
آخرین مسکن الا وسط است و عروض و ضرب محقق شدہ مثالش این وزن معمر ہر سند از ائم کہ اگر در
آید و زین جان پر از در و بر آید فریاد و این چہار وزن بحقیقت یکی ہست بوزن ترانہست کہ
آنرا رباعی خوانند و پارسی دو مثنوی گویندست چہما وزن عروض فاع یعنی محقق ازل یا فع یخ
محقق محبوب کہما ہے اور ضرب فاع ساتوان وزن عروض وہی یعنی فاع یا فع اور ضرب فع
لہذا عروضیوں نے شرط کی ہے کہ ماقبل عروض اور ضرب کے ان دونوں وزنوں میں یعنی
چھٹے اور ساتویں میں رکن سالم آئے اور یہ سہوہست اس واسطے کہ یہ دونوں وزن وہی
ہیں جو چوتھا اور پانچواں ہے مگر یہ کہ متن متحرک آخرین مسکن الا وسط میں اور عروض
اور ضرب محقق ہوئے ہیں اس طرح کہ لازم مفاعیل کافی فاعول و فعل سے ملا ہے اور مفاعیلین
فاع اور مفاعیلین فع ہوا ہے مثال و سکی شعر مذکور ہے تقطیع او سکی یہ ہے ترسند مفعول
از ائم کہ مفاعیل اگر در مفاعیلین یہ فع زری جان مفعول پر زرد مفاعیل بر آید فر مفاعیلین یاد
فاع اور یہ چارون در تن چہارم پنجم ششم ہفتم حقیقت میں ایک ہیں اور یہ وزن ترانو کا ہے
کہ اسکو رباعی کہتے ہیں اور فارسی میں دو مثنوی کہتے ہیں ارکان چارون وزنوں کے ہیں
وزن چہارم مفعول مفاعیل مفاعیل فاعول وزن پنجم مفعول مفاعیل مفاعیل فعل وزن ششم
مفعول مفاعیل مفاعیلین فاع وزن ہفتم مفعول مفاعیل مفاعیلین فع پس چہارم اور پنجم اس واسطے
ایک ہیں کہ جمع ہونا ایک ساکن اور دو ساکن کا آخرین مغیر وزن نہیں ہے اور ششم
اور ہفتم محقق اس کے ہیں پس چارون وزن ایک ٹکڑے اس جگہ بھی صاحب میزان کو
مخالفہ ہوا اور یہ حاشیہ لکھا ح قولہ و این سہوہست یعنی بحقیقت سالم نیست زیرا کہ چون در
چہارم و پنجم در مفاعیل فاعول یا مفاعیل فعل کہ در آخر مطلع واقع می شود سہ متحرک یعنی لام غلیل
و دو متحرک فاعول یا فعل ہم آید و تسکین وسط کردہ حروف اول فاعول یا فعل یا فاعیل منضم نمایند یعنی

ممكن مختق سازند مفاعیلین فاعل یا مفاعیلین فتح شود پس بحقیقت درینجا رکن سالم نیست و این هر دو
 فرع چهارم و پنجم است مگر بار خدا یا چنان گویند که مراد از سالم در صورت است نه بحقیقت و همین قدر
 تغیر برای اختلاف کافی است تم کلامه معلوم که طالب علمی اور پخیر ہے اور شاعری اور عبارت تن
 میں کہ لفظ سہو بعد لفظ سالم کے واقع ہوا صاحب حاشیہ اپنے گمان میں یہ مطلب سمجھا کہ اس
 وزن کے رکن کو سالم جاننا سہو ہے حال انکہ مطلب کتاب کا یہ ہے کہ وزن ششم و ہفتم کو
 برا سہ سمجھنا سہو ہے بلکہ یہ دونوں اوزان چارم و پنجم ہیں اور لکھتا ہے کہ ہمیں قدر تغیر برا
 اختلاف کافی است یہ کسی کے نزدیک مسلم نہیں اور رکن کے مختق ہونے سے ہرگز وزن
 نہیں بدلتا بلکہ کہتے ہیں کہ اس وزن میں یہ رکن مختق آگیا ہے ہم مسدسات عرض سالم
 یا مسنج و ضرب مسنج طرہ دو سالم برنگو نہ بیت تاکہ بود ای کو دک سنگین دل جو ر تو
 برین عاشق بی سامان مسدسات آنھوں وزن عروض سالم یعنی مفاعیلین یا مسنج
 یعنی مفاعیلان اور ضرب مسنج یعنی مفاعیلان ثوان وزن عروض اور ضرب دونوں سالم
 یعنی مفاعیلین شعر مثال کا جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے تاکہ مفعول و دی کو
 مفاعیل سنگیدل مفاعیلین عربیت مفعول بری عاشق مفاعیل قبی بیسا مان مفاعیلان چونکہ
 تسبیح مغیب وزن نہیں ہے ایک بیت دونوں کی مثال میں کافی ہے
 ہم می عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور مثالش شعر دلدار من آن ترک پر رزاد
 کس نیست بخوبی بکمان یا ر یا عروض ہان و ضرب محذوف و حکمش ہان است
 و سوال وزن عروض مقصور یعنی فحولان یا محذوف یعنی فحولن اور ضرب مقصور یعنی فحولان
 مثال اوسکی مرقومہ متن ہے اور تقطیع اوسکی یہ ہے دلدار مفعول منا ترک مفاعیل پر رزاد
 فحولان کس نیست مفعول بخوبی مفاعیل چہا بار فحولان گیارہواں وزن عروض وہی یعنی فحولان
 یا فحولن اور ضرب محذوف یعنی فحولن اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی دہم اور یازدہم وزن واحد
 اور مثال اول کافی ہے ہم ی عروض ازل یا محبوب و ضرب ازل تیج عروض ہچنان و ضرب
 محبوب مثالش بیت باتو متوان گفت سخن زیرا کہ توئی شاہ تہان چہا بار ہواں وزن
 عروض ازل یعنی محذوف مقصور فحول یا محبوب یعنی محذوف مرتین فعل اور ضرب ازل یعنی

فعل تیر ہوا ان وزن عروض دی یعنی فعل یا فعل اور ضرب محبوب یعنی فعل مثال مرقومہ متن ہو
تقطیع او سکی یہ ہے باتون مفعول تو اگت مفاعیل سخن فعل زیر کہ مفعول توئی شاہ مفاعیل
بما فعل یا بتان فعل چونکہ دونوں وزن ایک ہیں ایک مثال کافی ہے ہم یہ عروض قاع یافع
و ضرب قاع بہ عروض ہمنان و ضرب فع و ما قبل عروض و ضرب ہر دو سالم و این ہم سہو است
و بحقیقت ضربہای گذشتہ است اما مسکن مثالش بیت دل سوخته از زلفت مشک بہ خجلت
زودہ از رویت نہ بہ است چو دھوان وزن عروض یعنی مفعول انزل یافع یعنی محقق محبوب اور ضرب قاع
پندر ہوا وزن عروض ہی یعنی قاع یافع اور ضرب فع مگر ما قبل عروض و ضرب کار کاں سالم کی شرط
کی جو یہ بھی ہو جیسا کہ شمن میں بیان ہوا و حقیقت میں یہ ضرب گذشتہ میں یعنی اوزان گذشتہ میں
اگر سبب تخنیق کر مثال او کی بیت مرقومہ متن ہو تقطیع و سکی یہ ہول سخن مفعول ناز رفت مفاعیل مشک قاع خجلت نہ
مفعول ناز رفت مفاعیل مفعول پس یہ چاروں وزن بھی حقیقت میں ایک ہیں جیسا کہ
شمن میں بیان ہوا اہم مرعات یو ہر دو سالم برنگونہ مشعر اکنون کہ چنین زارم بہ بر من کنی
رحمت بہ و این مانند یک مصرع شمن است کہ رکن سوم محقق آرند است مرعات سولھوان وزن
مربع کا عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی مفاعیل جیسا کہ شعر مرقومہ متن میں ہے تقطیع و سکی
یہ ہے اکنون کہ مفعول چنی زارم مفاعیل بر من نہ مفعول کنی رحمت مفاعیل اور یہ مانند ایک
مصرع شمن کے ہے یعنی مانند برج اخرب شمن جس میں رکن سوم محقق لاتے ہیں یعنی مفعول مفاعیل
مفاعیل مفاعیل کو محقق کر کے مفعول مفاعیل مفعول مفاعیل کہتے ہیں ہم نیز ہر دو مقصور و
رکن ابتدا اخرب نشاید برنگونہ بود بیت من بی تو چنین زارم تو از دور ہمیں خندوچ عرض
سالم و ضرب مخدوف برنگونہ بیت چندین چہ کنی تنبل بہ مارا چہ نسی بہ و این ہر دو
ہمنان است کہ در اول گفتہ شدت ستر ہوا وزن عروض اور ضرب دونوں مقصور یعنی فحولان
اور اس وزن میں رکن ابتدا اخرب پنجاہیہ اسو اسلے کہ جب دونوں مصرع مربع کو شمن کرین کوئی
وزن شمن نہیں ہو سکتا اور بدون تخنیق کے حشو میں اخرب کیونکہ ہو بیت مثال کی مرقومہ
متن ہے اور تقطیع یہ ہے من بیت مفعول چنی زار فحولان تازد و مفاعیل ہی خند فحولان
اور اٹھا ہوا وزن عروض سالم یعنی مفاعیل اور ضرب مخدوف یعنی فحولن بیت مثال کی

مرفوعہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے چند سچ مفعول کنی ثبیل مفاعیلین باراج مفعول فی فاعل ثبیل
 بالضم اول و ثالث یعنی کرو حیلہ از لطائف و بران و لغات ترکی و سراج کدانی الذیات اور یہ
 دونوں وزن کو طرح ہیں جس طرح کہ اول بیان کیا یعنی مانند ایک مصرع شمن کے ہم بطہ ہر دو
 محذوف برنگونہ بیت ای یا رگرامی بہ آخر تو کجائی بہ و این در حکم یک مصرع نیست و کو ماہ ترین
 وزنہای ہرج است است وزن او بیسوان عروض اور ضرب و دونوں محذوف یعنی فاعل بیت
 مثال کی مرفوعہ متن ہے تقطیع یہ ہے ای یا ر مفعول گرامی فاعل آخرت مفعول کجائی فاعل اور یہ
 ایک مصرع شمن کے حکم میں نہیں ہے اس واسطے کہ یہ کسی وزن پر اوزان شمنات مسطورہ کے
 نہیں ہے اور کو ماہ ترین اوزان ہرج سے ہے اس واسطے کہ فقط میں حرث اور بارہ حرکتیں باسین
 ہیں صم کجائیکہ عروض بہ پیدود و ضرب ازل یعنی فاعل برنگونہ مشعر کی بارہ چنین جاہل و نحو
 مباحث چاکا عروض بہان و ضرب محبوب برنگونہ بیت دانی کہ دل از تو نشود سیر مرا کب
 عروض ہچنان و ضرب فاعل یا قباش سالم برنگونہ بیت مشتاب برقتن صنماختی باش چک
 عروض ہچنان و ضرب فاعل برنگونہ بیت دانیکہ دلم از سر تو کے گرد و داین ہمہ چار یک
 وزن است و وزن یک مصرع ترانہ نہیں بحقیقت اوزان مربعات چار است و اسچہ ازین وزنہا
 مانند یک مصرع شمرست متاخران استمال کتہ کنند و قد ما بران شعر بسیار گفتہ اند
 بیسوان وزن وہ کہ عروض او سکا نام ہر نویشہ بیت مقتد ہواور رکن عروض کچہ داخل مصرع
 اول اور کچہ شامل مصرع ثانی ہواور ضرب ازل یعنی فاعل بطرح بیت کی بارہ چنین جاہل
 و نحو توارہ مباحث چاکا عروض ثانی میں شامل ہے تقطیع اوسکی یہ ہے کیا بر مفعول
 چنی جاہ مفاعیل نحو نما مفاعیل مباحث فاعل اکیسوان وزن عروض وہی یعنی ناپدید اور ضرب
 محبوب یعنی فعل بطرح بیت دانی کہ دل از تو نشود سیر مرا فاعل فاعل بیسوان وزن عروض وہی
 یعنی ناپدید اور ضرب فاعل مخفی ازل اور ماقبل اوسکے رکن سالم بطرح بیت مشتاب برقتن
 صنماختی باش چاکا شامل مصرع اول ہے تقطیع یہ ہے مشتاب مفعول برقتن
 مفاعیل نماختی مفاعیلین باش فاعل بیسوان وزن عروض وہی یعنی ناپدید اور ضرب فاعل مخفی

محبوب اس طرح بیت دانی کہ ولم از سر نو کے گرد وہ ماوس متعلق مصرع ثانی ہے معنی یہ کہ
 تو جانتا ہے کہ دل میرا تیرے خیال سے کب پھرتا ہے یعنی ترک عشق ممکن نہیں تقطیع یہ ہے
 وانیکہ مفعول ولم از سر مفاعیل ز تو کو اگر مفاعیلن و دفع اس جگہ صاحب حاشیہ نے شعر غلط پڑا
 اور تقطیع غلط کی اور خیال معقد کا بھی کیا اور نسبت مسامحہ فی طرحت محقق علیہ الرحمہ کے کلمی ح
 وانیکہ مفعول لم سیف مفاعیل ز تو کی اگر مفاعیلن و دفع لیکن مخفی نماز کہ درین تمثیل مسامحہ بہت زیراکہ
 عروض درین شعر ناہم نیست جزوی از کلمہ کہ بعضش در مصراع ثانی مقبہر باشد ماخوذ نیست تم کلامہ
 اور یہ چارون یعنی وزن بستم و بست و یکم و بست و دوم و بست و سوم وزن واحد ہے ایک مصرع
 ترانہ کے وزن پر پس حقیقت میں اوزان مربعات چارہین کسو اسطے کہ دوم اور چارم ایک زن
 اور یہ چارون بھی ایک پس چار وزن مربعات کے تمام و کمال ٹھہرے اور جو وزن کہ اوزان
 مربعات میں مانند ایک مصرع ثمن کے ہے یعنی مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن متاخر و ن نے
 اس وزن مربع کو کتر مستعمل کیا ہے اور قدما نے اس وزن میں شعر بت کہے ہیں ہم و ہشان
 ہر مصرعے راقافیہ آوردہ اند و آنرا بیتے می شمردہ مانند رجز مشطوریہ بیتہای موقد از اشعار تازیان
 کہ آنرا نقصانی معین نباشد و بدین سبب ترانہ راقدا چہار بیت می گرفتہ اند و آنرا چہار بیتی خوانندہ
 اند و تہانسی رباعی و در ہر چہار قافیہ آوردن لازم می شمردہ اند اما بنزدیک متاخران چون مربعات
 این اوزان مستعمل نیست این اوزان متروک است و ہر بیتے را ازین ابیات مصرعے می شمردند
 و رباعی را دو بیتی میخوانند و مصرع سوم را خصی خوانند و قافیہ بشرط نمی نهند و اورت درما
 ہر مصرع مربع میں قافیہ لائے ہیں اور او سکوا ایک بیت شمار کیا ہے مانند رجز مشطوریہ کے یعنی
 رجز چہار رکنی کی فارسی میں کہ ایک بیت مربع کو سکی بجائے ایک مصرع ثمن کے ہوتی ہے
 اور ایک بیت ثمن میں چار قافیہ لاتے ہیں یا مانند ابیات موقد تازی کے کہ اس میں تضعیف
 معین ثمن ہوتی ہے یعنی موقد کہ اس میں عروض کچھ شامل مصرع اول اور کچھ داخل مصرع ثانی ہوتا ہے
 او سکی ایک بیت کو مصرع کر لیتے ہیں اور دو بیتوں کا ایک شعر ہوتا ہے پس اسی سبب ہے
 ترانے کو قدما نے چہار بیت قیاس کیا ہے اور او سکوا چہار بیتی کہا ہے یعنی اس میں ہر مصرع
 ایک بیت ہے اور تازی میں او سکوا رباعی کہتے ہیں اور چارون مصرعون میں قافیہ لانا واجب

جانتے ہیں اما نزدیک متاخر وں کے جو مریجات اس وزن اخرب کے متحمل نہیں ہیں یہ دونوں
 بھی متروک ہیں اور ہر بیت کو ان ابیات مریج سے ایک مصرع شمار کرتے ہیں اور رباعی کو دوئی
 کہتے ہیں اور تیسرے مصرع کو خفی کہتے ہیں اور اس میں قافیہ شرط نہیں جانتے ہیں یا وہ
 حضی فخت میں حضیہ کردہ کو کہتے ہیں مناسبت ظاہر ہے ہم وہ دیکھ کر کن دوم از ثمنات
 کہ چار خانہ نبود و از مسدسات و مریجاتی کہ دو نیمہ نشود و را بود کہ مقبوض استعمال کنند و باشد کہ
 خوشتر آید و در غیر ترانہ چون مقبوض آورند در ہمہ قصیدہ ہچمان بودت اور معلوم ہو کہ کن
 دوم ثمنات میں جہوقت چار خانہ نہوں یعنی مسط نہوں کو اسطے کہ مسط میں ارکان برابر
 اور ہوزن لازم ہیں اور مسدسات اور مریجات میں جہوقت دو نیمہ نہوں یعنی مسجع نہوں کو اسطے
 کہ مسجع میں ارکان برابر اور ہوزن لازم ہیں اور اسطے کہ وہ رکن دوم مقبوض استعمال کریں
 یعنی مفاعیلن لائیں اور یہ یعنی رکن دوم کا مقبوض لانا کبھی پیش نما ہوتا ہے اور سواثرانے کے
 جب رکن دوم مقبوض لائیں چاہیے کہ تمام قصیدہ سے ہیں برابر لائیں اختلاف نکوین اور رباعی
 حال محقق خود بیان کرتے ہیں ہم اما ترانہ خلط مقبوض و مکفوف بیکد گر و را بود و میان یا
 و نون معاقبہ بود و در ہمہ مواضع تسکین او اسطر و را بود و خلطش با شریک ہم را بود و بدین سبب
 رکن دوم ترانہ مقبوض مخفق و غیر مخفق و مکفوف مخفق و غیر مخفق شاید و رکن سوم مکفوف مخفق و غیر مخفق
 شاید بران تقدیر کہ رکن دوم مکفوف باشد اما بران تقدیر کہ رکن دوم مقبوض باشد مخفق صورت
 نہ بندد و رکن چارم ازل مخفق و غیر مخفق و محبوب مخفق و غیر مخفق شاید پس از از دولج ایش شش
 با چار و چہ رکن چارم بیت و چار و چہ حاصل آید کہ آنرا اوزان ترانہ خوانند است لیکن ترانے
 میں خلط مقبوض یعنی مفاعیلن اور مکفوف یعنی مفاعیل کا بیکد گر و اسطے اور در میان یا اور
 نون کے مفاعیلن میں معاقبہ ہے یعنی دونوں ساکن دونوں سببوں کے ساتھ ہی گر نہیں
 سکتے اور جملہ مواضع میں تسکین او اسطر و اسطے یعنی جہان تین متحرک واقع ہوں و ان حرف
 او سطر کو ساکن کر سکتے ہیں اور خلط تسکین کا ساتھ تحریک کے بھی رد ہے یعنی ایک جگہ
 مسکن ہو اور ایک جگہ متحرک اس میں کچھ قباحت نہیں اور اسی جہت سے رکن دوم ترانہ کا
 مقبوض مخفق یعنی فاعیلن اور غیر مخفق یعنی مفاعیلن اور مکفوف مخفق یعنی مفعول اور غیر مخفق

یعنی مفاعیل لائق ہے اور رکن سوم مکفوف مختق یعنی مفعول اور غیر مختق یعنی مفاعیل لائق ہو بشرطے کہ رکن دوم مکفوف یعنی مفاعیل ہو لیکن دوس صورت میں کہ رکن دوم مقبوض ہو یعنی مفاعیل تختیق ممکن نہوگی کسوا سطلے کہ جس رکن میں تختیق کرتے ہیں، یا قبل اوسکا حرف متحرک ہوتا ہے اور مفاعیل اوفاعل میں نون ساکن واقع ہوا ہے پس تختیق نہوسکے گی اور رکن چہام ترانے کا ازل مختق یعنی فاع اور غیر مختق یعنی مفعول اور محبوب مختق یعنی فاع اور غیر مختق یعنی فعل چاہیے پس ان چہم وجہوں کی آمیزش سے ساتھ چار وجہوں رکن چہام کی چوبیس وجہیں حاصل ہوتی ہیں کہ اولکوا اوزان ترانہ کہتے ہیں چہم وجہیں یہ ہیں کہ رکن دوم فاعلن یا مفاعیلن یا مفعول یا مفاعیل ہو اور رکن سوم مفعول یا مفاعیل ہو اور چار وجہیں یہ ہیں کہ رکن چہام فاع یا مفعول یا فاعل واقع ہو اور معلوم ہو کہ ارکان اوزان رباعی کے دس ہیں پہلا مفاعیلن یا مفعولن دوسرا مفاعیلن مقبوض تیسرا مفاعیل مکفوف چوتھا مفعولن اشہم یا پنجواں مفعول اخرب چٹھا فاعلن اشتر ستاواں مفعول ازل آٹھواں فعل محبوب نواں فاع ازل مختق دسواں فاع محبوب مختق اور چوبیس وجہیں اوزان ترانے کی جو حاصل ہوتی ہیں تفصیل اولکی یہ ہو جو کبھی جاتی ہے

۱ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۹ مفعول مفاعیل مفاعیل فعل	۷ مفعولن فاعلن مفاعیل فعل
۲ مفعول مفاعیل مفعول فعل	۱۰ مفعول مفاعیل مفاعیل فعل	۸ مفعولن فاعلن مفاعیل فعل
۳ مفعول مفاعیل مفعولن فاع	۱۱ مفعول مفاعیل مفاعیلن فاع	۹ مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع
۴ مفعول مفاعیل مفعولن فاع	۱۲ مفعول مفاعیل مفاعیلن فاع	۱۰ مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع
۵ مفعول مفاعیل مفاعیل فعل	۱۳ مفعولن مفعولن مفعول فعل	۱۱ مفعولن مفعول مفاعیل فعل
۶ مفعول مفاعیل مفاعیل فعل	۱۴ مفعولن مفعولن مفعول فعل	۱۲ مفعولن مفعول مفاعیل فعل
۷ مفعول مفاعیل مفاعیلن فاع	۱۵ مفعولن مفعولن مفعولن فاع	۱۳ مفعولن مفعول مفعولن فاع
۸ مفعول مفاعیل مفاعیلن فاع	۱۶ مفعولن مفعولن مفعولن فاع	۱۴ مفعولن مفعول مفعولن فاع

ح قول ابن شمس وجہ کہ حاصل شدہ ست از ضرب چار وجہ رکن دوم یعنی مقبوض مختق و غیر مختق و مکفوف مختق و غیر مختق یا دو وجہ رکن سوم یعنی مکفوف مختق و غیر مختق تم کلامہ اتنا سمجھ میں نہ آیا کہ جب چار کو دو میں ضرب دیجیے آٹھ ہوتے ہیں نہ چہم چوبیس کا ٹکنا کیسا ہم و ابن بحر را

خاصیتی است و آن آنست که در وی از وزن زده سبب خفیف مصرعی افتد بر نیگونی شعر ای دلبر
دل شد خوش جان هم شد زو خوشتر و این وزن اول ششم است که رکن آخر سالم است و اگر
یک یک سبب از وی افگنی وزنی دیگر شود هم از وزن این بستر تا آنگاه که پنج سبب بماند
و مصرعی بود از مربع این سبج بر نیگونی شعر ای دلبر دل شد و هم سبب تشکین متحرکات است
پس هشت وزن حاصل آید برین ترتیب که فضل هر یکی بر دیگری یک سبب خفیف باشد
ست اورا و سبج کی ایک خاصیت ہے کہ اس میں بارہ سبب خفیف سے ایک مصرع
آتا ہے جیسا کہ مرتبہ متن ہے وزن او سکا یہ ہے مفعول مفعول مفعول اور یہ وہی
وزن اول اخرب شمن ہے کہ رکن آخر او سکا سالم ہے یعنی مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل
مثال یہ کتنی مصرع ای دلبر جادووش وای فتنہ اہرمن پس جب ارکان مخفق ہو گئی ہر وزن
مفعول مفعول مفعول مفعول چار بار ہو جائے گی پس اگر ایک ایک سبب ان سببوں سے
گراے تو ایک وزن اور پیدا ہوتا جائے اس سبج کے اوزان سے بھی اور تشکین متحرکات سے
بھی یہاں تک کہ پانچ سبب رہ جائیں وہ ایک مصرع ہو مربع اس سبج کا جیسا کہ مصرع مذکور ہو
متن ہے اور وزن او سکا مفعول فعلن پس آٹھ وزن حاصل ہوتے ہیں اس ترتیب سے
کہ فضیلت ایک کی دوسرے پر ساتھ ایک سبب خفیف کے ہے مثلاً اخرب شمن یہ وزن ہے
مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل جب ایک سبب کم ہو یہ وزن ہو مفعول مفاعیل مفاعیل فعلن
مصرع او سکا صد سال باسید سلامی و پامی و اور جب دو سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول
مفاعیل مفاعیل فعل مصرع او سکا با این ہمہ در راہ تو گر خاک شوم و اور جب تین سبب
کم ہوں یہ وزن ہو مفعول مفاعیل مفاعیل فعل مصرع او سکا تا کی بود ای کو دک شگین دل
اور جب چار سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول مفاعیل فعلن مصرع او سکا کس نیت جگر
خوار تر از من و اور جب پانچ سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول مفاعیل فعل مصرع او سکا
باتو نتوان گفت سخن و اور جب چھ سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول مفاعیل مصرع او سکا
دکنون کہ چنین زارم و اور جب سات سبب کم ہوں یہ وزن ہو مفعول مفعول مصرع او سکا
یا اگر اسی و اور علی ہذا القیاس اوزان مخفق کہ مساوی وزن مفعول فعلن کا یہ مصرع ہے

ای دلیر دل شدہ کہ مرکب پانچ سبب سے ہے یعنی مفعول فعلن ہم رجز و این بحر ہم در ہر دو
نعت مستعمل است و اصلش تازیان را در دایرہ مستفعلن شش بار بود و در بنا وافی و مجز و مشطوع
و منہوک بکار دارند و اور ایک عروض و در ضرب باشد و پر پنج وزن آید و وافی و یکی مجز و ویکے
مشطوع و ویکے منہوک و بیتھائش نیست یہ بحر بھی دونوں لغت یعنی عربی اور فارسی میں
مستعمل ہے اور اصل او سکی و دائرہ تازی میں مستفعلن چہ بار ہے اور استعمال میں او سکو
وافی اور مجز و اور مشطوع اور منہوک لاتے ہیں اور اسکا ایک عروض یعنی سالم اور در ضرب
یعنی سالم اور مقلوع مفعولن لاتے ہیں اور پانچ وزنوں پر آتی ہے و وافی یعنی مسدس اور
ایک مجز و یعنی مربع اور ایک مشطوع یعنی تین رکن دونوں مصرعون میں اور ایک منہوک یعنی
دو رکن دونوں مصرعون میں اور بیتین او سکی یہ ہیں ہم اشعر دار سلمی اذ سلمی جبارہ
قفتر تری آیتھا مثل الزبرج عروض و ضرب ہر دو سالم است پہلا شعر عروض اور ضرب
دونوں سالم یعنی مستفعلن جیسا کہ مرقومہ متن میں معنی او سکے یہ ہیں کہ یہ گھر معشوقہ سلمی کا
جسوت سلمی ہمسایہ او سکی تھی خالی دیکھتا ہے تو نشان او سکے مثل کتاب کے کہ دال پر
نویسندہ ہے لقطع یہ ہے دارن سل مستفعلن ما اذ سلمی مستفعلن ما جارتن مستفعلن قفتر
مستفعلن آیتھا مستفعلن مثل زبرج مستفعلن ہم ب شعر القلب سہا مستر ج سالم
القلب شنی جاہد مجہود عروض سالم و ضرب مقلوع است و این ہر دو وافی است
دوسرا شعر کہ مرقومہ متن ہے عروض او سکا سالم اور ضرب مقلوع ہے یعنی مفعولن معنی یہ
ہیں دل اوس معشوقہ کا خرم اور سالم ہے اور دل میرا لقب لا میروا لایا ہے مستر ج بالضم
طلب راحت کنندہ منتخب سے جہد بالفتح والضم توانائی و کوشش و رنج منتخب سے لقطع القلب
میں مستفعلن ہستری مستفعلن میں سالم میں مستفعلن القلب میں مستفعلن فی جاہد میں مستفعلن مجہود
و مفعولن یہ دونوں وزن وافی ہیں ہم ج شعر قد باج قلبی منزل ہم من غیر و مقفرد
و این مجز و است و عروض و ضرب سالم است تیسرا شعر کہ مرقومہ متن ہے عروض اور ضرب
اوس میں دونوں سالم ہیں یعنی مستفعلن معنی یہ ہیں جوش میں لایا دل میرا گھر کہ مادر عمر سے
خالی ہے لقطع یہ ہے قد باج قل مستفعلن فی منزل مستفعلن میں ام عم مستفعلن رن مقفرد

مستفعلن اور یہ مجزوم ہے ہم شعر **ما ج آخر انا** و **تجو** آقا شجاع و این مسطور است
 و عروض ضربش باشد و صدرش ابتدایش است چوتھا شعر مرقومہ متن ہے اور مشطور
 یعنی تین رکن دونوں مصرعون میں ہیں اور عروض اسکا ضرب اوسکی ہے اور صدر اوسکا
 ابتدا اوسکی یعنی عروض اور ضرب اور صدر اور ابتدا میں مستفعلن واقع ہوا ہے اور چونکہ دونوں
 مصرع اسکے بجائے ایک مصرع مسدس الاصل کے ہیں عروض اور ضرب ایک ہے اور صدر
 اور ابتدا بھی ایک معنی شعر کے یہ ہیں کون چیز ہیجان میں لائی خرونکو اور رخ کو یا حاجت
 کہ اسنے مخزون کیا شیخو بالفتح حاجت اور اندوہ اور اندوہگین کرنا منتخب سے تقطیع یہ ہے
ما ج ا ح مستفعلن ران و **شج مستفعلن** و **ن قد شجا مستفعلن** ہم شعر یا لیتی فیہا جدم
 و این منہوک ست مانند مشطور و حشوندار دست پانچوان شعر مرقومہ متن ہے اور یہ منہوک
 یعنی نصف مجزوم ربع مانند مشطور کے یعنی اس میں بھی عروض اور ضرب اور صدر اور ابتدا ایک
 فرق آنا ہے کہ حشونہیں رکھتی ہے بخلاف مشطور کے معنی یہ ہیں کاشکے ہوتا میں اوس
 زمانے میں جو ان یہ قول ورقہ بن نوفل ابن عم حضرت خدیجہ کا ہے کہ اسنے جب حال
 جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سنا کہ کاش ہوتا میں جو ان اور اعانت تہاری کرتا
 تقطیع یہ ہے یا لیتی مستفعلن فیہا جدم مستفعلن جدم لفتحتین جو ان لڑا و تہ تعجب و ہم و عب و الصد
 بن سعد بن رجزی گفتہ است و ہریتی اذان رکنی بر نیگوہ شعر **قالت جبل اذا النخل**
ہذا الرجل حین اقبل اہدی بصلن و حکم این حکم شعرا ی ست کہ بربایت از ارکان مستعمل
 گفتہ اند بکلفت اور عبد الصمد بن سعد نے ایک رجز کہی ہے کہ ہریت اوس میں
 ایک رکن کی ہے اور وہ مرقومہ متن ہے معنی یہ ہیں کہ کہا مسماۃ جبل نے یہ کیا خیال ہے
 کہ اس مردے محفل کی اور یہ کیا پایز کو تقطیع **قالت جبل مستفعلن** و **اذا النخل مستفعلن** و **از ارکان**
 مستفعلن حین اقبل مستفعلن اہدی بصلن مستفعلن پس حکم ان شعروں کا حکم ان شعروں کا ہے کہ زیادہ
 ارکان مستعمل سے کہے ہیں بکلفت خلاف قاعدہ منضبطہ رجز بفتحتین ایک نوع ہے شعروں کا
 سے خلیل کہتا ہے کہ رجز داخل شعر نہیں ہے بلکہ وہ نصف بیت یا ثلث بیت سے کذا فی
 المنتخب ہم و بطریق زحاف در ہمہ کنہا غبن و طی و خیل روا بود و در ضرب مقطوع غبن بشر و ابو

ورکن آخر مشطور مقطوع و مخبون مقطوع بسیار آید است و خلیل انرا در عربی و دنیا و رده ت اور
 بطریق زحافات کے سب رکنوں میں جن یعنی مفاصلن اور طی یعنی منقطعن اور خلیل یعنی فطقتن رور
 اور ضرب مقطوع میں یعنی جب ضرب مفعولن ہو مخبون سے زیادہ ردا نہیں ہے یعنی ضرب یکجا
 مفعولن فعلن بھی جائز ہے اور رکن آخر مشطور یعنی تین رکن کی میت میں مقطوع یعنی مفعولن اور
 مخبون مقطوع یعنی فعلن بہت آیا ہے اور خلیل نے اسکو شمار نہیں کیا ہے اسواسے کہ خلیل
 قائل مشطور مثلث کا نہیں ہے اور شعر نزدیک اسکو وہ ہے کہ دو مصرع اور عروض اور ضرب
 رکھتا ہو یہ بات مثلث پر صادق نہیں ہے ان شئے پر البتہ صادق ہے لہذا خلیل قائل اسکا
 ہوا ہے کذا فی المفتاح ہم و اما پارسی اصل این بحر در آئہ مستفعلن شست بار در آئہ باشد
 دسہ نوع بود سالم و مخبون و مطوی و از ہر یک وافی و مجز و مشطور و منہوک یعنی ثمن و سدس
 و مربع و شئے آورده اند و بر مشطور عرب کہ مثلث باشد ہم گفته اند و مخبون را کمتر آئہ بار کنند
 و سالم و مطوی را چار عروض و در ضرب آورده اند و برسی وزن نہادہ دبا مخبون ہم چارہ پنج
 عروض و در آئہ ضرب باشد و بر چیل و چار وزن باشد و در آئہ فارسی میں اصل اس
 بحر کے دائرے میں مستفعلن آٹھ بار ہے اور تین طرح پر ہے سالم اسے مخبون اور مطوی
 اور ہر ایک کو انہیں سے دانی اور مجز و اور مشطور اور منہوک یعنی ثمن اور سدس اور مربع
 اور شئے لائے ہیں اور وجہ تفسیر کی یہ ہے تا مجز و اور مشطور اور منہوک عرب کا گمان ہو
 اور مشطور عرب کہ مثلث ہے یعنی تین رکنوں کی میت ہے اس وزن میں بھی شعر کے
 ہیں اور مخبون کو کہ قسم دوم ہے کمتر استعمال کرتے ہیں اور سالم اور مطوی کے چار عروض
 اور دس ضربین لائے ہیں ان کے ذنون پر سفر کیا ہے اور مخبون سے لاکر با پنج عروض
 اور بارہ ضربین ہیں اور چو الیس ذنون پر آتی ہے ہم رجز سالم عروضیان گفته اند این
 نوع را در عروض و پنج ضرب است و بر پا نوزدہ وزن آندہ چار ثمن و چار سدس و پنج مربع و یک
 مثلث و یک شئے باین تفصیل ثمنات است رجز سالم عروضیوں نے کہا ہے کہ اس نوع
 دو عروض ہیں یعنی سالم مستفعلن یا ذال مستفعلن اور مقطوع مفعولن یا اعرج مفعولان اور
 با پنج ضربین ہیں یعنی سالم اور ذال اور اعرج اور مقطوع اور مفعول مستفعلن اور نیزہ ذنون

بجز سالم

آتی ہے چار شمن اور چار مسدس اور پانچ مربع اور ایک مثلث اور ایک شے اگر چہ قیاس
چاہتا ہے کہ پچاس ہوں اس واسطے کہ جب دو کو پانچ میں ضرب دیجیے دس ہوں اور
جب دس کو پانچ بار لیجیے پچاس ہوں تفصیل اوں پندرہ کی یہ ہے شمنات ہم اعرض
سالم یا نزال اور ضرب نزال ب عروض ہچنان و ضرب سالم وہم و دو بحقیقت یک وزن است
و حکم نزال درین وزن ہماں است کہ حکم سبع و سہ سرج شمن چہ این وزن در درازی و تہائی
ان است و مثال این وزن چنین باشد بیت ای دولت تو سود ما و خی شمس تو مارا زیان
سودت ہمیشہ بابہا لیکن زیانت را یگانہ و مسطہ چہار خانہ برین وزن خوش آید
یہ ہما وزن عروض سالم یعنی مستفعلن یا نزال یعنی مستفعلن و ہما
عروض و ہی یعنی سالم یا نزال اور ضرب سالم اور دونوں وزن بحقیقت میں ایک ہیں اس لیے
کہ زیادت حرمت ساکن سے عروض اور ضرب میں وزن مختلف نہیں ہوتا اور حکم نزال کا
وزن میں وہی ہے جو حکم سبع کا تھا سرج شمن میں اس واسطے کہ یہ وزن درازی و تہائی
میں برابر ہو سکے ہے اگر نزال لائیں گے بیت داسے سے نکل جائے گی گزایا سنا خرا
بیت کیا ہے اور محقق اسکو جو عیب لکھتے ہیں بجا لکھتے ہیں اور مثال اس وزن کی ہونے
جو مرقومہ متن ہے او بابا بیت مذکور میں یعنی قیمتی تقطیع بیت مذکور سطح امی دولتی
تو سودا مستفعلن و خی شمس تو سودا مستفعلن مارا زیان مستفعلن سودت ہی مستفعلن شا بابہا مستفعلن
لیکن زیار مستفعلن بیت یگانہ مستفعلن اس مثال میں اگر الف و نون کو بجا کر ایک حرفت کے
لیجیے مثال سالم کی ہے والا مثال نزال کی اور چونکہ دونوں وزن واحد ہیں ایک مثال کافی
بلکہ نزال سچا ہیے کہ بیت داسے سے نکلی جاتی ہے لہذا محقق نے مثال بھی اوسکی نہ لکھی
اور مسطہ چہار خانہ اس وزن میں خوشنما ہے مثال مسطہ کی بیت حسر و غریب است و گدا
در شہر شاہہ باشد کہ از سببہ خدا سونی غریبان بگری صم ج عروض سالم اور ضرب اعرح
بر نیگو نہ بیت آگہ شوم از بوی خوش بی آنکہ کس گوید مرا اگر گدازد و نخواہ من پیش درم
تسکیران است قیصر وزن عروض سالم یعنی مستفعلن اور ضرب اعرح یعنی مفعولان تسکیر
لام مستفعلن ملبس بیت مرقومہ متن میں معنی بیت کے یہ ہیں کہ نئے اطلاع آگاہ ہو جاؤ نہیں

بوسے خوش سے اگر عشوق میرا میرے دروازے کی طرف سے گزرے وقت صبح یا شام
 تقطیع یہ ہے کہ شوم مستفعلن از بوی خوش مستفعلن نے آنگہ کس مستفعلن گوید مر مستفعلن گر بگذرد
 مستفعلن دلخواہ من مستفعلن پیشی درم مستفعلن شبگیران مفعولان معلوم ہو کہ یہ مفعولان بجا کر
 مستفعلن مسکن الامام ہے اور شبگیر یعنی غیب و معنی سحر گاہ و آخر شب اور سفر کرنا اور راہی ہونا
 رات کو قبل صبح اور بعد آدمی رات کے بران اور مصطلحات اور رشیدی اور بہار عجم کے کذا فی القیام
 ش شبگیران الف و نون صفت ست و آن حال واقع گشتہ از دلخواہ و معنی شبینہ را ہر دو صاحب
 میزان معنی شبگیران کہ صبح گاہ نوشتہ محض غلط باشد تم کلامہ ہر گاہ شبگیران معنی سحر گاہ
 لغت میں آیا ہے جیسا کہ مذکور ہوا کیونکہ محض شہراہم عروض موقوف یا اعرح و ضرب ہجنان
 بر نیگونہ بیت تا کی کنی ماہستم بر عاشق بیچارہ روزی بود کہ جو رنو گرد شہرہ آورہ
 و متاخران برین دو وزن شعر کم گویند چوتھا وزن عروض موقوف یعنی مفعولن یا اعرح
 مفعولان اور ضرب اوسیطر یعنی موقوف یا اعرح جیسا کہ بیت مثال مرقومہ متن ہو لفظ ماہ
 معنی امی ماہ اور ماہ سے مراد عشوق ہے تقطیع یہ ہے تا کی کنی مستفعلن ماہستم مستفعلن بر
 عاشقی مستفعلن بیچارہ مفعولن روزی بود مستفعلن کہ جو رنو مستفعلن گر دوشہ مستفعلن و آورہ
 و مفعولن اور متاخران نے اس وزن سوم اور بہار میں شعر کہتے ہیں ہم مسکات ہ
 عروض سالم یا نڈال و ضرب نڈال مثالش بیت تا کی مرا گوی کہ از من باش دورہ گرد و شبم
 از تو چون ہشتم بصورہ و عروض بہان و ضرب سالم و بحقیقت بہان است تا پانچواں وزن
 عروض سالم یعنی مستفعلن یا نڈال یعنی مستفعلن اور ضرب نڈال یعنی مستفعلن شعر مثال کا
 مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے تا کی مرا مستفعلن گوی کہ مرا مستفعلن من باش دورہ مستفعلن
 گرد و رہا مستفعلن ششم از تو مستفعلن ہشتم بصورہ مستفعلن وزن چٹا عروض وہی یعنی سالم
 یا نڈال اور ضرب سالم اور یہ حقیقت میں وہی ہے اس واسطے کہ افزونی ایک ساکن کی
 غیر وزن نہیں ہے لہذا مثال بھی اسکی علاحدہ نہ کھی ہم نہ عروض سالم و ضرب اعرح و ضرب
 سالم و ضرب موقوف و ہر دو یکی است مثالش بیت ہرگز نکر دم با تو جانان من بدی
 پس چونکہ از نیکی نیم بر خود دارت سا تو ان وزن عروض سالم یعنی مستفعلن اور ضرب اعرح

یعنی مفعولان وزن انھوں ان عروض سالم یعنی مستفعلن اور ضرب مفعول ع یعنی مفعولن اور یہ وزن
 وزن ایک ہیں کہ افزودنی حرف ساکن سے وزن نہیں بدلتا مثال متن میں مرقوم ہے اور لفظ
 چون مثال میں یعنی جبراً ہی تقطیع او سکی یہ ہے ہرگز نہ مستفعلن دم باتجا مستفعلن یا من بدی
 پس چونکہ از مستفعلن نیکی نیم مستفعلن بہ خروار مفعولان اور چونکہ دولون وزن ایک ہیں ایک
 مثال کافی ہے ہم مربعات ط عروض سالم یا نذال و ضرب مرفل مثالش رودکی گوید
 ای دل بہ تیز آتش پری + یازیر چنگال عقابی بہت مربعات نوزان وزن عروض سالم یعنی مستفعلن
 یا نذال یعنی مستفعلن اور ضرب مرفل یعنی مستفعلن مثال میں رودکی کا شعر مرقوم متن ہے یعنی
 شعر کے یہ ہیں کہ ای دل آتش تیر عشق میں پروا کر تا ہے تو یا چنکل عقاب میں ہے کہ وہ تجھ کو
 اوڑائے لیے جاتا ہے تقطیع یہ ہے ای دل تہی مستفعلن ز آتش پری مستفعلن یازیر چن
 کالی عقابی مستفعلن اس جگہ صاحب حاشیہ کہتا ہے لیکن مخفی غماند کہ مرفل از ضرب
 مستفعلن در عربی و فارسی در سابق مذکور نیست تم کلامہ معلوم ہو کہ محقق علیہ الرحمہ نے بیان مرفل
 میں پہلے ہی لکھا ہے کہ در آخر متفعلن اقتد و خاص بود بوزن مجز و اور فروغ متفعلن میں ہی
 متفعلن علامت اور مستفعلن اور متفعلن اور متفعلن کو لکھا ہے کہ این جملہ خاص بود
 بکامل پس جب ترفیل اہل عرب کے نزدیک کامل میں مخصوص ہوا فروع مستفعلن میں مرفل بطور عربی
 کیون لگتے مگر فارسی میں کہ بتقلید اہل عرب مستفعلن ہیں خلاف قیاس ترفیل لائے ہیں اور کا شعر
 محقق نے لکھا یا مدیم کہ یہ امر تقلیدی ہے نہ اصلی چنانچہ آئندہ اسی بحر میں لگتے ہیں کہ سو
 وافی اسچہ گفتہ انداز بہت تتبع عرب گفتہ اندم می عروض ہجنان است و ضرب نذال یا عروض
 ہجنان و ضرب سالم و ہر دو یک حکم دارد مثالش شعر اسی دلبر آزارہ نوچہ تاک کی عتاب و خجک تو
 ت و سوان وزن عروض وہی یعنی سالم یا نذال اور ضرب نذال یعنی مستفعلن گیارہوان وزن
 عروض وہی یعنی سالم یا نذال اور ضرب سالم یعنی مستفعلن اوزان دولون کا ایک حکم ہی یعنی وزن
 واحد ہیں لہذا ایک شعر مثال کا بھی لکھا تقطیع او سکی یہ ہے اسی دلبری مستفعلن ازادو مستفعلن
 تاک کی عتاب مستفعلن بو خجک تو مستفعلن ہم یہ عروض سالم یا اعرج و ضرب اعرج برنگونہ شعر
 ناخوردہ بادہ چشم نوچہ گوئی چہرا شد مخمور بہت بارہوان وزن عروض سالم یعنی مستفعلن

یا اعرح یعنی مفعولان اور ضرب اعرح یعنی مفعولان شعر مثال کا مرقومہ متن ہے تقطیع
یہ ہے ناخرہ ہستقلن داچشم تو مستقلن گوئی چراستقلن شد مخمور مفعولان صم سج
عروض سالم باعطوع و ضرب مقطوع برنگو نہ بیت گریار دیگر داری ہزان آید شوری
ت تیر ہوان وزن عروض سالم یعنی مستقلن یا مقطوع یعنی مفعولن و ضرب مقطوع
یعنی مفعولن شعر مثال کا جیسا کہ متن میں کہا ہے تقطیع اوسکی یہ ہے گریار داری مستقلن
گر داری مفعولن ز ااید م مستقلن و شوری مفعولن صم مثلث یہ بدست یعنی برین وزن قصیدہ
گفتہ است کہ اولش این ست بیت نوشد جهان زین نو بہار و سال نو بد و عرب و شبہ کردہ
و کسے دیگر برین وزن نگفتہ است مثلث چود ہوان وزن بدیع یعنی از اس وزن
قصیدہ کہا ہے جیسا کہ شعر اول اوسکا متن میں کہا ہے اور عرب سے شبہ کیا ہے
اور کسی اور نے اس وزن مثلث میں نہیں کہا ہے تقطیع نوشد جهان مستقلن زنی نو بہار
مستقلن و سال نو مستقلن صم ثمنی یہ بیت بدخوبتی برکیماست شے یعنی مصع ایک
رکن کا اور بیت دور کن کی پذیر ہوان وزن بیت اوسکی جیسا کہ متن میں لکھی ہو معنی
بیت کے یہ ہیں کہ معشوق بد خو اور مغرور ہے اپنی کیمیا دانی پر یا مراد کیمیا جو خجہ
تدبیر صاحب ہو تقطیع یہ ہے بدخوبتے مستقلن برکیما مستقلن صم و مستعمل خبر و یک
مناخران ازین جملہ وزن اول بیش نیست و باقی از جہت تتبع شعر عرب گفتہ اند و سدس سالم
یا مر بیع از دیگران بہتر باشد اور مستعمل نزدیک تاخرون کو ان سب وزنوں سے اول
بہت سے یعنی ثمن دانی اور باقی جو کچھ کہا ہو جہت تتبع عرب کو کہا ہو اور سدس سالم یا مر بیع
اور وزنوں سے بہتر ہے ہم دہم بدیع یعنی گفتہ است قصیدہ مجاہبات عبد الصمد بن الفضل بیت
از یک کن کہ اولش اینست بیت شو بر گذر اندر زنگر یاد سفر یاد و حضر دیدی سپر ز خو تر
ت اور بدیع یعنی نے ایک قصیدہ کہا ہے جواب عبد الصمد بن الفضل میں کہ ہر بیت اوسکی
ایک رکن کی ہے اور آغاز قصیدہ یہ ہے جیسا کہ متن میں کہا ہے تقطیع شو بر گذر مستقلن
دقس علی ہذا ہم رجز محتول ہمہ ارکان مخبون بود و عروضیان بازاری ہر بتی از سالم تہی از مخبون
بیانہ گر آفکد ضربش مرفل باشد و اعرح و مقطوع بے سخن آوردند و ہمہ تکلفے بود و از ہمہ بہتر متن

یاسدس باشد ہمہ ارکان مخبون بلیت دودیدہ دارم از سر شک غرقہ گشتہ ایصنہ
 ویک زاتش ولم باندہ خشک ہر دلب و باقی برین قیاس ت رجز مخبون اس میں
 سب ارکان مخبون ہوتے ہیں اور عرضی بمقابلہ ہر بیت کے اوزان سالم سے ایک بیت
 مخبون لاتے ہیں مگر وہ وزن کہ ضربا و سکی مرفل یعنی مستفلا تن اور عرج یعنی مفعولان اور
 مقطوع یعنی مفعولن ہوا نکوبی خبن لاتے ہیں اور یہ سب تکلف سے خالی نہیں اور سب
 اوزان سے بہتر شمن یاسدس ہے مثال ہمہ ارکان مخبون کی جیسے محقق علیہ الرحمہ نے
 لکھی ہے تقطیع او سکی یہ ہے دودیدہ و امفا علن رفر سرش مفا علن کفر فکش مفا علن تیا
 صنم مفا علن ویک زامفا علن تشی ولم مفا علن بند خشن مفا علن کہر دلب مفا علن اور باقی
 اسی قیاس پر ظاہر عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پندرہ وزن جو رجز سالم کے کہے
 ہیں اونہی وزن رجز مخبون کے بھی آتے ہیں مگر جہاں ضرب مرفل اور عرج اور مقطوع
 پڑتی ہے او سکو بے خبن استعمال کرتے ہیں باقی ارکان مخبون مگر شرح میں یہ عبارت
 لکھی ہے مش باید انست کہ مرفل و عرج و مقطوع کہ در مخبون نیاید پس دوزدہ ماند دوزدہ
 مثلث و تشی ہم دنیا ید پس باقی ماندہ زن برای مخبون چار از مثلثات دوزدہ از سدست
 و چار از مریات تم کلامہ قتال ہم رجز مطوی ہمہ ارکان مطوی بود و عرضیان بازی
 ہر بیت از سالم بیتی ہمہ ارکان مطوی گویند و مرفل را ہم مثالی بیا و زند و این وزن از مخبون
 خوشتر بود مثالش از شمن بیت تا سفری شد بت من جان دولم شد سفری چ روز شب
 از وقت از پیشہ من نوحہ گری ت رجز مطوی اس میں سب ارکان مطوی یعنی مفتعلن
 ہوتے ہیں اور عرضی بمقابلہ ہر بیت کے ابیات سالم سے ایک بیت مطوی لاتے ہیں
 کہ اوسین سب رکن مطوی ہوتے ہیں اور مرفل کی مثال لاتے ہیں اور یہ وزن مخبون
 خوشتر ہے مثال شمن کی جیسی متن میں لکھی ہے سفری یعنی مسافر تقطیع یہ ہے تا سفری
 مفتعلن شبت من مفتعلن جاندم مفتعلن شد سفری مفتعلن روز شبر مفتعلن فرقت او مفتعلن
 پیشہ من مفتعلن نو حکری مفتعلن ہم مثالش از سدس بلیت امی صنم از عشق تو بیمار شدیم
 تو کنی ہیچ بکارم نظری ت مثال سدس کی جیسا کہ متن میں لکھی ہے تقطیع او سکی یہ ہر اسی

مفتعلن عشق ہی مفتعلن مارشدم مفتعلن توکنی مفتعلن بیچ بکا مفتعلن سم نظری مفتعلن هم شکیر
 اوسط ہمہ جار و دارند و انگاہ میان ضرب اعرح و ضرب مطوی نزال مسکن و میان ضرب قتلوع
 و ضرب مطوی مسکن فرق نمازد و در عدد و ضرب خط لازم آید و اینجا ہم ابیات از اسباب متوالی
 برخیزد و مانہ بران ترتیب کہ در ہزج ت اور شکلیں اوسط سب جگہ جائز رکھتے ہیں یعنی تین
 متحرک متوالی مفتعلن بین اوسط کو ساکن کر کے بروزن مفعولن کہتے ہیں پس اوسوقت یعنی
 وقت تشکیل اوسط سہ متحرک متوالی مفتعلن کو در میان ضرب اعرح یعنی مفعولان اور ضرب مطوی
 نزال مسکن یعنی مفعولان اور در میان ضرب قتلوع یعنی مفعولن اور ضرب مطوی مسکن یعنی مفعولن کے
 فرق نہیں رہتا اور عدد و ضرب میں خط لازم آتا ہے یعنی کچھ امتیاز یکدیگر نہیں رہتا اس جہت سے
 مطوی کو ساتھ مقلوع اور اعرح کے نہیں لاتے اور یہاں بھی بتین اسباب متوالی سے
 پیدا ہوتے ہیں یعنی جب مفتعلن سب جگہ مسکن ہو کر مفعولن مفعولن ہو اتمام بیت میں اسباب
 جمع ہو گئے لیکن نہ اوس ترتیب سے کہ ہزج میں یعنی ہزج میں ایک ایک سبب کم کر کے
 آٹھ اوزان ہوئے تھے اوسی وزن سے یہاں وہ صورت نہیں ہے ہم و متاخران برہمن
 این بحر شعر گفتہ اند و باشد کہ در میان ارکان مثنوی مجنون افتد و عیبی زیادت نباشد و اما تناسب
 باید داشت مثالش از شعر سنائی بلیت دست کسی بر نرسد بشاخ ہویت تو چہ تارک نخیست
 اوز بسنج و بن بر کنی چون رکن سیم مصرع اول مجنون آوردہ نظیرش از مصرع دوم ہم نہایت
 مناسب مجنون آوردہ و در باقی قصیدہ بیچ رکن مجنون نیست و بیچین بسیار نشاید کہ استعمال کنند
 ت اور متاخران نے اس بحر کی مشمن میں شعر کہے ہیں اور کہیں در میان ارکان کسی بیت کے
 رکن مجنون آجاتا ہے اور یہ عیب البتہ ہے مگر وزن میں فرق نہیں لیکن تناسب کو نگاہ رکھنا چاہیے
 یعنی قوع اوسکا اگر ہو تو دونوں مصرعون میں ہونمال اوسکی شعر سنائی شاعر کا ہوسنائی بفتح
 نام ایک شخص کا کہ حکمت اور شاعری میں مرتبہ اعلیٰ رکھتا تھا اور سنا بمعنی روشنی کذا فی الغیث
 و الکشف لقطع شعر کی یہ ہے دست کسی مفتعلن بر نرسد مفتعلن بشاخ ہو مفاعلن و بیت مفتعلن
 تاگ پنج مفتعلن بیت او مفتعلن پنج و بن مفاعلن بر کنی مفتعلن چونکہ شاعر رکن سوم مصرع اول کا
 مجنون لایا مثل اسکے رکن سوم مصرع دوم کا بھی بحت مناسب کے مجنون لایا اور باقی قصیدہ

میں کوئی رکن مجنون نہیں ہے اور ایسا بہت احتمال نکرنا چاہیے ہویت بہ تشدید او دیا
 بمعنی حقیقت و ماہیت کذا فی الشعر و ہویت بضم اول و کسر واو و تشدید تحتانی مفتوحہ و بعدہ
 فوقانی مرتبہ و ذات باری تعالیٰ ذلا ہویت کشف سے کذا فی الغیث بخت باساق
 یا و تائی مصدری بخت سے کہ بالفتح بمعنی سخی و کریم ہے کذا فی القاموس بمعنی بیت کے یہ ہیں
 کہ ہاتھ کسی کا تیری شاخ حقیقت و ماہیت پر نہیں ہونچتا ہے اس خوف سے کہ مبادا رگ
 سنجابت او سکی سیخ و بن سے او کھاڑ کر چھیک دے تو ہم بعضے از متاخران مجنون بطوی
 با یکدیگر تالیف کنند و بیتے از مفاعلن و مفععلن چار بار یا بالعکس بجا دازند و خوش باشد مثال
 اولیٰ شعر ز نیکوان لطف و کرم منرا تر از جو ستم مدار ازین بیش بنم دل مرا لہ خا و اگر جانجو
 و رین ترتیب بگرد و غدر خواہن چنانکہ خاقانی گوید در قصیدہ کہ ترتیب دوم گفتہ است بیت کیسہ
 هنوز فرہ است بانوارین قوی دلم چارہ چاقانی اگر کیسہ رسد بلا غری کہ گرچہ موضع لقب مفععلن
 دوبارہ شدہ بجز قاعدہ نشد تا تو بہانہ آوری است اور بعضے متاخرین نے مجنون اور مطوی کو
 با یکدیگر تالیف دی ہے اور ایک بیت مفاعلن مفععلن سے چار بار یا بالعکس یعنی مفععلن مفاعلن
 چار بار کہی ہے اور وزن خوب ہے مثال اول کی جیسا کہ متن میں لکھی ہے تعلق او سکی یہ ہے
 ز نیکوان مفاعلن مفععلن ستر از جو ستم مدار زنی مفاعلن بیش بنم
 مفععلن دلی مرا مفاعلن ناہ رخا مفععلن او اگر کسی جگہ پر یہ ترتیب جانی رہتی ہے عذہ بیش کو
 ہیں جیسا کہ خاقانی کہتا ہے اوس قصیدہ میں کہ ترتیب دوم کہا ہے یعنی بروزن مفععلن
 مفاعلن چار بار و دون شعر خاقانی کے جو متن میں لکھے ہیں تعلق او سکی یہ ہے کیسہ مفععلن
 ز فرہنس مفاعلن باتازی مفععلن قوی دلم مفاعلن چارچا مفععلن فانیکہ مفععلن کیسہ مفععلن
 بلا غری مفاعلن گرچہ ہو مفععلن ضعی لقب مفاعلن مفععلن و بار شد مفاعلن بجز قاعدہ
 مفععلن عدہ نشد مفاعلن تا بہما مفععلن نا آوری مفاعلن معنی یہ ہیں کہ اگرچہ لفظ خاقانی کی جگہ
 رکن مفععلن دوبارہ آگیا مگر یہ بات قاعدہ سے خارج نہیں ہے اور کیسہ کا فرہ ہونا یعنی
 لہر پر ہونا او سکا ز سے اور لاغری ہونا یعنی خالی ہونا او سکا ز سے اور معلوم ہو کہ اگر لفظ خاقانی
 بجای مفععلن مسکن آتا اس جہت ہو تا ہم رمل و این بحر ہم بازی و ہم بفارسی متصل ہوا

تہا زمی در دائرہ فاعلاتن شش بار باشد و در نیا وافی و مجز و بکار و در نزد و عروض و چہار
ضرب بود و بر شش تن آن ہمہ وافی و سہ مجز و ہتھائش نیست ت یہ مجز بھی تازی اور فاری
میں مستعمل ہے اور اصل اوسکی تازی کے دائرے میں فاعلاتن چہ بار ہے اور استمال میں
وافی اور مجز و لا تے ہیں اور اوسکے دو عروض ایک سالم یعنی فاعلاتن دوسرا محذوف یعنی فاعلن
اور چار ضرب ہیں ہیں ایک سالم یعنی فاعلاتن دوسری مسبغ یعنی فاعلیان تیسری مقصور یعنی
فاعلان چوتھی محذوف یعنی فاعلن اور چہ وزنوں پر آتی ہے متین وافی اور تین مجز اور تین
اوسکی یہ ہیں م اشعر ابلغ النعمان عنی ما لکما ۛ اَنہ قد طال حبسی و انتظاری ۛ عروض
محذوف و ضرب سالم است ت پہلا شعر جو متن میں ہے عروض اوسکا محذوف یعنی فاعلن
اور ضرب سالم یعنی فاعلاتن ہے معنی یہ ہیں کہ پہنچا تو نعمان کو میری طرف سے خبر اس بات کی
جیسا کہ پہنچا ناخبر کا چاہیے کہ تحقیق طول ہوا جلس میرا اور انتظار میرا تطبیع یہ سے ابلغ
بلغ فاعلاتن مان غنی فاعلاتن مالکن فاعلن انتہو قد فاعلاتن طال جلسی فاعلاتن انتظاری فاعلاتن
اور مالکما بروزن مفعول مصدر یعنی ابلاغ ہے م و اگر عروض سالم کنند خلیل آرا متمم خواندہ انا
مستعمل نیست ت اور اگر عروض سالم لائین خلیل فی اوسکا نام متمم رکھا ہے لیکن مستعمل نہیں ہے
م ب شعر مثل سخن ابرو عقی بعدک القطر منقذہ و تاذیب الشمال ۛ عروض محذوف و
ضرب مقصور است ت دوسرا شعر جو قومہ متن ہے عروض محذوف یعنی فاعلن اور ضرب
مقصور یعنی فاعلان ہے بروز بالضم جامہ محط منتخب سے اور معنی بالفتح منزل اور مقام اور
جای محبت منتخب سے تاذیب و نکو جلنا منتخب سے معنی یہ ہیں مثل چادر کہنے کے نابود کیا
بعد تیری باران مکان اوسکا اور زمین و شمال و اولام القطر کا شامل صراع اول ۛ تطبیع یہ مثل فاعلاتن
بر و عفا فاعلاتن بعد کل فاعلن قطر منقذہ فاعلاتن ہو و تاذی فاعلاتن بشمال اعلان صرح شعر قائم است
الخنسا ۛ لکما جیٹھا ۛ شاب راسی بقدر حذا و انشتہب ۛ ہر دو محذوف است و این ہر دو وافی است
ت تیسرا وزن شعر جیسا کہ متن میں لکھا ہے عروض اور ضرب دونوں محذوف ہیں یعنی فاعلن
خنسا و نامہ ن معنی ہیں کہ کما خنسا لے کہ جسوقت سے گئی میں اوسکے یہاں سپید ہو کر سر
بعد اس جانے کے اور سپیدی سیاہی پر غالب ہوئی تطبیع یہ ہے فاعلن فاعلاتن سارا

فاعلاتن جیتھا فاعلن شاب راسی فاعلاتن بعد اذا فاعلاتن و متب فاعلن یہ تینوں وزن
 جو بیان کیے دانی ہیں ہم شعر یا غزل یا ازبنا و آنجر از سنا بفسان عروض سالم و ضرب مسنج است
 ت چوتھا شعر جو متن میں لکھا ہے عروض او سکا سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب مسنج ہے
 یعنی فاعلیان خلیل یعنی رفیق ربیع لفظ تین مقیم ہونا کسی جگہ منتخب سے عسغان بالضم نام ایک
 موضع کا کہ دو منزل کہ منظمہ سے ہے اور بعضے سنخون میں بجائے رسنا بجائے بھی ہے بمعنی
 مکان اور سین و آنجر کا متعلق مصرع اول ہے معنی یہ ہیں امی دور فیکو میری ٹھہرو اور خبر لو
 آنار مکان معشوقہ کے کہ موضع عسغان میں ہے قطع یہ ہے یا خلیل فاعلاتن پر بجاوس
 فاعلاتن تجزاس فاعلاتن من بفسان فاعلیان ہم شعر مقفرات و از سناٹ یہ مثل آیات
 الزبور ہر دو سالم است ت پانچواں شعر جو متن میں لکھا ہے عروض اور ضرب دونوں سالم
 ہیں یعنی فاعلاتن اور صرف رالفظ زبور میں باشباع کسرہ ہے معنی یہ ہیں کہ مکانا سے
 خالی کہنہ مثل نقوش کتابت ہیں کہ دلالت کرتے ہیں کاتب پر یعنی ساکنوں پر قطع یہ ہے
 منقراتن فاعلاتن و از ساتن فاعلاتن مثل ایافا فاعلاتن تر زبوری فاعلاتن ہم و شعر طامنا
 موقت یہ تعینان من ہذا الثمن عروض سالم و ضرب مخذوف ست و دین ہر سہ مجزوست
 ت چھٹا شعر جو متن میں لکھا ہے عروض او سکا سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب مخذوف یعنی فاعلاتن
 عین اور ی عینان میں متعلق مصرع اول ہے معنی یہ ہیں مدت ہوئی کہ خشک ہوئیں واسطی
 و دونوں آنکھیں میری اس معشوقہ سے کہ نام او سکا شش ہے اور بعضے سنخون میں بجاو طامنا
 مالما ہے اس صورت میں معنی یہ ہوئے کہ کیا ہے متن کہ بسبب او سکے آنکھیں میری خشک ہوئیں
 قطع یہ ہے طامنا فاعلاتن رت بھلی فاعلاتن نان من فاعلاتن ذت متن فاعلن یہ تینوں
 وزن مجزوکے ہیں ہم و اما زحافش در ارکان خبن و کھٹ و شکل روا بود اگر اچھ در ضرب افتد
 و میافخن و الف کہ بفاے رکن دوم و سوم محیط باشد معاقبہ باشد و ارکان باین سبب صدر یا
 یا طرفین یا بری شبنہ چنانکہ گفتہ آمدہ است و اما زحاف او سکی ارکان میں خبن یعنی فعلان
 او کھٹ یعنی فاعلات اور شکل یعنی فعلات روا ہے مگر وہ رکن کہ ضرب میں پڑے اوس میں
 کھٹ اور شکل روا نہیں ہے اور در میان الٹ اور لون کے جو فاسے رکن دوم سے فاسے

رکن سوم تک محیط ہیں محاقبہ ہے مثلاً فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن پس نون فاعلاتن اول اور
 اول فاعلاتن ثالث نے احاطہ کیا ہے فاعل رکن دوم سے فاعل رکن سوم تک اور درمیان
 انکے دو جگہ محاقبہ واقع ہوا ہے یعنی دو سببوں کے سلک میں آخر یا سلامت رہیں گے یا ایک نہیں
 کر گیا دونوں متاثر ہوئے اور اگر ان محاقبہ کے سبب سے صدر یا عجز یا طر فین یا ہر ہی ہو گیا مگر
 قبل ازین کہا گیا ہے مثلاً فاعلاتن فاعلاتن میں اگر فاعلاتن ہو گا رکن صدر کہلائے گا اور اگر
 فاعلاتن فعلاتن ہو گا رکن عجز کہلائے گا اور اگر فاعلاتن فعلاتن ہو گا رکن طر فین
 ہو گا اور اگر رکن سب سلامت رہیں گے بری کہلائیں گے ہم وانا بفارسی این مجرود نوع آید
 سالم و مجنون و بعض عروضیان ہر یک را بھرے دیگر شعر مند ہر یکے وافی و مجرود و مشطور
 یعنی شمن و مسدس و مربع و شنی آرد و اند و جملہ را ہشت عروض و چار و ضرب آرد و اند و گفتہ
 برسی و چار وزن است لیکن فارسی میں یہ مجرود و نوع پر آتی ہے سالم اور مجنون اور
 بعض عروضی ان دونوں کو دو بحرین جداگانہ شمار کرتے ہیں اور ہر ایک کو وافی اور مجرود و مشطور
 اور شہوک یعنی شمن اور مسدس اور مربع اور شنی لائے ہیں اور ان سب کی آٹھ عروض اور چار
 ضربین لائے ہیں اور کہا ہے کہ جو تیس وزنوں پر ہے ہم رمل سالم عروضیان این نوع را
 پنج عروض و نہ ضرب آرد و اند و گفتہ اند ہفدہ وزن است ہفت شمن و پنج مسدس و چار مربع
 و یکے شنی ت رمل سالم عروضی اس قسم کے پانچ عروض لائے ہیں ایک سالم یعنی فاعلاتن
 دوسرا محذوف یعنی فاعلن یا مقصور یعنی فاعلان تیسرا محذوف اعرج مجنون یعنی فاعل یا محذوف
 مقطوع مجنون یعنی فعل جو تھا محذوف مطبوس یعنی فاع یا محذوف احد یعنی فع یا پنجون مشع
 یعنی مفعولن اور نہ ضرعین لائے ہیں ایک سالم یعنی فاعلاتن دوسری مقصور یعنی فاعلان تیسری
 محذوف یعنی فاعلن جو تھی محذوف اعرج مجنون یعنی فاعل یا پنجون محذوف مقطوع مجنون یعنی
 فعل چٹی محذوف مطبوس یعنی فاع ساتوین محذوف احد یعنی فع آٹھوین یعنی فاعلیب ای
 تہین مشع یعنی مفعولن اور کہا ہے کہ سترہ وزن ہیں سات شمن اور پانچ مسدس اور چار مربع
 اور ایک فتنے ہم شمنات عروض و ضرب ہر دو سالم مثالش شعر چند گریم چند نالم چند باشم
 جفت اندہ ہد نیست کوئی ماہ روی مر مر ازین غم رہائی ست شمنات پہلا وزن عروض اور

ضرب دونوں سالم ہیں یعنی فاعلاتن مثال اوسکی شعرو جو محقق علیہ الرحمہ لکھا ہے قطعاً یہ ہے
 چند کریم فاعلاتن چند نالم فاعلاتن چند باشم فاعلاتن جفت اندہ فاعلاتن نیست گوئی فاعلاتن
 ماہ روی فاعلاتن مر مر ازی فاعلاتن غم رانی فاعلاتن ماہ روی اسی ماہ روی من و بکاسے
 ماہ روی ماہ رویان بھی بعضے نسخوں میں ہے اور جفت اندہ یعنی صاحب اندوہ ہم ب عروض
 مقصور یا محذوف و ضرب مقصور مثالش ملیت مر مر از جان و دل چیزی گرامی تر بنو و دل پر
 روز و صلت جان و ہم روز و فراق و دوسرا وزن عروض مقصور یعنی فاعلان یا محذوف و یعنی
 فاعلان اور ضرب مقصور یعنی فاعلان مثال اوسکی شعرو جن میں لکھا ہے قطعاً یہ ہے مر مر از
 فاعلاتن جان بچی فاعلاتن زری گرامی فاعلاتن تر بنو و فاعلان دل بد ادم فاعلاتن روز و صلت
 فاعلاتن جادہم و فاعلاتن زلفراق فاعلان ہم ج عروض ہما ضرب محذوف و بحقیقت ہاں
 وزن است تیسرے وزن عروض وہی یعنی مقصور فاعلان یا محذوف فاعلان اور ضرب محذوف
 فاعلان ہے اور حقیقت میں وہی وزن بچنے دوسرا اور تیسرا ایک وزن ہے مگر مثال عروض
 مقصور اور ضرب محذوف کی یہ ہے ملیت فی مر آرام در شہر نہ در وادی قرار ہے ہجو میں در
 عشق مجنون دگر سید انشد مثال دونوں محذوف کی ملیت بر امید نقش ویت دست
 نقاش ازل و نقش با بر بست لیکن چون نو کتر یافتہ ہم و عروض محذوف اعرج مجنون یا محذوف
 مقلوع مجنون و ضرب محذوف اعرج مجنون بر نیگو نہ ملیت تاکہ از ہجران نگار چند باشم بدو
 سنگ آہن نہ ستم من چند باشم بصورت چوتھا وزن عروض محذوف اعرج مجنون یعنی فاعلان
 یا محذوف مقلوع مجنون یعنی فعل اور ضرب محذوف اعرج مجنون یعنی فاعلان کی مرقومہ
 متن ہے معنی یہ کہ کب تک ہو نہیں اور صبر کروں میں کہ مثل سنگ و آہن کے سخت نہیں ہو
 قطعاً یہ ہے تاکہ نہ ستم فاعلاتن را نگار فاعلاتن چند باشم فاعلاتن بدو فاعلان سنگ آہن فاعلان
 نیستم من فاعلاتن چند باشم فاعلاتن بصورت فاعلان عروض ہماں و ضرب محذوف مقلوع مجنون
 بد نیگو نہ ملیت بانو خوبی کرد خواہم گر تو خوبی کنی و ز تو زشتی کرد خواہی با تو زشتی کنم
 پانچواں وزن عروض وہی یعنی فاعلان یا فعل اور ضرب محذوف مقلوع مجنون یعنی فعل شعر مثال
 جیسا کہ متن میں ہے قطعاً اوسکی یہ ہے باجنوبی فاعلاتن کرد خا ہم فاعلاتن کرت خوبی فاعلاتن

کئی فعل در تشریحی فاعلاتن کرد خاہی فاعلاتن بآرشی فاعلاتن کنم فعل کرد خواہم یعنی خواہم کرد
اور کرد خواہی یعنی خواہی کردم و عروض محذوف مطبوس یا محذوف اعد و ضرب محذوف مطبوس
مثالش مشعر کار خویش از چاکر خود از چہ داری زارہ کار خویش از رازداری از سخن چین دار
ت چٹا وزن عروض محذوف مطبوس یعنی فاع یا محذوف اخذ یعنی فع اور ضرب محذوف
مطبوس یعنی فعل مثال او سکی جیسا کہ متن میں ہے رازداشتن محاورہ ہے یعنی کتمان اور عدم
افشا اور رازداری یعنی مخفی داشتن معنی بیت کے یہ ہیں کہ کام اپنا اپنے چاکر سے کیوں چھپاؤ
اگر چہ تو سخن چین سے چہا قطع یہ ہے کا رخیشہ فاعلاتن چاکر سید فاعلاتن از چہ داری
فاعلاتن راز فاع کارخیشہ فاعلاتن رازداری فاعلاتن از سخن جی فاعلاتن دار فاع ہم نہ
عروض ہمان و ضرب محذوف اخذ مثالش مشعر مردانا رازدانا یا ربا بد خوب بہ گرتودانائی
تراہم یار دانا بہ و دین چہار وزن اخیر نزدیک مناخران مجبور است سانون وزن
عروض وہی یعنی فاع یا فع اور ضرب محذوف اخذ یعنی فع مثال او سکی جیسا کہ متن میں ہے
قطع او سکی یہ ہے مردانا فاعلاتن رازدانا فاعلاتن یا ربا بد فاعلاتن خوب فاع گرتودانا
فاعلاتن بی تراہم فاعلاتن یار دانا فاعلاتن بہ فع اور یہ چار وزن اخیر یعنی چہارم پنجم
ششم ہفتم تا خرون کے نزدیک مجبور یعنی متروک ہیں م مسدسات ح عروض سالم
و ضرب مسبق مثالش مشعر اسی لگا اگر تو نیکو تر نہ بینم عا جز اندر صورت صورت نکارات
مسدسات آٹھواں وزن عروض سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب مسبق یعنی فاعلیان مثال جیسا کہ
متن میں ہے قطع او سکی یہ ہے اسی لگا ر فاعلاتن گرت نیکو فاعلاتن تر نہ بینم فاعلاتن
عاحبہ نذر فاعلاتن صورت صوفا فاعلاتن رت نکاران فاعلیان اور لہٹ
نکھارا یا بمعنی متکلم جیسے ملاذا اور معاذ بمعنی ملاذمن اور معاذ من غیاث سے یا الف تسمیہ و اسے
تعلیم کے جیسے طالب اور صایا اور نصیر اور جلالا یہ بھی غیاث سے ہم ط عروض و ضرب
ہر دو سالم وہاں است کہ وزن اول ت نوان وزن عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی فاعلاتن
اور یہ وزن وہی ہے یعنی وزن اول کسوا سے کہ زیادت یک حرف ساکن مغیر وزن نہیں ہے م
می عروض سالم یا شعث و ضرب شعث مثالش مشعر چند باشند نیک خواہت جخت اندہ

چند باشد و دستارت بازاری در دوازده شصت چنین باشد مثالش شعر چند باشم ہم
 بدنیسان بیچاره گشته شادی زمین دل من آواره است و سوان وزن عروض سالم یعنی
 فاعلاتن یا شصت یعنی مفعولان اور ضرب شصت یعنی مفعولن مثال او سکی جیسا کہ متن میں ہے
 تقطیع او سکی یہ ہے چند باشد فاعلاتن نیک خواہست فاعلاتن جفت اندہ فاعلاتن چند باشد
 فاعلاتن و دستارت فاعلاتن بازاری مفعولن اور بازاری یعنی ذلیل اور خوار ہے اور عروض
 اور ضرب شصت کی بھی مثال متن میں ہے تقطیع او سکی یہ ہے چند باشم فاعلاتن ہم بدنیسا
 فاعلاتن بیچارہ مفعولن کشت شادی فاعلاتن نرمی دلی من فاعلاتن لا و آوارہ مفعولن یعنی
 شادی میرے دل سے دور ہوئی ہم یا عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور عروض
 ہان و ضرب محذوف و ہر دو یکے ست شاعر صابری تاکے کم در عشق تو چہ راز پنهانی کنون
 پیدا کنم ست وزن گیارہوان عروض مقصور یعنی فاعلان یا محذوف یعنی فاعلن اور ضرب مقصور
 یعنی فاعلان وزن بارہوان عروض ہی یعنی فاعلان یا فاعلن اور ضرب محذوف یعنی فاعلن
 اور دونوں وزن ایک ہیں مثال جیسا کہ متن میں ہے تقطیع او سکی یہ ہے صابری تاکہ
 فاعلاتن کے کم در فاعلاتن عشق تو فاعلن راز پنهانی فاعلاتن کے کنونی فاعلاتن و اکثم
 فاعلن اور بعضے نسخوں میں بجا سے در عشق تو باد و عشق ہے اس صورت میں عروض
 مقصور ہوگا ہم و اگر عروض و ضرب فعول فعول و فاع و فاع کنند از بدید تقطیع تو ان کرد و از بدید
 مستعمل نزدیک متاخران چہارم و پنجم ست اور اگر عروض اور ضرب فعول معنوں محذوف
 اعرج او فعل معنوں محذوف تقطیع اور فاع محذوف معلوم اس اور فاع محذوف اخذ کریں
 مدید سے تقطیع ان وزنوں کی ہوگی اور ان سب وزنوں سے مستعمل نزدیک متاخران کے
 چہارم و پنجم ہے معلوم کیا چاہیے فاعلاتن فاعلاتن فعول بروزن فاعلاتن فاعلن فاعلان
 اور فاعلاتن فاعلاتن فعل بروزن فاعلاتن فاعلن فاعلن اور فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
 بروزن فاعلاتن فاعلن فاعلان ہے اور فاعلاتن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن
 فعلن ہے پس یہ چاروں وزن یکے ہیں ح نیست مراد مصنف علامہ اما مخفی نماند کہ
 فاعلان اگرچہ از فروع فاعلاتن ست لیکن و مدید واقع معنی شود تم کلامہ کیوں نہیں آتا کہ

محقق علیہ الرحمہ بگردیدین کہتے ہیں کہ در مجزوع عروض محذوف یا مجنون محذوف و ضرب مجنون محذوف یا ابر بکار دو شتہ اندر پس فعلن اور فعلان ایک ہے اور الف اور نون آخر میں بجا کیحرف ہے اور زیادت یک ساکن بھی مخیر وزن نہیں ہے اور خود محشی لکھتا ہے کہ فعلان از فروع فاعلاتن است اور بگردیدین خود حاشیہ لکھا ہے کہ بعضے فاعل در فاعلان مقصور جائز نمیدارند مگر صواب جواز آنست اور تشکین اوسط سب جگہ جائز ہے اور رسالہ عبدالواسع میں فعلان مقطوع مسیج بگردیدین لکھا ہے قتال هم مربعات تیج عروض سالم و ضرب مسیج بدہر دو سالم و ہر دو یک وزن است مثالش بیت خوب رویا دلربایا چونکہ با چاکر نسازی است وزن تیرہ وان عروض سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب مسیج یعنی فاعلیان اور وزن چودہ وان عروض اور ضرب دونون سالم یعنی فاعلاتن یہ دونون ایک وزن ہیں شعر مثال کا مرقومہ متن ہے اور اوس میں لفظ چاکر اشارہ طرف اپنے ہے تقطیع یہ ہے کہ خوب رویا فاعلاتن دلربایا فاعلا چونکہ با چا فاعلاتن کرسازی فاعلاتن ح زیر لفظ ہر دو سالم مثالش بیت چشم اندر م کہ گاہ آگنی سویم نگاہ ہے ہر تم کلامہ معلوم ہو کہ شعر مرقومہ متن میں بھی عروض اور ضرب دونون سالم ہیں معلوم نہیں کہ دونون شعرون میں کیا فرق سمجھے اور احتیاج اس مثال کی لکھنوی کی کما حقہ ہم یہ عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور یا عروض همان و ضرب محذوف و ہر دو یک وزن مثالش شعر ہر کہ بد خواند ترا جہ از بدی است ادبری است وزن پندرہ وان عروض مقصور یعنی فاعلان یا محذوف یعنی فاعلن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان وزن سولہ وان عروض ہی یعنی فاعلان یا فاعلن اور ضرب محذوف یعنی فاعلن اور یہ دونون ایک وزن ہیں شعر مثال کا مرقومہ متن ہے منی شعر کے یہ ہیں کہ اسے معشوق تیرے خمیرین ظلم و ستم ہے پس اگر کوئی تجھ کو ظالم خواہ قاتل کے حق بجانب اوسکے ہے اور سچ کہتا ہے تقطیع اوسکی یہ ہے ہر کہ بد خا فاعلاتن نہ ترا فاعلن از بدی ہس فاعلاتن تو بری فاعلن اس جگہ صاحب میران حاشیہ لکھا ہے ح تقطیعش میر کہ بد خا فاعلاتن نہ ترا فاعلاتن ملوی ہس فاعلاتن تو فاعلن لیکن محقق نہ اند کہ این مثال عروض سالم و ضرب محذوف است نہ مثال عروض مقصور یا محذوف و ضرب محذوف چنانکہ مصنف گمان کردہ اگر عروضش خواہد ترا بر وزن فاعلن محذوف است

و کلمہ اردو در ابتدا مصرع ثمانی خرمست کہ در وزن اعتبار ندارد گوئیم خرم در فارسی بر دو حرف نیامده
 معنی اصناف بلاجم در فصل ششمی آورد در ہیج موضع مثالش نیاوردیم تم کلامہ حق یہ ہے
 کہ اس جگہ داو طالب علمی کی دسی سے مقابل ہم و این اوزان ہمہ شمن اندو حال ایشان بچکان
 کہ در ہنج گفتہ شد و اگر رکن آخر فعول یا فعل یا فاع یا فع کنند موضع متوان گفت و معقد شود
 اور یہ اوزان مربع کے نیمہ شمن ہیں اور حال انکا وہی ہے جو ہنج میں کہا گیا کہ اوس میں
 اوزان مربع کے نصف شمن کہے تھے اور اگر رکن آخر فعول یا فعل یا فاع یا فع لائیں اوسکو
 مصرع نکما چاہیے یعنی اوسکو دو مصرع علاحدہ ہم قافیہ نکما چاہیے اس واسطے کہ رکن دوم شمن کا
 ایسا واقع نہیں ہوتا اور یہ نصف شمن ہے پس وہ معقد ہو جائے گا یعنی کہیں گے کہ عوفر
 اوسکا ناپید ہے ہم ثنی زیر مثالش شعر آفتابی مشکبوی و بحقیقت این اوزان ہمہ دست
 و متداول از انجملہ وزن است ثنی وزن ستر ہوان کہ مثال اوسکی مرقومہ میں ہے
 تقطیع یہ ہے آفتابی فاعلاتن مشکبوی فاعلاتن اور ان دونوں میں یا می خطاب ہے
 اور حقیقت میں یہ سب اوزان دس ہیں یعنی سترہ میں سات وزن ملے ہوئے ہیں علاحدہ
 نہیں وہ تیسرا اور پانچواں اور ساتواں اور نوواں اور بارہواں اور چودہواں اور سولہواں اور
 استد اول اول میں تین وزن ہیں ایک شمن میں دوم اور سوم کہ ایک وزن ہے دوسرا سب
 میں گیا رہواں اور بارہواں کہ ایک ہے تیسرا مربع میں پندرہواں اور سولہواں کہ ایک ہے
 ہم رمل مجنون ہمہ ارکان او مجنون آید خبر رکن اول کہ سالم شاید و این دلیل است بر ان کہ
 ارکان سداسی ارکان اصلی نیست و دائرہ و فروع سباعی اند و عرضیان گفتہ اند کہ این بحر
 بیج عروض و در ضرب است و بر ہفتہ وزن آمدہ است ہشت شمن و شش سدس و دو مربع
 و یکے ثنیہ ابین تفصیل رمل مجنون ست رکن اوسکے مجنون آنے ہیں سوای رکن اول کہ
 کہ سالم بھی آتا ہے اور یہ دلیل ہے اس بات پر کہ کہ کان شش حرفی ارکان اصلی نہیں ہیں نیز
 فعلاتن رکن اصلی نہیں ہے دائرے میں مکہ سداسی فروع سباعی ہیں یعنی فعلاتن فرع فاعلاتن
 سباعی ہے کسواسطے کہ جب اکثر ارکان سداسی پاؤں گئے اور ایک سباعی یعنی فاعلاتن
 اور سباعی سے بزحاف ثمن سداسی بنتی ہیں پس معلوم ہو کہ اصل سداسی دائرے میں ہے

اور عروضیوں کے کما ہے کہ اس بحر میں مجنون کو پانچ عروض ہیں ایک مجنون یا مشعث یعنی
 فعلاتن یا مفعولن دوسرا مجنون مقصور یا مجنون محذوف یعنی فعلان یا فعلن تیسرا محذوف مطلق
 مجنون یا محذوف اعرج مجنون یعنی فعل یا فعلن چوتھا محذوف مطلق یا محذوف اخذ یعنی فاع
 یا فع پانچواں مجنون سبع یا معری یعنی فعلیان یا فعلاتن آدھ ضربین ہیں ایک مجنون
 یعنی فعلاتن دوسری مشعث یعنی مفعولن تیسری مجنون مقصور یعنی فعلان چوتھی مجنون محذوف
 فعلن پانچویں مجنون محذوف سکبن یعنی فعلن چھٹی محذوف مطلق مجنون یعنی فعل ساتویں محذوف
 اعرج مجنون یعنی فعل آٹھویں محذوف مطلق یعنی فاع نویں محذوف اخذ یعنی فع دسویں
 مجنون سبع فعلیان اور سترہ وزنوں پر آئی ہے آٹھ مثنیٰ اور چھ مسدس اور دو مزلع اور
 ایک ثنیٰ اس تفصیل سے مثنیات اعرض و ضرب ہر دو مجنون مثالیں مشعر حکیم چو
 کتم باتو نیداد چہ سودم بہ بجزان حیلہ ندائتم کہ عشقت بگریمت مثنیات پہلا وزن عسری
 اور ضرب و دونوں مجنون یعنی فعلاتن مثال ادسکی جو متن میں ہے تقطیع یہ ہے چاکم ہر فعلاتن حکیم
 با فعلاتن نیداد فعلاتن دس سودم فعلاتن بجزا می فعلاتن لندائتم فعلاتن کہ عشقت فعلاتن بگریمت
 فعلاتن اور مثال صدر سالک کی یہ ہے سعدی کہتا ہے مشعر گفتہ بودم جو بیائی غم دل با تو بگویم
 چہ بگویم کہ غم از دل برد چون تو بیائی یہ اور بعضیہ اس وزن کو شانزہ کہنے ہیں جیسا کہ
 خواجہ عصمت اللہ بخاری نے کہا ہے مشعر رنگ رخسار و در گوش و خط و قد و د و عارض و
 خال لبست امی سر و پر و روی سمنیر و شفق و کوکب و شام و سحر و طوبی و گلزار بہشت بہت و ہلال
 طرف چشمہ کوثر کہدانی الحدائق ہم ب عروض مجنون یا مشعث و ضرب مشعث مثالیں
 بدوزخ ماہ تمامی بہ دوزخک چو عبیری بہ بدولب شکرو قندی بدو چشمک بادامی بدو این وزن را
 استحقاق آن نیست کہ وزنی مفرد کنند چہ مسکن وزن اول ست وزن دوسرا عروض مجنون
 یعنی فعلاتن یا مشعث یعنی مفعولن اور ضرب مشعث یعنی مفعولن مثال مرثوۃ متن ہے تقطیع ادسکی
 یہ ہے بدوزخ ماہ تمامی فعلاتن بدوزخک فعلاتن حبیری فعلاتن بدولب فعلاتن کندی فعلاتن چشمک
 فعلاتن بادامی مفعولن اور یہ وزن استحقاق نہیں کہتا کہ اسکو وزن جداگانہ قرار کریں سو اسکو کہ مسکن وزن
 اول کا مفعولن جو ضرب میں واقع ہو مسکن البین فعلاتن کا ہر مخرج عروض مجنون مقصور

یا مجنون محذوف و ضرب مجنون مقصور مثالش شعر منم از عشق تبی ماندہ بہ تیمار بردرد ۵
 کبرخ ماہ تمام ست و بدل سنگ خام ۴ و عروض ہمان و ضرب مجنون محذوف و بحقیقت ہمان
 ست وزن تیسرا عروض مجنون مقصور یعنی فعلان یا مجنون محذوف یعنی فعلن اور ضرب مجنون مقصور
 یعنی فعلان مثال تن بین لکھی ہے قطع ادسکی یہ ہے منم عرش فعلاتن قبتی من فعلاتن و تیسرا
 فعلاتن ربدرو فعلان کبرخا فعلاتن ہما مس فعلاتن تبدیل سن فعلاتن گر خام فعلان اور وزن
 چوتھا عروض وہی یعنی فعلان یا فعلن اور ضرب مجنون محذوف یعنی فعلن اور حقیقت میں وہی وزن
 لہذا دوسری مثال کی بھی حاجت نہجانی اور نہ لکھی اور شعر میں تیمار یعنی فکر و اندیشہ کردن ہے
 اور خام بمعنی سخت ہے م ۵ عروض ہمان و ضرب مجنون محذوف مسکن و عروضیان این ہنجر
 اتر میخوانند و خطاست مثالش شعر نکشم جو رکسے کو زوفا دور بود ۵ ندہم دل کیسے کو نکند و لکھا
 و اگر ضرب مجنون مقصور مسکن باشد حکمش میں تو اند بود و این وزن ہم استحقاق انفراد
 چہ تفاوت با وزن گذشتہ خبر بسبب قافیہ و تسکین یا تحریک نیست ۳ پنجوان وزن عروض
 وہی یعنی فعلان یا فعلن اور ضرب مجنون محذوف مسکن یعنی فعلن سکون العین اور عرضی
 اسکو اتر کہتے ہیں یہ خطا ہے کسوا سطلے کہ خبن بیان لازم ہے اور اتر محذوف قطع ہوتا ہے
 بدون نہیں کے ان تلفظ میں البتہ ایک ہے مثال ادسکی جو تن بین لکھی ہے قطع یہ ہے
 نکشم جو فعلاتن رسیکو فعلاتن زوفا دور فعلاتن بود فعلن ندہم دل فعلاتن یکسیکو فعلاتن
 نکند دل فعلاتن واری فعلن و اگر ضرب مجنون مقصور مسکن ہو یعنی فعلان سکون عین حکم اسکا
 بھی وہی ہوگا جو فعلن میں کیا گیا اور یہ وزن بھی استحقاق انفراد کا نہیں رکھتا یعنی جدا گانہ ہوگا
 اسوا سطلے کہ تفاوت وزن گذشتہ سے نہیں رکھتا سوا قافیہ کے مراد قافیہ سے رکن اخیر ہے
 کہ ایک جگہ فعلن متحرک العین اور ایک جگہ فعلن سکون العین واقع ہوا ہے اور سوا سطلے
 کہ ایک جگہ متحرک ہے اور ایک جگہ تسکین ح و کلام درینجا در نفس وزن ست قطع نظر
 از قافیہ و آن از سکون یا ساکن مختلف نمی شود کما مر سابقا تم کلامہ قائل م و عروض ہمان
 و ضرب محذوف مقلوع مجنون مثالش بیت اگر امین شودی جان من از درد فراق ۴
 بہمہ جو رمن از عشق تو خوش شودی ۵ و ضرب محذوف اعرج مجنون ہمین حکم دارد و چٹاؤں

عروض دہی یعنی مجنون مقصور فعلان یا مجنون محذوف فعلن اور ضرب محذوف مقطوع مجنون
 یعنی فعل تحریک عین مثال جیسا کہ متن میں ہے تقطیع اوسکی یہ ہے اگر عین فعلاتن شودی
 جا فعلاتن منفر در فعلاتن و فراق فعلان ہمہ جو فعلاتن رنسر عش فعلاتن فحشہ فعلاتن دمی
 فعل اور ضرب اعرج مجنون یعنی فعل بھی حکم رکھتی ہے وزن میں کسواسطے کہ فقط ایک
 ساکن زائد ہے اور لفظ خوشنود قلب خوشنود خوشنود کہ وند اور دن دونوں کلمہ نسبت کے
 ہیں بہار عجم سے کذا فی الغیاث اور اگر سجاے خوشنود می خوش بود می کہیے معنی صاف
 ہو جائیں ضمیر عروض محذوف مقطوع مجنون یا محذوف اعرج مجنون و ضرب محذوف اعرج
 مجنون بر نیگو نہ بیت ند بد نیز بتول شمنی تازیدہ جو یکی را کہنشی میگفتی اسی نگاریدہ و اگر عروض
 ہمان باشد با ضرب مجنون محذوف مقطوع ہمچنین بودت ساتوان وزن عروض محذوف
 مقطوع مجنون یعنی فعل یا محذوف اعرج مجنون یعنی فعل اور ضرب محذوف اعرج مجنون
 یعنی فعل بیت مثال کی جیسا کہ متن میں ہے اوس میں شمن یعنی بت پرست مراد عاشق
 معنی یہ کہ کوئی عاشق تھکودل ندیگا جب تک جیے گا اگر تو کسی عاشق بیگناہ کو قتل کر لگا
 تقطیع یہ ہے ند بد نے فعلاتن زب تو دل فعلاتن شمنی تا فعلاتن زید فعل حبکی را فعلاتن کہنشی
 ہی فعلاتن گنشی اسی فعلاتن نگار فعل اور اگر عروض وہی ہو معنی فعل یا فعل ساتہ ضرب
 مجنون محذوف مقطوع کی یعنی فعل کی وہی وزن ہوگا صرح عروض محذوف مملوس یا مجنون
 اخذ و ضرب محذوف مملوس بر نیگو نہ بیت دہن کو چاک چون تنگ دل عاشق نہ کہ چون
 حقہ آگندہ بر واریدہ و اگر عروض ہمان بود با ضرب محذوف اخذ ہمچنین با شرت آٹوان وزن
 عروض محذوف مملوس یعنی فاع یا محذوف اخذ یعنی فع اور ضرب محذوف مملوس یعنی فاع
 مثال مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے دہنی کو فعلاتن جکچو فعلاتن کیلی تا فعلاتن شق فع
 یکچو فعلاتن قالاکن فعلاتن و بر و فعلاتن رید فاع اور اگر عروض وہی ہو معنی فع یا فاع
 ساتہ ضرب محذوف اخذ کے یعنی کی وہی ہو معنی وہی وزن ہو مملوس سات ط عروض
 مجنون سنج یا معری و ضرب سنجی عروض و ضرب مجنون معری بر نیگو نہ بیت طرب انگیز
 دمی آو بصبوحی کہ کہ حریفست و بہارست و جوانی و دین ہر دو یک وزن ست ست سات

نوان وزن عروض مجنون مسج یعنی فعلیان یا معری یعنی فعلاتن اور ضرب مسجع یعنی فعلیان
 و سوان وزن عروض اور ضرب دونوں مجنون معری یعنی فعلاتن بیت مثال کی مرقومہ متن ہے
 تقطیع اوسکی یہ ہے طربگی فعلاتن زریا و فعلاتن بصحوی فعلاتن کھر لیش فعلاتن تہا
 فعلاتن سجوانی فعلاتن اور یہ دونوں ایک وزن ہیں بصحوی لفتح اول شراب باء و کشف سے
 اور مصطلحات میں شراب پینا وقت صبح کذا فی الغیاث اور حریف ہم پیشہ و ہم کار تخب اور صراح
 اور کفر سے ہم یا عروض مجنون یا مشع و ضرب مشع بزیگونیہ بیت اگر ایدون کہ ہمیں دانش
 و زری چہ زہمہ خلق نکونامی بانی و و این وزن را استحقاق آن نیست کہ مفرد گیرند چہ سخن وزن گذشتہ
 است ت گیارہوان وزن عروض مجنون یعنی فعلاتن یا مشع یعنی مفعولن اور ضرب مشع یعنی
 مفعولن مثال مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے اگر بدو فعلاتن کہ ہمید فعلاتن نشو زری مفعولن
 زہمہ خل فعلاتن فنکونامی بانی مفعولن اور اس وزن کو استحقاق اسکا نہیں ہے کہ مفرد مقرر
 کرین یعنی جدا گانہ کہیں کسوا سئل کہ مسکن وزن گذشتہ کا ہے یعنی فعلاتن مسکن ہو کر مفعولن
 ہوا ہے ہم یہ عروض مجنون مقصور یا مجنون محذوف و ضرب مجنون مقصور بزیگونیہ بیت
 ولم ارض عشق تو شد خستہ و ریش و تو کن جو برین عاشق خویش و پنج عروض ہان و ضرب
 مجنون محذوف و بحقیقت ہان ستات بارہوان وزن عروض مجنون مقصور یعنی فعلان
 متحرک العین یا مجنون محذوف یعنی فعلن متحرک العین اور ضرب مجنون مقصور یعنی فعلان متحرک العین
 مثال مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے ولم عشق فعلاتن قستد خس فعلاتن باریش فعلان مسکن جو
 فعلاتن ربری عا فعلاتن شغیش فعلان تیرہوان وزن عروض وہی یعنی فعلن یا فعلان
 اور ضرب مجنون محذوف یعنی فعلن اور حقیقت میں یہ وہی وزن دوازہم ہے ہم یا عروض
 ہان و ضرب مجنون محذوف مسکن و عروضیان ابتر گویند بسہو و این وزن را ہم استحقاقی القراءۃ
 ت چودہوان وزن عروض وہی یعنی فعلن یا فعلان اور ضرب مجنون محذوف مسکن یعنی فعلن
 بسکون عین اور عروضی اوسکو ابتر کہتے ہیں سو سے کسوا سئل کہ بخوف اور تقطیع ابتر ہوتا ہے
 اور بیان ضمن لازم اور اس وزن کو بھی استحقاق افراد کا نہیں ہے بلکہ وہی وزن دوازہم
 و سیزدہم ہے ہم مرچات یہ عروض مجنون معری یا مسج و ضرب مسج بزیگونیہ بیت

سخن من کہ رساندہ بران ماہ دلارام یوہر و معری و کلمش همان ست ست مربات پند ہوا
 وزن عروض مجنون معری یعنی فعلاتن یا سبع ای مجنون مسبغ یعنی فعلیان اور ضرب مسبغ ای
 مجنون مسبغ یعنی فعلیان مثال مرقومہ متن ہے تقطیع سخن من فعلاتن کہ ساند فعلاتن بران فعلان
 ہ دلارام فعلیان اور لفظ بر شعرین معنی نزدیک ہے وزن سولہوان عروض اور ضرب دونوں
 معری یعنی فعلاتن اور حکم و سکا وہی ہے یعنی وزن پانزدہم ہے ہم ثنی زیر بنگونہ بیت
 ہ شادیم بہستی ت ثنی وزن سترہوان جیسا کہ شعر او سکی مثال کا مرقومہ متن ہے
 تقطیع یہ ہے رہ شادی فعلاتن بہستی فعلاتن میم صرغ ثانی میں معتبر ہے ہم و بحقیقت این
 اوزان عائد باشت وزن ست و آنچه عروض یا ضرب فاعل یا فاعل یا فاع یافع ست متروک
 و مقصور و محذوف مقبول ترا و دیگر است و تسکین اوسط ہمہ جا استعمال کنند و یا غیبہ مسکن
 خلط کنند اور حقیقت میں یہ اوزان ہنگامہ عائد یعنی راجع طرف آٹھ وزنوں کے ہیں
 یعنی نو وزن دوم اور چہارم اور پنجم اور ہفتم اور دہم اور یازدہم اور سیزدہم اور چہار دہم اور شانزدہم
 باقی رہے آٹھ وزن اور اٹھ میں جو وزن کہ عروض یا ضرب اوس میں فاعل یا فاعل یا فاع
 یافع ہے متروک ہے اور مقصور اور محذوف مقبول ترا و وزنوں سے ہے اور تسکین اوسط
 متروکوں مجنون میں سب جگہ استعمال کرتے ہیں اور ساتھ غیر مسکن کے خلط کرتے ہیں یعنی
 کسی جگہ فعلاتن اور کسی جگہ مفعولن ہو تو جائز ہے ہم و چون ہمہ مسکن بود بیت از اسباب بود
 چنانکہ در ہج گفتمہ آمد و اینجا وہ وزن متوالی بر خیزد بفاصلہ یک یک سبب خفیف و مصرع اطول
 از دو از وہ سبب و مصرع اقصر از وہ سبب و این غریب تر ست از آنچه در ہج گفتمہ و فرق میان
 اوزان مشترک کہ ازین سہ بحر توان خواند یعنی ہج و رجز و رمل در مصرعہا می دیگر در قصیدہ ظاہر
 شود و ہمہ برین قیاس در دیگر مواضع است اور اگر سب رکن مسکن ہوں یعنی مفعولن مفعولن مفعولن
 مفعولن بیت اسباب سے ہوگی جیسا کہ ہج میں کہا گیا اور اس جگہ دس وزن متوالی پیدا ہوتے
 ہیں بفاصلہ یک یک سبب خفیف اور مصرع اطول بارہ سببوں کا ہوگا اور مصرع اقصر تین سببوں کا
 اور یہ غریب ترا و نادر ہے اوس سے جو ہج میں کہا جئے یعنی ہج میں مزاج تک وزن
 بکلی تھے اور میان رمل میں ثنی تک نکلتے ہیں مثلاً مفعولن مفعولن مفعولن کہ مثنی ہے

اگر تین مفعولن سے ایک ایک سبب علاحدہ علاحدہ کر جاے ایک مفعولن یعنی ثنی ریحاً
 نو کو سبب کی کمی سے نو وزن اور ایک ثنی جملہ و س وزن پیدا ہوتے ہیں کسو اسے کہ یہ
 بحر ثنی ابھی مستعمل ہوئی ہے بخلاف ہرج کے کہ وہ ثنی نہیں آئی ح قولہ ایجاد و وزن
 متوالی برخیزد لیکن مخفی نماز کہ ہفت وزن از انما ازین بحر باشد و باقی از رجز و ہرج الی آخرہ
 معلوم ہو کہ محقق علیہ الرحمہ نے کہ ستر و اوزان مستعمل اس سبب کے لئے ہیں اور میں بھی بعض مفعول
 متروک لکھا ہے اور جو کوئی وزن کبھی پنج سبب اور کبھی ہفت سبب اور کبھی ہشت سبب بہت
 عدم استعمال کے نہیں لکھا صاحب میزان کو شبہ ہو کہ سات ہی وزن اس بحر میں کل سکتے
 ہیں پس یہ گمان باطل ہے اور یہاں غرض اخراج اوزان سے ہے نہ استعمال اوزان سے
 اور فرق در میان اوزان مشترک کے کہ ہرج اور رجز اور سئل تینوں بحرون میں پائی جاتی ہیں اور
 مصاریع قصیدہ سے ظاہر ہوتا ہے یعنی جس بحر میں وہ قصیدہ ہوگا معلوم ہو جائے گا
 کہ یہ ارکان مزاحف اس بحر کے ہیں اور سیارح اور سوا صنع میں یعنی تمیز ارکان ہر صنف
 کی اس بحر سے ہوتی ہے جسمین واقع ہوں ورنہ ایک ایک زحاف کئی کئی بحرون میں آتا
 ہم و متاخران را وزنی خوش است کہ برل تقطیع توان کرد چون یک رکن مشکول سیکند و یکی
 سالم تا بیستی از فعلات فاعلاتن بود چہار بار مثال شش ائیت بیت بحمن برای ریزی سپہ
 ہمار لشکن ہر غمرہ بجنباں صف روزگار لشکن ہر غمرہ بجنباں صف روزگار ہر غمرہ بجنباں صف
 ت اور متاخران کے نزدیک ایک وزن خوش آئندہ ہے کہ اسکو سئل میں تقطیع کیا جائے
 جب ایک رکن مشکول یعنی فعلات لیں اور ایک رکن سالم یعنی فاعلاتن تو ایک بیت
 فعلات فاعلاتن سے ہو چار بار مثال اسکی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے بحمن بیت
 رای ریزی فاعلاتن سپہیب فعلات ہار لشکن فاعلاتن ہر غمرہ بجنباں امی بجنباں فاعلاتن
 صف روز فعلات کار لشکن فاعلاتن یہ ہیں بحرین دائرہ مجملہ کی اور اوزان اس کے
 م مریع این بحر ہم در ہر دو لغت مستعمل است و اصلش در دائرہ مستفعلن مستفعلن فہو لا
 دوبارہست و دانی و مشطور بکارند و آنرا در بنا چہازی و در عروض و کشش ضرب است و
 برکشش وزن آمدہ و ابیات شش ائیت یہ بحر بھی دونوں زبانوں میں یعنی تازی و فارسی

میں مستعمل ہے اور اصل اسکی دائرے میں مستعملین مستفعلات دو بار ہے اور
 دانی اور مشطور استعمال کرتے ہیں اور اسکی استعمال تازی میں دو عروض یعنی مطوی
 مکشوف فاعلن یا مجبول مکشوف فاعلن اور موقوف یعنی مفعولان یا مکشوف یعنی مفعولن ہیں
 اور چہ ضربین مطوی موقوف فاعلن اور مطوی مکشوف فاعلن اور اصل مفعولن سکون
 عین اور مجبول مکشوف فاعلن جو یک عین اور موقوف مفعولان اور مکشوف مفعولن ہیں
 اور چہ وزنوں پر آئی ہے اور بیتین اسکی یہ ہیں ہم اشعر ازمان سلمی لایری ثلما
 الرأون فی شام دلانی عراق ۛ عروض مطوی مکشوف است و ضرب مطوی موقوف است
 پہلا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اسکا مطوی مکشوف ہے یعنی فاعلن اور ضرب مطوی
 موقوف یعنی فاعلن ہے ازمان بالفتح جمع زمان بمعنی وقت کثر اور منتخب اور غیات ۛ
 اور سلمی نام معشوقہ عرب اور شام اور عراق دونوں ملک بحسن و خوبی مشہور ہیں اور الرأون
 میں ای مشدودہ اول متعلق مصرع اول ہے اور ثانی متعلق مصرع ثانی بمعنی یہ ہیں زمانی
 سلمی کی نہیں دیکھی مانند اونکے دیکھنے والوں نے شام میں اور نہ عراق میں قتلح یہ ہے
 ازمان سل مستفعلن مالا یری مستفعلن ثلما فاعلن را اولی مستفعلن ثامود لا مستفعلن فی عراق
 فاعلن ہم ب شعر آج الموی زخم باریت الغضا ۛ مخلوق مستعمل مجبول ۛ عروض
 و ضرب مطوی مکشوف است ۛ دوسرا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اور ضرب اس میں
 دونوں مطوی مکشوف ہیں یعنی فاعلن غضا نام ایک درخت صحرائی کا مانند کمار کہ اگ اسکی
 دیر تک رہتی ہے غیات سے اور مخلوق بمعنی کہنہ اور مستعمل بمعنی ساکت عجم سے کہ بہنم
 بمعنی گنگ شدن سے غیات سے اور مجبول ریگ تودہ گردیدہ یا منقلب الاحوال اور غیات
 لکھا ہے کہ مجبول اور حاصل زمین و شہر قحط رسیدہ بمعنی یہ ہیں کہ اوٹھا یا یعنی پیدا کیا شش
 نشان مکانات نے اس موضع میں کہ جس میں درخت غضا ہے کہنہ اور ساکت منقلب الاحوال
 قتلح یہ ہے ما جملہوا مستفعلن سمن ہذا مستفعلن لخصا فاعلن مخلوق مستفعلن مستفعلن
 مجبول فاعلن ہم ج شعر قالت ولم یقصد یقیل الثمناً مثلاً فقد ابخت الساعی ۛ عروض
 ہچنان است و ضرب اصل است تیسرا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض وہی یعنی مطوی مکشوف

فاعلن اور ضرب اصل یعنی فعلن بسکون عین خنایا بالفتح والقصر سخن فحش و بیہودہ منتخب سے
 اور مہل یعنی زبان غیاث سے معنی یہ ہیں کہ کہا مشوقہ نے در حالیکہ قصد نہیں کیا گیا تھا
 بسخن فحش زبان سے کہ تحقیق پہنچا یا تو نے اس سخن فحش کو میرے کانوں میں تقطیع یہ
 حالت ولم تستفعلن بقصد لقی مستفعلن للخنایا فاعلن مہلن فقد مستفعلن البغیۃ اس مستفعلن باغی
 فعلن ہم شعر النشر مشک و الوجودہ و ناریرہ و اطراف الالکف غمہ عروض و ضرب ہر دو
 محمول کشوف ست و این چار وانی ست ہم چوتھا شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اور ضرب و لون
 محمول کشوف ہیں یعنی فعلن تجربیک عین معنی یہ ہیں جو معشوقوں کی مانند بوسہ مشک و
 اور موندہ اونکے مثل دینار و نکے سرخ اور روشن ہیں اور سر انگشتان خنایا شل غم
 سرخ ہیں اور غم بختیں ایک درخت ہے زمین حجاز میں کہ پھل اس کے سرخ ہوتے ہیں اونکو
 تشبیہ دیتے ہیں انگشتان خنایا سے کذا فی المنتخب تقطیع یہ ہے النشر مستفعلن
 کو و نو جو مستفعلن ہونا فعلن نیر و و اط مستفعلن را فلا کف مستفعلن فغم فعلن اور یہ چار وانی
 وانی کے ہیں ہم شعر فیضمن فی حاقا تھا بالابوال عروض و ضرب کی است و این تو
 ست پانچواں شعر جو مرقومہ متن ہے عروض اور ضرب ایک ہیں یعنی مشطور ہے اور یہ تو
 یعنی مفعولان معنی یہ ہیں کہ گراتے ہیں وہ نافی کنار ہی فرج سے اپنی پیشاب تقطیع یہ ہے
 فیضمن فی مستفعلن حاقا تھا مستفعلن بالابوال مفعولان ہم و شعر یا صاحبی رخی اقلی عذلی
 ہچمنان است و آن کشوف ست و ہر دو وزن از مشطور ست چھٹا شعر جو مرقومہ متن ہے
 اوسی طرح پر ہے یعنی عروض اور ضرب ایک ہیں بسبب مشطور ہونے کے اور وہ کشوف ہے
 یعنی مفعولن معنی یہ ہیں ای دو صاحبو ہم منزل میری کم کرد با شتر میرا حل بالفتح مسکن و
 منزل درخت و سباب و پالان شتر و کونج صراح اور منتخب وغیرہ سے کذا فی الغیاث اور عدل
 بکسر اول و سکون ثانی بار یکطرف کہ پشت ستور پر لیجاتے ہیں غیاث سے ح ای دو یار
 پالان یعنی سواری من کم کنید ملاست من تم کلامہ ظاہر ہے کہ عدل یعنی ملاست خلاف مقام
 اور عدل یعنی بار یکطرف شتر موافق مقام تقطیع یہ ہے یا صاحبی مستفعلن علی اقل مستفعلن
 لا علی مفعولن اور یہ دونوں وزن مشطور کے ہیں ہم و بطریق زحاف و گیرا کان مجنون و

مطوی و مجہول روادارند و ضربہای مشطور مجنون روادارند است اور بطریق زحاف کو یعنی
 بطریق تغیرات جائزہ کے اور ارکان مجنون یعنی مفاعیلن اور مطوی یعنی مفتعلن اور مجہول یعنی
 فعلتن روادار کھتے ہیں اور ضربہای مشطور مجنون روادار کھتے ہیں یعنی مفعولان اور مفعولن کو
 ضرب مشطور میں مفعولان اور مفعولن بھی کر لیتے ہیں ہم داما پارسی ارکان ہمہ مطوی بکار دارند
 و بر سالم و مجنون شعر نیامده است الا آنچه عروضیان بہ تکلف گفته اند از جهت تشبہ بعرب و گفته
 اور اسہ عروض است و ہشت ضرب و بردہ وزن آورده اند باین تفصیل است داما فارسی میں
 ارکان مطوی استعمال کرتے ہیں اور سالم اور مجنون میں شعر نہیں آتا ہے الا جو کچھ عروضیوں
 بہ تکلف کہا ہے بہت تشبہ بعرب سمجھا جاوے اور کہا ہے کہ اس کے تین عروض یعنی مطوی
 موقوف فاعلان یا مطوی مکشوف فاعلن اور مجنون مکشوف فعلن متحرک عین اور اصلم
 مقصور فاع یا اصلم محذوف فع اور آٹھ ضربیں ہیں یعنی مطوی موقوف فاعلان اور مطوی
 مکشوف فاعلن اور مجنون مکشوف مفعولن اور مجنون مکشوف فعلن متحرک عین اور اصلم مقصور
 فاع اور اصلم محذوف فع اور موقوف مفعولان اور مکشوف مفعولن اور اصلم حقیقت میں مجہول
 مکشوف مسکن ہے علاحدہ نہیں ہے یعنی فعلن مسکون العین کہ وزن چارم میں ضرب ہے
 اور اسکو عروضیوں نے اصلم کہا ہے سہوکی ہے حقیقت میں وہ فعلن متحرک العین کو
 مسکن کیا ہے پس ضربیں آٹھ ہوئیں نہ نو اور اس بحر کو دس وزنوں پر لائے ہیں اس تفصیل کے
 ہم عروض مطوی موقوف یا مکشوف و ضرب مطوی موقوف برنگونہ ہیئت چون نر نم دست
 بنقر اک توچہ جز تو کسی نیست مراد استگیرت پہلا وزن عروض مطوی موقوف یعنی فاعلان یا
 مطوی مکشوف یعنی فاعلن اور ضرب مطوی موقوف یعنی فاعلان بیت مثال کی جیسا کہ متن
 میں ہے تقطیع یہ کہ چون نر نم مفتعلن دست بفت مفتعلن راک تو فاعلن جز ت کسی مفتعلن نہیں مراد
 مفتعلن دستگیر فاعلان اور بنقر اک یعنی شکا ربیعہ ہے ہم عروض ہمان و ضرب مطوی مکشوف
 و حقیقت ہمان وزن اول بہت است و دوسرا وزن عروض وہی یعنی فاعلان یا فاعلن اور
 ضرب مطوی مکشوف یعنی فاعلن اور یہ حقیقت میں وہی وزن اول ہے ہم عروض مطوی
 مکشوف و ضرب مجنون مکشوف برنگونہ ہیئت ماہ رخا بر ہمہ روی زمین بنر تو مراد گر نسر و پ

تشریح اوزن عروض مطوی کثوف یعنی فاعلن اور ضرب مخبول کثوف یعنی فعلن متحرک العین مثال
 جیسا کہ متن میں ہے تقطیع یہ ہے ماہ رخا مفتعلن برہم مفتعلن ایزنی فاعلن خبر تکرر مفتعلن یا دیگر
 مفتعلن نسزد فعلن اور نسزد یعنی سزاوار نہیں ہے ہم وعروض ہمان و ضرب اصلم گفتہ اند و این
 سہو است چہ اینجا طلی لازم است بحقیقت مخبول کثوف مسکن است مثالش بیت پستہ است
 شفا سے دلم چرا نکہ شد او خستہ باد امت و این وزن مسکن وزن سوم است چوتھا
 وزن عروض وہی یعنی مخبول کثوف فاعلن اور ضرب اصلم عروضیون نے کہی ہے یعنی جب
 مفعولات سے و تدرک جابے مفعول ہے مقام پر او سکے فعلن مسکون العین لایکن اور یہ
 سہو ہے اسواسطے کہ ہمان سر بیج مطوی میں طے لازم ہے پس جب اصلم کہا طے کہاں رہا
 لہذا اسکو مخبول کثوف مسکن کہنا چاہیے کہ خیل اجتماع ضمن و طے ہے اور جب اسکو مسکن
 کریں فعلن مسکون العین ہو معنی بیت مثال مرقومہ متن کی یہ ہیں کہ لب تیرے میرے دل
 کے واسطے شفا بین اسیلے کہ یہ تیری آنکھ کا بیمار ہے اور دو موافق اور مناسب بیماری کے
 چاہیے تقطیع یہ ہے پستہ تو مفتعلن بہت شفا مفتعلن اسی دلم فاعلن زاکشد مفتعلن خستہ
 مفتعلن و است فعلن اور یہ وزن مسکن وزن سوم ہے اس جگہ صاحب حاشیہ نے تین جگہ
 غلط لکھا ایک یہ کہ مخبول کثوف کو مخبول کثوف لکھا اور نسزد بر وزن فاعلن بھی نہیں ہے
 بلکہ بر وزن فعلن ہے دوسرے یہ کہ اینجا طے لازم است پر یہ حاشیہ لکھا ح قولہ اینجا طلی لازم است
 و ازان مفتعلن شود پس اگر آئرا اصلم کہند بر وزن فعلن ماندہ فعلن تم کلامہ معلوم ہو کہ ضرب میں
 کرن اصلی مفعولات واقع ہوا ہے نہ متفعلن کسواسطے کہ سر بیج مشن نہیں آئی پس مفعولات سے
 اصلم فعلن ہو گا نہ مفتعلن جیسا صاحب حاشیہ نے لکھا کیا تیسرا انما لفظ وزن آئندہ میں ہم
 عروض و ضرب ہر دو مخبول کثوف بر نیگو نہ بیت قبلہ من روی چو ماہ تو شدہ قبلہ ازیں بنو
 بھمان و عروض ہمان و ضرب اصلم و سخن در و ہمان است کہ گفتہ آمدت پانچواں وزن عروض
 اور ضرب دونوں مخبول کثوف یعنی فعلن متحرک العین بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے
 قبلہ من مفتعلن روی چا مفتعلن ہشد فعلن قبل اری مفتعلن بہنو و مفتعلن بھمان فعلن چہاں
 عروض وہی یعنی فعلن متحرک العین اور ضرب اصلم یعنی جسکو عروضی اصلم کہتے ہیں اور کلام اس میں

وہی ہے جو کہا گیا یعنی طے لازم ہے اسکو محمول کشوف ممکن کہنا چاہیے صاحب حاشیہ نے
اس حکم حاشیہ لکھا ہے ج قطعش قبل من مفتعلن روا چ مفتعلن ہے تشد فاعلن قبل از می مفتعلن
بہنو مفتعلن ورجان فاعلن تم کلامہ معلوم ہو کہ محمول کشوف فعلن ہے نہ فاعلن اور قطع نظر
اسکے اگر عروض و ضرب فاعلن ہو وہ وزن اول ہے ہم ز عروض اصلم مقصور یا اصلم محذوف
و ضرب اصلم مقصور برانگو نہ ملیت سنگدل ان یار نے آرزم یکشم از خود کند شاد و ج
عروض ہان و ضرب اصلم محذوف و بحقیقت ہان است است سا توان وزن عروض اصلم
مقصود فاع یا اصلم محذوف فاع اور ضرب اصلم مقصور فاع بیت مثال کی مرقومہ متن ہے قطعش ہے
سنگدل مفتعلن یار با مفتعلن رزم فاع یکشم مفتعلن خذ کند مفتعلن شاد فاع آرزم لفتح زائجہ و
سکون را رمل شرم اور حیا اور شفقت اور مہربانی اور صلح اور آشتی لطائف اور جہانگیری او
برمان اور داری کذا فی الغیات آٹھوان وزن عروض وہی یعنی فاع یا فاع اور ضرب اصلم محذوف
یعنی فاع اور یہ حقیقت میں وہی وزن ہے یعنی ہنم اور شتم ایک وزن ہے ہم ط مشطور و
ضرب موقوف برانگو نہ ملیت و سر من جسر ہوس جانان نیست ہی ہم مشطور و ضرب کشوف
برانگو نہ ملیت بار دیگر ان بیت من باز آمدت توان وزن مشطور اور ضرب موقوف یعنی مفعولان
و ذکر عروض کا کیا اسوا سٹے کہ مشطور میں عروض اور ضرب ایک ہے مثال جیسی متن میں ہے
تقطع او سکی یہ ہے و سر من مفتعلن خبر ہو سی مفتعلن جانائیس مفعولان و توان وزن بھی
مشطور اور ضرب کشوف یعنی مفعولن بیت مثال کی مرقومہ متن ہے قطعش یہ ہے بار دیگر مفتعلن
البت من مفتعلن باز آمد مفعولن معلوم ہو کہ مثال اول مشطور میں عین لکھا اور مثال دوم مشطور میں
ببت اشارہ یہ ہے کہ مشطور کو صرغ اور بیت دونوں کہہ سکتے ہیں ہم و نیز ایک متاخران مستعمل
وزن اول است دوم از سالم مثال برانگو نہ گویند بیت و نحوہ من بر من ستمگا رشد جی بیج
جرمی مر مر اگر د خوار و از مخون برانگو نہ ملیت چو انرودی کنی بار ہی چو را ہی کنی دلش را بدر و
و دیگر را ہمہ مثال آوردہ اند لیکن ناخوش و شگفت باشدت اور نزدیک متاخران کے
وزن اول مطوی کا مستعمل ہے اور دوسرا وزن ساکم جسکی مثال مرقومہ متن ہے قطعش لخواہ
من مستعملن بر من ستم مستعملن کا رشد فاعلن بی بیج خبر مستعملن می مر مستعملن کر د خوار فاعلن

اور مخزون اوسی سالم کا جو مثال سطورہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے چنانچہ مفاعیلن و می کئی مفاعیلن
 بار ہے فاعیلن چہ را ہی مفاعیلن کئی و شش مفاعیلن را بدو فاعیلان اور مثالین اور وزنوں کی یہی
 یہ نقشہ عرب لائے ہیں مگر ناخوش اور تکلیف دہندہ ہیں اور یہی معنی بندہ یعنی عاشق م قریب
 امین بحر پارسی گویان خاص است وصلش درد اورد مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن دو بار است و
 در بنا مکفوف بکار دارند موقوف یا اخر ب و ہر دو را دو عروض و چہا ضرب آوردہ اند و گفتہ اند ہر
 وزن آمدہ است و مکفوف را دو وزن آوردہ اند یک عروض مقصور یا محذوف و دو ضرب اول
 مقصور دوم محذوف و بحقیقت ہر دو کی است مثالش اینست بیت فغان زان سر زلفین تابدار
 فرو ہستہ زیاقوت آبدار است یہ بحر فارسی گویون کی خاص ہے اور اصل اوسکی دائرے
 میں مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن ہے دو بار اور استعمال میں مکفوف ہے موقوف یا آخر ب
 موقوفہ کہ ہمسین خرب نہو یعنی مفاعیل اور آخر ب مفعول آوردہ ہونگی دو عروض ہیں یعنی
 سالم اور مقصور یا محذوف اور چہا ضرب ہیں یعنی مقصور اور محذوف اور سالم اور سبع
 اور کہا ہے کہ چہ وزن پر آئی ہے اور مکفوف کے دو وزن لائے ہیں ایک کا عروض
 مقصور یعنی فاعیلان یا محذوف یعنی فاعیلن اور دو ضرب ہیں اول مقصور یعنی فاعیلان اور دوم
 محذوف یعنی فاعیلن اور بحقیقت میں یہ دو وزن ایک ہیں مثال مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے
 فغان اس مفاعیل رزلفین مفاعیل تابدار فاعیلان فرو ہستہ مفاعیل زیاقوت مفاعیل آبدار
 فاعیلان اور یاقوت آبدار سے مراد خسارہ ہے ہم و اخر ب را چہا وزن آوردہ اند و عروض
 و چہا ضرب عروض سالم و ضرب سبع و این پسندیدہ نیست چنانچہ دائرہ زیادت ست مثالش
 بیت شمشیر بربدہ گفت دہندہ و خود ہر چہ جز این بود مثال است اور اخر ب کے
 چہا وزن لائے ہیں اور دو عروض لائے ہیں سالم اور مقصور یا محذوف اور چہا ضرب ہیں فاع
 سالم سبع مقصور محذوف پہلا وزن عروض سالم فاع لاتن اور ضرب سبع فاع لیان اور یہ
 پسندیدہ نہیں ہے کسوا سطلے کہ دائرے سے زیادہ ہے معلوم ہو کہ قریب دائرے میں مسد
 اور شمن نہیں آئی ہے کسوا سطلے کہ سیرلے اور قریب اور مہمل اول یعنی جدید انکی اوایل میں
 رکن مکرر آیا ہے اور ان کیوں کو شمن نہیں لاتے ہیں بیت مثال مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی

مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن دو بار است و در بنا مکفوف بکار دارند موقوف یا اخر ب و ہر دو را دو عروض و چہا ضرب آوردہ اند و گفتہ اند ہر وزن آمدہ است و مکفوف را دو وزن آوردہ اند یک عروض مقصور یا محذوف و دو ضرب اول مقصور دوم محذوف و بحقیقت ہر دو کی است مثالش اینست بیت فغان زان سر زلفین تابدار

یہ ہے شمشیر مفعول برزند مفعول کف دہندہ فاع لاتن خدہ ب مفعول خبر ایب مفعول دست
 فاع لیان کف دہندہ یعنی قبضہ دہندہ اور خود یعنی تحقیق اور محال یعنی باطل ص ب ہر دو عالم
 مثال بیت باران کہ زمین پاک و شستہ دارد چون کردل من غم بھی نشوید دست دوسرے
 عروض اور ضرب دونوں سالم بیت مثال کی جیسا کہ متن میں ہے معنی یہ ہیں کہ باران زمین کو
 پاک اور شستہ رکھتا ہے سبب کیا کہ میرے دسے غبار غم نہیں کھوتا قطعاً بار کہ مفعول زمین پاک
 مفاعیل شست دارد فاع لاتن چون کردل مفعول من غم مفاعیل می نشوید فاع لاتن هم ج عروض
 مقصور یا محذوف و ضرب مقصور بر نیگونی بیت بامروم سازگار طبع بیچارہ شود مرد سازگار
 ت تیسرے وزن عروض مقصور یعنی فاعلان یا محذوف یعنی فاعلن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان
 بیت مثال کی جیسی متن میں لکھی ہو قطعاً اوسکی یہ ہے بامروم مفعول مناساز مفاعیل کا طبع
 فاعلان بیچارہ مفعول شود مرد مفاعیل سازگار فاعلان هم عروض همان است و ضرب محذوف
 و بحقیقت ہمہ وزن ہمیش نیست و حکم تسکین اواسط همان است کہ گفتہ آمد و این بحر نذر یک
 متاخران ہم متروک است چوتھا وزن عروض وہی یعنی فاعلان یا فاعلن اور ضرب محذوف
 فاعلن و حقیقت میں سبب تین وزنوں سے زیادہ نہیں ہیں کسواسط کہ دونوں کفوت ہوں
 ایک ہیں اور چاروں انحراب دو اور حکم تسکین اوسط کا وہی ہے جیسا کہ سابق میں کہا گیا یعنی
 جائز ہے پس مفعول مفاعیل بعد تسکین اوسط کے مفعول مفعول ہوگا اور یہ بحر بھی نزدیک متاخر و
 متروک ہے ہم متروح این بحر ہر دو لغت مستعمل است و تبازی اصلش در دائرہ مستفعلن مفعولات
 مستفعلن دوبار باشد و در بنیادانی و منہوک آید و اور ایک عروض بود و دوسرے ضرب و بر وزن
 آید یکے وانی و پیش اینست ت یہ بحر دونوں زبانوں میں یعنی عربی اور فارسی میں مستعمل
 اور اصل اوسکی دائرہ تازی میں مستفعلن مفعولات مستفعلن ہے دوبار اور استعمال میں وانی اور
 منہوک آتی ہے اور اوسکا ایک عروض ہے یعنی سالم مستفعلن اور تین ضربین ہیں یعنی مطوی
 مفتعلن اور موقوف یعنی مفعولان اور مکشوف یعنی مفعولن اور تین وزنوں پر آتی ہے ایک وانی
 بیت اوسکی یہ ہے ہم اشعر ابن زید لازال مستعملاً لا یخیر نفسی فی مضمره انفسہ فاع
 عروض سالم و ضرب مطوی است ت پہلا وزن عروض سالم مفتعلن اور ضرب مطوی یعنی

ن

مستفعلن

مقتل سے بیت مثال کی جیسا کہ مسطورہ متن ہے تعلق اس کی یہ ہے ان بن زمی مقتل
 ویلا قول مفعولات متعلق تعلق الخیر لغت مقتل سی فی مصر مفعولات بل عرفا مقتل عرف
 بالضم نیکوئی اور احسان اور بضم یہی آیا ہے منتخب سے معنی یہ ہیں تحقیق کہ پسزید ہمیشہ
 استعمال کرتا ہے خیر کو فاش کرتا ہے اپنے شہر میں احسان کو ح الحرف بالضم الاحسان بدین
 مبالغہ اور ضرورتہ تم کلامہ قائل ہم و دو منہوگ کیے راضی موقوف و پیش انیست ب
 صبر انہی عبد الکریم و دیگر راضی کشوف و پیش انیست ج شعر و نظم سفید سفیدات
 اور دو منہوگ یعنی مثنیٰ ایک کی ضرب موقوف یعنی مفعولات سے اور وہ وزن دوسرا ہے
 بیت مثال کی جیسا کہ متن میں ہے تعلق اس کی یہ ہے صبر بنی مقتل عبد و مفعولات
 معنی یہ ہیں کہ صبر کرو اسے پس ان عبد دار اور دوسری منہوگ کی ضرب کشوف یعنی مفعولات
 مفعولات سے وہ وزن تیسرا ہے بیت مثال کی جیسا کہ متن میں ہے تعلق اس کی یہ ہے
 و یلم مستفعل و سجد مفعول معنی یہ ہیں کہ خرابی ہے واسطے اُم سعد کے کہ نام بھی اس کا
 سعد ہے اور و یلم سجد اصل میں و یلم سجد تھا اور سجد منصوب باعنی ہے ہم و بطریق رضا
 درجہ ارکان غیر ضرب با خبن و طی و خیل بکار و ارند الا در کن عروض کہ اگر خیل کتد با تاسی مفعولات
 پنج متحرک متوالی شود و نشاید و در ضرب با منہوگ خبن بکار و ارند و زنی دیگر یافتہ اند کہ خیل
 نیا و ردہ است و آن وانی است عروض سلم و ضرب مقلوع ت اور بطریق زحاف کے
 سب ارکان میں سوا ضربون کے خبن یعنی مفاعیل اور مفعولات اور طی یعنی مقتل اور مفعولات
 اور خیل یعنی فعلتین اور مفعولات استعمال کرتے ہیں الا در کن عروض میں خبن اور طی لاتے ہیں
 خیل نہیں لاتے کسوا سکہ کہ اگر خیل لائیں تاسی مفعولات سے مل کر پانچ متحرک متوالی جمع
 ہو جائیں اور یہ سچا ہے مثلاً کہیں مقتل مفعولات فعلتین پس تا اور فا اور عین اور لام
 تار ثانی پانچ متحرک جمع ہوں اور پانچ متحرک جمع نہیں ہوتے اور اضراب منہوگ میں
 خبن یعنی مفعولات استعمال کرتے ہیں بلکہ ایک وزن اور پایا ہی کہ خلیل اس کو نہیں لایا ہے
 اسد وانی ہے عروض سلم یعنی مقتل اور ضرب تعلق یعنی مفعول اور اس کی مثال کی جیسا کہ
 کہ وزن اول وانی میں اگر حرف کو پہلے رکھیں مثلاً اس کی ہو جائے ح قولہ و زنی دیگر آ

باید دانست کہ وزن فی مطلق الضرب کہ در مفتاح وغیر آن از کتب فن مذکور است نیست بدیت
 ذاک و قد اذعرا لحوش یصلب الخدر خب لبانه مخفر یعنی انکس عالی کہ ترسانید
 و حشیان را بکشتاده رخسار فراخ است سینہ او و واسع است تقطیعش ذاک و قد مفتعل از دعرو
 فاعلات حوش یصل مفتعل تلخذ و رح مستفعلن غلبان فاعلات ہو مخفر مفعولن اما مخفی نامند کہ
 درین وزن عروض ہم مطوی است سالم چنانکہ محقق علام میفرماید و شاید کہ مصنف علام را شانی میگوید
 سالم العروض و تعلق الضرب ہم رسیده باشد اما دیگر عروضیان بر مطلق الضرب کنفامی نمایند
 قتال هم و اما پارسی اصلش در دائرہ مستفعلن مفعولات چهار بار باشد وانی و مجز و مشطور
 یعنی شمن و مسدس و مربع بکار آورند و ہمہ ارکان مطوی مستعمل است و عروضیان گویند اورا
 سه عروض و شش ضرب است و بر دو وزده وزن آمده است چهار شمن و شش مسدس و مربع
 بدین تفصیل است اما فارسی اصل اس سحر کی دائرہ بین مستفعلن مفعولات چار بار ہے اور
 وانی اور مجز و اور مشطور یعنی شمن اور مسدس اور مربع استعمال کرتے ہیں اور سب ارکان مطوی
 یعنی مفتعلن فاعلات مستعمل ہیں اور عروضی کہتے ہیں کہ او سکے تین عروض ہیں یعنی مطوی
 موقوف فاعلان یا مطوی مکشوف فاعلان اور اصل مقصور و ہم اخذ مقصور فاع یا اصل مخدوف
 و ہم اخذ مخدوف فع اور مطوی معرے مفتعلن یا مطلق مفعولن اور آٹھ ضرب ہیں ہیں یعنی
 مطوی موقوف فاعلان اور مطوی مکشوف فاعلان اور اصل مقصور و ہم اخذ مقصور فاع یا اصل مخدوف
 و ہم اخذ مخدوف فع اور مطوی مذال مفتعلان اور مطوی معرے مفتعلن اور اعرج مفعولان
 اور مقطوع مفعولن معلوم ہو کہ جب فاع اور فع شمن میں مفعولات سے بنی اصل مقصور
 اور اصل مخدوف ہو اور جب مسدس میں مستفعلن سے بنے اخذ مقصور اور اخذ مخدوف ہو
 پس لفظ میں ایک ہیں اگرچہ اعتبار دو ہیں لہذا محقق علیہ الرحمہ نے آٹھ ضربیں لکھیں کہ اصل
 کہ غرض صورت لفظ سے ہے نہ اعتبارات سے چنانچہ سیرج میں دو مقطوع تھے ایک فعلن
 فاعلن سے دوسرا مفعولن مستفعلن سے وہاں دو وزن شمار میں لیے کہ صورتیں دو تھیں
 لفظ کی صاحب حاشیہ نے بیان بھی شبہ کیا اور یہ لکھا ح مطوی موقوف و مطوی مکشوف
 و اصل مقصور و مذال و اعرج و مقطوع و اخذ مقصور و اخذ مخدوف و مطوی معرے اصل مخدوف

و این ہمہ وہ بودند هشت چنانکہ مصنف فرمودہ تم کلامہ قتال اور یہہ بحر بارہ وزنوں برائی ہر
چار شمن اور چہہ مدرس اور دمر بع اس تفصیل سے ہم شمنات عروض مطوی موقوف
یا مکشوف و ضرب مطوی موقوف بر نیگونہ بیت ترک من آن خوبی سیمہ و مہر جوی
قائم شش آزادہ سر و روی چو ماہ تمام ہ و چون این وزن چار خانہ شود مسط یا غیر مسط
رکن دوم ہر دو مصرع ہم مطوی مکشوف یا موقوف بکار و از بند بر قیاس عروض و ضرب
ت شمنات وزن پہلا عروض مطوی موقوف فا علان یا مطوی مکشوف فا علن اور
ضرب مطوی موقوف فا علان بیت مثال کی مرقومہ متن ہے لقطیع یہہ ہے ترک من
مفتعلن خوبی فاعلات سیمہ و مفتعلن مہر جوی فا علان قائمہ مفتعلن را دسر فا علان
ردی چا مفتعلن ہے تمام فا علان اور جو یہہ وزن چار خانہ ہو یعنی با قافیہ اور غیر مسط یعنی
نئے قافیہ رکن دوم سر و دون مصرعوں کا بھی مطوی مکشوف یعنی فا علن اور مطوی موقوف
یعنی فا علان استعمال کرتے ہیں مثل عروض اور ضرب کے یعنی مطلع میں رکن دوم ہم
و ضرب ہوگا اور اشعار میں رکن دوم ہم قافیہ عروض ہوگا بر وزن فا علن خواہ فا علان
پس اگر چار خانہ انہو مثلاً ایک لفظ نصف رکن دوم میں نصف رکن سوم میں
معتبر ہو وہاں رکن دوم کو مطوی مکشوف اور مطوی مخدوف مسئل
عروض و ضرب کے نہ کہیں گے بلکہ وہ ہمیشہ مطوی مخدوف ہوگا ح قولہ چار خانہ
آنکہ منقسم شود بچار قسم کہ یک قسم را از انہا بادگیرے قافیہ ہو پس اگر سہ ازان یک قافیہ
دارند و چارم قافیہ دیگر دارد کہ یا بیت دیگر مانند آن ہم قافیہ است آنرا مسط گویند تفصیل
و تمییزش در اول کتاب گذشت و مثال غیر مسط ۱۰ اشخ دل دل سوار شاہ سلام علیک
حیدر با ذوالفقار شاہ سلام علیک ۱۱ تم کلامہ قتال ص ب عروض ہماں و ضرب مطوی
مکشوف و بحقیقت ہماں است ۱۲ دسر اوزن عروض وہی یعنی فا علان یا فا علن اور
ضرب مطوی مکشوف یعنی فا علان اور حقیقت میں یہہ وہی ہے یعنی وزن اول اور دوم
ایک ہے ص ج عروض اصل مقصور یا اصل مخدوف و ضرب اصل مقصور بر نیگونہ بیت
من ز فرغ رخ چو ماہ تو ہر شب ۱۳ باز نمایم نشان ز شعلہ خورشید و عروض ہماں و ضرب

اصول مخدوف و بحقیقت همان است که گذشت است تیسر اوزن عروض اصل مقصور یعنی فاع
یا اصل مخدوف یعنی فاع اور ضرب اصل مقصور یعنی فاع بیت مثال کی مرقومہ متن ہے
تقطیع اوسکی یہ ہے من ز فرد مفتعلن علی رخیج فاعلات ماہ تہر مفتعلن شب فاع باز نہا مفتعلن
بہم نفا ز فاعلات شلاخر مفتعلن شب فاع و زن چوتہا عروض وہی یعنی فاع یا فاع اور ضرب
مخدوف یعنی فاع اور حقیقت میں یہ وہی وزن ہے جو گذرا یعنی سوم اور چارم ایک ہر
مہم مسدسات ہ عروض مطوی معرے یا نڈال و ضرب نڈال برانگونیہ بیت یا برن ان
سر و قد رموی میان سیم بر و مشک زلف بدر جمال و عروض و ضرب ہر دو مطوی معرے
و حکمش همان است پانچواں وزن عروض مطوی معرے یعنی مفتعلن یا مطوی نڈال
یعنی مفتعلان اور ضرب مطوی نڈال یعنی مفتعلان اگرچہ عروض فقط مطوی معری کتابت
میں ہے مگر تفریقہ جملہ عروض کہ لکھے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ لفظ یا نڈال کتابت سے
رہ گیا ہو بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے یا برنا مفتعلن سر و قد و فاعلات
موی میان مفتعلن سیم بر و مفتعلن مشک زلف فاعلات بدر جمال مفتعلان چہٹا وزن عروض
اور ضرب دونوں مطوی معرے یعنی مفتعلن اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی پنجم اور ششم ایک ہے
اور ایک ساکن کی زیادت مغیر وزن نہیں ہم نہ عروض مطوی یا مقلوع و ضرب اعرج
برانگونیہ بیت چون ز تو باشد عنایت امی مہترہ ہیج نترسم ز حاسد و بدخواہ عروض
ہمان و ضرب مقلوع و حکمش همان است ساتواں عروض مطوی یعنی مفتعلن یا مقلوع
یعنی مفعولن اور ضرب اعرج یعنی مفعولان بیت مثال کی متن میں لکھی ہے تقطیع یہ ہے چوتہا
مفتعلن شد عنای فاعلات تہمتر مفعولن ہیج نترسم ز حاس فاعلات دو بزحہ
مفعولان اکھوان وزن عروض وہی یعنی مفتعلن یا مفعولن اور ضرب مقلوع یعنی مفعولن
اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی وزن ہفتم اور ششم ایک ہے ہم و بعضے از قدما این عروض را
ضرب مجنون مطوس کہ بروزن فاعل باشد استعمال کردہ اندت اور بعضے اس عروض کے
مقابلے میں ضرب مجنون مطوس یعنی فاعل لائے ہیں مثلاً مصرع ثانی بیت مذکور کا یون ہو
ہیج نترسم ز حاسد و غیرہ پس وغیرہ وزن فاعل ہو ہم ط عروض احد مقصور یا احد

محذوف و ضرب اخذ مقصور برانیکونہ بعیت اسی بدورخ چون گل بہارہ چون تو ندیدم
 کیے نگارے عروض و ضرب اخذ محذوف و حکمش ہمان ست ت نوان وزن عروض
 اخذ مقصور یعنی فاع یا اخذ محذوف یعنی فاع اور ضرب اخذ مقصور یعنی فاع بیت مثال
 کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے اسی بدورخ مفتعلن چو کلیب فاعلات ہار فاع چو تندی
 دم یکین فاعلات گار فاع دسوان وزن عروض وہی یعنی فاع یا فاع اور ضرب اخذ محذوف
 یعنی فاع اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی وزن نہم اور دہم ایک ہے ہم مربعات یا عروض مطوی
 موقوف یا مکشوف و ضرب مطوی موقوف برانیکونہ بعیت چون زتور پنج فرو د صابری
 ازمن محواہ چیب عروض ہمان و ضرب مکشوف و حکمش ہمان استات مربعات گیارہوان
 وزن عروض مطوی موقوف یعنی فاعلان یا مطوی مکشوف یعنی فاعلن اور ضرب مطوی موقوف
 یعنی فاعلان بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے چو ترن مفتعلن جم فرو د فاعلان
 صابریز مفتعلن من محواہ فاعلان بارہوان وزن عروض وہی یعنی فاعلن یا فاعلان اور ضرب
 مطوی مکشوف یعنی فاعلن اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی وزن یازدہم اور دوازدهم ایک ہے
 ہم و این جملہ بحقیقت پنج وزن است و تسکین اوسط ہمہ جار و ابودت اور یہ سب یعنی
 دوازده حقیقت میں پانچ وزن ہیں اور تسکین اوسط سب جگہ روا ہے ظاہر ہے شہادت
 میں وزن پہلا اور دوسرا ایک ہے یہ ایک ہوا اور تیسرا اور چوتھا ایک ہے یہ دو ہوا
 اور مسدسات میں وزن پانچواں اور چھٹا اور ساتواں اور آٹھواں سبب جواز تسکین اوسط
 ایک ہے یہ تین ہوئے اور نوان اور دسوان ایک ہے یہ چار ہوئے اور مربعات میں
 گیارہوان اور بارہوان ایک ہے یہ پانچ ہوئے صاحب حاشیہ نے یہاں یہ حاشیہ
 لکھا ہے ح قولہ بحقیقت پنج وزن است مخفی نمازکہ باسقاط وزن دوم و چہارم و ششم
 و ہشتم دوم و دوازدهم کہ ہر یک بمقابلہ شش متحد است شش بانی می ماند و اسقاط اوزان
 سبعة ازین دوازده بنمائی ناقص نمی آید تم کلامہ افسوس کہ اس عبارت کو بھی سمجھ نہ سکے
 ہمہ جار و ابودوم و چون ہر ضرب سوم و چہارم یا دہم ہمہ سکر کنند ہرج نیز بر توان خواند
 مثلاً فاعلن فاعلات مفعولن فاع را چنین تقطیع توان کرد مفعولن فاعلن مفعولن فاع و این

ترانہ است و باقی برین قیاس و ہر جا کہ چنین افتد فرق بدیگر مصراعہا قصیدہ ظاہر گردد
 مت اور جو وزن سوم اور چہارم یا دہم میں سب مسکن کرین ہرج میں بھی پڑھ سکتے ہیں
 مثلاً مفعولن فاعلات مفعولن فع کہ مسکن مفتعلن فاعلات مفتعلن فع وزن سوم اور چہارم
 کا ہے اوسکی یوں تقطیع ہو سکتی ہے مفعولن فاعلن مفاعیلن فع اس صورت میں فاعلن
 بجائے فاعلا اور مفاعیلن بجائے مفعولن ہوگا اور یہ وزن ترانے کا ہے ہرج سے
 اور باقی ارکان اسی قیاس پر اور جس جگہ ایسا واقع ہو فرق اور مصارعہ قصیدہ سے
 ظاہر ہوگا یعنی اور مصرعون سے تمیز وزن ہرج اور وزن مسجح میں ہو جائے گی ہم بعض
 عروضیان برین اوزان از سالم مستفعلن و مخبون اشلہ آورده اند مثال وزن اول از سالم
 بیت بریار من بیگناہ عیب برم گرفت راہ چہ آن حاسد عیب خواہ و آن دشمن زشت
 گوی چہ و از مخبون شہر مرا از ان روی محل وزان و ذلعت سیاہ چہ ز روزگہ شب کنی
 و ز شب گہی باز روز بہت اور بعض عروضی ان وزنوں میں سالم سے مستفعلن اور مخبون
 مثالین لائے ہیں یعنی اوزان سالم میں اول رکن مفتعلن تھا اوسکی جگہ مستفعلن سالم
 اور مخبون مستفعلن یعنی مفاعلن مثالون میں لائے ہیں مثال وزن اول کی سالم سے
 یعنی وزن اول سالم مفتعلن فاعلات تھا یہاں مستفعلن فاعلات ہے بیت مثال کی
 مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے بریار من مستفعلن بیگناہ فاعلات یجرم بگ مستفعلن رفت راہ
 فاعلان و حاسدی مستفعلن عیب خواہ فاعلات و دشمنی مستفعلن زشت گوی فاعلان
 اور مثال مخبون سے یعنی وزن اول سالم میں جہاں بجائے مفتعلن مفاعلن آیا ہے
 اوسکی مثال یہ ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے مرا از مفاعلن روی محل
 فاعلات و ز از ذل مفاعلن فی سیاہ فاعلان ز روزگہ مفاعلن شب کنی می فاعلات زشت گوی
 مفاعلن باز روز فاعلان ہم و از مخبون اگر ہر دو مستفعلن مخبون باشد بغایت ناخوش بود
 اما اگر دوم مطوی بود بہتر باشد برنگینہ بیت مرا ز محل و در تو نیست نصیب چہ مرا از چہ پنج
 سیاہ زشت گزند سے بہت اور مخبون یعنی جہاں اول رکن مخبون آیا ہے اگر دونوں
 مستفعلن مخبون ہوں یعنی مفاعلن نہایت ناخوش ہے لیکن اگر دوسرا مستفعلن مطوی ہو

یعنی مفتعلن بہتر ہے مثال او سکی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے مرار ل مع مفاعلن لو دریت
 فاعلات نبس نصی مفتعلن بی فع مرار جہ مفاعلن غی سیاہ فاعلات نمت کزن مفتعلن وی فم
 معنی بیت کے یہ ہیں کہ جھکو ترے محل و در سے یعنی لب و دندان سے نہیں ہے
 حصہ اور تری چشم سیاہ سے ہے گزند چرخ بالفتح و نین معجزہ ایک طائر شکاری ہے
 بطور شکرہ مؤید اور بران اور سراج سے کذا فی النیات ہم مثال وزن پنجم از سالم بیت
 بر من چہ کردہ دراز این زبان بگذارتا و ارم این زبان در دہان ت مثال وزن پنجم کی
 سالم سے یعنی وزن پنجم سالم مفتعلن فاعلات مفتعلن تھایہان بجائے مطوی سالم ہے
 بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے بر من چہ استغفلن کردا ید فاعلات رازیر بان
 مستغفلان بگذارتا مستغفلن دار نیز فاعلات بادردہان مستغفلان ح بر من چہ استغفلن
 کردا ید فاعلات رازیر بان مستغفلان بگذارتا مستغفلن دار نیز فاعلات بادردہان مستغفلان
 و بر رای مصنف وزن عروض مستغفلن باید و بہر کیفیت این شعر مثال وزن پنجم کہ دران
 عروض معری و ضرب نزال باید نہایتا اندر شد تم کلامہ معلوم ہو کہ صاحب حاشیہ نے پہلی
 عبارت بھی غلط پڑھی کہ جہان عروض معری ہے وہاں یا نزال بھی ہے اور جملہ عروض
 مصنف علیہ الرحمہ نے اسی سیاق سے لکھے ہیں اور قطع نظر اس سے مصنف علیہ الرحمہ
 مثالین بطور عروضیون کے لکھتے ہیں اور خود کہتے ہیں کہ الہت اور لون بجایہ ایک حرف
 کے ہے اور صاحب حاشیہ خود بھی جابجا لکھتا ہے کہ زیادت یک ساکن منیر وزن نہیں
 باوجود اسکے ایسے اعتراض پر اصرار بھی ہے ہم و از رکن اول مخبون شعر ز بہر خوبی نہ از
 براے وفا ترا گزیدم تا ز خلق جہان و باقی برین قیاس ت اور مثال رکن اول
 مخبون سے یہ ہے جو مرقومہ متن ہے تقطیع ز بہر مفاعلن بی نازب فاعلات رای وفا
 مفتعلن ترا کزی مفاعلن دم تا ز فاعلات خلق جہا مفتعلن اور باقی مثالین اسی قیاس پر
 ہیں م حنیف این بحر در ہر دو لغت مستعمل است و تہازی ہماش و دائرہ فاعلات
 مس قطع لن فاعلاتن و بار ہست و اور اسے عروض و چہا ضرب ہست و بر پنج وزن آئدہ است
 سہ از وافی و دو از مجزوبان تفصیل ت یہ بحر تازی اور فارسی میں مستعمل ہے اور اصل

اوسکی دائرہ تازی میں فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن ہے دوبارہ اور اوسکے تین
 عروض ہیں یعنی فاعلاتن سالم اور مس تفع لن سالم اور فاعلن محذوف اور چار ضرب ہیں
 یعنی فاعلاتن سالم اور مس تفع لن سالم اور فاعلن محذوف اور فحو لن تجون مقصور
 اور پانچ وزنوں پر آئی ہے تین دانہ اور دو مجزوء اس تفصیل سے ہم اشعر حل اہلی
 مابین دُنی فبا دُنی ۛ وحلت کلویۃ بالسمال ۛ عروض و ضرب ہر دو سالم است
 است پہلا وزن شعر جو تین میں ہے عروض اور ضرب اوسکے دونوں سالم یعنی فاعلاتن
 دنی اور بادولی اور سمال تینوں نام قریوں کے ہیں اور فی فبا دولی میں یعنی داو ہے
 معنی یہ ہیں کہ اوقری اہل میری قری کی کہانی اور بادولی ہیں اور اوقری ساکن اوس قریہ
 عالیہ کی قریہ سمال میں تقطیع یہ ہے محل اہلی فاعلاتن مابین درس تفع لن تا فاؤ
 فاعلاتن لا وحلت فاعلاتن علویۃ مس تفع لن بسمالی فاعلاتن ہم بسفخر
 یت شعر ہی اہل ثم اہل ایتھم ۛ اویجو لن من دون ذاک الردی ۛ عروض سالم و ضرب
 محذوف است دوسرا وزن عروض سالم یعنی فاعلاتن اور ضرب محذوف یعنی فاعلن
 شعر مثال کا مرقومہ تین آتین صیغہ مضارع شکلم بنون خیفہ اور سچو لن صیغہ مضارع فاعل
 بنون خیفہ معنی یہ ہیں کہ کاش جانتا میں آیا پہر آؤنگا میں ان تک یا حایل ہوگی بدو
 اسکے موت یعنی آیا یا رڈو کہو پہر دیکھو لگا میں یا بغیر دیکھے مر جاؤنگا تقطیع یہ ہے بہ لبست
 شعر ہی فاعلاتن اہل ثم محل مس تفع لن ایتھم فاعلاتن اویجو لن فاعلاتن من دون
 درس تفع لن کروا فاعلن ہم ج شعر ان قدر نایو ما علی عامرہ نقیصت منہ
 اوندہ کلم ۛ ہر دو محذوف و این لہر سہ دانہ است تیسرا وزن عروض اور ضرب
 دونوں محذوف ہیں یعنی فاعلن معنی یہ ہیں اگر قدرت پاتا میں کسی دن عامر پر انتقام
 لیتا میں اوس سے یا چوڑ دیتا میں اوسکو واسطے تمہارے تقطیع یہ ہے ان قدر نایو
 فاعلاتن یومین علی مس تفع عامر فاعلن نقیصت من فاعلاتن ہو اوندہ مس تفع لن
 ہو کہ فاعلن یہ تینوں وزن دانہ کے ہیں ہم شعر یت شعر ہی فاؤثری ۛ اُم غمر
 فی امرنا ۛ ہر دو سالم اندر جو سمٹھا وزن شعر جو تین میں مسطور سے عروض اور ضرب

دونوں سالم ہیں یعنی مس تفع لن یعنی یہ ہیں کہ کاش جاننا میں کہ کیا راہی اور عمر کی ہے
 میرے مقدسے میں تقطیع یہ ہے بیت شعری فاعلاتن ذاتری مس تفع لن ام محر
 فاعلاتن فی امرنا مس تفع لن ہم ہ شعر کل خطب ان لم تکنوا ہ عنہم لیسیر
 عروض سالم و ضرب مجنون مقصور است و این ہر دو مجزوست ت پانچوان وزن شعر
 مرقومہ متن ہے عروض سالم یعنی مستفعلن اور ضرب مجنون مقصور یعنی فعلن معنی یہ ہیں
 کہ ہر کار عظیم اگر غضب نہ کر و تم آسان ہی تقطیع یہ ہے کل خطب فاعلاتن ان لم تکنوا
 مس تفع لن تو عنہم فاعلاتن لیسیر و فعلن یہ دونوں وزن مجزوست کے ہیں ہم و بطریق
 زحاف و ربہ ارکان نہیں روا ابو و در رکن اول کف و شکل روا ابو و میان حرفت آخر رکن
 اول و حرف دوم رکن دوم معاقبہ باشد و در ضرب بیت اول تشعیت روا ابو و در عروض اگر
 بیت مصرع بود ہم لازم آید ت اور بطریق زحاف کے سب ارکان میں ضین روا ہے
 پس فاعلاتن فاعلاتن اور مس تفع لن مفاعیلن ہوگا اور رکن اول میں کہ فاعلاتن ہے
 کف یعنی فاعلات اور شکل یعنی فاعلات روا ہے اور در میان حرفت آخر رکن اول کے
 کہ نون فاعلاتن کا ہے اور حرف دوم رکن دوم کی کہ میں مس تفع لن کا ہے معاقبہ ہے
 یعنی دونوں سلامت رہیں گے یا ایک گر یگانہ دونوں اور ضرب بیت اول میں کہ سالم
 تشعیت روا ہے یعنی سجا ہے فاعلاتن مفعولن لا اور است ہے اور عروض میں بھی
 اگر بیت مصرع ہوگی یعنی مطلع تشعیت لازم ہوگی واسطہ مطابقت ضرب کے ہم و اما
 بپارسی اصلش در دائرہ فاعلاتن مس تفع لن چار بار ابو و مجنون چار بار ابو و
 عروضیان گویند آنرا چار عروض و ہفت ضرب بہت و بہشت وزن مستعمل است کہ
 مشن و شش مس و کی مبرج باین تفصیل است و اما بپارسی میں اصل او سکی دائرہ میں
 فاعلاتن مس تفع لن چار بار ہے اور مجنون استعمال کرتے ہیں اور عروضیوں نے
 کہا ہے کہ او سکے چار عروض ہیں یعنی مفاعیلن مجنون اور فاعلاتن مجنون اور مفعولن تشعیت
 اور فاعلاتن مجنون مقصور یا فعلن مجنون محذوف اور سات ضرب ہیں یعنی مفاعیلن مجنون
 اور فاعلاتن مجنون اور مفعولن تشعیت اور فاعلاتن مجنون مقصور اور فعلن مجنون محذوف اور

فعلین مشعش محذوف اور فعلان مشعش مقصور اور انکھ وزنون پرستعمل ہے ایک شمن
 اور چہ سدس اور ایک مریع اس تفہیل سے ہم اعروض اور ضرب ہر دو مجنون از شمن
 برینگونہ بیت منم آنکس کہ تا بفرق ہی سوزم از قدم جز غم عشق آن صنم کہ نہ بینی چنودگر
 ست پہلا وزن عروض اور ضرب دونوں مجنون یعنی مفاعیلن بیت مثال کی مرقومہ تن ہے
 تقطیع اوسکی یہ ہے منماکس فعلاتن کتا بفر مفاعیلن قہمیسو فعلاتن زفر قدم مفاعیلن غمی
 عش فعلاتن قما صنم مفاعیلن کہ نہ بینی فعلاتن چنودگر مفاعیلن اور چنوا اختصار چون او
 کا ہر بیان ہم مسدسات ہے جو مجنون برینگونہ بیت تن بود دمن بود دل من نہ صنما چہ برکیشتر است
 مسدسات دوسرا وزن عروض اور ضرب دونوں مجنون ہیں یعنی فعلاتن بیت مثال کی تن میں بطور تقطیع یہ ہے
 ترقی فعلاتن دمن بود مفاعیلن ولی من فعلاتن صنما فعلاتن جبرکینی مفاعیلن شتر اند فعلاتن ہم ج عروض
 مجنون یا مشعش و ضرب مشعش و این بحقیقت همان بست کہ ضرب دوم مثال شمن بیت
 من اگر دل تن پوشم بارے رخ چون زعفران بچہ پوشانم ست تیسرا وزن عروض
 مجنون یعنی فعلاتن یا مشعش یعنی مفعولن اور ضرب مشعش یعنی مفعولن اور یہ وزن
 فی الحقیقت وہی ہے کہ ضرب دوسری یعنی قسم دوسری پس دوم اور سوم مسدس میں
 ایک وزن ہے مثال مرقومہ تن ہے تقطیع یہ ہے منگردل فعلاتن تن ہو مفاعیلن
 شتم باری مفعولن رخ چوزع فعلاتن فراچی مفاعیلن پوشانم مفعولن ہم و عروض همان
 و ضرب مجنون مقصور برینگونہ بیت چکنم چون مرا سخا بد یارم چکہ نالم ازین حکایت
 حال ہے ست چوتھا وزن عروض وہی یعنی فعلاتن یا مفعولن اور ضرب مجنون مقصور
 یعنی فعلان بیت مثال کی تن میں لکھی ہے تقطیع اوسکی یہ ہے چکنم چو فعلاتن مرا سخا
 مفاعیلن بد یارم مفعولن کہ نالم فعلاتن ازی حکما مفاعیلن تبحال فعلان ہم و عروض مقصور
 یا محذوف و ضرب ہم مجنون مقصور برینگونہ بیت چکنم صابری چو صبر نماندہ تتم از رخ
 صابری گداخت و ضرب مشعش مقصور ہم ستعمل باشد و بایستہ کہ بہت آن وزنی دیگر
 از وزنی ست پانچواں وزن عروض مجنون مقصور یعنی فعلان پہلے مجنون محذوف یعنی فعلین
 اور ضرب بھی مجنون مقصور یعنی فعلان بیت مثال کی جیسی تن میں لکھی ہے تقطیع اوسکی یہ ہے

چکنم صا فعلاتن بری چسب صفا علن رنماند فعلان تنمزان فعلاتن چصا بری صفا علن
 بگرداخت فعلان اور ضرب مشعت مقصور یعنی فعلان بسکون عین بھی مستعمل ہے اور چاہی
 کہ بھٹ او سکے ایک وزن اور لائے ہم و عروض ہمان و ضرب محذوف و حملش ہمان
 مت چٹا وزن عروض وہی یعنی فعلان یا فعلن اور ضرب مجنون محذوف یعنی فعلن اور حکم اوکا
 وہی ہے یعنی پنجم اور ششم ایک ہے ہم و عروض ہمان و ضرب ابتر گفتمہ اندوان است
 بل مشعت محذوف است برنگونہ بیت چہ گنہ کردم ای نگار بگو کہ ز من روز و شب
 گریزانی : این جملہ مجز و این بحر ست سا توان وزن عروض وہی یعنی فعلان یا فعلن
 اور ضرب ابتر کہی ہے عروضیون یعنی فعلن بسکون عین اور یہ سہو ہے بلکہ مشعت محذوف
 اس واسطے کہ خبن بیان لازم ہے اور بعد خبن کے ترسی فعلن بسکون عین نہیں ہو
 بیت مثال کی جیسی متن میں لکھی ہے تقطیع او سکی یہ ہے چہ گنہ کر فعلاتن دمی نکام فلان
 ربکو فعلن کز من رو فعلاتن ز شب گری صفا علن زانی فعلن بسکون عین اور یہ سب اوزان
 مجز و کے ہیں ہم مربع ح ہر دو مجنون است برنگونہ بیت چہ کئی با کسے جفا چہ کہ بود
 از تو مبتلا است مربع آٹھوان وزن عروض اور ضرب دونوں مجنون یعنی صفا علن جیسو
 بیت مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے چکنی با فاعلاتن کسی جفا صفا علن کہو و از فعلاتن
 تمبتلا صفا علن ہم و بحقیقت این جملہ پنج وزن است و صد و ابتدا سالم رو بود و تسکین اسط
 متحرکات ہم جائز بودت اور یہ سب حقیقت میں پانچ وزن ہیں ایک شمن اور تین
 سدس اول و سوم و چہارم اور ایک مربع باقی متحدہ صد و ابتدا ان اوزان میں سالم لانا
 روا ہے اور اسط متحرکات کی تسکین بھی روا ہے یعنی بجائے فعلاتن مفعولن لائیں
 جہان چاہیں ہم و عروضیان بر ارکان سالم نہ تکلف امثلہ آوردہ اند مثال وزن اول
 از مسدسات برنگونہ بیت چند گویم با من کمن بدنگار چہ تاز عشقت پیدا نکرد و نہا نم
 ست اور عروضی ارکان سالم کی مثالین تکلف لائے ہیں مثال وزن اول کی مسدسات
 جیسی مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے چند گویم فاعلاتن با من کمن ستفعلن بدنگار
 فاعلاتن تاز عشقت فاعلاتن پیدا نکرد مس تفع لکن و نہا نم فاعلاتن ہم مثال وزن دوم

بیت در بابا باشد پاک پیدار از ہم نژدہ ہر کس زین دیدہ غماز مت مثال وزن دوم کی
 مسدسات سے جیسی مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے در بابا با فاعلاتن مثلاً پاک بی
 مس تفع لن دار از ہم نژدہ ہر کس فاعلاتن زنی دیدای مس تفع لن غماز مت مفعولن
 لفظ پاک شعر مذکور میں بمعنی صاف اور آشکارا ہے اور غماز بالفصح و تشدید المیم سخن چین
 اور اشارہ کنندہ بحشمت اور طعنہ زندہ لطائف سے کذا فی الغیاب ہم مثال وزن سوم ہے
 روی یارم لالہ را کی پسند و لالہ چون او کی برود در بہار مت مثال وزن سوم کی ہند
 سے شعر متن میں مرقوم ہے تقطیع او سکی یہ ہے روی یارم فاعلاتن مر لالہ راست فطر
 کی پسند و فاعلاتن لالہ چو او فاعلاتن کے برود مس تفع لن در بہار فاعلاتن ہم مثال وزن
 چہارم بیت پنجم آمد و نخواہ من بادا و ہر دو سخ را آریستہ چون بہشت مت مثال
 وزن چہارم کی مسدسات سے بیت مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے پیشما و فاعلاتن
 و نخواہ من مس تفع لن بادا و فاعلاتن ہر دو رخ را فاعلاتن آریستہ مس تفع لن چون بہشت
 فاعلاتن ہم مثال وزن پنجم بیت وقت رحمت نامد ترا ای نگار چہند داری ہار ابدین
 زاری مت مثال وزن پنجم کی مسدسات سے جیسی بیت مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے
 وقت رحمت فاعلاتن نامد ترا مس تفع لن ای نگار فاعلاتن چہند داری فاعلاتن مارا بی
 مس تفع لن زاری فعلن ہم مثال سالم وزن مشطوریہ بیت تاکے ایدل اندہ خوری چہ تو بشاد
 اولی تری مت مثال سالم وزن مشطوریہ یعنی مربع کی تقطیع بیت مذکور کی یہ ہے تاکیدی فاعلاتن
 اندہ خری مس تفع لن تو بشادی فاعلاتن اولی تری مس تفع لن ہم مضارع این
 سحر ہم در ہر دو وقت مستعمل است و تازی اصلش در وائرہ مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن
 دو بار باشد و در بنا مجزوا آید و اور ایک عروض و یک ضرب بود ہر دو سالم و ہر یک وزن
 آید و پیش اینست ست یہ سحر بھی تازی اور فارسی میں مستعمل ہے اور اصل اسکی
 وائرہ تازی میں مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن دو بار ہے اور استعمال میں مجزوا نی ہے
 اور اسکا ایک عروض اور ایک ضرب ہے دونوں سالم یعنی فاع لاتن اور ایک وزن پر
 آتی ہے اور بیت او سکی یہ ہے ہم شعر دکانی را کی سعادت و دواعی ہوئی سعادت

شعر مثال کا معنی اوسکے یہ ہیں کہ بلایا مجھ کو طرف معشوقہ سعاد کے اسباب محبت سعاد نے
 اور تقطیع اوسکی یہ ہے وعلانی امفاعیل لاسعادون فاع لاتن دو اعلیہ مفاعیل و اسعادوی
 فاع لاتن ہم و صدر و ابتدا کہ مکفوف اند مقبوض ہم رو بود و میان یا ونون مفاعیلین مراقبہ ہا
 و در عرض کف نیز رو بود و مفاعیلین شاید کہ بحر م ا خرب یا اشتراشودت اور صدر او
 ابتدا کہ مکفوف ہیں یعنی مفاعیل مقبوض بھی رو ہیں یعنی مفاعیلین اور در میان یا اور نون
 مفاعیلین کے مراقبہ ہے یعنی ثبوت و ونون کا ہم جائز نہیں ہے اور لامحالہ سقوط ایک کا
 لا بعینہ واجب ہے اور عروض اور ضرب میں کف بھی رو ہے یعنی فاعلات مگر جب آخر
 شعر میں کف آئیگا آخر لامحالہ ساکن ہوگا اور مفاعیلین لائق ہے کہ خرم سے ا خرب یعنی
 مفعول یا اشترا یعنی فاعلن ہو یعنی مفعول اور فاعلن بھی صدر اور ابتدا میں آجاتا ہے ہم
 و اما بفارسی اصلاش و در دائرہ مفاعیلین فاع لاتن چہار بار بود و ہمہ ارکان مکفوف بکار دارند
 مکفوف یا مفعول بود یا ا خرب و ہر کیے را نوے شعر مند و ہر دو ہفت عروض و یازدہ ضرب آوردہ اند
 و گفته اند برست و ہفت وزن مستعمل است و اما دائرہ فارسی میں اصل اوسکی نظائر
 فاع لاتن چار بار ہے اور سب ارکان مکفوف استعمال کرتے ہیں یعنی مفاعیل فاع لات
 اور مکفوف یا نو فو یعنی مفاعیل بدون خرب یا ا خرب یعنی مفعول آتا ہے اور ہر ایک کو
 عروضی ایک نوع جانتے ہیں اور ونون کے سات عروض اور گیارہ ضرب میں لائے
 ہیں اور کہا ہے کہ ستائیس وزنوں پرستعمل ہے ہم مضارع مکفوف عروضیان
 این نوع را چہار عروض ہشت ضرب آوردہ اند و گفته اند پردہ وزن آوردہ است نہ شمس نہ
 و مسدس و سہ مربع و دو مثلث و تفصیل اینست مضارع مکفوف عروضی اسنوخ کو
 چار عروض لائے ہیں یعنی مقصور یا محذوف فاع لاتن سے فاعلان یا فاعلن ایک
 اور ابتر جبکہ محقق علیہ الرحمہ نے محذوف مقصور کہا ہے یعنی فعلن جو اور مقصور مفاعیلین سے
 یعنی فعلولان یا محذوف اوسکا یعنی فعلون تین اور سالم یعنی فاع لاتن چار صاحب حاشیہ نے
 اس جگہ یہ حاشیہ لکھا ہے محذوف مقصور و محذوف و ابتر و سالم ہم کلامہ قائل اور اٹھ
 ضربین لائے ہیں مقصور فاع لاتن سے یعنی فاعلان ایک اور محذوف اوس سے

فاعلن دو اور ابتر یعنی فعلن جسکو محقق علیہ الرحمہ نے محذوف مقصور لکھا ہے تین
 اور مقصور مفاعیلن سے یعنی فاعلان چار اور محذوف اوس سے
 یعنی فاعلن پانچ اور سالم یعنی فاع لاتن چہ اور محبوب یعنی فعل سات اور ازل یعنی فاع
 اٹھ صاحب حاشیہ اس جگہ یہ حاشیہ لکھا ہے ح نولہ ہشت ضرب یعنی مقصور و محذوف
 و ابتر و سالم و محبوب و ازل و این ہمہ شش می شود نہ ہشت و اگر مقصور و محذوف تین
 و سدس و مبرع را جدا جدا شمار کنند زائد از ہشت گردد تم کلامہ قابل اور عروضیوں نے
 کہا ہے کہ یہ نوع دس وزنوں پر آئی ہے تین تین اور دوسدس اور تین مبرع اور دو
 مثلث اور تفصیل یہ ہے م شمنات عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور
 برنگو نہ بیت نگار آفتاب روی و شراب آفتاب نجات دلت گسل از رنگار و دہن
 گسل از شراب ست شمنات پہلا وزن عروض مقصور یعنی فاعلان یا محذوف یعنی
 فاعلن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان جیسی شعر مرقومہ میں ہے تقطیع او سکی یہ ہے
 حکما رات مفاعیل تا ب روی فاع لاتن شراب مفاعیل تا ب نجات فاع لان دلت
 گسل مفاعیل از رنگار فاع لات دہن گسل مفاعیل از شراب فاعلان دلت گسل از رنگار
 اسی دل اپنا خدا و ٹھا معشوق سے ہم ب عروض ہمان و ضرب محذوف و حکمش ہاں است
 ست دوسرا وزن عروض وہی یعنی فاعلان یا فاعلن اور ضرب محذوف یعنی فاعلن اور
 حکم او سکا وہی ہے یعنی دونوں وزن ایک ہیں ہم ج ہر دو ابتر گفتہ اند و سہو ست چہ
 ابتر محذوف مقطوع باشد و این محذوف مقصور ست ازان جہت کہ فاع لاتن مفروق
 نہ مجموعی شالش بیت تو گوئی مرا کہ از چہ چنین ستمندی بہ ازیر اکبیر کہوز جانم کمبزی بہ
 ست قیصر اوزن عروض اور ضرب دونوں ابتر کہے ہیں عروضیوں نے اور یہ ہو ہے
 اسوا سطل کہ ابتر محذوف اور مقطوع کو کہتے ہیں اور یہ محذوف مقصور ہے اس جہت
 کہ فاع لاتن مفروق ہے نہ مجموعی اور قطع فاعلاتن مجموعی میں آتا ہے نہ مفروق میں
 مثال او سکی مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے گویم مفاعیل را کارج فاع لات
 چنی ست مفاعیل مندی فعلن ازیر اک مفاعیل پنج لہو فاع لات زجانت مفاعیل

کند فی فعلن ہم مسدسات کو عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور ہر ایک کو نہ سے
 بماند مرقعات شقیقہ چنین زارہ کنون بر من ای نگار بہ بخشای مسدسات چوتھا وزن
 عروض مقصور یعنی فحولان یا محذوف یعنی فعلون اور ضرب مقصور یعنی فحولان بیت مثال کی
 مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے ہندم ز مفاعیل غاشقیقہ فاع لات چنی زار فحولان
 کنو بر م مفاعیل فی نگافاع لات بخشای فحولان ہم ہ عروض ہمان و ضرب محذوف و ضرب
 ہمان است با پنجوان وزن عروض وہی یعنی فحولان یا فعلون اور ضرب محذوف یعنی
 فعلون اور حکم او سکا وہی ہے یعنی یہ دونوں وزن ایک ہیں ہم مریجات و خرمین و
 ضرب ہر دو سالم ہر ایک کو نہ ملیت چہ کردم بتا گوئی چہ بر من چنین بکینی ت مریجات
 چھٹا وزن عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی فاع لاتن بیت مثال کی مرقومہ متن ہے
 تقطیع او سکی یہ ہے چکر دسب مفاعیل تا بگوئی فاع لاتن کبریت مفاعیل فی بکینی
 فاع لاتن اور بکینی ای بکینہ ہستی ہم ز عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور ہر ایک کو نہ
 بیت نہ بینی کہ عشق بارہ بن دست بر کشادہ ساتوان وزن عروض مقصور یعنی
 فاعلان یا محذوف یعنی فاعلن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان بیت مثال کی مرقومہ متن ہے
 تقطیع یہ ہے نہ بینی کہ مفاعیل عشق بار فاع لان بن دست مفاعیل بر کشادہ فاع لان
 ہم ہ عروض ہمان و ضرب محذوف است آٹھوان وزن عروض وہی یعنی فاع لان یا
 فاع لن اور ضرب محذوف یعنی فاع لن یہ دونوں بھی ایک ہیں ہم مثلثات ط
 این وزن را عروض نباشد و ضرب محبوب آید و ازین نوع شعور در گفتہ اند ہر چار
 گفتہ اند از ان سہ بر یک تافہ و چارم را قافیہ دیگر و مطربان بعضی آنرا پارسی بار بندہ اند
 و بعضے جادو راہ مثالش شہر دل از یار سنگدل گسل چہ اگر مسکن کنند چنین شود شہر
 بنام رمی چہر اکوشتی مثلثات نوان وزن اس وزن کا عروض نہیں ہے نقطہ ضرب
 سے اسکی شناخت ہی اور ضرب محبوب آتی ہے یعنی جب مفاعیلن سے دونوں سبب
 گر گئی مفار ہا فعل او سکی مقام پر آیا اور اس نوع میں شعور از تر نہیں کہی ہیں یعنی بہت کم
 کہی ہیں قصیدہ خواہ غزل نہیں کہتی چار چار کہی ہیں یعنی مثل مسطہ چار خانہ کے اندر نہیں

تین ایک قافیہ پر اور چوتھے کا قافیہ دوسرا موافق ابیات کے اور بعضے مطرب او سکو
 فارسی باربد کہتے ہیں باربد نام مطرب خسرو پر دیکھا کشف اور برہان اور غیاث سے اور
 بعضے مطرب او سکو جادورہ کہتے ہیں جادو بمعنی سحر اور یا بمعنی نغمہ بعد مقام اور پروردہ اور
 اصول اور خوانندگی ہے کذا فی البرہان مثال او سکو سے دل از یار شکل گسل چہ تقطیع
 یہ ہے دل از یار مغایل سنگ و لب فاع لات گسل فعل اور اگر مسکن کرین یعنی اگر
 مغایل فاع لات فعل میں تین متحرک سے ایک کو ساکن کرین بر وزن مغایل فاع لا
 فع ہو مثال مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے بنام و مغایل می چہ کو فاع لاتن شی فع ح
 بنام دی ہی متن میں بھی اور حاشیہ میں بھی لکھا ہے قائل ہم ی ہین وزن و فشرش
 ازل ہم مسکن شود برنگونہ شعر ازیرا چنیدم گزیدم یار چہ و بد آنکہ مضارع موفور نیز دیک
 متاخران متروک است و سوان وزن ہی وزن ہے اور مضرب او سکی ازل یعنی
 مضاع اور ازل اجتماع حذف و قصر کو کہتے ہیں جب مغایل میں حذف و قصر کیا مضاع
 اور اگر مسکن ہو یعنی مغایل فاعلات مضاع میں تین متحرک سے ایک ساکن ہو بر وزن
 مغایل فاعلاتن فاع ہو جائے مثال او سکی جیسا کہ مرقومہ متن ہے اور لفظ ازیرا
 مذکور میں یعنی ازینجت ہے اور زیر الخفف او سکا ہے خواہ زیر اصل ہو اور اللف و
 زائدہ او سپر آیا ہو مگر ازیرا الفتح اول دیا جہول مزید علیہ زیر یعنی ازینجت برہان سے
 کذا فی الغیاث تقطیع یہ ہے ازیرا ج مغایل فی گزیدم فاع لاتن یار فاع اور معلوم ہو
 کہ مضارع موفور نیز دیک متاخران کے متروک ہے ہم مضارع اخرج عرضیان
 این نوع را بہفت عروض و یازدہ ضرب آورده اند و گفتہ اند کہ بر ہفتہ نوع آئندہ است
 پنج شصت و ہفت سدس و پنج ربع یا بن تفصیل مضارع اخرج عروضی اس نوع کو
 سات عروض لائے ہیں وہ فاعلاتن سالم اور فاعلان مقصور یا فاعلان محذوف و فاعلان
 جسکو ابتر کہتے ہیں اور محذوف مقصور ہے اور فاع مجبوع موقوف یا فع مجبوع کشف
 اور مغایل سالم اور فاعلان مقصور یا فاعلان محذوف اور فاعلان ازل اور گیارہ ضرب میں
 لائے ہیں وہ فاعلاتن سالم اور فاعلان مقصور اور فاعلان محذوف اور فاعلان جسکو ابتر

مضارع اخرج

مضارع

کہتے ہیں اور وہ محذوف مقصور ہے اور رفع محبوب مکشوف اور فاع محبوب موقوف
 اور مفاعیل سالم اور فاع لان مقصور اور فاع لان محذوف اور فاع ازل اور فاع محبوب اور مکشوف
 کہ سترہ نوع پر آئی ہے پانچ ثمن اور سات مسدس اور پانچ مربع اس تفصیل سے مثنیات
 عروض و ضرب ہر دو سالم برائیکونہ پلیت فریاد من ز عشق پر پچھوہ سن برہ کز عشوہ عشر
 بر دو نیادش برہ و چون مسکن شود مفعول فاعلاتن چہار بار شود و چہار خانہ برین وزن
 جہش آیدت مثنیات پہلا وزن عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی فاع لاتن بیت مثال
 مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے فریاد مفعول من ز عشق فاع لاتن پر پچھوہ مفاعیل ای سنسبر
 فاع لاتن کز عشوہ مفعول عمر برد فاع لاتن نیادش مفاعیل بی بر برد فاع لاتن لفظ در شعر
 میں زائد ہے اور بعضے سنخون میں بر برد باضافت ہے یعنی نزدیک دروازہ اور اگر مسکن ہو
 یعنی تار فاع لاتن نیم مفاعیل سے ملے بستکین اوسط مفعول فاع لاتن چہار بار ہو اور چہانہ
 اس وزن میں خوش آئندہ ہوتا ہے مثال یہ ہے پلیت از تو و فانیاد دانی کہ نیک دانم
 وزن جہانخیزہ دانم کہ نیک دانی ہم ب عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور برائیکونہ
 شعر یاران سن جوان و رفیقان سن جوان ہر اندوہ تو بگردہ را ای نگار سپردت و سہرا
 عروض مقصور یعنی فاعلان یا محذوف یعنی فاعلان اور ضرب مقصور یعنی فاعلان بیت
 مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے یاران مفعول سن جوان فاعلاتن رفیقان
 مفاعیل سنخوان فاعلان اندوہ مفعول تو بگردہ فاعلاتن مرا این مفاعیل کار سپردت فاعلان
 ہم ج عروض ہمان و ضرب محذوف و حکمش ہمان است تیسرا وزن عروض وہی
 یعنی فاعلان یا فاعلان اور ضرب محذوف یعنی فاعلان اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی یہ دونوں
 وزن ایک ہیں ہم و عروض و ضرب ابتر گفتمہ اندوہ سہوست چہ محذوف مقصور است مثالش
 پلیت دانی کہ از چہ عمر گذارم باندہ ہر زیر کہ تو زاندہ من شادمانی است چو ستھا وزن
 عروض اور ضرب کو عروضیوں نے ابتر کہا ہے اور یہ سہوہ ہے اسواسے کہ ابتر حذف
 اور قطع ہے اور قطع و تہ مجموعی میں آتا ہے اور فاع لاتن مفصل میں و تہ مجموعی نہیں ہے
 مفردتی ہے پس یہ محذوف مقصور ہے جب فاع لاتن کو حذف کیا فاع لا رہا اور جب قصیدہ

فَاعِل رُحَاوَسْکِی جُکھ پر فَعْلَنْ لائے مثال مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے دانیک مفعول
از جہر فاع لات گذار سب مفاعیل اندہ فعلن زیر کہ مفعول تو زائد فاع لات مہن شاد
مفاعیل مانی فعلن ہم ۵ عروض محبوب موقوف یا محبوب مکشوف و ضرب محبوب مکشوف
برائیکونہ بیت گھنار زرد و چو شہ چینان ۶ دیباہی سہر دار دوزین کمر ۷ دیباہی کہ ضرب محبوب موقوف راؤرنی
کردندی بر قیاس گذشتہ ۸ پانچوان وزن عروض محبوب موقوف یعنی فاع جبے دون سبب سبب سبب سبب سبب
اور عین ساکن ہوا وقت سواف ہوا یا محبوب مکشوف یعنی جبے فاع سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب
ضرب محبوب مکشوف یعنی فاع بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے گھنار مفعول زرد
پہم فاع لات شہی چین مفاعیل یا نفع دیباہی مفعول سہر دار فاع لات در زریک مفعول
مرفع اور عروضیون کو چاہیے تھا کہ ضرب محبوب موقوف کو ایک وزن اور قرار دیتے
بر قیاس گذشتہ ہم مسدسات و عروض و ضرب ہر دو سالم مثالش شہر باد بہار و بادہ
شکیری ۹ بونی نقشہ و سمن و خیری ۱۰ مسدسات چھٹا وزن عروض اور ضرب دون
سالم یعنی مفاعیلن مثال او سکی مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے باد یہ مفعول باد
فاع لات اشکیری مفاعیلن بویت مفعول نقش او س فاع لات سمنو خیری مفاعیلن شکیری
یعنی صبح و شہر گاہ غیاث سے اور خیری بالکسر بیا و معروف بر وزن پری اور حسین او سکی
بہت ہیں زرد اور سفید اور سمن اور کبود اور او سکو خطمی اور گل خطمی اور گل خیر و بھی کہتے
ہیں برہان اور بہار عجم سے اور صراح میں لکھا ہے کہ یہ عرب خیر کا ہے ہم ز عروض
یا مخدوف و ضرب مقصورہ برائیکونہ بیت از کار رفتہ پہم میندیش ۱۱ در ماندہ ہنور کن یاد
۱۲ ساتوان وزن عروض مقصور یعنی فحولان یا مخدوف یعنی فحولن اور ضرب مقصور
یعنی فحولان مثال مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے از کار مفعول رفت پہم فاع لات میندیش
فحولان و ز نام مفعول و اہنوز فاع لات کن یاد فحولان ہم ۱۳ عروض ہمان و ضرب
مخدوف و مکش ہمان است ۱۴ آٹھوان وزن عروض وہی یعنی فحولان یا فحولن اور
ضرب مخدوف یعنی فحولن اور حکم او سکا وہی ہے یعنی یہ دون وزن ایک ہیں ہم ط
عروض و ضرب ازل برائیکونہ شہر ماندروی خوب نگار ۱۵ تا بد شب چارودہ ماہ ۱۶

مت توان وزن عروض اور ضرب دونوں ازل یعنی فاعل باجماع حذف و قصر شعر مثال کا
 مرقومہ متن ہے معنی یہ ہیں کہ مثل روئے محبوب کے ماہ شب چہارم ہم محبت ہے لفظ جہ
 مانند مفعول روئے خوب فاعل لات نگار فاعل تا بدش مفعول شہ چہار فاعل لات واد فاعل
 ہم می عروض بہان و ضرب محبوب و بہان وزن است و سوان وزن عروض وہی
 یعنی فاعل اور ضرب محبوب یعنی فعل محذوف فریقین اور یہ وہی وزن ہے یعنی یہ دونوں
 ایک ہیں ہم یا رکنی کہ بجای عروض ست نہ ازان قبیل است کہ رکنی کہ بجای ضرب است
 پس معتقد است و ضربش محبوب موقوف بر نیگو نہ شعر تا کی بوم باندہ دیتا عشق آن بت
 ۱۰ اہر بان ۱۱ و اگر ہمہ اواسط متحرکات مسکن کنند پارہ بہتر شود بر نیگو نہ شعر سر و سی بہ بالا
 رخ سیب و سیم دندان لب ناروان ۱۲ است گیا رہوان وزن جور کن کہ بجای
 عروض ہے نہ اوس قبیل سے ہے جیسا کہ رکن بجای ضرب ہے پس معتقد ہے
 یعنی رکن عروض اور ہے کہ مفاعیلین سے بنا ہے اور رکن ضرب اور ہے کہ فاعل لاتن
 بنا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ مضارع مسدس کئی طرح پر ہے ایک سجذ فاعل لاتن اخیر
 یعنی مفاعیلین فاعل لاتن مفاعیلین جیسا کہ ظاہر ہے دوسرے سجذ فاعل لاتن دوم
 مفاعیلین مفاعیلین فاعل لاتن جیسا کہ انوری کہتا ہے بیت کو اصف جم کو بیا بہ بین
 بر تخت سلیمان راستین ۱۳ پیشش بدل دیو و دام و دود ۱۴ بر ہم زدہ مضامی حور عین
 بروزن مفعول مفاعیل فاعلن خواہ فاعلان اور تیسری صورت معتقد کی کہ اس میں
 مفاعیلین اول مصرع ثانی گر گیا ہے لہذا اسکو معتقد کہا ہے یعنی گویا کہ یہ ایک ہی مصرع
 کسواسطے کہ مفاعیلین بحر مضارع میں جب مسدس بناتے ہیں ساقل نہیں ہوتا جیسا کہ
 وقوع اسکا مصرع ثانی بیت مثال میں ہے اور بیت معتقد ہے چنانچہ محقق علیہ الرحمہ
 خود فرماتے ہیں کہ ضرب اسکی محبوب موقوف یعنی فاعل فاعل لاتن سے قطع بیت
 مثال مرقومہ متن کی یہ ہے تاکیب مفعول دم باند فاعل لات ہتیا مفاعیل عشق را ب
 فاعل لات تنامہ مفاعیل بان فاعل اور اگر سب اواسط متحرکات کو مسکن کریں یعنی مفعول
 فاعل لات مفاعیل فاعل لات مفاعیل فاعل میں دو جگہ تین متحرک جمع ہوئے ہیں اور

اوسلو کو ساکن کرین پس رکن نہ ہوئے مفعول فاع لاتن مفعول فاعلاتن مفعول فاع
یہ صورت کچھ اول سے بہتر و پس ملیت سر و سہی بالا رخ سیب سیم دندان لٹا و لٹا
جو مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے سر و پس مفعول ہر بالا فاع لاتن رخ سیب
مفعول سیم دندان فاع لاتن لب نام مفعول وان فاع اس جگہ صاحب حاشیہ فرمایا ہے
ح قولہ محبوب موقوف درینجا مفتوح ازل باید نہ پیرا کہ اصل رکن ضربی درینجا مفاعیلن و ند
مجموعی است و وقف در و تد مفروقی واقع شود پس وقف درینجا گنجایش ندارد و تم کلام
دوسرا حاشیہ یہ ہے ح تقطیعش تا کیب مفعول دم باتد فاع لات ہتیار مفاعیلن غشقا
مفعول تینمہ فاع لات بان فاع داین خلافت قرار داد مصنف علام است زیرا کہ اولت
و لون ساکن را کہ در آخر مصرع افتد باز از یک حرف می شمارد پس محبوب مکشوف بالیتی و ند
تم کلامہ اور تیسرا حاشیہ یہ ہے ح تقطیعش سر و پس مفعول ہے بالا فاع لاتن رخ
سیب مفعول سیم دندان فاع لاتن لٹا مفعول واقع تم کلامہ چوتھا حاشیہ یہ ہے
ح و الف نامہ ربان و تقطیع مے افتد داین عیب است تم کلامہ قابل ہم یہ ع و ض
ہمچنان و ضرب محبوب مکشوف و وزن ہمان است بارہوان وزن عروض و سطر
یعنی رکن عروض آور آور رکن ضرب آور اور شعر معتقد اور ضرب محبوب مکشوف یعنی فاع
فاع لاتن سے اور وزن وہی ہے یعنی دونوں وزن ایک ہیں ہم مریجات متج عروض
و ضرب سالم برینگونہ ملیت آمد بہار خرم وقت گل اندر آمدت تیرہوان وزن عروض
اور ضرب دونوں سالم یعنی فاع لاتن مثال مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے الیہ
مفعول ہار خرم فاع لاتن وقتی کہ مفعول اندر آمد فاع لاتن ہم پید عروض سالم مضرب
براینگونہ ملیت ای دلبر نگارین با مایکی باز بدست چو دیوان وزن عروض سالم
فاع لاتن اور ضرب مقصور یعنی فاعلان بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے
ایدلب مفعول ری نگاری فاع لاتن مای مفعول کی باز فاعلان ہم یہ عروض سالم و
ضرب محذوف و حکمش ہمان است پندرہوان وزن عروض سالم یعنی فاع لاتن اور
ضرب محذوف یعنی فاعلان اور حکم اوسکا وہی ہے یعنی دونوں وزن ایک ہیں ہم یو

عروض مقصور و رکن موفور و ضرب مقصور بر اینگونه بیت ای یار دلربای چو کی بار بی
بسا زنت سوله وان وزن عروض مقصور یعنی فا علان اور رکن موفور یعنی رکن سوم
مفائیل بدون خرب او ضرب مقصور یعنی فا علان مثال بیت کی مرقومہ متن ہے مثنی
یہ ہیں کہ اے دلربا ایک بار بندے سے موافقت کر قطع یہ ہے اے یا مفعول
دلربای فا علان یکے بار مفاعیل ہی بسا فا علان ہم نیز عروض مانند شانزوہم رکن
سوم موفور اما ضرب مخدوف و این دو ضرب استحقاق افرادہ اردوہ تفاوت با دوزن
مذکورہ تسکین و تحریک و واسطہ متحرکات بیش نیست استرہوان وزن عروض
مانند شانزوہم یعنی مقصور فا علان اور رکن تیسرا موفور یعنی مفاعیل بدون خرب اما ضرب
مخدوف یعنی فا علان اور یہ دونوں تسکین یعنی شانزوہم اور مبتدا ہم استحقاق افرادہ
نہیں رکتہ میں ہیں یعنی اوزان جدا گانہ نہیں ہیں اس واسطے کہ تفاوت ساتھ دوزنوں
کہ قبل اس سے مذکور ہوئے فقط بہ تسکین اور تحریک و واسطہ متحرکات ہوا پس بس
حقیقت میں وہی ہیں ہم و این چارہ دوزن کہ بعد از وزن سوم آوردہ اند نزدیک تا آخر
متروک است و تسکین واسطہ متحرک متوالی ہمہ جا جائز باشد و قدما موفور و آخر ہم
آمیختہ اند چنانکہ رودکی گوید بیت جوانی کست و چہرہ زبانی بہ طبع گرفت نیز گرانی
ست اور یہ چودہ وزن کہ بعد وزن سوم کے لائے ہیں نزدیک متاخرون کے
متروک ہیں اور تسکین واسطہ متحرک متوالی سب جگہ جائز ہے اور قدما نے موفور
یعنی مفاعیل اور آخر ب کو لایا ہے جیسا کہ رودکی کہتا ہے بیت مرقومہ متن ہے
قطع اسکی یہ ہے جو اینک مفاعیل است و حیرا علات زبانی فحولن طبعک مفعول
رفت نیز فا علات گرانی فحولن ح قولہ بعد از وزن سوم درینجا از وزن سوم کے باید
یا سب سے پانزدہ چارہ دوزیر کہ پانزدہ وہ مجبہ می شود و یکی اوزان درینجا ہفدہ است
تم کلامہ پس چارہ دوزیر کو پانزدہ پڑھ کر ای اعتراض لکھنا یعنی چہ اور اگر کتاب میں پانزدہ
تھا لفظ بعد کو بعد پڑھا کہ نہونا حوت دال کا سوو القلم کاتب ہے ہم مقصوب
این بحر تازیانہ حاصل است و اصلش در دائرہ مفعولات مستعملین متعلق دو بار است

و مجر تو بکار و اور ایک عروض و یک ضرب مت ہر دو مطوی برین وزن آیت پیش
 این ست مت مقضب یہ بحر خاص تازیون کی ہوا تو مقضب افتضاب سو یعنی قطع کردن ہوا
 اور اصل اوسکی دائرے میں مفعولات مستفعلن مستفعلن و بار ہے اور مجر و استعمال
 کرتے ہیں اور اوسکا ایک عروض اور ایک ضرب ہے دو وزن مطوی یعنی مفتعلن پس وزن
 آتی ہے اور بیت اوسکی یہ ہے ہم شعر اعرضت فلاح لہما ج عارضان کالبردر
 ست شعر جو مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہیں اعراض کیا معشوقہ نے پس ظاہر
 ہوئے اوسکے دور خسارے مثل نزلے کے شفاف اور ہمدید اور بعضہ نسخون میں بجائے
 اعرضت اقبلت ہے یعنی توجہ کیا معشوقہ نے تقطیع اوسکی یہ ہے اعرضت فاعلات
 لاح لہما مفتعلن عارضان فاعلات کلبردی مفتعلن اور ہر دو مفتعلن یعنی نزالہ و تکرار
 فی الغیاث ہم در صدر و ابتدا میں فاعل مفعولات و در و ش مراقبہ با شہر پس ہر دو مخبون
 مطوی نشانید است اور صدر و ابتدا میں در میان فاعل و مفعولات کے مراقبہ ہے
 پس دونوں رکن صدر و ابتدا میں مخبون مطوی سچا ہیے یعنی اسقاط دونوں کا اور ابتدا
 دونوں کا معاً جائز نہیں ہے بلکہ ثابت رکھنا ایک کا دونوں سے لازم ہے پس فعلات
 نہوگا یا فاعلات ہوگا یا مفعولات ہم و پارسی بہ تکلف امثلہ آوردہ اندر براہیگونہ بیت
 ترک خو بردی مرا گوچرانہ خوش منشی و ضرب بزال معری و مسکن و اباید داشت
 برقیاس و دیگر اوزان ست اور فارسی بہ تکلف مثالین لاسے ہیں جیسے بیت مرقومہ متن
 تقطیع اوسکی یہ ہے ترک خوب فاعلات رومی مفتعلن گوچرانہ فاعلات خوش منشی
 معلوم ہو کہ اس مریج کو کبھی شمن بھی لاتے ہیں پلیت سر و گلزار منی و فصل نو بہار منی
 من اگر چہ تنگ تو ام و عز و افتخار منی و بروزن فاعلات مفتعلن فاعلات مفتعلن اور
 اگر عین مفتعلن کا ساکن کرین فرق اس وزن میں اور ہزج اشترین ہر ہے جیسا کہ یہ
 شعر ہے وقت را غنیمت دان آفتد کہ بتوانی و حاصل حیات ایجان یکدم ست تادانی
 و اور کبھی حشو میں مطوی سکین سبع ہوتا ہے جیسا کہ یہ شعر ہے و فراق او مہری
 فرض کن کہ شہارہ بیتو الہا بروز اور دروز را کہے چکنہ کہ کن درم صراخ ثانی مفعولات

تہذیب

اور ضرب مقضب کی نزال یعنی مفتلان اور معری مفتطن اور مسکن یعنی مفعولن روا رکھتے ہیں مثل اور اوزان کے ہم مجتث این بحر در ہر دو لغت مستعمل است و بتازی اصلش در دائرہ مس نفع لن فاعلاتن فاعلاتن دوبار باشد و مجز و بکار در اندک یک عروض و یک ضرب ہر دو سالم و اور ایک وزن باشد و بتیش اینست ت مجتث لغت بین معنی از بیج بر کند و ہے اور یہ بحر تازی اور فارسی میں مستعمل ہے اصل اوسکی دائرہ تازی میں مس نفع لن فاعلاتن فاعلاتن بحر دوبار و مجز و استعمال کرتے ہیں ایک عروض اور ایک ضرب دونوں سالم یعنی فاعلاتن اور اوسکا ایک وزن ہر بیت اوسکی یہ ہے ہم شعر البطلن منها خمیسۃ و الکوۃ مثل الہلال و در ارکان خبن و کف و شکل رود ازند گبر ضرب کہ در وی خبر خبن نشاید و میان آخر ہر رکن دوم دیگر رکن معاقبہ باشد و در ضرب تشیث روا بود شعر جیسا کہ مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہیں شکم اوس سے خالی ہے یعنی لا غمیان ہے اور منہ مثل ہلال ہے تقطیع اوسکی یہ ہے البطلن من مس نفع لن ہاخمینصو فاعلاتن و لوجہ مست مس نفع لن للہلالی فاعلاتن اور ارکان میں خبن یعنی منفاعلن فاعلاتن اور کف یعنی مستفعل فاعلاتن اور شکل یعنی مفاعل فاعلاتن روا رکھتے ہیں مگر ضرب اوس میں سوا خبن کے یعنی سوا فاعلاتن کے سچا ہے اور در میان آخر ہر رکن کے اور دوم رکن ثانی کے معاقبہ ہے یعنی لن فاعلاتن فاعلاتن کہ دونوں کو سلاست رکھیں یا ایک کو حذف کریں نہ دونوں کو صاحب حاشیہ نے اس جگہ یہ حاشیہ لکھا ہے ح پس حذف ہر دو یا احد ہا جائز بود تم کلامہ فاعلاتن اور ضرب میں تشیث یعنی مفعولن روا ہے بجائے فاعلاتن کے ہم را با ببارسی ہماش در دائرہ مس نفع لن فاعلاتن چہار بار بود و شمن و مسدس و مربع و مستعمل کردہ اند و گفتہ اند کہ اور ابج عروض نہ ضرب است و بر سیزوہ وزن آمدہ است ہفت شمن و دو مسدس و چہار ربع و ارکان ہمہ مخمون بکار در اند و تفصیل اینست ت لیکن دائرہ فارسی میں اصل اوسکی مس نفع لن فاعلاتن چار بار ہے اور شمن اور مسدس اور ربع استعمال کی ہے اور کہا ہے کہ اوسکے پانچ عروض ہیں فاعلاتن مخمون اور فاعلاتن مخمون

یا فعلن مجنون محذوف اور فعلن مجنون محذوف مسکن جسکو ابتر کہتے ہیں اور فاعل مجنون
محذوف مبدی و س یا فاعل مجنون محذوف مملوس اور مفاعلن مجنون اور نون ضمین ہیں فعلاتن
مجنون اور فعلاتن مجنون مقصور اور فعلن مجنون محذوف اور فعلن مجنون محذوف مسکن جسکو
ابتر کہتے ہیں اور فعل مجنون محذوف مطلق اور فاعل مجنون محذوف مبدی و س اور رفع
مجنون محذوف مملوس اور مفاعلن مجنون نداء اور مفاعلن مجنون اور تیرہ وزنوں پر
آئی ہے سات شتم اور دو مبدی اور چار جمع اور سب ارکان مجنون استعمال کرتے ہیں اور تفصیل یہ ہے
ہم شتمناست اعروض و ضرب ہر دو مجنون بر نیگو نہ ملیت اگرچہ حیلہ فروشی دیگر چہ
چرب زبانی ہے سپاس و ار خدا ایم کہ تو بجلد مرانی ہے شتمناست ہلا و زن عروض
اور ضرب دونوں مجنون یعنی فعلاتن بیت مثال کی مرقومہ متن ہے معنی او سکی یہ ہیں
کہ ہر چند حیلہ گر اور چرب زبانی ہے تو شکر کر خدا کا یا شکر گزار خدا ہوں میں کہ تو ہمہ جہت
دوست میرے ہے تقطیع او سکی یہ ہے اگرچہ می مفاعلن لفروشی فعلاتن دیگر چہ چرب زبانی
تر زبانی فعلاتن سپاس و ار مفاعلن ر خدا ایم فعلاتن کہ تو بجلد مفاعلن مرانی فعلاتن ہم چہ
عروض مجنون مقصور یا مجنون محذوف و ضرب مجنون مقصور بر نیگو نہ ملیت نہ چرب زبانی
ترا باسن ای گزیدہ نگارہ سجای نرم درشت و سجای وصل فراق ہے دوسرا وزن عروض
مجنون مقصور یعنی فعلان یا مجنون محذوف یعنی فعلن اور ضرب مجنون مقصور یعنی فعلان
بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع او سکی یہ ہے نہ بہر چہ مفاعلن ستر یا فعلاتن
منی گری مفاعلن و نگار فعلان سجای نہ مفاعلن درشتو فعلاتن سجای وصل مفاعلن
لفراق فعلان ضم ج عروض چچان و ضرب مجنون محذوف و بحقیقت همان وزن است
ست نہ سرا وزن عروض وہی یعنی فعلان یا فعلن اور ضرب مجنون محذوف یعنی فعلن
اور حقیقت میں وہی ہے یعنی دونوں وزن ایک ہیں کسواسطے کہ زیادت یکو نہ غیر وزن
نہیں ہے ہم عروض چچان و ضرب ابتر گفتمہ اندو این سہوست مجنون محذوف مسکن
می بایر چہ فہم در ہمہ ارکان لازم است و این استحقاق افراد نیست مثالش ملیت تو مردان
کہ روزی ننو بالمد اگر کہے زبانی در آید سری شنبانی ہے چوتھا وزن عروض وہی

یعنی فعلان یا فعلن او ضرب ابتر عرضیون کے کہی ہے اور یہ سہو ہے مجنون محذوف
 مسکن کہنا چاہیے اس واسطے کہ جنس یہاں جملہ ارکان میں لازم ہے اور بعد جنس کے
 تر سے یعنی حذف و قطع سے فعلن نہیں ہو سکتا اور اس کی استحقاق ان کے نہیں یعنی وزن اگنہ نہیں ہے
 بلکہ وہی وزن ہے یعنی دوسرا اور تیسرا اور سر جنبانیدن یعنی حرکت کردن تقطیع یہ ہے
 تھروا مفاعلن نکر و زنی فعلاتن نحو ذیل مفاعلن لہکر فعلن کسیر یا مفاعلن اور اید فعلن
 سری یکن مفاعلن بانی فعلن ہمہ عروض مجنون محذوف مسکن و ضرب مجنون تقطوع
 براہیگو نہ پلیمت مرا ولی ست کہ دائم ستم کند بر من چہ بودی ارستم از شکر آمدی
 ست یا پنچوان وزن عروض مجنون محذوف مسکن یعنی فعلن بسکون عین اور ضرب مجنون
 محذوف یعنی فعل بیت مثال کی مرقومہ متن ہے معنی بیت کے یہ ہیں کہ دل میرا
 جھپکرتا رہتا ہے ہمیشہ کاش ایسا ستم معشوق جمعیر کیا کرنا تقطیع یہ ہے مرا ولی مفاعلن
 سکد ایم فعلاتن ستم کند مفاعلن بر من فعلن چویر مفاعلن ستم از فعلاتن شکر آمد مفاعلن
 مدی فعل ہمہ عروض مجنون محذوف دروس یا مطموس و ضرب مجنون محذوف دروس
 براہیگو نہ پلیمت دل بر آتش و چشمی پر آب دارم بد ازان کہ با من بد خوشدہست جانان
 ست چہشا وزن عروض مجنون محذوف دروس یعنی فاع یا تعجبون محذوف مطموس یعنی
 فع اور ضرب مجنون محذوف دروس یعنی فاع بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع اوسلی
 یہ ہے ولی پر اید مفاعلن تششیمی فعلاتن پر اید مفاعلن رم فع از کیا مفاعلن من بد خوش
 منقولن شد ستمجا مفاعلن نان فاع ح تقطیعش دیسہر مفاعلن تششیمی فعلاتن بر اید مفاعلن
 رم فع از کیا مفاعلن منبد خو فعلاتن شد ستمجا مفاعلن نان فاع و اینہم خلاف قرار داد
 مصنف علام معلوم میشود زیر کہ اوالف و لون ساکن را یک حرف می شمارد پس ضرب
 مجنون منبد و مطموس سبب طور مصنف تم کلامہ مخفی تر ہے کہ مصنف مثالین بطور وضیون کے
 کہتے ہیں اور جہان جہان سہو پاتے ہیں بیان کرتے جاتے ہیں اور الف و لون کو
 جو بحر و ایز سے ہے نکلیاتی ہے و ان بجای یک حرف لینا چاہیے بوائی میں اختیار یہ
 کہتے ہیں صاحب حاشیہ و اسد اعلم کیا سمجھا ہے کہ ہر جگہ اسی بات کو اعتراضاً بار بار لکھا ہے

با وصفی کہ خود معنی اس شعر کے بھی نہیں سمجھا کہ من بد خو کہ وزن فعلاتن لکھتا ہے اور مقام اضافت
 اور غیر اضافت میں نتیجہ نہیں رکھتا ہم ز عروض ہماں و ضرب مخبون محذوف مملوس وزن
 ہماں است و گفته اند کہ این ہر دو وزن مسکن خوشتر آید و این سہ وزن آخر بہ نزدیک است خزان
 مہجور است سا توان وزن عروض وہی یعنی فاع یا فع اور ضرب مخبون محذوف
 مملوس یعنی فع اور وزن وہی سہ اور کما ہے عروضیوں کے کہ یہ دونوں وزن مسکن
 خوش آتے ہیں یعنی ہر وزن مفاعلن مفعولن مفاعلن فع خواہ فاع مثال بیت اگر
 کشائی تازی ز سنبل ترہ ہمیشہ آید بوی صبا معطر ہر وزن مفاعلن مفعولن مفاعلن فع
 اور خلط مسکن اور غیر مسکن بھی روا ہے اور یہ تین وزن آخر نزدیک متاخر دن کے
 ستر وک بین ہم سد سادات عروض معری و ضرب مذال برانگو نہ شاعر دلم بر دہ آ
 یار بی ہماں بہا یار و لیان را بہن سپارہ است آٹوان وزن عروض معری یعنی مخبون
 معری مفاعلن اور ضرب مذال یعنی مخبون مذال مفاعلن شعر مثال کا مرقومہ متن ہے
 تقطیع یہ ہے دلم بر مفاعلن دا ای یا فعلاتن ربی بہا مفاعلن بہا بی مفاعلن ربی بار
 فعلاتن بہن سپار مفاعلن معنی یہ ہیں کہ ای یار دل میرا لیا ہے تو نے بوسہ لب قیمت
 میں دے ہم طہر و معری و ہماں وزن است آٹوان وزن عروض اور ضرب و لون
 معری یعنی مخبون معری مفاعلن اور یہ وہی وزن ہے یعنی ہشتم اور نہم ایک وزن ہر
 ہم مربعات می عروض و ضرب ہر دو مخبون برانگو نہ بیت کجمن خوبی رویت
 کہ از غمان برانی چہ مربعات و سوان وزن عروض و ضرب دونوں مخبون یعنی فعلاتن
 بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے بحق فو مفاعلن بیرویت فعلاتن کمر غما مفاعلن
 برانی فعلاتن رویت یعنی روی خود اور کم اختصار کہ مرا کا اور غمان یعنی غما ہم با عروض
 ہماں و ضرب مخبون مقصور برانگو نہ بیت منم زیار بکسرت چہ منم ز عشق بجورت
 گمیا رہوان وزن عروض وہی یعنی فعلاتن اور ضرب مقصور یعنی فعلاتن بیت مثال کی مرقومہ
 متن ہے تقطیع اسکی یہ ہے منم زیار مفاعلن ار بکسرت فعلاتن منم ز عشق مفاعلن
 بکسرت فعلاتن ہم رب عروض ہماں و ضرب مخبون محذوف و ہماں وزن است بار ہون

وزن عروض وہی معنی فعلاتن اور ضرب مخبون محذوف یعنی فعلن اور وہی وزن ہے یعنی یازدہم اور دوازدهم ایک وزن ہے ہم حج عروض مخبون مقصور یا مخبون محذوف و ضرب مخبون محذوف و ہر دو مسکن رو ابو دبر اینگو نہ بیت تا آگهی صنما کہ من چه غم خوردم مت تیر ہوان وزن عروض مخبون مقصور یعنی فعلاتن یا مخبون محذوف یعنی فعلن اور ضرب مخبون محذوف یعنی فعلن اور دونوں مسکن جائز ہیں بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے تا آگهی مفاعلن صنما فعلن کن خیم مفاعلن خروم نعلن ہم و جملہ مسدسات و مرعات نزدیک متاخران نامستعمل است و تسکین در ہمہ مواضع رو ابو دبر صدر و ابتدای این بحر روانہ بود چہ می بود و تد مجموع نیست ہر چند بران وزن است ازان بہت کہ از دو سبب خفیف بعد از خبن وزن و تندی باقی مانده است و از قدر بعضی بنا در بتی آورده اند کہ صدر و اخرم و بعضی از متاخران وزنی دیگر آورده اند از مفاصل فاعلاتن چار بار و آن غلط مشکول با سالم میتواند بود بر اینگو نہ پیشہر بدان ملک الملکو کی کہ ہر دو جہان با مرش شدند نہیچ خبری بگفتن کاف و نونی این ست اوزان دائرہ مشتبہ است اور جملہ مسدسات اور مرعات نزدیک متاخران کے نامستعمل ہیں اور تسکین اوسط سبب جگہ رداس ہے اور صدر اور ابتدا میں اس بحر کی خرم روانہ نہیں ہے اس واسطے کہ مبد و تد مجموع نہیں ہے اور خرم و تد مجموع نہیں آتا ہر چند اس وزن پر بہت ہے کہ اصل میں سبب خفیف تو یعنی مس تقاضا کن میں جابن فعلن ہوا و تد ہو گیا یعنی مفاکر و تد اصلی نہیں ہے اور قدر اسے بعضے ایک بیت بناد لائے ہیں کہ صدر اسکا اخرم ہے اور بعضے متاخران سے ایک وزن اور لائے ہیں مفاصل فاعلاتن چار بار اور وہ غلط مشکول یعنی مفاصل کا ساتھ سالم کے یعنی فاعلاتن کے ہو سکتا ہر شعر مثال کا مرقومہ متن ہے تقطیع اوسکی یہ ہے بدائل مفاصل کملو کی فاعلاتن کہ درج مفاصل با مرش فاعلاتن شدند ز مفاصل ہیچ خبری فاعلاتن بگفتن مفاصل کاف و نونی فاعلاتن یہ ہیں اوزان دائرہ مشتبہ کے ہم متقارب این بحر در ہر دو لغت مستعمل است و در دائرہ فعلن مشتبہ بار ہا شد و بتازی دانی و مجز و بکار دارند و اورا دو عروض و چہار ضرب و برشش وزن آمدہ است چہار وانی و دو مجز و و میتا یلش بن ست یہ بحر عربی اور

فارسی میں مستعمل ہو اور اصل اوسکی دائرے میں فعلوں آٹھ بار ہے اور تازی میں وانی اور
مجوز استعمال کرتے ہیں اور اوسکے دو عروض ہیں فعلوں سالم اور فعل محذوف اور چار مضمر
ہیں فعلوں سالم فعل مقصور فعل محذوف فع ابر اور چہ وزنوں پر آئی ہے چار وانی اور
دو مجزوا اور بتین اوسکی یہ ہیں ہم اشعر فایما تیمم تیمم ابن مکرر فایما تیمم القوم فلی
نیا ماہ عروض و ضرب ہر دو سالم است پہلا وزن عروض اور ضرب دونوں سالم یعنی
فعلوں بیت مثال کی مرقومہ متن ہے ربی رب سے معنی یہ کہ مست خواب ہوا اور نیام قطع
نایم معنی خوابیدہ معنی یہ کہ فاما تیمم ابن مکرر یا قوم نے سرست خواب تقطیع اوسکی یہ ہے
فاما فعلوں تیمم فعلوں تیمم فعلوں نورن فعلوں فایما فعلوں ہلقو فعلوں مرزلی فعلوں
نیا ما فعلوں ہم اشعر و یا ونی الی اشعر یا یسات و شعث مرا ضیع مثل السعال
عروض سالم است و ضرب مقصور است دوسرا وزن عروض سالم یعنی فعلوں اور ضرب مقصور
یعنی فعل بیت مثال کی مرقومہ متن ہے یا یسات مقلوب الیسات زنان بسن ایاس
رسیدہ کہ انقطاع حیض سے اوس میں ہوتا ہے اور نہایت الرعب میں بالیسات
ببای موحده پڑا ہے معنی محتاجات اور شعث جمع شعثا معنی براگندہ موغبار آلودہ و مر ضیع
جمع مرضع معنی شیر دہندہ اور سعال اصل سعالی مجذوف یا معنی غول یا بانی معنی یہ ہیں کہ
جگہ لیتا ہے طرف زنان منقطع بحیض پریشان موگر آلودہ شیر دہندہ کا مانند غول یا بانی
کے تقطیع یہ ہر دو یا وی فعلوں الانس فعلوں و نیا فعلوں اساتن فعلوں شعثن فعلوں
مراضی فعلوں عٹلس فعلوں سعال فعلوں ہم اشعر و یا ونی بن اشعر شعرا عو لیتا
یفتی الزوائد الذی قد رواہ عروض سالم است و ضرب محذوف است تیسرا وزن عروض سالم
یعنی فعلوں اور ضرب محذوف یعنی فعل شعر مثال کا مرقومہ متن ہے معنی یہ ہیں روایت
کرتا ہوں میں شعر سے شعر شکل کہ مجلادیتا ہے راویوں کو کہ اوسکی روایت کی ہو تقطیع
یہ ہے واروی فعلوں منش شع فعلوں رشرن فعلوں عو لیتن فعلوں سسر فعلوں رواتل
فعلوں لذی قد فعلوں رو فعلوں ہم اشعر خلیلی عو جاعلی رشم و آریہ خلث من سیمی
و من مینہ عروض سالم و ضرب ابر و این چار وانی است چوتھا وزن عروض سالم

یعنی فعلن اور ضرب ابتر یعنی فع باجتماع حذف و قطع شعر مثال کا مرقومہ متن ہے معنی اوسکے
یہہ بین ای دونوں دوستوں میرے ٹھہر و خانہ سے ویران پر کہ خالی ہیں سلیمی سو
اور میتہ سے اور یہ دونوں نام معشوقہ کے ہیں تقطیع یہ ہے خلیلی فعلن یو ج فعلن
علی رس فعلن مدارن فعلن خلعت من فعلن سلیمی فعلن ونبی فعلن یہ فع اور یہ
چارون وزن وافی کے ہیں ہم ہ شعر ارمین ونبیہ اقررت ہ سلمی بذات الغضاء
ہر دو محذوف ست با پنجان وزن عروض اور ضرب دونوں محذوف ہیں یعنی فعل
شعر مثال کا مرقومہ متن ہے ونبہ امار الدار کذا فی القاموس غضا جمع غضاۃ نام ایک
شیجہ کا ہے ذات غضا یعنی وہ زمین کہ جس پر یہ درخت ہوں معنی یہہ بین آیا یہہ ویرانہ
نشان گھروں کا ہے کہ واسطے معشوقہ سلمی کے بیچ زمین درختان غضا کے تھا تقطیع
یہ ہے اندم فعلن متن اق فعلن قرت فعل سلمی فعلن بذات فعلن غضا فعل
ہم و شعر کشف و لا تیشس ہ فم یقض یا تیککا ہ عروض محذوف و ضرب ابتر
و این ہر دو مجزوات چھٹا وزن عروض محذوف یعنی فعل اور ضرب ابتر ہے یعنی
فع شعر مثال کا مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہ ہیں کہ عقیف ہو اور خرین ہو جو کچھ کہ
مقدرا اور حکم ہوا ہوگا بیش آئے گا عقیف مرد پارسا اور پرہیزگار از حرام غیاث سے
تقطیع یہ ہے نصف فعلن ولایت فعلن تاس فعل فم یقض فعلن ضیاتی فعلن کا فع اور
یہ دونوں مجزویں ہم بطریق زحاف در دیگر ارکان قبض روا بود و عروض ہا و سالم
قصر و حذف روا بود و مصدر شکم و ثرم و باشد کہ ورا بتراہم بنا و استعمال کنند
اور بطریق زحاف کے اور ارکان میں قبض روا ہے یعنی فعلن بضم لام حشو میں لانا
درست ہے اور قبض گرانا حرف پنجم کا جب سبب میں پڑے اور عروض ہا و سالم میں
قصر یعنی فعلن اور حذف یعنی فعل روا ہے اور صدر میں انکم یعنی فعلین اور ثرم یعنی فعل
بسکون عین روا ہے اوی کہی ابتدا میں ہی بنا ورا ثلم اور ثرم کو استعمال کرتے ہیں ہم
و اما و پاری وافی و مجز و شطو آورده اند و گفته اند کہ اورا ہ عروض است و چار ضرب
و بردہ وزن آمدہ انت چار شمن و سہ سدس و سہ مرنج ت و اما پاری میں وافی اور مجز و

اور مشطور لائے ہیں اور کہا ہے کہ اوسکے دو عروض ہیں سالم یعنی فحولن اور مقصور
یعنی فحول یا محذوف یعنی فعل اور چار ضرب ہیں میں مسبغ فحولان اور سالم فحولن اور فحول مقصور
اور فعل محذوف اور دوس ورنون پرانی ہے چار ثمن و تین مسدس اور تین مربع شمنات
اعروض سالم و ضرب مسبغ برانگوینہ پلٹت بالانگار چار آزادہ سروی و لیکن برخوار
مانند گلنار و دین ناپسندیدہ است چه حرف آخر از دائرہ بیرون است شمنات
پہلا وزن عروض سالم یعنی فحولن اور ضرب مسبغ یعنی فحولان بیت مثال کی مرقومہ میں ہے
گلنار یعنی گل انار مرد و سرخ تقطیع یہ ہے بالافحولن نگار فحولن چار از فحولن و سروی فحولن
ولیکن فحولن برخسا فحولن رمان فحولن و گلنار فحولان اور یہ نہ ناپسندیدہ ہے اسواسطے کہ
حرف آخر دائرہ سے باہر ہے ہم ب ہر دو سالم ت دوسرا وزن عروض اور ضرب
دونوں سالم یعنی فحولن مثال اوسکی یہ ہے میث اگر سرومن درچمن جا بگیرد عجیب
باشد از سرو بالا بگیرد هم ج عروض مقصور یا محذوف و ضرب مقصور ت تیسرا وزن
عروض مقصور یعنی فحول یا محذوف یعنی فعل اور ضرب مقصور یعنی فحول مثال ۵ تولی
کا فریدی زکی قطره آب و گہرای روشن تراز آفتاب ہم و عروض همان و ضرب
محذوف و تحقیق ہر دو وزن یکی است و شاہ نامہ برین وزن گنبدہ اندست چوتھا وزن
عروض وہی یعنی فحول یا فعل اور ضرب محذوف یعنی فعل مثال ۵ چو آیم بکویت کن
عیب من کہ بی اختیارم درین آمدن و اور حقیقت میں یہ دونوں وزن ایک ہیں
یعنی سوم اور چہارم اور شاہنامہ اسی وزن میں کہا ہے شعر شامنامے کے یہ ہیں ۵
بزوزنبر و آن یل زورمند بہ شمشیر و خنجر بگز و کند و درید و برید و شکست و بہت بیان
را سر دسینہ و پا و دست ہم و این وزن را پارسی گویان راہ اعشی خوانند از جہت آنکہ ابیات
اعشی برین وزن است کہ این دو بیت از ان است شعر و کاس شربت علی لذت
و آخر می نثار ویش نہا بہا کہ کی ایل علم الناس اتی اقروا اقیئت الکیعیشہ مرین باہا
ت اور ان تین وزنوں کو فارسی گو راہ اعشی کہتے ہیں یعنی طریقی خوانندگی اور اسکو
ابیات اعشی اس وزن پر ہیں کہ دو بیتیں اوس سے یہ ہیں شعر و دون مرقومہ میں ہیں

عروض مقصور یعنی فعل یا محذوف یعنی فعل اور ضرب مقصور یعنی فعل بیت مثال کی
مرقومہ متن ہے قطع یہ ہے تائی دل فعلوں گذار فعل منہم دل فعلوں سپار فعلوں ہم
می عروض ہماں و ضرب محذوف و بحقیقت ہماں است و سوان وزن عروض ہی
یعنی فعل یا فعل اور ضرب محذوف یعنی فعل اور یہ وہی وزن ہے یعنی نہم اردو ہم ایک
ح قطعیش تائی دل فعلوں گذار و فعلوں منہم دل فعلوں سپار فعلوں تم کلامہ متعلق علیہ الرحمہ
تو عروض کو مقصور یا محذوف لکھتے ہیں یہ قطع عروض سالم کی کرتے ہیں اور شعر
میں ہی داؤ لکھا ہے ہم و بہ نزدیک متاخران مسدسات و مرعات متروک است
وقد ما اثلیم در صدر یا در ابتدا بنا و ربکار و شتہ اند چنانکہ رود کی گوید نیست بہار است
ہر روزہ در روزنم، منکر فراوان و معروف کم و استعمال قبض و فارسی روانیت بچو
مت اور متاخران کے نزدیک مسدسات اور مرعات متروک ہیں اور قدما فی اثلیم یعنی
فعلن صدر میں یا ابتداء میں بطریق ندرت استعمال کیا ہے جیسا کہ رود کی کہتا ہے
بیت رود کی کی مرقومہ متن ہے روزنم یا روزیم یعنی موسم برشکال و بہار منکر یعنی امر منکر
مثلاً شراب نوشی اور لہو و لعب معروف یعنی امر معروف ضد منکر قطع یہ ہے بہار س
فعلوں تہر و فعلوں زور و فعلوں زنم فعل منکر فعلن فرا و فعلوں معروف فعلوں منکم
فعل اور استعمال قبض کا فارسی میں روانین ہے کسی وجہ سے مخفی اسکے یہ ہیں
کہ وزن سالم میں اور وزن محذوف خواہ مقصور الضرب والعروض میں جیسو صدر اور
ابتداء میں رکن اثلیم یعنی فعلن کہجی اگیا ہے اس جگہ مقبوض یعنی فعل کو لانا چاہیے
صاحب میزان اس مطلب کو نہ سمجھا اور اثلیم پر یہ حاشیہ لکھا ح مثال اثلیم صدر
و ابتداء بل جثو نیز رفیم و برویم داغ نو بردل و صحر البصر المنزل بمنزل و وزن
مصراع اول فعلن فعلوں فعلوں وزن مصراع ثانی فعلن فعلوں فعلن فعلوں تم کلامہ
ظاہر ہے کہ رفیم و برویم بر وزن فعلن فعلوں باسباع ہے اور دوسرا حاشیہ استعمال
قبض کی جگہ لکھا ہے ح لیکن متاخرین بر مقبوض اثلیم شعر گفتہ اند باین طور کہ یک
کش مقبوض باشد و دیگر اثلیم تقدیم مقبوض چنانکہ درین شعر بروز ہجرت چہ چارہ سازم

چو شمع دور از تو میگذریم به بر وزن فعلن و تقدیم اٹلم نیز سے گرم بخوانی درم برانی به
 دل حزن را بجای جانی به بل ازین قسم بر شانزده رکن ہم آورده مثالش جامی فرماید
 ز ہی جمال تو قبله جان حرم کوئی تو کعبه دل به فان سجده الیک منجد وان سعینا الیک نسعی
 و دیگری گوید ز ہی دو چشمت بخون مروم کشاده تیر و کشیده خنجر به رخ چو باہت صبحام
 دولت خطا سیاحت شب مغیر به ہر دو وزن فعلن و بعضی مقبوض اٹلم کہ آنرا اثر گویند
 با سالم نیز تریب جمع کردہ اند و بر شانزده رکن آورده مثالش زلف مغیر مریہ بہ تیر
 تیرہ شب است و دادی موسیٰ به جامہ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلفی به
 بروزن فعل فعلن و بعضی مقبوض اٹلم در شمن آرد مثالش ای سز زلفت غالیہ سای به
 وی مہ رویت غالیہ نیز به بروزن فعل فعلن فعل فعلن تم کلامہ طار ہے کہ یہ سب
 اوزان متقارب مین ہین اور عبارت تحقق علیہ الرحمہ مین ممانعت اٹکی کمن نہیں جسکی
 مانعت کی ہے وہ وہی مقام خاص ہے جسکا بیان ہوا ہم محریب این بحر شملت
 و شعر برین بسیار نیافتہ اند و صلاشتن فعلن بہشت بار بود و مثال بیت سالم او بتاریخین
 باشد شہر خار بو ا قومہم ثم لم یز عودہ للصلاح الذنی خیرہ راہن بہت غریب
 یہ بحر مستعمل نہیں ہے اور شعر اس مین بہت کم پائے ہین اور اصل او سکی فاعلن آٹھ
 اور مثال بیت سالم کی اوس سے عربی مین یون ہے شعر قومہ متن ہے معنی یہ ہین
 لرے وہ اپنی قوم سے پس نہ ٹھہرے بدی سے واسطے صلاح کے ایسی صلاح کہ
 خیر او سکی مسدود ہے قطع یہ ہے خار بو فاعلن قومہم فاعلن ثم لم فاعلن یز عود فاعلن
 لصلحا فاعلن جلاذی فاعلن خیر ہو فاعلن راہن فاعلن صم وہم مخبون ایراد کنند برنگونہ
 شہر وایت جمیع مواطنہا فاسفت البنیۃ ساکنہا بہت اور مخبون بھی لاقہین
 مینی فعلن بحر یک عین آٹھ بار شعر قومہ متن ہے معنی یہ ہین آیا مین او سکو سب بوزان
 مین پس افسوس کیا مینے او سکے ساکن کے غائب ہونے پر قطع یہ ہے و کئی فعلن
 تجی فعلن عمو فاعلن فاعلن فاعلن تبنی فعلن تبنی فعلن کنہا فعلن صم دہم کنہا نیز
 ایراد کنند برنگونہ شہر بحر مجہول اور کن رومی و از خم طینی فاعلن عنندی ت او سب کن

مسکن بھی لائے ہیں یعنی فعلن سکون عین اٹھ بار شعر مرقومہ متن ہے منی یہ ہیں ای
 محبوب میرے دریافت کر میری سوچ کو اور رحم کر میرے دل پر پس بیٹھ نزدیک میرے
 تقطیع یہ ہے یا مح فعلن بونی فعلن اور ک فعلن روحی فعلن و رحم فعلن قلبی فعلن فعلن
 فعلن عندی فعلن ہم و عروضیان این رکنا را مقلوع خوانند و این سہو است چہ قطع
 جز در عروض و ضرب یافتند و ہر سہ نوع یعنی سالم و مخبون و مقلوع خلط کنند اور
 عروضی این رکنون کو یعنی فعلن فعلن کو مقلوع کہتے ہیں اور یہ سہو ہے اس واسطے کہ
 قطع سو اے عروض و ضرب کے نہیں آتا پس مخبون مسکن ہیں اور تینوں قسمیں یعنی
 سالم فاعلن اور مخبون فعلن تخریک عین اور مقلوع فعلن سکون عین خلط کرتو ہیں
 ہم و اما بفارسی قدما بہ تکلف برین بحر ہم شعر آوردہ اند نذال و معری ہم عروض و ہم ضرب
 و ضرب تنہا نذال و ہمہ مخبون یا ہمہ مسکن یا مختلط ہمہ نذال و معری و مختلط اما سالم یا مخبون
 و مسکن خلط کنند کہ از قیاس خارج بود و اما فارسی میں قدما بہ تکلف اس بحر میں
 شعر لائے ہیں نذال یعنی فاعلن اور معری یعنی فاعلن عروض ہی اور ضرب ہی اور
 ضرب تنہا نذال بھی لائے ہیں اور سب رکن مخبون بھی لاتے ہیں اور سب رکن مسکن بھی
 لاتے ہیں اور سب رکن مختلط بھی لاتے ہیں یعنی کوئی مخبون اور کوئی مسکن اور سب
 نذال اور معری اور مختلط بھی لاتے ہیں لیکن رکن سالم کو ساتھ رکن مخبون اور مسکن کے
 خلط نہیں کرتو ہیں فارسی میں کہ انکے قیاس سے خارج ہے بجا ملافت عربی کے کہ وہاں لانا
 درست ہے ہم مثال سالم شمن شمر سخت سرگشتہ ام از غم ہجر تو بہ اگر خطای کنم و لبر اغفو
 کن بہ مثال سالم شمن کی شعر مرقومہ متن ہے تقطیع سخت سر فاعلن کشتہ ام فاعلن
 از غمی فاعلن جبر تو فاعلن اگر خطا فاعلن کی کنم فاعلن و لبر فاعلن اغفو کن فاعلن ہم
 مثال سالم سدس شمر سرخ گل بردورخ کشتہ بہ لاجرم فتنہ کشتہ بہ مثال سالم
 سدس کی شعر مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے سرخ گل فاعلن بردورخ فاعلن کشتای فاعلن
 لاجرم فاعلن فتنای فاعلن کشتای فاعلن کشتہ یعنی پیدا کردہ ہم مثال مربع سالم شمر
 سجدہ کردت تبا بہ آفتاب از فلک بہ مثال مربع سالم کی شعر مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے

سجد کر فاعلن دت بنا فاعلن افنا فاعلن بز فاعلن فاعلن هم مثال ثمن مخبون و مسکن در بیشتر
آوردہ اندت مثال ثمن مخبون اور مسکن کی سابق میں لائے ہیں عربی میں اور فارسی میں
مثالین یہ ہیں مثال مخبون سے چورخت بنو گل بانع ارم ہے چونکہ بود قد سر و چمن ہے
فعلن آٹھ بار تعلق اسکی یہ ہے مثال مسکن سے ہر دم میت و ارم زاری ہے کہ زغم تاکہ
زارم واری ہے فعلن آٹھ بار تعلق اسکی یہ ہے ہم و ہمیکہ ابھرج اخرج و رل مخبون ہم
تعلق توان کردت اور اگر سب رکن مسکن ہوں یعنی فعلن فعلن فعلن فعلن بسکون عین
وزن کو ہرج اخرج اور رل مخبون میں تعلق کر سکتے ہیں ہرج اخرج مسدس محذوف العر
و الضرب بروزن مفعول مفاعیل فعلن ہے اور رل مخبون مسدس محذوف العروض و الضرب
فعلن فعلن ہے جب انکو مسکن کیجیے وہی وزن ہو جائے ہم و باقی وزنہا اعمی مسدس
و مربعات مخبون و مسکن از طبع دور تر بود این است بحر ہای دائرہ تنفقہ تفصیل بحر و اوزان
تمامی ان تمام شدت اور باقی وزن مسدسات اور مربعات مخبون اور مسکن کی طبیعت
دور ہیں یہ ہیں بحرین دائرہ تنفقہ کی اور تفصیل بحر و اوزان کی جملہ تمام ہوئی ہم معلوم
کہ در پانزدہ بحر کہ مستعمل عرب است جملہ عروضہا نیست و شش است و جملہ ضربہا پنجہ است
و بر شصت و سہ وزن آمدہ است و در بحر کہ مستعمل عجم است بقول عروضیان چل و چہار
عروض و ہشتاد و پنج ضرب است و بر صد و نو و نہ وزن شعر گفتہ اند و الداعلم بالصواب
ت اور معلوم ہوا کہ پندرہ بحر دن میں کہ مستعمل عرب ہیں جملہ عروض چہ بیس ہیں
اور جملہ اضراب پچاس اور ترستہ وزنوں پر آئی ہیں اور دس بحر دن میں کہ مستعمل
عجم ہیں بقول عروضیوں کے چوالیس عروض اور پچاسی ضربیں ہیں اور ایک سے
ننانوے وزنوں پر شعر کہے ہیں و الداعلم بالصواب ہم و بایہ دانت کہ این بحر ہا
مولف از اصول مذکور است و شاید کہ اصلاً اسے دیگر غیر اسچہ گفتہ اند تا لیف کنند و ازلان
اصلاً بحر ہا مولف نہ بود کہ در فنات دیگر مستعمل باشند یا بروز گاری دیگر مستعمل شود چنانکہ
بنا و در لغت پارسی رکنی ثمانی یافتہ می شود مولف از دو و تدر و سبب بروزن مفاعلاتن و
شعری دیدہ ام از کلام این رکن چہار بار کہ عین آن شعر بایہ تدر ہم اما برین منوال بود

مخبون و مسکن کیجیے وہی وزن ہو جائے

بیت اگر بدانی کہ نے تو جو غم مرادین غم روانداری و اگر تفعیل مخبون مفل برین
 وزن باشد و از متفعلن موقوف مفل پنجین است اور جانا چاہیے کہ یہ مخبون مفل
 اصول مذکور سے ہیں اور شاید کہ اصلین اور سوا ان اصلون کے تالیف کریں اور ان
 اصلون سے بحرین مفل ہوں کہ اور زبانوں میں سوا تازی اور فارسی کے مستعمل ہوں
 یا اور زمانے میں مستعمل ہوں چنانچہ بندرت لغت پارسی میں ایک رکن ثنائی یعنی
 ہشت حرفی پایا جاتا ہے مفل دو و تد اور ایک سبب سے بروزن مفاعلاتن کہ اس میں
 مفا اور علا دو و تد ہیں اور تن ایک سبب و ایک شعر دیکھا ہے یعنی اس رکن کی
 تکرار سے چار بار کہ بعینہ و شعر یاد نہیں ہے مگر اس طرح پر تھا بیت اگر بدانی کہ بی تو جو غم
 مرادین غم روانداری و تفعیل اگر بدانی مفاعلاتن کہ بیت جو غم مفاعلاتن مرادین غم
 مفاعلاتن روانداری مفاعلاتن اور تفعیل مخبون مفل اس وزن پر ہے یعنی مفاعلاتن
 اور متفعلن موقوف مفل یعنی مفاعلاتن بھی اس وزن پر ہے موقوف یعنی مضمون
 ہم و نیز از بحر کی کہ اور امین بزبان پہلو بران بحر میگویند و شبیہ است بہر ج مسدس سالم
 رکن اول ہم ثنائی است مفل از چار سبب خفیف برین وزن کہ مفعولاتن و گاہ سالم کا میدار
 و گاہ مخبون بروزن مفاعیلین و گاہ مطوی بروزن فاعلاتن و ہر سہ با یک دیگر خلط میکنند
 و و رکن باقی مفاعیلین فمولان یا مفاعیلین فمولن است مثال بیت ذی گاہ عرض بی
 لشکر و زن پی و بیان و دسر اہل انجمن پی و ہمہ گرد آورد و جو ان راہ انجمن کردہ
 پی زربج ہم پی و صدر بیت اول سالم است و ابتدا و صدر بیت دوم مخبون و ابتدای
 بیت دوم مطوی و امثال این بسیار است اور ایک بحر اور بھی دیکھی ہے کہ رکن اول
 او سکا ثنائی ہے مفل چار سبب خفیف سے اس وزن پر کہ مفعولاتن اور اور امین بزبان
 پہلو می اوس بحر پر کہتے ہیں وہ مشابہ ہے بہر ج مسدس سالم سے اور امین بضم اول اور
 سکون نون اور اور امین بھی ایک طرح کی خوانندگی اور گویندگی ہے کہ وہ خاصہ فارسیو نگاہ
 اور شعر او سکا زبان پہلو می میں ہوتا ہے کسی شاعر نے کہا ہے بیت لحم اور امین
 و بیت پہلو می و زخمہ و و و سماع خسروی و اور ایک دیہ کا بھی نام ہے مضافات اور

تو ارج جو سقان سے مشہور باورامہ چونکہ غنیا گروہان کے ساکن نے یہ خواہندگی وضع
کی باورامہ مشہور ہوئے پس اس مفعولات کو کہی سالم استعمال کرتے ہیں اور کبھی
مجنون بروزن مفاعیلن اور کبھی مطوی بروزن فاعلاتن اور تینوں کو با یکدیگر خلط کر دیتے
اور بعد اس کے مفعولان خواہ مفاعیلن خواہ فاعلاتن کے دو رکن باقی مفاعیلن فاعلاتن
یا مفاعیلن فاعلاتن ہیں مثال اس کی بیت جو مرقومہ متن ہے اور شعر مذکور میں فردا گہ یعنی
فردا وقت صبح اور عرض یعنی ملاحظہ اوپلی لشکر یعنی پامی لشکر اور وزن یعنی کثافت اور
سجاست مراد خرابی پی و پی ہے اور دوسرا اہل انجمن پی یعنی و پی و پی اہل انجمن
اور زبرج یعنی زینت اور بمن پی اسی و پی من خواہر بود صدر بیت اول سالم ہے یعنی
مفعولاتن اور ابتدای بیت اول اور صدر بیت دوم مجنون یعنی مفاعیلن اور ابتدا سے
بیت دوم مطوی یعنی فاعلاتن تقطیع یہ ہے فردا گہ مفعولاتن ضعیفہ مفاعیلن
وزن پی فاعلاتن میان پی دو مفاعیلن سری اہلن مفاعیلن جمن پی فاعلاتن ہمہ کرد مفاعیلن
ور و پی و مفاعیلن جوارا فاعلاتن انجمن فاعلاتن پیبر برج مفاعیلن بمن پی فاعلاتن اور شل
اس کے بہت ہیں ہم و غرض از ایراد این سخن آن است تا دانند کہ اصول بحر در اینجا کفتم
مخصوصیت نہ فروع و تغیرات بل انجہ ایراد کردیم موجود است بحسب اغلب والد اعظم
بالصواب ت اور غرض اس سخن کی ایراد سے یہ ہے تا معلوم کریں کہ اصول بحر
جو کہے ہیں ہمنے محصور ہیں نہ فروع اور تغیرات بلکہ جو فروع اور تغیرات ایراد کیے
ہمنے موجود ہیں بحسب غالب یعنی اصول محصور ہیں فروع اور تغیرات محصور نہیں ہیں
والد اعظم بالصواب **فصل ہشتم** در تغیر زیادت کہ تعلق بارکان نذر دواز
تغیرات کہ در بیشتر یاد کردیم تغیر زیادت را کہ آنرا اخرم خوانند در ہیج موضع مثال نیاوریم
و آن بنایت گران و ناپسندیدہ باشد و بر کنی و بحر می خاص نبود و ایراد آن بآن سبب
باین موضع افگندیم کہ تا بحر دواوزان و قوت نباشد اور اک آن چنانکہ باید دست بند
و خرم بیشتر یک حرف بود کہ در اول بیت افزائند مثالش تجازی امر القیس گوید
شعر و کان شبیرانی عزائین و بلکہ کہ شبیراناس فی سجاد و قمر تل و بر بحر طویل است

از وزن دوم دو اور خرم است فصل مشترک بیان تغیر زیادت میں کہ اگر کان سے
 تعلق نہیں رکھتا پس تغیرات جو پہلے بیان کیے بنے ان میں ایک تغیر زیادت بھی ہے
 اور سکو خرم کہتے ہیں کسی جگہ مثال اور سکی نہیں لائے ہم در نہایت گراں اور نامہندیدہ
 اور کسی رکن اور کسی بحر کے ساتھ خاص نہیں اور بیان اور سکو اسلئے بیان کیا ہے کہ
 جب تک بحرین اور اوزان معلوم نہوں اور اک اور سکا جیسا چاہیے حاصل نہیں ہوتا
 اور خرم اکثر بیک حرف ہوتا ہے کہ اول بیت میں لائے ہیں مثال اور سکی تازی میں بیت
 امر القیس کی جو مرقومہ متن ہے اوس میں شبیر نام ایک کوہ کا ہے اطراف مکہ میں اور
 غزین سر بنی مراد اول چیز ذیل جمع و ایل یعنی باران بزرگ قطرہ سجاد گلم مخطوط قرآن
 چار پر پیچیدہ معنی یہ ہیں اور گویا کہ شبیر اول باران میں مرد بزرگ بہ گلم مخطوط پیچیدہ ہے
 قطع کسان فعل غیر فی مفاعیلین عرانی فعلن نو بلہی مفاعیلین کبیر فعلن انکسین
 فی مفاعیلین سجادان فعلن مزمعلی مفاعیلین کبیر طویل ہے وزن دوم سے جسکے عروض
 اور ضرب دونوں مقبوض ہیں اور واول بیت میں خرم کا ہے ح خرم در اصل
 انداختن حلقہ در بنی شتر است و وجہ مناسبت ظاہر و حکم کردن حرفی یا کلمہ را بحر میں
 بران است کہ بدوش وزن شعری درست نشود و الا شاید تم کلامہ فتا مل اور کبھی یہ زیادت
 مصراع دوم میں ہوتی ہے بیت تالید یا کلبیات القاع فعلن لئلا یالیا منکر
 ام کیلی امین البشیر بحر بسیط سے بروزن مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن
 مستفعلن فعلن اور ہمزہ اتفہام اول مصراع دوم میں خرم جو ہم وزیادہ ازین ہم آور وہ اندنا یک کلمہ
 از چہا حرف و آن نادر است و بیش این است شاعر اشذ و جبار نمک لموت
 فان الموت لا قیقا ولا تجزع من الموت اذ اهل بوادیکا بر بحر ہزج است اول
 کلمہ اشذ و خرم است اور زیادہ ایک حرف سے بھی لائے ہیں چار حرف تک
 یعنی چار حرف کا کلمہ اور یہ بہت کم ہے اور مثال اور سکی جیسا کہ مرقومہ متن ہوا و میں
 زیاریم جمع حرام معنی کمر بند ہے اور لایکا ہشباع الف معنی یہ ہیں بانہ کمر بند
 اپنے واسطے موت کے پس تحقیق کموت ملاقات کر لگی تجھے اور مڈر موت سے حیوت

وارو ہوا تیری وادی میں تقطیع یہ ہے حیا زیم مفاعیل کلکوت مفاعیل فائیکو مفاعیلین
 تلاقیکو مفاعیلین لا تجزع مفاعیلین کلکوت مفاعیل اذا غل مفاعیل بوادیکو مفاعیلین یہ بحر
 ہنج ہے وزن اول اور کلمہ اشد و کا خزم ہے مثال زیادت ایک حرف اور چار حرف
 محقق علیہ الرحمہ نے لکھی مثال زیادت دو حرف کی یہ ہے مشعر قد فانی الیوم من
 جد تکب ۱۰ مانت مذکر ۱۰ بروزن فاعلاتن مفاعلاتن فاعلاتن خفیف مجزوع
 اور قد م خزم ہے مثال زیادت سہ حرف کی بیت اذا حذرت رجلی ذکر تک ۱۰
 یا بارکیم یا یارب الخذ راہ بروزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن مد مجزوع
 اور کلمہ اذا خزم ہے ہم دور پاسی ہم بیک حرف قد ما آورده اند بعضے در اول مصرع
 اول بر ایناں کہ رود کی گوید بیت جد مجزوع نوزد آب باده گو یا آسپناں شکستی ۱۰
 میانکش نازک چو سایہ سوئی ۱۰ گوئی از یکدگر گسستی ۱۰ بحر خفیف است از وزن ہفتم
 و میم خزم است در اول بیت دوم ت اور فارسی میں بھی بیک حرف قد ما لائے ہیں
 بعضے اول مصرع میں جیسا کہ بیت رود کی کی مرقومہ متن ہے بحر خفیف میں وزن ہفتم
 عروض مشکول اور ضرب ابتر اور میم خزم کا ہے اول بیت دوم میں اور نوزد آب یعنی
 موج آب تقطیع یہ ہے جد مجزوع فاعلاتن نوزد ا فاعلاتن پیاد فاعلاتن کو یا ا فاعلاتن
 خبا سکشس مفاعلاتن فاعلاتن یا نکش نا فاعلاتن ز گچسا مفاعلاتن یا سوی فاعلاتن کو ا
 فاعلاتن ذکر کس مفاعلاتن فاعلاتن ہم و بعضے در اول مصرع دوم ہم گفتہ اند چنانکہ
 مرادی گوید بیت از ششم و گنج چہ فریاد و سود کہ مرگ کند برتن تو ناخن ۱۰ بحر
 سریع است از وزن دوم و حرف کہ در اول مصرع دوم خزم است و تاخران البتہ احتمال
 خزم نمی کنند و الذا علم است اور بعضے اول مصرع دوم بھی لاتے ہیں جیسا کہ مرادی
 کہا ہے بیت مثال کی مرقومہ متن ہے تقطیع یہ ہے از ششم و مقتول کنجھ مقتول باد سو
 فاعلاتن مرگ کند مقتول بر مقتول تاخن فاعلاتن بحر سریع ہے وزن
 دوم سے اور حرف کاف کا اول مصرع دوم میں خزم ہے اور تاخر البتہ احتمال
 خزم کا نہیں کرتے ہیں ۱۰ الذا علم بالصواب **فصل نہم** در ذکر معانی بعض الفاظ و

القاب مذکور پارسى سبب رسن باشد و قد میخ و این دو اسم از جهت نهادہ اند کہ
عرب بیت شعر را بنام تشبیه کردہ اند چہ بیت خانہ باشد و خانہ ایشان خمیہ باشد و خمیہ
بر سن و میخ قائم شود و فاصلہ جدا کنندہ باشد بعضی متحرکات متوالی را بکُن از دیگر
متحرکات جدا کنند متحصل نوین ذکر معانی بعض الفاظ اور القاب مذکور میں اور
فارسی میں سبب بمعنی رسن ہے اور قد بمعنی میخ اور یہ دو نام اس جہت سے رکھے
ہیں کہ عرب بیت کو گھر سے تشبیه دیتے ہیں اس واسطے کہ بیت بمعنی خایہ ہے
اور گھر عرب کا خیمہ ہوتا ہے اور خیمہ رستی اور میخون سے قائم ہوتا ہے اور فاصلہ
بمعنی جدا کنندہ ہے یعنی متحرکات متوالی کو بسبب ساکن کے اور متحرکات سے
جدا کرتا ہے ہم و اما بجز طویل و مدید و بسیط باین سبب بمعنی درازی و کشیدگی گسترگی
نام کردہ اند کہ تباری بزرگتر از ترکیب اصول این بجز کہ در دائرہ بست و چهار حرف
پنج ترکیب نیست اور بجز ون طویل اور مدید اور بسیط کا اس سبب سے بمعنی
درازی و کشیدگی و گسترگی نام رکھا ہے یعنی طول بمعنی درازی اور مد بمعنی کشیدگی
اور ربط بمعنی گسترگی ہے کہ تازی میں انکی ترکیب سے کوئی ترکیب بزرگتر نہیں ہے
کہ دائرے میں چوبیس حرف ہیں ایک مصرع میں ہم و بعد ازان سہ بحر اصل بحر وافر
و کامل بیت و یک حرف است و ہر چند مساوی دیگر سبغات است اما بجز حرکت ازان
زیادت است پس ازین جہت این دو بحر ابو فور و کمال موسوم کردند اور بعد انکے
یعنی بعد طویل اور مدید اور بسیط کے وافر اور مکمل ہے کہ اون میں اکیس حرف ہیں
ایک مصرع ہیں اور ہر چند برابر اور سبغات کلین لیکن حرکتوں میں اون سے یا زود ہیں
کہ ان میں تیس حرکتیں ہیں اور سباعیات دیگر میں مثل رجز اور رمل کے چوبیس
حرکتیں ہیں پس اسی جہت سے ان دو بحر ون کا نام ابو فور اور بکمال رکھا ہم و ہر
آواز سے راگویند کہ تا برنے باشد و این اسم از جهت نکوی بحر و نهادہ اند و رجز
ربخی راگویند کہ پای شتر را بلزاند و گفتہ اند موضع نشستن یا شتر بر شتر از ہودج
خرد و این اسم از جهت اضطراب اخرا و بسبب تقارب حرکات یا بسبب کوتاہی بیت

برین بھر نہادہ اندکہ در عرب بیشتر مشطور استعمال کنند و رمل زنتن و شتاب باشد
 و این اسم از جهت روانی وزن نہادہ اندت اور ہرج آواز با ترنم کو کہتے ہیں اور
 ترنم بمعنی سرود اور خوش آوازی ہے اور یہ نام اس بجر کا بسبب خوبی اور نیکوئی کو
 رکھا ہے اور ہر ایک مرض کو کہتے ہیں کہ پامی شتر کو لغزش میں لاتا ہو اور یہ بھی
 کہا ہے کہ موضع نشستن ہے شتر پر ہونج سے چھوٹا اور یہ نام اس بجر کا بسبب
 اضطراب اجزا کے اور بھت تقارب حرکات کے یا بسبب کوتاہی بیت کے رکھا ہو
 کہ عرب میں بیشتر اسکو مشطور مستعمل کرتے ہیں اور رمل بمعنی شتاب رفتن ہے
 یہ نام بسبب روانی وزن کے رکھا ہے ہم دس رلیج را بسبب سرعت اطلاع بر تباب
 و زنتن این نام نہادہ اند و قریب را بسبب قرب او مضارع و ناقہ منسرحہ تیز رو باشد
 و المنسرح الرجل آن باشد کہ بر پشت افتد و پا بہا از ہم باز تند و منسرح را این نام
 بسبب روانی نہادہ اند یا بسبب آنکہ دور کن او کہ بر وزن مستفعلن است از یکد گیکر بر کن
 مفعولات جدا شدہ اندت اور سرلیج کا نام بسبب سرعت اطلاع کو او سکو مناسب
 وزن پر سرلیج رکھا ہے اور قریب کا نام قریب رکھا ہے کہ اسکو قرب مضارع سو ہے
 اس واسطے کہ وزن مضارع کا مفاعیلن فاع لائن مفاعیلین ہے اور وزن قریب کا
 مفاعیلین مفاعیلن فاع لاتن ہے اور ناقہ تیز رو کو منسرحہ کہتے ہیں و المنسرح الرجل
 یعنی پشت سے دراز ہوا اور دونوں پاؤں یکد گیکر سے جدا کیے پس منسرح کا نام منسرح
 بسبب روانی کے رکھا یا اس سبب سے کہ دور کن او سکو مستفعلن یکد گیکر سے بر کن
 مفعولات جدا ہوئے ہیں ہم و خفیف را بسبب خفت وزن خفیف نام کردہ اند و مضارع
 را از جهت شتابت او بہ ہرج و اقضاب بریدن است و اقضاب سخن و شعر گفتن
 آن باشد بر سبیل ارتجال بعضی گویند سحر مقتضب از ان جهت خواندہ اند کہ گوئی بعضی
 از منسرح است کہ تا بریدہ اند و بعضی گویند بآن سبب کہ وزنی مرتجل است
 اور خفیف کا بسبب خفت وزن کے خفیف نام رکھا ہے اور مضارع کو مضارع کہا
 کہ اسکو مشابہت ہے ہرج سے اس واسطے کہ وزن مضارع مشتل بہ مفاعیلین ہے اور

اور ہرج کے بھی رکن مفاعیلین ہیں اور اقضاب بمعنی بریدن ہے اور اقضاب شعر
و سخن بر سبیل ارتجال یعنی فی البدیہہ کہنا و سکا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مقتضب کو
مقتضب اس جہت سے کہا کہ منسرح سے بریدہ ہوئی ہے اس واسطے کہ رکن مقتضب کے
مفعولات مستفعلن مستفعلن ہیں اور وزن منسرح کا مستفعلن مفعولات مستفعلن ہے اور
بعضے کہتے ہیں اس سبب سے کہ وزن مرتجل ہے یعنی روان اور فی البدیہہ ہم و
مجثث از بن برکنده باشد و گویند بآن سبب گفتہ اند کہ گوی این بحر از خفیف باز
برکنده اند و مرآتصور چنان است کہ مقتضب مجثث را باین نامہا از ان جہت خوانندہ اند
کہ عرب جز مجز و مستعمل نداشتہ اند گوی بعضے از اصل مجز و را باز بریدہ اند یا آنرا از بن
برکنده اند ت اور مجثث بمعنی از بن برکنده ہے اور کہتے ہیں یہ بحر خفیف سے
برکنده ہوئی ہے یعنی نکالی گئی ہے اس واسطے کہ خفیف میں سس تفع لن در میان دو
فاصلتان کے ہے اور مجثث میں مقدم دونوں پر اور مجکو تصور ایسا ہے کہ مقتضب
اور مجثث کے اس جہت سو یہ نام رکھے ہیں کہ عرب انکو سو امجزو کے نہیں کہتے
پس گویا اصل سے مجز کو پریدہ کیا ہے ہم و متقارب را از جہت تقارب اجزا و کوتاہی
ارکان متقارب گفتہ اند و غریب از جہت قلت استعمال و رکض الخیل را ندن آپ بآخر
بپائی کہ بر پہلوی او بجنبا نند و این بحر را باین سبب باین نام خوانندہ اند کہ روانی او
بہ تکلف است و بحر را از جہت اشتمال او بر اوزان بسیار بحر خوانندہ اند چہ معنی بحر اقضاب
و سست و تعمق کند ت اور متقارب کو بجهت تقارب اجزا و کوتاہی ارکان متقارب
کہا ہے اور غریب کو بجهت قلت استعمال غریب کہا ہے اور رکض الخیل را ندن آپ بحر
ماوس قدم سے کہ اس کے پہلو پر ملائین یعنی مضمار مارین اور اس بحر کا اسم طرہ نام رکھا ہے
کہ روانی او سکی بہ تکلف ہے اور بحر کو اس جہت سے بحر کہا ہے کہ مشتمل ہے اوزان
بسیار سے اور معنی بحر کے مقتضی وسعت و تعمق ہیں ہم و بہرانی و غیر اوزار عروضیان
گفتہ اند عروض چوبی باشد کہ در میان خیمہ باشد و ضرب و امنہای خیمہ باشد و من این
تفسیر در کتب لغت نیافتہ ام و چنان ہذا رم کہ عروض را باین سبب باین نام گفتہ اند

کہ معارض ضرب بست یعنی متقابل او یا از انجست کہ عروض راہ و سمت راہ باشد و ضرب را
از ان جهت باین اسم خوانند اند کہ اوزان سبب ضربها مختلف شود چہ ضرب و صنف
یکلی باشد است اور ہر اعمی وغیرہ عروضیون نے کہا ہے کہ عروض چوب در میان خمیہ
اور ضرب و اسن خمیہ کے ہیں اور نینے یہ تفسیر کتب لغت میں نہیں پائی اور ایسا
جانتا ہوں کہ عروض کو اس سبب سے عروض کہا ہے کہ معارض اور متقابل ضرب
کے ہے کہ دونوں آخر صرغ میں پڑتے ہیں یا اس جهت سے کہ عروض بمعنی راہ اور
سمت راہ ہے اور ضرب کو اس جهت سے ضرب کہا ہے کہ اوزان اور سبب مختلف ہوتے
کے واسطے کہ ضرب اور صنف ایک ہی دونوں بمعنی قسم ہم و این علم را باین سبب
عروض خوانند کہ مشتمل است بر معارضہ کردن شعر با اصول و ارکان اوت اور اس
علم کا نام اس جهت سے عروض کہا کہ مشتمل ہے معارضہ اور مقابلہ شعر پر ساتھ اصول
اور ارکان کے اور اس جهت سے کہ عروض علیہ شعر ہے یا اس جهت سے کہ عروض
نام مکہ عظیمہ کا ہے اور خلیل ابن احمد کہ خطہ میں باین علم ملہم ہو الہذا وہی نام اس
علم کا رکھا یا اس جهت سے کہ عروض بمعنی راہ و شوار گذار ہے کوہ میں اور اس علم سے
بھی بدشوالی راہ اوزان کی معلوم ہوتی ہے اور ایسے وجوہ کتب عروض میں بہت
لکھے ہیں ہم و مجزور یعنی جزوی بیگندہ باشد و مشطور را شطری یعنی نصفی بیگندہ و
منہوک از لاغری بگداختہ است اور مجزور کا نام مجزور ہوا ہے رکھا کہ مجزور اسکو کہتے ہیں
جسکا ایک جزو گر گیا ہو اور مشطور کا نام اسوا سے مشطور رکھا کہ مشطور اسکو کہتے ہیں
جس میں نصف گر گیا ہو اور نصف باقی رہا ہو اور منہوک کو منہوک اسوا سے کہتے ہیں
کہ منہوک بمعنی از لاغری بگداختہ ہے یعنی ثلث بیت ہم اما القاب تغیرات خبن
فرا شکستن جامہ باشد و بد و ختن موضع شکستہ تاکوتاہ شود و مجنون را زینجا گرفته اند
و طی در نور و بدن بود و قبض فراہم گرفتن و کف بازداشتن است و اما القاب تغیرات
خبن فرا شکستن جامہ ہے اور سینا موضع شکستہ کا تاکوتاہ ہو جائے و کھنڈانی انتخب
اور مجنون کوہ میں سے پایا ہے اور طے پلینا اور قبض فراہم کر لینا اور گر فنگی او کف

باز رکھنا اور باز رہنا کہ ان فی المنتخب ہم واضمار باریک میان و سبک کردن چارہ پایان
و عصب پی سخت باشد و تعصیب باریک میان کردن از گرسنگی و معصوب از اینجا
گرفته اندت اور اضمار باریک میان اور سبک کرنا چارہ پایون کا اور منتخب بین معنی
در دل داشتن بھی ہے اور عصب بمعنی پی سخت اور تعصیب باریک میان کرنا گرسنگی
اور معصوب بین سے لیا ہے ح قولہ معصوب از اینجا گرفته اند بل معصوب بمعنی
بسیار گرسنه است کمافی القاموس المعصوب النجائع جداً و ممکن است کہ از عصب بمعنی
پیچیدن باشد تم کلامہ معلوم ہو کہ تعصیب کو بمعنی باریکی میان گرسنگی سے اور لفظ معصوب
اوس سے محقق علیہ الرحمہ نے خود لکھا ہے اور عصب جیسا بمعنی پیچیدن بمعنی داغ
کردن و استوار بستن و فراہم کردن شاخہاے درخت و ریختن بر گہما می درخت
بعضرب چوب و غیرہ و سخت بستن را نہا می شتر مادہ وقت و دشیدن شیر و خشک
شدن آب و روان و غیرہ بھی ہیں کذا فی المنتخب ہم و موقوف از وقف گرفته اند
و کشف را از کشف کہ چون حرفی از آخر بیکنند مانند آنست کہ برہنہ شدہ باشد
اور موقوف کو وقف سے لیا ہے اور وقف بمعنی ایستادن و واداشتن ہو منتخب ہو
اور کشف کو کشف سے لیا ہے کہ جب ایک حرف آخر سے گرائیں مانند برہنہ ہوئے
ح قولہ برہنہ شدہ باشد ظاہر این کلام دلالت برین معنی دارد کہ این لفظ بشین بمعنی
لیکن ظانہ مخشری در کشف و تظاس و فیروز آبادی و قاموس و سکاکی در مفتاح آورده اند
کہ صحیح بسین مہملہ است و بشین بمعنی کشف است تم کلامہ ظاہر ہے کہ یہ دو لغت ہیں
ایک کشف بشین بمعنی برہنہ کردن اور دوسرا کشف بسین مہملہ بمعنی بریدن و بارہ بارہ
کردن جامہ لہذا عرضیون میں کسینے کشف و بشین بمعنی اور کسی نے کشف و بسین
مہملہ لکھا ہے کہ دونوں مناسب مقام ہیں اور دونوں لغت منتخب سے ہم و مقصور
کو تاہ کردہ شدہ و مقطوع بریدہ اندام و محذوف بعضے از وی بیکنندہ و اخذ و اتر
و نبال بریدہ مقصور کو تاہ کیا گیا مقطوع بریدہ اندام جسکا بدن ٹکڑے ٹکڑے
ہوا ہو محذوف یعنی گرا ہوا یعنی جس کو کوئی جزو گر گیا ہوا اخذ و اتر و نبال بریدہ جسکو

دم کٹا کتے ہیں ح قولہ دنبال بریدہ ظاہر از کلام مصنف غلام انست کہ اخذ و اتبرہر دو
 معنی مذکور وار و حال تا کہ معنی اخذ فی الجملہ مخالفت از معنی مذکور وار دوچہ اخذ بمعنی خفیف لذت
 جوہری گوید بمعنی اخذ و ناتاقہ خدا رہی الہی خف ریش و نہا یعنی آنکہ موسی و میش کمتر باشد
 تم کلام معلوم ہو کہ حد بالفتح و التشدید الذال معنی از ہم بریدن منتخب سے اور مذکور بہترین
 کوتاہی و سبکی دم شتر و جزآن یہ سبب منتخب سے اور نیز بہترین بریدہ دم شدن یہ ہے
 منتخب سے قتال ہم و اصل ہم بر دو گوش بر کندہ و شعث پر اگندہ کردہ یا فرو گذاشتہ است
 اصل ہم جسکے دونوں کان او کھٹا لیے ہوں اور شعث پر نشان کیا ہوا اور لٹکا یا ہوا ہم
 و اٹلم رشتہ شدہ و اخرم دیوار یعنی بریدہ و سبغ تمام دور از کردہ و نڈال دامن دراز کردہ
 یا فرو گذاشتہ و مرغل بزرگ کردہ و دامن کشادہ کردہ و مشکول چار پا دست و پاستہ
 و مشکال و مجبول عقل یا اعضا تباہ شدہ و محلول شتر زانو بستہ بمقال و منقوص ناقص کردہ
 و منقطف خراشیدہ و یا میوہ از درخت چیدہ و موقوف گردن شکستہ و مخزول بریدہ
 و اثرم دندان پینادہ و شتر یکہ چشم باز گردیدہ و اخر بگوش شکافتہ و اعضا گوشت
 کہ سر و ن اندرونی او شکستہ باشد و نیز گو سفندی را گویند کہ یک سر و ن او شکستہ باشد
 و اقصم گو سفندی را گویند کہ سر و ن بیرونی او کہ محکم باشد شکستہ باشد و مردی را نیز گویند
 کہ دندان پیشین او از نیمہ شکستہ باشد و اجم آن گو سفندی کہ سر و ن ندارد و اقص
 سر و ن بر ہم یا بر گوش پیچیدہ و اخرم رسن و رہنی کردہ است اور اٹلم سوراخدار اور اخرم
 نکٹا اور سبغ بٹا یا ہوا اور نڈال دامن دراز یا لٹکا ہوا اور مرغل بزرگ کیا ہوا یا دامن
 کشادہ کیا ہوا اور مشکول چار پایہ یا تہ پاؤں بند یا ہوا رسن سے مجبول جسکی عقل یا
 اعضا تباہ ہوئے ہوں اور محلول وہ شتر کہ جسکی زانو بند ہے ہوئے ہوں رسن سے
 اور منقوص ناقص کیا ہوا اور منقطف خراش کیا ہوا یا میوہ درخت سے چٹا ہوا اور
 موقوف جسکی گردن ٹوٹی ہوئی ہو مخزول بریدہ اور اثرم دانت گرا ہوا یعنی جسکے دانت
 گر گئے ہوں اور شتر یک چشم گھلا ہوا یعنی جسکی یککین کھلی ہوئی ہوں اور اخر بگوش
 اور اعضا وہ گو سفند جسکی شاخ اندر سے پھٹی ہوئی ہو اور وہ گو سفند جسکی اکب شاخ

شکستہ ہو اور اقسام وہ گوہرند کہ شلخ بیرون اوسکی جو محکم ہو اور ٹوٹ گئی ہو اور اس
مرد کو بھی کہتے ہیں جسکے دندان پیشین ٹوٹ گئے ہوں اور اجم وہ گوہرند جو شاخ
نرکھتی ہو اور نقص شاخ لپٹی ہوئی یا شاخ کان پر لپٹی ہوئی اور اخرم وہ جانور جو کبکی
ناک بین رستی دالی ہو ہم غلیل بیشتر ازین القاب بلاخطہ احوال تغیرات نہادہ است
کہ لقب ہر علت کہ خاص باو ایل مصرعہ است از علتہا سے مقدم چار پایہ گرفته و آنچه
خاص باو اخر است از علتہای موخر و آنچه عام است از آنچه خاص بموضع نباشد
اور غلیل نے بیشتر یہ القاب بلاخطہ احوال تغیرات رکھے ہیں کہ لقب اوس علت کا
جو خاص باو ایل مصاریع ہے علت ہای مقدم بدن چار پایہ سے لیا ہے اور لقب
اوس علت کا جو خاص باو اخر مصاریع ہے موخر بدن چار پایہ سے لیا ہے اور لقب
اوس علت کا جو عام ہے اوس سے لیا ہے جو کسی موضع میں خاص نہیں ہے ہم
وچنین اعرج ٹنگ و دروس کہنہ و ناپیدا و ملموس ناپدید و سترہ و ازل ناقص سرین
یُقَالُ زُتِ الدَّرْہِمِ تَزَلُّ زُلُوْلًا اَمِی لَقَصْتُ فِی الْوِزْنِ وَالْاَزَلُ الْخَفِیْفُ الْوَرِکِیْنِ
اور اسطرح اعرج یعنی ٹنگ ہے اور دروس یعنی کہنہ اور ناپیدا اور ملموس یعنی ناپدید
اور سترہ اور ازل ناقص سرین جسکے سرین ناقص ہوں کہا جاتا ہے کہ ناقص ہوی
درم وزن میں حق ناقص ہوئے گا ای نقصان آیا وزن میں اور ازل خفیف الورکین کو
کہتے ہیں ورکین دونوں سرین ہم و محبوب بریدہ و حضی کردہ باشد و محبوب
کہا ہوا اور حضی کیا ہوا ہے ہم وچنین معاقبہ بر عقب یکدیگر آمدن باشد و مراقبہ یکدیگر
نگاہ داشتن و رقیب دہر منزلی از منازل قمر منزلی باشد کہ چون از ہر دو یکی طلوع کند
دیگر غروب کند والداعلیہ است اور اسطرح معاقبہ تیجھے ایک دوسرے کے آنا اور
مراقبہ ایک دوسرے کو نگاہ رکھنا اور رقیب ایک منزل ہے منازل قمر سے کہ وہ طلوع
کرتا ہے ایک طرف مقابل میں اوسکے دوسرے منزل میں غروب کرتا ہے دوسری
طرف یعنی مشرق اور مغرب والداعلم فصل وچم در بیان فائدہ و منفعت علم عروض
بیان اینمنی ہر چند بصد کتاب لائن قرار باشد اما چون ہمیش بر بتدی دشوار تو اند بود

تاخیر ش مصلحت نمود و ازین جهت در تناسب خلقی نیفتد چه فائدہ ہر چیز کے کہ بوجہی
 غرض و غایت آن چیز است چنانکہ اول فکر باشد آخر عمل نیز باشد فصل دوم
 بیان فائدہ علم عروض میں بیان اسکا ہر چند صدر کتاب میں لائق تر تھا لیکن جو فہم
 بتدی پردشوار ہوتا ہے تاخیر اسکی مصلحت معلوم ہوئی اور تناسب میں کچھ غلط نہیں ہے
 اس واسطے کہ فائدہ ایک شے کا کہ غایت اوس شے کا ہے جیسا کہ اول فکر میں ہوتا ہے
 باعتبار تصور کے آخر کاری بھی ہوتا ہے باعتبار وجود خارجی کے پس اگر آخر کتاب میں یکایک
 خالی مناسبت سے نہیں ہے ہم و منکرین فائدہ این علم گویند ادراک وزن بذوق تو اندر
 و صاحب ذوق از عروض مستغنی باشد و عادتش را بوسیلہ عروض از شعر حظ تا حدی بود
 پس عروض را فائدہ زیادت نباشد اور منکر فائدہ علم عروض کے کہتے ہیں کہ ادراک
 وزن کا متعلق بذوق ہے اور صاحب ذوق علم عروض سے مستغنی ہے اور اسکو عادم
 اور فائدہ کو یعنی ناواقف ذوق کو بوسیلہ عروض شعر سے حظ یعنی مزہ ایک حد تک ہوتا ہے
 یعنی قابل ہوتا ہے پس عروض سے زیادہ فائدہ نہیں ہے ہم و بدراکہ اکثر این مقدمات
 باسکیم است و وہ شے از انہ میں فصل گفتہ شود روشن گردد گوئیم کہ فائدہ این علم از
 چہار وجہ است اول معلوم کرنا کہ اکثر یہ مقدمے یعنی اقوال منکرین نامسکیم ہیں اور
 وجہ اسکی جو اس فضل میں کبھی جاوگی ظاہر ہوگی کہتے ہیں ہم کہ فائدہ اس علم کا جابر
 و جون سے ہے ہم اول آنکہ احاطہ بہ اوزان و احصای آن و وجہ مناسبت و مخالفت
 اوزان با یکدیگر و تصرفات پسندیدہ و ناپسندیدہ در آنکہ علم مشتمل بران است از ذوق
 حاصل نہ تواند شد و از صناعت حاصل آید و مثال این چنان بود کہ بجای ذوق ادراک
 شیرینی ممکن باشد اما معرفت آنکہ انواع شیرینی با چہاں باشد و ترکیب آن چہاں کنند
 و صلاح و فساد ہر یک از یہ باشد بجائے ذوق ممکن نگردد و مثال اول وہ کہ احاطہ
 سب وزنوں کا اور محصر اور شمارا و نکات و جمیع مناسبت اور مخالفت اوزان کی با
 یکدیگر اور تصرفات پسندیدہ اور ناپسندیدہ کہ یہ علم مشتمل ہے اوس پر ذوق سے حاصل
 نہیں ہو سکتا اور صناعت یعنی فن عروض سے حاصل ہو سکتا ہے مثال اسکی یہ ہے

کہ حسن ذوق سے دریافت کرنا شیرینی کا ممکن مگر معرفت انواع شیرینی کی اور اسکی ترکیب کی اور اسکی صلاح اور فساد کی حسن ذوق سے ممکن نہیں ہم دوم آنکہ شعرائے ہر وزن غیر متداول باشند و تناسب آن از بدایت نظر دور صاحب ذوق از ادراک وزن آن عاجز شود تا بمعرفت ہنر و عیب آن چہ رسد و صاحب صناعت را در حال بران وقوف اندست وجہ دوسری یہ ہے کہ وہ شعر کہ ہر وزن غیر متداول اور بہستمل ہیں اور تناسب او کا بدایت نظر سے دور ہے صاحب ذوق اسکے وزن کے ادراک سے عاجز ہوتا ہے عجب و ہنر کے جاننے کا ذکر کیا اور صاحب صناعت فی الفوہ اوس سے واقف ہو جاتا ہے ہم سوم آنکہ تمیز میان اوزان تقاربات اکثر احوال بر اصحاب ذوق متبہس باشند اگر ادراک کنڈاز بیان آن عاجز باشند و بر عرضی بچنین بود مثال اوزان تقارب از فارسی این بیت ست چیت عاقل از عیش تلخ حازم گردود باشند ایمن ہر آنکہ غافل گردود اگر لام عاقل را تحریک کنند و ہمزہ اظہار کنند وزن ترانہ باشد از ہرج و اگر تحریک کنند با اظہار ہمزہ منسرح باشند اگر ہمزہ ولفظ نیارند خفیف باشند و ہم برین قیاس در مصرع دوم مستتبہ وجہ تیسری یہ ہے کہ تمیز اوزان تقارب کی یعنی جو بحرین کہ قریب اونسے وزن ہیں اکثر صاحب ذوق پر متبہس ہوتی ہے اور اگر دریافت کرتا ہے اونسے بیان سے عاجز ہوتا ہے اور عرضی کے نزدیک کچھ مشکل نہیں ہے مثال اوزان تقارب کی فارسی میں جو مرقومہ متن سے اوس میں حازم بمعنی ہوشیار ہے مخوم سے پس اگر لام عاقل کو تحریک کریں اور ہمزہ کو اظہار کریں وزن ترانے کا ہو ہرج سے یعنی ہر وزن مفعولن فاعلن مفاعیلن فع اور اگر لام عاقل کو تحریک کریں ساتھ اظہار ہمزہ کہ منسرح ہو یعنی ہر وزن مفتعلن فاعلات مفعولن فع اور اگر ہمزہ کو تلفظ میں نہ لائیں خفیف ہو یعنی ہر وزن فاعلاتن مفاعیلن مفعولن اور یہی صورت ہے مصرع دوم کی ہم و مثال دیگر از فارسی این بیت مشہر قد کا و قلبی ان یزل بسجودہ کو قافہ من کا ان انقلب باقرہ مصرع اول محتمل است از طویل باشد و اظہار بود و محتمل است کہ کمال شہد و چون مصرع دوم آید اگر قافہ مخففت گویند معلوم شود کہ کامل است و اگر تشدد گویند

معلوم شود کہ طویل است اور مثال دوسری نازی میں یہ ہے جیسا کہ شعر قومه متن
 معنی اوسکے یہ ہیں تحقیق کہ جسوقت لغزش کی میرے دل نے بسبب اوسکے جادو کے
 پس نگاہ رکھا اوسکو اوسنے کہ قلوب ب کے اوسکے حکم میں ہیں یعنی خدا ایتھالے نے
 مصراع اول محتمل ہے طویل سے ہو اور اثلیم ہو یعنی بروزن فعلین مفاعیلین فاعلین
 محتمل ہے کہ کامل سے ہو یعنی بروزن مستفعلن متفاعلین اور جب مصرع دوم برآئین
 اگر وقافہ کو مخفف بدون تشدید کہیں معلوم ہو کہ کامل ہے بروزن متفاعلین مستفعلن تھا
 اور اگر مشرکہ کہیں معلوم ہو کہ طویل ہے بروزن فاعلین مفاعیلین فاعلین ہم ویکلی از
 افاضل عالم کہ در علوم متبحر بود در اثنای بیان مسئلہ چند غروض خواستہ است کہ این بیت را
 تعلقیح کنر شمس زنی را کنی یومنا و یوم نبی النہیم ۱۰ اذ التقت ضیفتہ یقدر مہ کہ گفتہ است
 از شرح ست و اہل منہرج مستفعلن فاعلاتن مستفعلن مہدس و او در مفاعلین کہ از مستفعلن پنجین شد ۲ خرم کردہ
 فاعلین شد و این پنج سز و کن اول کہ مستفعلن بود پنجین مفاعلین شدہ و ازین فاعل بودہ کہ اینجا
 اسقاطیم روا نمود چہ خرم درو تہ بود و این نیم جزوی از سبب است و فاعلین ہیچو چہ از فروع
 مستفعلن نتواند بود اگر اول بیت فمن رای بودی چنان بودی کہ او گفتہ ایا چون برین وجہ ۳
 از بحر خفیف از وزن دوم است و آن فاضل بزرگتر از آن است کہ امثال این معنی برو پوشیدہ ماند
 الا انکما اعتماد بر ذوق کردہ و در صناعت مہارتی تمام نہ داشتہ سہوی چنین کردہ است اور ایک
 شخص نے افاضل عالم سے کہ علوم میں تبحر تھا اثنای بیان مسائل عروض میں چاہا کہ اس بیت کی تعلقیح کر
 جو قومه متن ۴ معنی اوسکے یہ ہیں کس نے دیکھا ہر روز جنگ میرا اور نبی تیم کا جسوقت کہ گرنی اوس نے کی
 بیش آئی اوسکو اور کہا کہ منہرج سے ہے بروزن فاعلین فاعلاتن مستفعلن مہدس و او در مفاعلین
 مستفعلن اور کن اول کہ مستفعلن تھا پنجین مفاعلین ہو اور بحر فاعلین اور اس سے
 فاعل تھا کہ اس جگہ اسقاطیم مفاعلین روا نہیں ہے اس واسطے کہ حرم و تدین آتا ہے
 اور یہ ہم ایک جزو سبب ہے اور فاعلین کسی وجہ سے فروع مستفعلن سے نہیں ہو
 اگر اول بیت فمن را بنی بروزن مفاعلین ہوتا اوسکا کہنتا ٹھیک ہوتا اس واسطے کہ
 ضمن اس جگہ البتہ جائز ہے لیکن جو اس وجہ پر ہے کہ اول بیت من رای بروزن فاعلین

بمگر خفیف سے وزن دوم ہے یعنی بروزن فاعلاتن مفاعیلن فعلاتن فعلاتن مفاعیلن
 فاعلن کسواسطے کہ وزن دوم خفیف میں عروض سالم اور ضرب مخذوف ہے اور جن
 اس میں سب جگہ جائز ہے ح یعنی فاعلاتن مفاعیلن فعلاتن فعلاتن مفاعیلن مفعولن
 تم کلامہ فاعل اور وہ فاعل برزگتر اس سے ہے کہ ایسے معنی اور سپر پو شیدہ ہیں
 مگر یہ کہ اعتماد و ذوق پر کیا اور صنعت یعنی فن عروض میں مہارت تلم نہ رکھتا تھا سہو کیا
 ہم و من کی ازاد بارادیم کہ قصیدہ دراز بر اول وزن طویل گفتہ بود و یک بیت و میانہ
 بروزن سوم افتادہ خواستم کہ اور اوقوف وہم چون در صنعت بصیرت نہداشت درک
 نیکو و تا بعد از مدتی کہ بذوق اورا ک کرد اصلاح آن بیت بکروآن این ست مشعر
 تحمل خیرانی فمالی جیران • و بان رقادنی لا یخرج اذ بانو • منی التلثی اما منازل
 الہما • فیصری و اما منزلی فغان • و بعد از ان باضمان کردست اور میں نے ایک
 شخص کو اویہوں سے دیکھا کہ قصیدہ دراز وزن اول طویل میں کہا تھا عروض قبض
 یعنی مفاعیلن اور ضرب سالم یعنی مفاعیلن اور ایک در میان کی بیت وزن سوم طویل میں
 واقع ہوئی تھی عروض مقبوض اور ضرب مخذوف یعنی فاعلن جاسینے کہ او سکھانگا کہ و نا
 جو صنعت میں بصیرت نہ رکھتا تھا اورا ک نہ کرتا تھا بہان تک کہ بعد ایک بیت کے کہ
 بسبب ذوق کے دریافت کیا اس بیت کی اصلاح کی بتین مرقومہ متن ہیں معنی اولی
 یہ ہیں کہ محمل باندہ میری مہسایون نے پس نہیں ہیں ہسایے میرے اور دور میرا
 خواب میرا کہ جوع نہیں کرتا ہے جسوقت سے جدا ہوئے ہیں ہسای کب ملاقات کروں گا
 میں اذکی لیکن منازل اذکی اذلی کے بصری میں ہیں و اما منزل میری پس ہان ہم
 مصرع اول بروزن فاعل مفاعیلن فاعل مفاعیلن ہے مصرع ثانی بروزن فاعل
 مفاعیلن فاعل مفاعیلن ہے مصرع ثالث بروزن فاعل مفاعیلن فاعل مفاعیلن ہے
 مصرع رابع بروزن فاعل مفاعیلن فاعل فاعل ہے بعد اس کے بجائے فغان فغان
 بنایا تا ضرب مصرع اخیر کی مفاعیلن ہوئی شبہ نہ کہ عروض میں قبض لازم ہے اور
 بہان عروض بیت اول میں سالم کسواسطے کہ لازم قبض کا بیت غیر مصرع میں ہے

اور مصرع میں عروض تابع ضرب ہوتا ہے ہم چارم آنکہ عادم ذوق را طریق تحصیل تمیز
 میان نظم و شعر جز عروض نبود و این فائدہ تمام است بآنکہ اعتقاد من آنست کہ اگر کسی را
 در مبد و فطرت ذوق نباشد ممکن باشد کہ بلکہ عروض اورا اکتساب ذوقی حاصل شود و
 این معنی در خویش تن مشاہدہ کردہ ام این است تمامی سخن در عروض و الداء علم و الداء ولی
 التوفیق است و جہ چوتھی یہ ہے کہ ناواقف ذوق کو راہ حاصل کرنے تیز کی و میان
 نظم اور شعر کے سوا عروض کے نہیں ہے اور یہ فائدہ تمام ہے باوجودی کہ اعتقاد میرا
 یہ ہے کہ اگر کسی کو ابتداء فطرت میں ذوق نہ ہو ممکن ہے کہ بسبب ملکہ عروض کو
 ذوق حاصل ہو جائے اور ملکہ بمعنی کیفیت راستہ ہے اور یہ بات سینے اپنی ذات میں
 مشاہدہ کی ہے یہ ہے تمامی سخن کی عروض میں و الداء علم و الداء ولی التوفیق
 مرقن دوم در علم قافیہ و آن دہ فصل است فصل اول در حد قافیہ و اقسام
 آن اسم قافیہ باشد کہ بر تہ قصیدہ یا بر تمامی یک بیت از قصیدہ اطلاق کنند
 و آن بطریق توسع و مجاز باشد اسم قافیہ یعنی قافیہ جبکہ نام ہے او سکو کہ بھی اور آخر
 ابیات قصیدہ پر اطلاق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قصیدہ کے او آخر میں یہ
 قافیہ ہے اور یہ کہنا بطریق توسع اور مجاز ہے اور من قبیل اطلاق جزو ہے کل پر
 عیسے اطلاق کلے کا مجموعہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ علیا ولی اللہ
 یا تمامی ایک بیت قصیدہ پر اطلاق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس بیت میں یہ قافیہ
 اور یہ کہنا بھی بطریق توسع اور مجاز ہے کسواسطے کہ حقیقت میں قافیہ بدون دو بیتوں
 ظاہر نہیں ہوتا اور قافیہ کو قفوسے لیا ہے بمعنی پیروی یعنی قافیہ پیرو آخر بیت ہے
 یا شاعر پیروی او سکی کرتا ہے اور بنا نظم کی او سپر ہے اور تہمہ آخر ہر خبر غیاث ہے
 ہم و باشد کہ کلمات متشابہ را کہ در او آخر ابیات باشد توانی خوانند و آن از بہت آسان
 کلمات باشد بر قافیہ است اور کہ بھی کلمات متشابہ کو جو آخر بیت میں واقع ہوتے ہیں
 قافیہ کہتے ہیں کسواسطے کہ اوں کلموں میں حرف قافیہ شامل ہوتا ہے مثل گوہر اور اختر
 کے او نہیں را حرف روی شامل ہے پس لفظ گوہر اور اختر تباہا او آخر ابیات میں

قافیہ میں بھی ہے مذہب اخفش کا ہم وہاں کہ یک حرف را کہ اصل قافیہ باشد و ان را
حرف روی خوانند چنانکہ بعد ازین گفتہ شود قافیہ خوانند است او کو کبھی ایک حرف کو
کہ اصل قافیہ ہے اور او سکورو می کہتے ہیں جیسا کہ بعد اسکے کہا جائے گا قافیہ کہتے ہیں
یہ مذہب ابو علی قطرب اور ابو العباس کا ہے کذا فی المفتاح معلوم ہو کہ یہاں تک
باب قافیہ میں تین مذہب ہوئے ایک یہ کہ مثلاً اختر اور گوہر میں حرف ر وے
قافیہ ہے دوسرا یہ کہ مجموع لفظ اختر اور گوہر قافیہ سبب شمول حرف وے کے
جو تیسرا یہ کہ مجموع یہ دونوں قافیہ ہیں اور آخر قصیدہ یا قصیدہ یا آخر بیت میں
بطریق توسع اور مجاز اور قسم اول یہی ہے ہم و خلیل و قومی از علمای عرب کہ لفظ
دقیق تر کردہ اند در تعریف قافیہ گفتہ اند قافیہ عبارت است از مجموع حرکات و جود و ک
از حرف ساکن آخر بیت باشد تا حرفی ساکن کہ برو مقدم بود با حرکتی کہ پیش از ساکن
مقدم بود مثلاً در صاحب اکا کتاب مجموع دو الف و دو حرف کہ میان ایشان است و حرکت
آن دو حرف و حرکت صا و یا ہنات او خلیل نے اور ایک قوم علمای عرب نے
نظر دقیق کی ہے کہ قافیہ عبارت ہے مجموع حرکات اور حروف سے کہ حرف
ساکن آخر بیت سے حرف ساکن تک کہ او ساکن آخر پر مقدم ہو ساتھ اوس
حرکت کے کہ او ساکن اول پر مقدم ہو مثلاً صاحب اکا کتاب میں دو الف ساکن
اول و آخر اور دو حرف متحرک جو در میان ان دو الفوں کے ہیں اور آخر کتین او کی اور
حرکت صا و کی صاحب اکا میں یا حرکت کاف کی کتاب میں مجموع قافیہ ہے ح با حرکتی کہ
پیش از ان است آہ و این کلام صریح است درین معنی کہ حرف ماقبل ساکن اول خارج
از قافیہ نزد خلیل است اما از بیان سکاکی در مفتاح و صاحب خزرجیہ چنان معلوم میشود
کہ آخر حرف نیز داخل قافیہ است چہ عبارت سکاکی این است ہی عند الخلیل من آخر حرف
فی البیت الی اول ساکن بلکہ مع المتحرک الذی قبل الساکن و قال الخزرجی من المتحرک قبل
الساکنین الی انتہای کلام ظاہر ہے کہ جب حرکت داخل ہوئی وہ حرف کہ جس پر یہ حرکت ہے
خارج نہیں ہو سکتا اس حرکت سے کہ دونوں لفظوں میں بلکہ کلام خلیل میں مراد متحرک سے حرکت

اوسکی ہے کہ حرکت بچرف نہیں ہوتی ہم و اگر در آخریت مثل کار دو ساکن بود قافیہ مجموع آن دو ساکن و حرکت ماقبل ایشان باشد در اگر آخریت دو ساکن ہوں قافیہ مجموع وہ دو ساکن اور حرکت ماقبل اون دو ساکنوں کی ہے ہم بنا بر این تعریف توانی را قسمت کردہ اند بر پنج قسم و ہر یک را لقبی نہادہ اند برین وجہ کہ میان دو ساکن حشر خالی نبود انانکہ یا چار متحرک بود یا سه متحرک یا دو متحرک یا یک متحرک یا هیچ متحرک نبود و هیچ قسم دیگر غیر ازین اقسام ممکن نباشد اول را متکاوس خوانند و دوم را متر اکب و سوم را متدارک و چہارم را متواتر و پنجم را مترادف و لفظ سکوت مثل بحدوث او اخوان القابست از بہت اس تعریف اخیرہ کے توانی کو تقسیم کیا ہے یا پنج قسموں پر اور ہر ایک کا ایک لقب مقرر کیا ہے اس طرح کہ در میان دو ساکن آخر کے یا چار متحرک ہونگے جیسے الاکہ فخر بین کہ بعد الف ساکن کے جو بعد لام کے ہے اور فا و جیم اور با چاروں متحرک ہین یا تین متحرک ہونگے جیسے الموث نزل میں کہ بعد وا و ساکن کے تا اور نون اور زای مجملہ تینوں متحرک ہین یا دو متحرک ہونگے جیسے فیما جذع میں کہ بعد الف ساکن کے جیم اور ذال مجملہ دونوں متحرک ہین یا ایک متحرک ہوگا جیسے سائل اور قاتل میں و صورت سکون آخر بعد الف ساکن کے ایک متحرک ہے یا کوئی متحرک ہوگا جیسا کہ حال و قال میں سکون آخر اول کو متکاوس کہتے ہین اور تکاوس یعنی ابنوہ کردن ہے منتخب سہی و اور دوسرے کو متر اکب کہتے ہین اور تراکب یعنی ذرہم شستن ہے منتخب سے اور تیسرے کو متدارک کہتے ہین اور تدارک یعنی در یا متن ہے منتخب سے اور چوتھے کو متواتر کہتے ہین اور تواتر یعنی بی در پی ممکن ہے غیاث سے اور پانچویں کو مترادف کہتے ہین اور مترادف یعنی در پس یکدیگر شستن ہے و منتخب سے اور کوئی قسم سوا ان پانچ قسموں کے اور ممکن نہیں ہے کسوا سے کہ نازی میں چار متحرکوں سے زیادہ جمع نہیں ہوتے اور متحرک چہارم بطریق زحاف کے آتا ہے جیسے فلیکن میں اصلی نہیں ہوتا اور لفظ سکوت میں حروف آخر ان القاب کے شامل ہین یعنی ہین حکاوس کا اور با متر اکب کی اور کاف متدارک کا اور رے متواتر کی اور فے مترادف کی ہم و بد انکہ درین تعریف و قسمت نظری و بہت چہ پشد کہ متناول ان

تقریف مشتمل شود بر آنچه در قافیہ معتبر باشد مثلاً درین بیت گفتہ اند شمع قد جبر الدین
 الالہ فجز * بموجب تقریف مذکور قافیہ مجموع شش حرف و پنج حرکت باشد از آخر بیت
 و نہ چنان است چہ درین موضع حرف را و حرکت ماقبل او بیش معتبر نیست و همچنین درین بیت کہ
 گفتہ اند شمع لا غار بالموت نزل * قافیہ بموجب تقریف مذکور مجموع پنج حرف و چار حرکت
 آخرین باشد و درین بیت شمع یا لئینی فیہا جذع * مجموع چار حرف و سہ حرکت
 آخرین باشد و چنان است چہ در ہر یک یک حرف و یک حرکت بیش معتبر نیست و از معلوم ہو
 کہ اس تقریف اور تقسیم بین فکر اور تامل واجب ہے اس واسطے کہ جو چیز کہ قافیہ میں معتبر
 نہیں ہے وہ بھی اس تقریف میں داخل ہوئی جاتی ہے مثلاً بیت اول میں جو مرقومہ متن ہے
 معنی اوسکے یہہ بین تحقیق کہ کامل کیا دین کو خدا نے پس کامل ہوا اور جبر لازمی اور متعدی
 و اولون طرح پر آیا ہے پس اس بیت میں قافیہ بموجب تقریف مذکور کے مجموع چہہ حرف
 یعنی الف ساکن کہ بعد لام الہ کے ہے اور با اور فا اور جیم اور با اور اے ساکن جو آخر میں ہو
 اور پانچ حرکتیں یعنی حرکت لام کی جو قبل الف الہ کے ہے اور حرکت با اور حرکت فا اور
 حرکت جیم اور حرکت باہن اور ایسا نہیں ہے یعنی یہہ مجموع چہہ حرف اور پانچ حرکتیں
 اس جگہ قافیہ میں معتبر نہیں ہیں بلکہ اس مقام میں فقط حرف را اور حرکت فہا قبل
 قافیہ میں معتبر ہے اور پس کس واسطے کہ قصیدے میں قافیہ فجز کا نظر ہو گا نہ لہ فجز و شاہ
 فقطح یعنی از حرکت ہزوا تا حرکت بائی فجز تم کلامہ فتال اور اس طرح بیت ثانی جو
 مرقومہ متن ہے معنی اوسکے یہہ بین کہ نہیں ہے نہک موت سے کہ موت آنے والی ہے
 پس اس بیت میں بھی قافیہ بموجب تقریف مذکور کے مجموع پانچ حرف یعنی وا و او تا اولون
 اور زا اور لام اور چار حرکتیں یعنی حرکت میم کی جو قبل واو کے ہے اور حرکت تا اور حرکت
 نون اور حرکت زا و مجہ ہے اور اس طرح بیت ثالث میں جو مرقومہ متن ہے معنی اوسکو
 یہہ بین کا شک ہو تا میں او سوقت میں جو ان اور معنی تفصیلی اسکے رجز میں بیان ہوئی پس
 اس بیت میں بھی قافیہ بموجب تقریف مذکور کے مجموع چار حرف یعنی الف جو فیہا میں ہو
 اور جیم اور ذال مجہ اور عین اور تین حرکتیں یعنی حرکت با جو قبل الف فیہا کے ہے اور حرکت

جیم کی اور حرکت ذال مجھ کی اور ایسا نہیں ہے یعنی شعر ثانی میں پانچ حرف اور چار حرکتیں
اور شعر ثالث میں چار حرف اور تین حرکتیں معتبر نہیں ہیں بلکہ دونوں شعرون میں ایک
حرف اور ایک حرکت فقط معتبر ہے اس واسطے کہ قافیہ نزل کا اجل ہو گا نہ موت نزل
اور فوت عجل اور قافیہ جذع کا ورع ہو گا نہ باجذع و باورع ہم و انا قسمت مذکور اگر
بطریق منع خلو کنند یعنی قافیہ ازین اقسام خالی نباشد صحیح بود انا اگر بطریق منع جمع کنند
صحیح بود چہ اگر شعر مثلاً بر بحر بسیط مجز و یا رجز باشد و رکن آخر و رہتی مخبول و در یک بیت
مطوی و در سوم سالم یا مخبون باشد قافیہ در یک قصیدہ ہم متکا و س، و ہم متر اکب و ہم
متدارک باشد اگر بر بحر کامل باشد و رکن اخروی و قتی مخزول و قتی سالم یا مضمر یا
موقوف و قافیہ ہم متر اکب و ہم متدارک باشد است و انا قسمت مذکورہ اگر بطریق منع
خلو کریں یعنی کوئی قافیہ ان پانچ قسموں سے خالی نہ ہو گا یہ تقسیم صحیح ہوگی لیکن اگر
قسمت بطریق منع جمع کریں یعنی پانچوں قسمیں ایک قصیدہ سے میں جمع ہوگی تو یہ تقسیم
صحیح ہوگی اس واسطے کہ اگر شعر مثلاً ایک قصیدہ سے میں بروزن اسبیط مجز و ہو اور وزن بسیط
مجز و یہ ہے مستفعلن فاعلن مستفعلن یا بروزن رجز ہو اور وزن رجز یہ ہے متفعلن متفعلن
مستفعلن اور رکن آخر یعنی رکن عروض و ضرب ایک بیت میں مخبول یا اجتماع نہیں و طلی یعنی
فعلتین آدو دوسری بیت میں مطوی یعنی مفتعلن اور تیسری بیت میں سالم یعنی مستفعلن
یا مخبون یعنی مفاعلن ہو قافیہ ایک قصیدہ سے میں ہم متکا و س ہو گا بروزن فعلتین اسی
قبیل ساکن و ہم متر اکب بروزن مفتعلن و ہم متدارک بروزن مستفعلن خواہ مفاعلن و اگر
شعر مثلاً ایک قصیدہ سے میں بروزن بحر کامل ہو گا اور وزن بحر کامل کا یہ ہے متفعلن
مفاعلن اور رکن آخر بیت کا کبھی مخزول یعنی مفتعلن اور کبھی سالم یعنی مفاعلن یا مضمر
یعنی مستفعلن یا موقوف یعنی مفاعلن قافیہ ہم متر اکب ہو گا بروزن مفتعلن و ہم متدارک
ہو گا بروزن مفاعلن خواہ مستفعلن خواہ مفاعلن ہم بعد ازین تقریر کنیم و گوئیم اگر کسی
خواہد کہ تعریف قافیہ کند جو بھی کہ تحقیق نزدیک تر بود برین وجہ باید گفت کہ قافیہ عبارت
از مجموعی کہ مؤلف باشد از حسنی یا حرونی کہ واجب باشد کہ در کلمات متشابهہ کہ در او آخر

ابیات یا مصرعہ ابوہ مکرر یا در حکم مکرر باشد بحسب اصطلاح و از حرفی کہ بشابت حشو افتد میان آن حروف و از حرکاتی کہ تعلق بآن حرف یا بان حروف داشتہ باشد بتبند اسکے تقریر کریں ہم اور کہیں ہم کہ اگر کوئی چاہے کہ تعریف قافیہ کی کرے اس طرح کہ تحقیق سے نزدیکتر ہو یوں کہنا چاہیے کہ قافیہ عبارت ہے اوس مجموع سے جو بولف ہو ایک حرف سے مثل روی کے جیسے لفظ قمر میں حرف ر ہے کہ اس میں حرف ر مع حرکت قبل قافیہ ہے یا بولف ہو حروف سے اور مراد حروف سے تاسیس اور ردیف اور روی اور

اور وصل اور خروج ہے کہ واجب ہو یہ بات کہ کلمات متشابہ میں جو اواخر ابیات واقع ہوں یا اواخر مصاریع واقع ہوں مکرر آئیں یا حکما مکرر آئیں بحسب اصطلاح قید اور آخر ابیات کی اسلئے ہے تاہیدے اور غزلیں اور قطعے سوا مطلع کے شامل ہو جائیں

اور قید اواخر مصاریع کی اسلئے ہے تا مطلع اور ثنویان اور رباعیان شامل ہو جائیں اور قید حکم تکرار کی اسلئے ہے تا قوافی مسترد اور فردین شامل ہو جائیں کہ مسترد حکم مصرع میں ہے اور فرد جب اوس سے دوسری بیت مل جائے گی تکرار قافیہ ہو جائے گی اور بولف ہو اوس حرف سے جو بمنزلہ حشو واقع ہوتا ہے ان حرفوں میں مثل ذیل کے

جیسے ہم اور قاف ہے کامل اور ناقص میں اور بولف ہو حرکات سے جو تعلق اوس

حرف روی سے یا اون حرفوں سے یعنی تاسیس اور ردیف اور ذیل اور روی اور وصل

اور نہ وجہ سے رکھتے ہوں ہم و فہم یعنی این تعریف بعد از معرفت حروف و حرکات قافیہ

صورت می بند و چہ معرفت مرکب کل بی معرفت اجزای او میسر نشود و تحقیق فرق در میان ابتدا

عرب و مذہب عجم در قافیہ ہم بعد از ان ممکن باشد و چون سبقت در علوم شعر عرب راست

ابتدا بہ بیان مذہب عرب کنیم درین فن والدہ اعلمت اور سمجھنا اس تعریف کا بعد سمجھنے

حروف و حرکات قافیہ کی ممکن ہے اس واسطے کہ فہم مرکب کا بدون فہم اجزائے میسر

نہیں ہوتا اور فرق مذہب عرب و عجم بھی بعد اسکے معلوم ہو سکتا ہو اور جو سبقت شعر میں عرب کو ہے لہذا بیان مذہب عرب سے ابتدا کرتے ہیں ہم والدہ اعلمت **فصل دوم** در بیان حروف و حرکاتی کہ اجزای قافیہ باشد بر مذہب عرب حروف قافیہ نزدیک جمہور شاعر

رومی و سہ حرف کہ برومی مقدم باشد و آن تاسیس و دخیل و روف است و دو حرف کہ از رومی متاخر باشد و آن وصل و خروج باشد فصل دوسری بیان حروف و حرکات میں کہ اجزای قافیہ ہیں نزدیک عرب کے حروف قافیہ کے نزدیک جمہور کے چہ ہیں اولیٰ اور تین حرف کہ رومی پر مقدم ہوتے ہیں وہ تاسیس اور دخیل اور روف اور دو حرف کہ رومی سے موخر ہوتے ہیں وہ وصل اور خروج ہے ہم اما حرف رومی حرفی است مگر کہ بنامی قافیہ برومی است و ہر قصیدہ کہ بقافیہ منسوب باشد کتبش بحرف رومی کنند مثلاً قصیدہ را کہ ضرب و سلب قافیہ باشد بائی خوانند و قصیدہ را کہ حمل و رمل قافیہ باشد لامی خوانند پس باو لام درین دو قافیہ رومی باشد اما رومی ایک حرف ہے کہ مکرراتا ہے اور بنا قافیہ کی اوس پر ہوتی ہے اور جو قصیدہ کہ منسوب ہوتا ہے ساتھ ایک قافیہ کی نسبت اوس قصیدے کی ساتھ حرف رومی کی کرتے ہیں مثلاً قصیدہ جس میں ضرب اور سلب قافیہ ہو اوسکو بائی کہتے ہیں اور جس میں حمل اور رمل قافیہ ہو اوسکو لامی کہتے ہیں پس ضرب و سلب میں بی رومی ہو اور حمل اور رمل میں لام رومی ہے اور ضرب بمعنی زدن اور سلب بمعنی ربودن اور نیست کردن اور حمل بفتح اول و سکون ثانی بمعنی برداشتن اور رمل بفتح بمعنی کوچ کردن چارون لغت غیاث سے اور رومی بفتح اول اور کسر و او اور تشدید یا ہے اور فارسیوں نے یہ تخفیف استعمال کیا ہے بمعنی سیراب اور تازہ اور نام حرف اصلی قافیہ کا ہے کہ مدار قافیہ کا اوسپر ہے لطائف اور منتخب سے اور رسالہ عطائی میں لکھا ہے کہ رومی کو روا سے لیا ہے اور روا لغت میں وہ رسن ہے جس سے بارشتر باندہتے ہیں پس گویا اس حرف سے ابیات برہم بستہ ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ رومی لغت میں برہم تانبہ ہے پس جیسا کہ بیٹنے والا رسی کا رستی کو ٹبتا ہے اور اوسکے اجزا کو جمع کرنا ہے یہ حرف بھی اجزا ابیات کو جمع کرتا ہے کذا فی الغیاث اور رومی کو بیان میں اور حرفون پر متبرم کیا اسو اسلم کہ یہ حرف اصلی ہے قافیہ میں اور قافیہ محض رومی سے بدون اور حرفون ہو سکتا ہے اور اور حرفون سے قافیہ بدون رومی کے نہیں ہو سکتا ہم و حروف مقدم

ما قبل مفتوح اور یہ ما قبل کسور اور اگر حرکت ما قبل مخالف ہو جیسے قول اور قبل بالفتح
اس میں اختلاف ہے اور قبل بالفتح پادشاہ اذیال جمع غیاث سے ہم و حروف منفر
از روی انا وصل یا یکی از حروف مذ باشد کہ بعد از روی متحرک آید چنانکہ الف در حُکَلَا و حُکَلَا
و و او در حُکَلَا و رَحَلُوا و یا در حُکَلَا و یا حرف با و آن یا ساکن بود چنانکہ در حُکَلَا و حُکَلَا
باشد و یا متحرک چنانکہ در حُکَلَا و حُکَلَا و حُکَلَا و اما خروج یکی از حروف مذ بود کہ بعد
از با سے وصل متحرک باشد مانند الف در حُکَلَا و و او در حُکَلَا و یا در حُکَلَا و یا در حُکَلَا
حروف کہ حوزہ روی سے ہوتی ہیں اون میں ایک وصل ہے اور وصل یا ایک
حرف حروف مذ سے ہوتا ہے کہ بعد از روی متحرک کے آتا ہے جیسا کہ الف حُکَلَا و رَحَلَا
میں اور و او حُکَلَا و رَحَلُوا میں اور یا حُکَلَا و یا در حُکَلَا میں و یا وصل حرف با ہوتا ہے اور
وہ حرف با یا ساکن ہوتا ہے جیسے حُکَلَا و حُکَلَا میں و یا متحرک ہوتا ہے جیسے حُکَلَا و حُکَلَا
اور حُکَلَا میں آدو دوسرا جو موخر روی سے ہوتا ہے خروج ہے آدو خروج ایک حرف
حروف مذ سے ہوتا ہے کہ بعد با سے وصل متحرک کے آتا ہے جیسا کہ الف حُکَلَا میں اور
و او حُکَلَا میں اور یہ حُکَلَا میں وصل پیوند و پیوستن ضد ہجو پیوند کردن منتخب سو اور
وجہ تشبیہ ظاہر ہے کہ یہ حرف روی سے ملا ہوا ہے اور خروج بصفتین یعنی بیرون
رفتن اور بغی شدن غیات سے اور وجہ تشبیہ ظاہر ہے کہ بعد روی کے وصل اور بعد وصل
یہ حرف آتا ہے اور حُکَلَا و رَحَلَا و دونوں صیغہ تثنیہ اور حُکَلَا و رَحَلُوا و دونوں صیغہ جمع اور
حُکَلَا و رَحَلَا و دونوں مصدر مضارع بیای حکم اور حُکَلَا و حُکَلَا و دونوں مصدر مضارع
بہای ضمیر و حروف اواخر این کلمات لقب درین لفظ جمع است کہ یسلف کلمہ وصل را
صلہ نیز خوانند کہ بعضے دخیل را از حروف قافیہ نشمرند است اور حروف آخر ان الفاظ
اس نقطہ میں جمع ہیں یسلف کلمہ یا روی کی اور سین تاسیس کا اور لام دخیل کا اور
خاروف کی اور پھر لام وصل کا اور جیم خروج کا اور معنی یسلف کلمہ کے یہ ہیں کہ گذشتہ
در یا شمشیر اور وصل کو صلہ ہی کہتے ہیں اور بعضے دخیل کو حروف قافیہ سے نہیں
شمار کرتے بسبب اسکے کہ حروف غیر ہیں بہم و بعضی دو حرف دیگر اثبات کنند کہ

قافیہ را باعتبار این دو حرف غالی و متعدی خوانند و در مثال غالی این بیت آورند کہ شعر
 وَ قَائِمُ الْأَعْمَاقِ خَاوِي الْخُحْرُفَيْنِ بِشَبِّهِ الْأَعْلَامِ لِمَا عِ الْخَفَقَيْنِ بِرِوَايَتِي کہ نون ساکن
 در لفظ آوردند بعد از قاف کہ روی است و ساکن است و باشد کہ تحریر کیش کنند اگرچہ وزن
 بآن سبب مختل شود و آن نون را حرف فلو خوانند و اور بعضون نے دو حرف قافیہ
 کے اور ثابت کیے ہیں کہ قافیہ کو باعتبار اون دو نون حرفون کے غالی اور متعدی
 کہتے ہیں اور غالی کی مثال بین یہ بیت لاتے ہیں شعر جو مرقومہ متن ہے معنی اوسکے
 یہ بین یعنی بہت سے بیابان تاریک غالی چلنے والے سے مشتبہ علامات درخشندہ
 سراب قطع کیے ہیں یعنی قائم سیاہ منتخب سے عمق بالفتح و بالضم و ضمیتیں یک چاہ اور
 کنارہ بیابان کہ دیکھنے سے دور ہو منتخب سے مخترق چلنے والا اعلام جمع علم بمعنی نشان
 اور علامت ملح روشن ہونا اور چمکنا منتخب سے خفق ہنا سراب کا منتخب سو پس
 الخُحْرُفِ اور الخفق جو قافیہ واقع ہو دو بین اس بیت میں آسمین دو روایتیں ہیں ایک وایت
 یہ ہے کہ نون ساکن تلفظ میں لاتے ہیں بعد قاف کے کہ روی ہے اور ساکن ہے
 اور دو نون کو ساکن پڑتے ہیں مثل دو ساکن کے آخریت میں اس صورت میں وزن
 مختل نہیں ہوتا اور دوسری روایت یہ ہے کہ فقط قاف کو آخر میں متحرک پڑتے ہیں
 نون تلفظ میں نہیں لاتے اس صورت میں وزن مختل ہوتا ہے کسواسلے کہ صرغ اول
 بروزن مفاعیلن مستفعلن مستفعلن ہے اور صرغ ثانی بروزن مفتعلن مستفعلن مستفعلن پس
 جب نون کو تلفظ میں نہ لائے اور قاف کو کسور پڑا وزن مختل ہوا مگر یہ صورت ہنما سے
 خارج ہے صورت اول جس میں نون پڑا جاتا ہے غرض اوس سے ہے اور اوس نون کو
 حرف غلو کہتے ہیں غالی حد سے گزرنے والا منتخب سے پس غالی نون تو یہی ہے کہ
 قوافی مقیدہ سے لاحق ہوتا ہے اور وہ عبارت ہے اون قافیون سے کہ حرف روی
 اون میں ساکن غیر بندہ ہو پس غالی آخر میں مثل خرم کہ ہے اول میں ہم و در مثال
 متعدی این بیت آورند مست لَمَّا رَأَيْتُ الدَّهْرَ حَمَّا ظَلَمْتُ حَرْفَ صَلَاسَتِ وَ سَاكِنِ
 می باید و چون برآوردت بینے از عرب متحرک کنند و اومی تولد کنند آنرا تعدی خوانند و ہر دورا

از حساب عیوب شعر شمرند کہ تعلق بقافیہ وارد و فرق باشد میان خروج و تعدی چہ آن
 حرف را ایراد واجب بود و این حرف را خطا از جهت آنکہ وزن مختل میشود است اور
 تعدی کی مثال بین یہ بیت لائے ہیں جو مرقومہ متن ہے معنی او سکے یہ ہیں کہ جہت
 دیکھا نیئے کہ زمانے نے گرم کیا فساد اپنا خلل بفتحین سستی اور تباہ کننا سخن کا اور گونا
 پیمیدن منتخب سے پس حرف باصلہ بھی ساکن چاہیے مگر عادت بعض عرب کی یہ ہے
 کہ اوس ہی کو متحرک کرتے ہیں کہ اوس سے واو پیدا ہوتا ہے اوسکو حرف تعدی کہتے ہیں
 اور دونوں کو یعنی غلام اور تعدی کو عیوب شعر سے شمار کرتے ہیں اور تعلق قافیہ سے
 رکھتا ہے اور فرق ہے خروج اور تعدی میں کس واسطے کہ ایراد خروج کا واجب
 ہوتا ہے کہ وہ داخل وزن ہوتا ہے اور ایراد تعدی کا خطا ہے اس جہت سے کہ
 وزن مختل ہوتا ہے جیسے یہ شعر خبر مشطور بر وزن مستفعلن مستفعلن مفتعلن ہے جب حرف
 موصولہ متحرک اور واو پیدا ہوا وزن مختل ہو گیا مگر حرکات قافیہ و اما حرکات کہ
 تعلق بقافیہ دارد ہم شش است ارس و آن حرکت ماقبل الف تاسیس بود ب اشباع
 و آن حرکت دخیل بود ج حذف و آن حرکت ماقبل روف بود و توجیہ و آن حرکت
 ماقبل روی بودہ مہری و آن حرکت روی متحرک بود و نفاذ و آن حرکت ہای وصل متحرک
 بود و حرف اوایل ازین شش لقب درین لفظ جمع است کہ راحت من و قومی رس را
 اعتبار نہ کردہ اند و قومی اشباع را و در انکہ فتح ماقبل واو یا را کہ نہ از حرف مد باشند
 چون بجای روف افتد حذف خوانند یا نہ خلاف است حرکتین قافیہ کی و اما
 حرکتین کہ تعلق قافیہ سے رکھتی ہیں وہ بھی چہ ہیں اول رس اور وہ حرکت ماقبل
 الف تاسیس کی ہے جیسے حرکت حا اور جیم کی حائل اور جابل میں اور رس بافست
 و التشدید السین یعنی ابتدا ایک چیز کی منتخب سے اور یہ حرکت بھی ابتدای قافیہ میں
 آتی ہے دوم شباع اور وہ حرکت دخیل کی ہے جیسے حرکت میم اور ہا کی حائل اور جابل
 میں اور شباع بالکسر یعنی پر خواندن و باصطلاح قافیہ حرکت مابعد الف تاسیس
 غیاث سے سوم حذف و وہ حرکت ماقبل روف کی ہے جیسے حرکت سین اور نون کی

ساروا اور نووا میں اور ضد و بالفتح برابر کرنا دو چیزوں کا آپس میں اور برابر کسی چیز کے ہونا منتخب سے اور جو یہ حرکت قدم بقدم رفت کی ہے لہذا ضد و نام رکھا چارم توجیہ اور وہ حرکت ماقبل روی ساکن کی ہے جیسے حرکت فا اور شین کی فتح اور شق بین اور توجیہ روگردانی اور خوب بیان کرنا منتخب سے اور نام حرکت ماقبل روی ساکن کا کذا فی الغیاث پنجم مجری اور وہ حرکت روی متحرک کی ہے جیسے حرکت لام کی علی اور مکہ میں ح مانند حرکت قاف در مختار قن و خفقن تم کلامہ قما ل اور مجری جای روان شدن اور راہ مجار حی جمع غیاث سے ح سبب جربان تم کلامہ ششم نفاذ اور وہ حرکت ہے وصل متحرک کی ہے جیسے حرکت ہا کی ملما اور حملی میں اور نفاذ بالفتح جار می شدن فرمان منتخب سے اور بعضوں نے اسکو بدال مہملہ پڑا ہے یعنی تمام شدن اور حرو اوایل ان چہ القاب کے اس لفظ میں جمع ہیں کہ راحت من پس را اشارہ رس کا اور الف اشارہ اشباع کا اور حا اشارہ خدو کا اور تا اشارہ توجیہ کا اور یم اشارہ مجری کا اور نون اشارہ نفاذ کا ہے اور ایک قوم نے رس کو اعتبار نہیں کیا ہے کہ وہ ہمیشہ فتح ہوتا ہے اور ایک قوم نے اشباع کو کہ اونکے نزدیک جیسے دخیل غیر معین ہے ویسی اوسکی حرکت بھی غیر معین ہے اور اس بات میں خلاف ہے کہ فتح ماقبل واو اور یا کا کہ حروف مد سے نہوں جب بتمام رفت کے واقع ہوا و سکو خذو کہیں یا نہ کہیں پس جو لوگ اوس حرف کو حرف مد جانتے ہیں اوس حرکت کو خذو کہتے ہیں اور جو لوگ حرف مد نہیں جانتے اوس حرکت کو بھی خذو نہیں کہتے **فصل سوم** در احکام این حروف و حرکات ہیج شعر مقفی از روی خالی نواند بود شاید کہ پنج حرف باقی خالی بود و روی اگر متحرک بود قافیہ را مطلق خوانند و اگر ساکن بود مقید خوانند و جمع سائر و ردف ہم ممکن نباشد اما خلوا زہر و ممکن بود آن قافیہ را کہ از ہر دو خالی بود و مجرور خوانند پس قافیہ یا مردف بود یا موسس یا مجرور فصل تیسری احکام میں ان حروف اور حرکتوں کے کوئی شعر مقفی از روی سے خالی نہیں ہو سکتا ہے کہ با پنج حروف باقی یعنی تاسیس اور دخیل اور ردف اور وصل اور خروج سے خالی ہو اور روی اگر متحرک ہو

درکامل ہیات ترجمہ بحوالہ اشار

یعنی موصولہ ہوتا فنیہ کو مطلق کہتے ہیں بسبب اطلاق اور روانی کے اور اگر ساکن ہو یعنی موصولہ نہ ہو فنیہ کہتے ہیں کہ آگے نہ چل سکے اور جمع ہونا تاسیس کا اور ردف کا ہم ممکن نہیں ہے کسوا سٹے کہ تاسیس کو فاضلہ ایک حرف کا روی سے لازم ہے اور ردف کا روی بین کوئی حرف فاضل نہیں ہوتا پس ماقبل روی یا وخیل ہوگا یا ردف جمعیت ممکن نہیں مگر خالی ہونا دونوں سے یعنی تاسیس اور ردف سے ممکن ہے اور اس قافیہ کو جو تاسیس اور ردف سے خالی ہو مجرور کہتے ہیں یعنی تنہا ہے ردف و تاسیس کے ساتھ نہیں مثل قمر کے کہ رابع حرکت میم قافیہ ہے پس قافیہ یا مرفوف ہوتا ہے یا مستثنیٰ یا مجرد ہم و بیشتر حروف کہ در یک قافیہ جمع شود پنج بود تاسیس و وخیل و ردفی وصل و خروج چنانکہ در حائلہ و امثال ان مجمع اند و بیشتر حرکات کہ در یک قافیہ جمع شود چارہ بود رس و اشباع و مجرئی و نفاذ کہ در ہمیں مثال جمع اندست اور زیادہ حرف کہ قافیہ میں جمع ہوتی ہیں پانچ ہیں تاسیس اور وخیل اور روی اور وصل اور خسرو ج جیسا کہ حاملہ میں اور اسکی امثال میں یعنی حاملہ و حاملی میں فراہم میں پس حاملہ میں الف تاسیس کا اور میم وخیل کا اور لام روی کا اور با وصل کی اور الف خروج کا اور زیادہ حرکتیں کہ ایک قافیہ میں فراہم ہونی ہیں چارہ ہیں رس اور اشباع اور مجرئی اور نفاذ کہ اسی مثال میں یعنی حاملہ میں جمع ہیں پس رس حرکت ماقبل الف تاسیس ہے اور اشباع حرکت میم وخیل ہے اور مجرئی حرکت لام روی متحرک ہے اور نفاذ حرکت ہی وصل متحرک ہے ہم و کتر حروف کہ در یک قافیہ افتد یک حرف بود و آن روی تنہا بود و کتر حرکات یک حرکت بود و آن توجیہ بود چنانکہ در قمر افتد مثلاً چون را روی ساکن بود یا مجرئی چنانکہ در قمر و افتدست اور کتر حروف کہ قافیہ میں ہوتے ہیں ایک حرف ہوتا ہے اور وہ رس تنہا ہے اور کتر حرکتیں کہ قافیہ میں ہوتی ہیں ایک حرکت ہے اور وہ توجیہ ہے جیسا کہ لفظ قمر میں مثلاً جب رس روی ساکن ہو یا مجرئی جیسا کہ لفظ قمر و میں پس توجیہ حرکت ماقبل روی ساکن اور مجرئی حرکت روی متحرک ہے اور عائشہ میں سیچ لفظ مجرے کے یہ لکھا ہے ح حرکت ماقبل روی متحرک ہم و اعتبار بر یکے از تاسیس

واردات و تجرید و اطلاق و تقييد در ہر قصیدہ و در ہر شعر کہ ہر یک قافیہ ہو و واجب باشد
و تاسیس چنانکہ گفتیم جز الف نباشد و رس جز تحت نہ تواند بود و خیل ہر حرفی کہ
ہو و غیر حروف مد نماید و اشباع نیز اصناف حرکات نہ اند و اختلاف و خیل پسندیدہ
نہو و اختلاف اشباع ناپسندیدہ ہو و در و ر و ف جز علت نہو و بنزدیک بیشتر اہل اصناف
جز حرف مد نماید و اختلاف ر و ف ناپسندیدہ ہو و جز یک اختلاف و آن اختلاف
ہو او یا باشد بشرط آنکہ از حروف مد باشند و در آن صورت لامحالہ مذ و مختلف باشد
بضمت و کسرت و در غیر آن صورت اختلاف مذ و ہم ناپسندیدہ ہوتا اور اعتبار کرنا
تاسیس اور اردات اور تجرید اور اطلاق اور تقييد کا ہر قصیدے میں اور ہر شعر میں
کہ ایک قافیہ ہو یعنی مطلع ہو واجب ہے یعنی تمام قصیدے میں قافیہ ایک طرح کا چاہیے
اور تاسیس جیسا کہ کہا ہے سوا الف کے نہیں ہوتا اور رس یعنی حرکت ماقبل الف
تاسیس سوا فتح کے ممکن نہیں کہ ماقبل الف کے ہمیشہ فتح ہوتا ہے اور ذیل جو حرف ہو
سوا حروف مد کے نہ ہو اور ہے اور اشباع یعنی حرکت و خیل سب حرکتیں ہوتی ہیں اور
اختلاف و خیل کا ناپسندیدہ نہیں ہے جیسے اختلاف میم اور ہا کا ہے حامل اور جابل
اور اختلاف اشباع کا یعنی حرکت و خیل کا ناپسندیدہ ہے جیسے اختلاف حرکت ہا کا
تجابل اور جابل میں اور ر و ف سوا حرف علت کے نہیں ہوتا یعنی الف اور و او اور یا
اور نزدیک اکثر اہل فن کے ر و ف سوا حرف مد کے چاہیے یعنی حرف مد مع حرکت
موافق مثل عماد اور عمید اور عمود کے اور بعضے قول اور قیل بالفتح کو ہی ر و ف جاتہ ہیں
اور اختلاف ر و ف کا ناپسندیدہ ہے سوا ایک اختلاف کے اور وہ اختلاف ہو او یا ہے
بشرط کہ حروف مد سے ہوں جیسے عمود اور عمید کہ قافیہ انکا عربی میں درست ہے
اور اس صورت میں لامحالہ مذ و یعنی حرکت ماقبل ر و ف مختلف ہوگی ایک جگہ نہمہ اور
ایک جگہ کسرہ اور سوا اس صورت کے اختلاف مذ و کا بھی ناپسندیدہ ہے ہم دروی
ہر حرف کہ باشد شاید الا چار حرف کہ در یازدہ حالت نشاید و آن چار حرف مد است
و انکہ حروف وصل اند و تفصیل حالتہا این است اور ردی جو حرف ہو نہ اور اسے

یعنی اگر الف اور یا و او ہو تو اختلاف مذ و کا جائز ہے

اگر چار حرف گیارہ حالتوں میں روی نہیں ہوتی اور وہ چار حرف تین مدہ ہیں اور ایک
 کہ چاروں حرف وصل ہیں اور تفصیل گیارہ حالتوں کی یہ ہے ہم اما الف و پنج حالت
 فشايد کہ روی بود الفی کہ از اشباع حرکت حادث شود چنانکہ در لفظ الضرب و انزال الف
 اطلاق خوانند ب الفی کہ از جهت بیان حرکت در آخر کلمہ آید چنانکہ در لفظ انا و حیہما الج الفی کہ
 بدل تنوین بود و در حال وقف چنانکہ راہت زید از الفی کہ بدل نون تاکید خفیفہ باشد
 چنانکہ در اضربا کہ بدل اضربین بود الف ثانیہ چنانکہ در ضربا باشد اما الف پانچ
 حالتوں میں پنجابیہ کہ روی ہوا اول وہ الف کہ اشباع حرکت سے پیدا ہوتا ہو جیسا کہ
 لفظ انظر باین ہے اور اسکو الف اطلاق کہتے ہیں دوم وہ الف کہ واسطہ بیان
 حرکت کے آخر کلمہ میں آئے جیسا کہ لفظ انا و حیہما میں سے انا ضمیر متکلم ہے و حیہما اسم
 فعل ماضی بیا سوم وہ الف کہ بدل تنوین کے ہوتا ہے حالت وقف میں جیسا کہ راہت زید
 یعنی دیکھا میں نے زید کو چارم وہ الف کہ بدل نون خفیفہ کے ہوتا ہے جیسا کہ اضربا بدل الف
 کے آتا ہے یعنی ہر آئینہ وزن پنجم الف ثانیہ جیسا کہ ضربا میں ہے ہم آنا یا دو دو حالت
 فشايد کہ روی بود ایامیکہ از اشباع حرکت حادث شود چنانکہ درین لفظ فوعلی و آن را
 یا ہی اطلاق خوانند یا ہی تانیث چنانکہ در فوعلی باشد لیکن یا دو حالتوں میں پنجابیہ
 کہ روی ہوا اول وہ یا کہ اشباع حرکت سے پیدا ہو جیسا کہ اس لفظ میں فوعلی اور اسکو
 یا ہی اطلاق کہتے ہیں فوعلی بالفتح اول بر خیر اور بر سیاہ جو بہت برستہ و وسیل کہ
 یافی او سکا صاف ہو اور نام ایک موضع کا ہے اور نام ایک عورت کا ہے کہ سگ مادہ کو
 دن بچھ کر سہ رکھتی تھی اور وہ سگ وہ رات بھر اسکی پاس بانی کرتی تھی بیان تک کہ
 اس سگ مادہ نے مارے بھوک کے اپنی دم کو چبا ڈالا اور کھالیا اور یہ بات مثل
 ہوئی عرب کہتے ہیں فلان الرجوع بن کلبۃ فوعلی منتخب سے دوم یا ہی تانیث جیسا کہ فوعلی
 میں ہے اور فوعلی سینہ امر موزن کا ہے یعنی بر خیز ہم وانا واد و دو حالت فشايد کہ روی
 بود وادیکہ از اشباع حرکت حادث شود چنانکہ درین لفظ کہ فوعلی واد واد اطلاق خوانند
 ب واد جمع چنانکہ در ضربا باشد وانا واد و دو حالتوں میں پنجابیہ کہ روی ہوا اول

وادو کہ مشابہ حرکت سے پیدا ہو جیسا کہ اس لفظ میں کہ فحو ملو اور اوسکو واد اطلاق کہہ کر
 حو ملو حالت رفع میں ہے اور ناکلمہ علاحدہ دوم واد جمع کا جیسا کہ ضر بو امین ہر اوضو
 صیغہ جمع نہ کر غائب کا ہے ہم واما بادردو حالت نشاید امانی سکتے چنانکہ در مائیه و سلطانیہ
 باشد ہا سے تانیث خاصہ کہ ساکن بود چنانکہ در حمزہ و ضار بہ باشد و اگر فتح کہ بود
 بعضے بکار و ششہ اندامانہایت ناپسندیدہ باشد و تانیث در امثال ضربت و ضربت
 رود اوشہ اند کہ روی کنند اما ہم قبیح باشد و اگر متحرک کنند چنانکہ در ضربتہ و ضربتہ
 قبحش کمتر بود و اما بادو حالتون میں سچا ہے کہ روی ہو اول ہا ی ساکنہ اور ہا ی
 وہ ہا ہے کہ آخر کلمہ میں بحالت وقف واسطے بیان حرکت اور باقی رہنے حرکت کے
 آتی ہے جیسا کہ بالیہ اور سلطانیہ میں دوم ہا تانیث کی علی الخصوص حسبوقت کہ ساکن ہو
 یعنی حالت سکون میں بالاتفاق ردی نہوگی جیسے کہ حمزہ اور ضار بہ میں اور حالت تحریک
 میں اختلاف ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ اگر متحرک ہو جیسے حمزہ اور ضارہ تہی میں بعضوں نے
 استعمال کیا ہو لیکن نہایت ناپسندیدہ ہے اور تاو تانیث امثال ضربت اور ضربت میں
 روا رکھی ہے کہ اوسکو ردی کرین لیکن یہ بھی قبیح ہے اور اگر متحرک کرین جیسا کہ ضربتی
 اور ضربتی میں قبیح اوسکا کم ہو جائے ہم و بدانکہ نون نیز در یک حالت نشاید کہ روی باشد
 و آن نون تنوین باشد و اہل صناعت ذکر آن نکر دہ اند بان سبب کہ در مقاطع سخنہا
 تنوین مستعمل نباشد اور معلوم کیا چاہیے کہ نون بھی ایک حالت میں سچا ہے
 کہ روی ہو اور وہ نون تنوین کا ہے اور اہل فن نے ذکر اوسکا نہیں کیا ہے اس سبب
 کہ تقاطع سخن میں تنوین مستعمل نہیں ہے بلکہ تنوین آخر شعر میں بمقام وقف حروف علت کو
 بدل جاتی ہے پس ذکر واد و الف اور با کا معنی اوس سے ہے ہم و ہر چہ غیر ازین جزو
 مذکور باشد روا بود کہ روی باشد اما از الفات مائد الفی کہ بدل حرف اصلی بود چنانکہ
 در عصا و رحی و الف تانیث چنانکہ در جملی بود و الف زائد ملحق باخر کلمہ چنانکہ در جباری
 باشد و از ہا ی اصلی چنانکہ در یرمی و ندی باشد و ہا ی اضافت چنانکہ در بیستی و یا
 نسبت چنانکہ در کئی باشد و پنچین واد اصلی چنانکہ در یغزو باشد و ہا ی اصلی چنانکہ در بلہ

وعمہ باشد و ہای ضمیر چنانکہ در بیتہا باشد و اگر چہ ساکن بود ہر چند بعضی ازین از
تبع خالی نبودست اورسوا این حرفوں کے سب حرف روا ہے کہ روی ہوں لیکن
الفون سے مانند اس الٹ کے بدل حرف اصلی کے ہوتا ہے جیسا کہ عصا اور رچی میں
کہ الٹ بدل سیے کے آیا ہے اور عصا بمعنی چوبستی اور رچی بمعنی سنگ استیا کے ہے
غیاث سے اور الف تانیث کا جیسا کہ جلی امین ہی اور جلی بمعنی زن بارور ہے غیاث اور
کنز سے اور الف زائدہ جو ملحق ہوتا ہے آخر کلمہ سے جیسا کہ جباری میں اور زائدہ ہونا
اسکا باعتبار حروف اصلیہ کے ہے اگرچہ نفس کلمہ میں داخل ہے باعتبار وضع سیے کے
جباری بضم اول و رای مہملہ و الف مقصورہ بصورت یا نام ایک طائر کا ہے برابر غالی
اور تک اور سکا زور و سیاہ ہوتا ہے فارسی میں او سکو چہ زکتنہ میں شرح نصاب یوحنا
اور صحاح سے کذافی الغیاث اور یاون سے بار اصلی جیسا کہ یزعی اور ندنی میں ہے
یزعی رخی سے بمعنی تیر انداختن اور ندنی بمعنی انجمن اور مجلس ہے دونوں لغت منتخب سے
اور سیے اضافت کی جیسے لفظ بیتی میں ہے بمعنی خاندان دور یا نسبت جیسے مکی میں ہے
یعنی منسوب بلکہ اور اس طرح و اور اصلی جیسا کہ لغت میں ہے بمعنی جہاد میکند اور بار اصلی
بلکہ اور غمخہ میں بلکہ لغت میں اور ان شریں منتخب سے اور عمہ لغت میں جی گشتگی اور گشت
راہ میں اور سجا بنا حجت اور دلیل کا اور دوم ہونا منتخب سے اور ہا ضمیر جیسے بیتہ اور
بیتہا میں بیتہ یعنی گھر اور اس مرد کا اور بیتہا یعنی گھر اور اس عورت کا اور اگر چہ بیتہا
ضمیر ساکن ہو بیتہ میں تو بھی روی ہو سکتی ہے ہر چند بعضی حرف ران حرفوں سے
تبع سے خالی ہوں ہیں یعنی ان کے روی کرنے میں قباحت ہے اور وہ پائی نسبت ہے
اور پائی اضافت ہے کہ یہ مثل عماء اور مثل نون تشبہ و جمع کے ہیں روی کرنا انکا
تبع سے خالی نہیں اور ہا ضمیر جو بیتہ اور بیتہا میں ہے کہ اسکا بھی روی کرنا مثل
ہا سے تانیث کے سچا پیو سکا کی فی اسکو تصریح لکھا ہے اور واد اصلی جیسے غزو میں ہے
صاحب مضاح نے لکھا ہے کہ بت سے حروف اصلی بدات سے مثل ستری یسری و
یسری کے اور ہای اصلی مثل ہشہ اور غمخہ کے مانند حروف اشباعیہ کے حرف وصل

ہوتے ہیں نہ روی اسکی گنجائش قصاید میں البتہ ہے ہم وضابطہ آنت کہ ہر حرف
 کہ ایک معنی در آخر کلمات کر رشود مانند ضمائر و نون تثنیہ و جمع وغیر ان اگر روی کنند
 از قبیل خالی نبود چو بوجہی تکرار قافیہ باشد و در مثال آن مقید از مطلق و مجرد از غیر مجرد
 قبیح تر باشد و بہترین حرفی کہ روی کنند حرف اصلی باشد کہ از جنس حرف مذہود است
 اور قاعدہ یہ ہے کہ جو حرف بہک معنی آخر کلمات میں کر آتا ہے مثل ضمائر اور نون
 تثنیہ اور جمع وغیرہ کے جیسے یہ نسبت ہے اگر او سکوروے کرین قباحت سے خالی
 نہیں کسواسطے کہ ایک وجہ سے تکرار قافیہ ہے اور ایطای اسی کو کہتے ہیں اور اسطرح کی
 تکرار میں مقید مطلق سے اور مجرد غیر مجرد سے قبیح تر ہے یعنی اس ایطای کی مثالوں میں ایطای
 روی ساکن کا ایطای روی متحرک سے اور ایطای روی مجرد کا ایطای روی غیر مجرد سے
 یعنی مروف اور موسس سے بدتر ہے اور بہتر روی کے واسطے حرف اصلی کلمے کا ہے کہ
 کہ جنس حرف مذہ سے نہ کسواسطے کہ حروف مد اور ہی بیشتر حرف وصل ہوتے ہیں اسکا
 بیان ہو چکا ہے ہم و اختلاف حرف روی و اختلاف مجرئی روانہ و اختلاف توجیہ روانہ
 اندام از قبیل خالی نبود و بعضی گفتہ اند اختلاف توجیہ بضم و کسر روانہ و قیاس بر وزن
 و حذف وغیر ان روانہ و اختلاف حرف روی اور اختلاف مجرئی یعنی حرکت
 روی کار و انہیں ہے اور حال اسکا غیوب میں مفصل لکھا جائے گا اور اختلاف توجیہ کا
 بحركات ثلثہ روا رکھا ہے لیکن قبیح سے خالی نہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ اختلاف
 توجیہ کا بضم و کسر روا ہے مثلاً قافیہ حرم بضم را کا ساتھ حرم کسر را کے کرین گے
 اور قیاس اسکا ہے اوپر روف اور حذف کے اور سو اسکی جائز نہیں یعنی جیسے قافیہ قولو او
 قیلو کا درست ہے اور قافیہ قولو او قیلو او قیلو او قیلو کا درست نہیں اسطرح اختلاف
 توجیہ بھی بضم و کسر درست ہے بضم وفتح اور کسر اور فتح درست نہیں ہم و حرف وصل خبر کی
 از چہا حرف مذکور نہ ہو و جمع میان قافیہ موصول وغیر موصول و اختلاف حرف وصل
 و اختلاف لفاظ روانہ و اختلاف حرف وصل سو ایک کے چار حرفوں سے نہیں
 ہو سکتا وہ تین حرف مد شباعیہ اور ایک ہا وقف کی خواہ سکتی کی خواہ ضمیر کی جسکا بیان

حکایت
 رشتہ
 نہایت

ہو چکا ہے اور قافیہ موصول اور غیر موصول جیسے اسبابہ اور ابواب جمع نہوگا اور اختلاف
حروف وصل میسی عالمو و ظالمو اور اختلاف نفاذ یعنی حرکت وصل جیسے عالمی اور
ظالمو روا نہیں ہے ہم و حرف خروج جزیکی از حروف مذکور اند بود و اختلاف آں ہوا
نمود و وصل و خروج نزدیک جمہو جز روی مطلق را نباشد است اور حرف خروج ہوا
حرف مد کے نہیں ہوتا اور اختلاف اوسکا مثل حکما اور حملو کے روا نہیں ہے
اور وصل اور خروج نزدیک سب کے روی متحرک کے واسطے ہوتا ہے کسواسطے کہ جب
روی ساکن ہوگی کیونکہ حرف وصل سے ملے گی اور جب وصل سے نکلے گی خروج سے
بھی نکلے گی کہ خروج بعد وصل کے ہوتا ہے ہم و اشتباہ میان این حروف ممکن نباشد
جز میان روی و ردیف یا وصل اما میان روی و ردیف چنانکہ درین صورت کہ صلوة و زکوۃ
در حرف الف چہ بوجہی الف اولی آن باشد کہ روی کنند از ان جهت کہ ہی تانیث
نشانید کہ روی باشد بوجہی اولی آن باشد کہ ردیف کنند چہ ہی وصل بعد از روی مفید
نیاید است اور شبہ در میان حروف قافیہ کے ممکن نہیں ہے مگر در میان حرف روی
اور حرف ردیف کے اور در میان حرف روی اور حرف وصل کے پس در میان روی
اور ردیف کے جیسا کہ توانی صلوة اور زکوۃ میں حرف الف ہے کسواسطے کہ اس الف کو
ایک وجہ سے اولے یہ ہے کہ روی کرین اور ہے کہ وصل کہیں اس سبب سے کہ اس
تانیث پنجاہی ہے کہ روی ہو خیال ایطاک کی اور ایک وجہ سے بہتر یہ ہے کہ اس الف کو ردیف
کرین اور ہے کہ روی کہیں اس جهت سے کہ حرف وصل بعد روی ساکن کے نہیں آتا
اور یہاں اگر الف کو روی کہیں تو روی ساکن ہے ہم و درین صورت کہ غلاۃ و حجاۃ
بوجہی الف اولی آن باشد کہ ردیف کت چہ درین صورت ہضمیت برای روی ہی باید و ضمیر کہ روی
بود اما نشانید کہ وصل بود از جهت سکون روی و بوجہی اولی آن کہ روی کنند چہ حرف وصلی
و ہی ضمیر در حکم مکررات از قبح خالی بود چہ باتفاق امثال این قافیہ تبیح نباشد و اگر ثقلہ
و علم قافیہ کنند قبح باشد اور اس صورت میں جیسے علاہ اور حجاہ ہوا اور دونوں
میں ہی ضمیر ہے انسانی ضمیر کا حال محقق علیہ الرحمہ نے پیشتر لکھا ہے کہ بعضوں نے

قافیہ کیا ہے اور اسکو حکم تکرار میں نہیں جانا ہے اور پھر لکھا ہے کہ خالی از قیہ
 نبود یعنی بعضوں کے نزدیک یہ تکرار قافیہ ہے پس اس جگہ موافق دونوں مذہبوں
 کہتے ہیں کہ علاہ اور حجاہ میں ایک وجہ سے اولیٰ یہ ہے کہ الف کو رد ف کہیں
 اور ہے کہ رومی اسواسطے کہ ہے ضمیر کی ہے اور سزاوار ہے کہ رومی ہو موافق مذہب
 اولن لوگوں کے جو اس میں تکرار نہیں جانتے اور سنا ہے کہ ہار وصل ہو بسبب سکون
 رومی کے یہ دوسری جہت ہوئی رومی قرار دینے حرف ہا کے اور ایک وجہ سے اولیٰ
 یہ ہے کہ اس الف کو رومی کہیں کہ اسواسطے کہ یہ الف حرف اصلی ہے اور حرف اصلی
 ہوتے ہوئے اور حرف کو رومی قرار دینا سنا ہے اور ہا ہی ضمیر حکم تکرار میں ہے موافق
 مذہب اولن لوگوں کے جو ہا ہی ضمیر کو حکم تکرار میں جانتے ہیں یہ جہت دوسری ہوئی
 رومی قرار دینے حرف ہا کے تاکہ قافیہ قبیح سے خالی ہو اسواسطے کہ ایسے قافیہ قبیح میں
 ہیں یعنی جب الف حرف اصلی رومی ہو اور ہا وصل باتفاق اس میں قباحت لازم
 نہ آتی کہ اسواسطے کہ ہر جگہ حرف اصلی رومی اور ہا ہی ضمیر وصل ہوتی ہے اس میں بھی
 وہی صورت قرار دینا چاہیے اور اگر عقل اور علمہ کو قافیہ کرین قبیح ہے نہی جن لوگوں
 ہا ہی ضمیر کو حکم تکرار میں نہیں جانا ہے وہ قافیہ کرتے ہیں مگر قباحت سے خالی نہیں
 یعنی جنکے نزدیک تکرار ہے وہ اسکو ایطاعت سمجھتے ہیں صاحب حاشیہ کے ذہن میں
 یہ مطلب نہ آیا لہذا یہ حاشیہ لکھا ح مخفی نہ اندکہ عبارت مصنف علامہ مشتمل بر جشو و طول
 می نماید چہ قولہ و شاید کہ رومی بود و قولہ بوجہی اولیٰ آنکہ رومی کنند مفید معنی واحد است
 پس عبارت مستحسن پسین بود کہ بوجہی الف را اولیٰ آن باشد کہ رد ف کنند چہ در صورت
 ہا ضمیر است یعنی رومی و بوجہی اولیٰ آنکہ رومی کنند چہ حرف اصلی است و ہا ہی ضمیر حکم تکرار
 وصل اما نشاید کہ ہا وصل بود از جہت سکون رومی تم کلامہ قائل دوسرا حاشیہ یہ ہے
 ح قولہ قبیح باشد چہ ہا ہی ضمیر بعینہ تکرار است و احتمال دیگر گنجائش ندارد چنانکہ
 در علاہ و حجاہ محتمل بود تم کلامہ محقق علیہ الرحمہ قبیح فرماتے ہیں یعنی کیسکے نزدیک درست
 اور کسی کے نزدیک نادرست نہ نادرست مطلق قائل علا با لفتح بلندی اور نام ایک مرد کا

اور ایک موضع ہے مدینے میں منتخب سے جمعی بالکسر عقل اور زیرکی اور بالفتح کنارہ ایک
چیم کا منتخب سے ہم واما اشباہ میان روی و وصل ہم درین صورت ہا در حرف افتد
چہ بران تقدیر کہ الف روت کنند ہا روی باشد و بران تقدیر کہ الف روی کنند ہا وصل
باشد و اما شبہ در میان روی اور وصل کے بھی ان صورتوں میں حرف ہا
صلوۃ و زکوۃ اور حرف ہا علاہ اور جہا میں پڑتا ہے اسوا سطلے کہ اگر الف کو روت
کین حرف ہا روی ہو اور اگر الف کو روی کین حرف ہا وصل ہو ہم و گفتہ اند ہے
وصل جزا ہی ضمیر یا تانیث یا وقف نتواند وصل متحرک ازین جملہ جزا ہی ضمیر نباشد
و این حکم ہمیشتر بحکم اغلب تواند بود و الا اگر کسی قافیہ اسبابہ و ابوابہ کن و بعد از ان
ناپہ بیارو کہ از نہایت کشتن باشد ہا اصلی وصل افتادہ باشد و نشاید کہ گویند کہ
ہا روی ست و باد خیل و الا روا باید داشت کہ اعلامیہ مثلاً درین قافیہ افتد
اور عروضیوں نے کہا ہے کہ ہاے وصل سوا ہاے ضمیر یا ہاے تانیث یا ہاے وقف کی
نہیں ہوتی اور وصل متحرک ان سب سے فقط ہاے ضمیر ہوتی ہے اور یہ حکم اکثر بحکم اغلب میں
و الا اگر کوئی قافیہ اسبابہ اور ابوابہ کا کرے اور بعد اسکے ناپہ لاسے کہ نہایت سوا
ہاے اصلی بمقام وصل ہو اور سچا ہے کہ کہیں کہ ہے روی ہے اور بے و خیل ہے
ناپہ میں و الا اگر ایسا ہو اعلامیہ بھی اس قافیہ میں آسکتا ہے کہ اختلاف و خیل کا
جائز ہے پس اس بات سے معلوم ہوا کہ وہ حکم عروضیوں کے بحکم غالب میں کلیتی
نہیں ہیں کسوا سطلے کہ ناپہ میں یہاں ہاے اصلی بمقام وصل پڑی ہے نہایت نامزد
اور بزرگ ہونا صراح سے اور مشہور ہونا منتخب سے کذا فی الغیاث ہم و بدانکہ ہر حرف
یا حرکت کہ در ہمہ قصیدہ مکرر شود غیر حروف و حرکات مذکورہ آنرا بقافیہ تعلق نباشد و
از باب لزوم مالا یلزم بود کہ از قبیل صنعت ہا و ابداع ہا می سخن باشد و نسبت آن نظم
و ترکیبان بود و اور معلوم ہو کہ جو حرف یا حرکت تمام قصیدے میں مکرر ہو سوا
حروف و حرکات مذکورہ کی او سکو قافیہ سے تعلق نہیں ہے بلکہ قسم لزوم مالا یلزم
سے ہے او سکو صنعت اور ابداع سخن یعنی ندرت سخن سے کہا چاہیے اور نسبت او سکو

نظم و نثر میں ایک ہے قافیہ سے تعلق نہیں جیسے لازم کرنا حرکت و خیل کا
 در صورت رومی متحرک کا ملی اور راحلی میں کسواسطے کہ جب رومی متحرک ہو تبدیل حرکت
 و خیل میں اختیار ہے اور اگر کوئی لازم کرے صنعت ہے نثر ہو یا نظم **فصل**
 چہما رحمہم در انواع توانی نزدیک عرب قافیہ چنانکہ گفتیم باعتبار حال رومی و نوع
 بود مطلق یا مقید و باعتبار اقبل رومی سے نوع موسس یا مردف یا مجرد
 و باعتبار ما بعد رومی سے نوع موصول محرج یا موصول تنہا یا غیر موصول و غیر محرج
 پس بحسب ترکیب ہیچہر شود کہ از ضرب دو در سہ در سہ حادث شود اما بعضی ازین مرکبات
 ممکن الوقوع بود و بعضی مختلف فیہ باشند و انچہ متفق علیہ بود نہ نوع باشد نہ
فصل چوتھی اقسام توانی میں جو نزدیک عرب کے ہیں قافیہ جیسا کہ کہا ہمہ اعتبار
 حال رومی کے دو طرح پر ہے مطلق جس میں رومی متحرک ہو یا مقید جس میں ہی
 ساکن ہو اور باعتبار اقبل رومی کے تین طرح پر ہے موسس جس میں الف
 تاسیس ہو یا مردف بسکون را و تخفیف دال جہیں مردف ہو یعنی حرف ثلث
 مع حرکت ماقبل موافق یا مجروح جہیں تاسیس مردف کچھ نہوا اور باعتبار ما بعد
 رومی کے بھی تین طرح پر ہے موصول محرج جس میں وصل اور خروج
 دونوں ہوں یا موصول تنہا جس میں فقط وصل ہو غیر موصول اور غیر
 محرج جس میں وصل اور خروج کچھ نہوا اور احتمال محرج تنہا کا
 ساقط ہے کہ خروج سے وصل نہیں ہوتا پس بحسب ترکیب کے اٹھارہ
 قسمیں ہوتی ہیں کہ ضرب دو سے تین میں پچہر تین میں ہوتی ہیں
 یعنی مطلق اور مقید کو جب موسس اور مردف اور مجروح میں ضرب
 و تہیچہ ہوں اور جب چھٹے کو موصول محرج اور موصول تنہا
 اور غیر موصول اور غیر محرج میں ضرب و تہیچہ چھ ترک اٹھارہ
 ہوں لیکن بعض ان مرکبات سے ممکن الوقوع نہیں ہیں اور بعض مختلف فیہ
 ہیں کہ مصنف نے خود انکا بیان لگے کیا ہے اور جتنے کہ متفق علیہ ہیں تو تسبیح ہیں

نقشه اقسام توانی باعتبار اختلاف روی

<p>جمع جمع جمع جمع جمع</p>				
مطلق ای شکر	موسس مرد مجرد	موصول خرج	موصول تنها	غیر موصول غیر خرج
مقید ای ساکن	موسس مرد مجرد	موصول خرج	موصول تنها	غیر موصول غیر خرج
<p>جمع جمع جمع جمع جمع</p>				

هم اطلاق موسس موصول خرج چنانچه درین قافیه که صاحبها و کاتبهاست اول مطلق
موسس موصول خرج جیسا که صاحبها و کاتبها بین الف تاسیس اور جا اور باد و غیر
و خیل اور باروی اور با وصل اور الف آخر خروج ہے ہم ب مطلق موسس موصول غیر خرج
چنانکہ صاحبها و کاتبهاست دوم مطلق موسس موصول غیر خرج جیسا کہ صاحبها و کاتبها
بین الف تاسیس اور جا اور تا دو نون بین و خیل اور باروی اور الف آخر وصل ہے
هم ج مطلق مرد موصول خرج چنانکہ جانها و خیانات سوم مطلق مرد موصول
خرج جیسا کہ جانها و خیانات بین الف اول رد و اور لام روی مطلق اور با وصل اور
الف ثانی خروج ہے ہم و مطلق مرد موصول غیر خرج چنانکہ جمالا و خیالات
چهارم مطلق مرد موصول غیر خرج جیسے جمالا و خیالات بین الف اول رد و اور
لام روی مطلق اور الف دوم و وصل ہے ہم و مطلق مجرد موصول خرج چنانکہ ضربها
و خطبهاست پنجم مطلق مجرد موصول خرج جیسا کہ ضربها و خطبها بین باروی مطلق مجرد
اور با وصل اور الف خروج ہے ہم و مطلق مجرد موصول غیر خرج چنانکہ ضربها و خطبهاست ششم

مطلقا ت س ت ششم مطلق مجرد موصول غیر مخرج جیسا کہ ضربا اور خطاب میں باروی
 مطلق مجرد اور الف وصل ہے اور یہ چہ قسمین روی مطلق کی ہیں ہم ز مقید موصول جیسا کہ
 قاضی و حامی ت ہفتم مقید موسس جیسا کہ قاضی اور حامی میں کہ الف تاسیس اور
 ضناد اور میم و دون میں و خیل اور پار شنادہ ستھانی روی مقید ہے ہم ح مقید مردف
 چنانکہ جمال و خیال ت ہشتم مقید مردف جیسا کہ جمال اور خیال میں الف مردف
 اور لام روی مقید ہے ہم ط مقید مجرد چنانکہ قمر و خطرو این سے نوع مقیدات س ت
 ت نهم مقید مجرد جیسا کہ قمر اور خطرو این را روی مقید ہے اور بس اور یہ تین قسمین
 روی مقید کی ہیں ہم د سے نوع مطلق ممکن الوقوع نبود و آن موسس و مردف و مجرد
 باشد ہر سے غیر موصول و غیر مخرج از جہت امتناع تحو ک حرف آخر از شعر ت اور
 تین قسمین روی متحرک کی غیب ممکن ہیں اور وہ موسس اور مردف اور مجرد ہیں تین
 غیر موصول اور غیر مخرج یعنی مطلق موسس غیر موصول و غیر مخرج اور مطلق مردف غیر
 موصول اور غیر مخرج اور مطلق مجرد و غیر موصول اور غیب مخرج کسوا سطلے کہ آخر شعر
 ساکن ہوتا ہے اور یہاں روی متحرک بدون وصل اور خروج کے واقع ہوتی ہے
 پس وقوع اسکا غیر ممکن ہے ہم و شش نوع مقید واقع نبود و آن موسس و مردف
 و مجرد ہر سے یا موصول غیر مخرج یا موصول مخرج اما نزدیک کسی کہ وصل و خروج
 بعد از روی ساکن جائز نہ انداز جہت این علت ت اور چہ قسمین روی ساکن
 واقع نہیں ہوتیں اور وہ موسس اور مردف اور مجرد تینوں موصول غیر مخرج یا موصول
 مخرج لیکن نزدیک اون لوگوں کے جو وصل اور خروج بعد روی ساکن کو جائز نہیں کہتے
 واسطے اسی علت کے یعنی بسبب عدم جواز وصل و خروج بعد روی ساکن کے ہم
 و اما نزدیک کسی کہ جائز اندازیں شش و نوع ممکن الوقوع ہوتا ہے مقید مردف
 موصول غیر مخرج بود از جہت توالی سے حرف ساکن در روی یعنی ردف درونی و س ت
 و اما نزدیک اون لوگوں کے کہ وقوع وصل و خروج کا بعد روی ساکن کے جائز رکھتے ہیں ان
 چہ قسمین و تین نامکن ہیں اور وہ اول مقید مردف موصول غیر مخرج بسبب برابر آسنے

تین حرف ساکن کے اوس میں اور وہ تین حرف ساکن یعنی ردفت اور روی اور وصل
 اس واسطے کہ جب روی مقید ہو ہی ساکن ٹھہرے اور ردفت خود غیارت حرف ساکن ہو
 اور وصل کہ آخر شعر میں ہے لامحالہ ساکن ہوگا پس وقوع اس صورت کا نام ممکن ہے ہم
 ب مقید مردف موصول مخرج از جہت توالی دو ساکن در غیر مطلق شعر و آن ردفت و روی
 بود کہ بر وصل متحرک سابق باشندت اور دوسری صورت ناممکن مقید مردف موصول
 مخرج ہے بسبب برابر آتے دو ساکن کے غیر آخر شعر میں اور وہ ردفت ساکن اور روی
 ساکن ہے کہ وصل متحرک سے پہلے واقع ہونگے اور دو ساکن سوا آخر شعر کے در میان میں
 نہیں آتے پس یہ صورت بھی ناممکن ٹھہری ہم و چار نوع باقی ممکن بود باین تفصیل
 ا مقید موسس موصول مخرج چنانکہ لم تخاطبنا ولم نترقبہا و کسانیکہ انکار این نوع کنند
 تکرار الف و با از باب لزوم مالا یلزم شعر مرد و باروی نند و قافیہ مطلق مجر و موصول
 غیر مخرج و اگر بدل با حرفی از حروف مد بود چنانکہ در قاصیہ ما و اینہا مطلق مردف شعرند
 ت اور چار قسمین باقی ممکن ہیں اس تفصیل سے اول مقید موسس موصول مخرج
 جیسا کہ لم تخاطبنا اور لم تر اقبہا مخاطبت سے بمعنی با ہم خطاب کردن اور اقبست
 بمعنی نگاہداشتن یکدیگر پس ان میں الف تاسیس ہے اور ط اور قاف دونوں
 وخیل اور باروی ساکن اور با وصل اور الف آخر مخرج اور جو لوگ الکا را اس نوع سے
 کرتے ہیں اس میں یہ تاویل بیان کرتے ہیں کہ بعد روی ساکن کے وصل اور مخرج
 نہیں ہوتا اس قافیہ میں تکرار الف اور با کی لزوم مالا یلزم ہے اور ہے روی ہے
 اور الف وصل اور قافیہ مطلق مجر و موصول غیر مخرج ہے اور اگر بدل ہو ساتھ
 ایک حرف کے حروف مد سے جیسا کہ قاصیہ ما و اینہا میں ہے مطلق مردف
 جانتے ہیں یعنی باروی ہے اور باروی اور الف آخر وصل اور قاصی بمعنی اعلیٰ
 اور وانی بمعنی اوسنے ہے ہم ب مقید موسس موصول غیر مخرج و در بی صورت چون
 روی و وصل ساکن باشند و اصل در کلام عرب آہست کہ چون دو ساکن توالی آتھاں
 کنند ساکن اول از حروف مد بود و حرف مد توالی نوزاد بود پس لامحالہ روی

از حرکت مبدوء وصل ہی ساکن چنانکہ در قاضیہ و حامیہ و کسانیکہ انکار این نوع کنند
 تکرار الف از باب لزوم مالا یلزم شمرند و یار دت نهند و باروی و قافیہ مقید مردف گویند
 ت دوم مقید موسس موصول غیر مخرج اور اس صورت میں جو روی اور وصل
 و دونوں ساکن ہونگے اور قاعدہ کلام عرب کا یہ ہے کہ جب دو ساکن برابر استعمال
 کرتے ہیں پہلا رکن حرف مد سے ہوتا ہے اور دو حرف مد برابر نہیں ہو سکتے ہیں
 لامحالہ روی حرف مد ہوگی اور وصل ہر ساکن جیسا کہ قاضیہ اور حامیہ میں ہر یکوں یا
 و قاضیہ یعنی حکم کنندہ ان اور حامیہ حمایت کنندہ ان الف تاسیس اور ضاد اور
 میم و نون میں و خلیل اور یاء تختانی روی ساکن اور موصول ہے اور جو لوگ منکر
 اس نوع کے ہیں کہتے ہیں کہ بعد روی ساکن کے وصل نہیں آتا پس تکرار الف
 قاضیہ اور حامیہ میں لزوم مالا یلزم اور یار دت اور باروی ہے اور قافیہ اور کافہ نزدیک
 مقید مردف ہے ہم و بدانکہ تجویز این دو نوع اقتضای آن کند کہ تعریف کیے کہ خلیل قافیہ
 کردہ است بران جملہ کہ صدر این فن گفتیم تمامی حروف و حرکات قافیہ را متناول
 نباشد چه دخیل و تاسیس و رس و رین دو صورت اذان تعریف خارج باشند اما ان تعریف
 بنا بر آنست کہ قافیہ مقید را وصل و حسن و ج نباشد است اور مظلوم ہو کہ تجویز اس
 دو نوع کی یعنی مقید موسس موصول مخرج جیسے لم تخاطبہا اور مقید موسس موصول
 غیر مخرج جیسے قاضیہ اس بات کو چاہتی ہے کہ وہ بتعلیل قافیہ کی جو خلیل نے
 کی ہے اور صدر کتاب میں بیان ہوئی ہے تمام حروف و حرکات قافیہ اور اس
 تعریف میں شامل نہوں کہ واسطے کہ قول خلیل یہ ہے کہ ساکن آخر ساکر ابدال تک
 مع حرکت ماقبل قافیہ ہے پس بیان دخیل اور تاسیس اور رس یعنی حرکت ماقبل
 تاسیس ان دونوں صورتوں میں تعریف خلیل سے خارج ہوتی ہیں مثلاً لم تخاطبہا
 میں موافق تعریف خلیل کے با اور با اور الف و حرکت ماقبل با قافیہ ہے
 اور طے و دخیل اور الف تاسیس اور حرکت ماقبل موسکی جسکو رس کہتے ہیں
 خارج ہوتی ہے اور سیطر قاضیہ میں یا اور موسکی حرکت ماقبل اور موصول قافیہ

اور الف تائیس اور او سکی حرکت تا قبل اور ضا و خیل خارج مگر وہ تعریف خیل کی
 اس واسطے ہو کہ قافیہ مقید میں وصل اور سند و رنج نہیں ہو تا یعنی لم یخا لہما بین لم یطلب
 تک قافیہ ہو پس با اور ساکن اول الف اور او سکی حرکت تا قبل او طای و خیل
 قافیہ باقی ر و الف ہو اور قافیہ میں قافیہ تک قافیہ ہو پس با اور ساکن اول الف
 اور او سکی حرکت تا قبل اور ضا و خیل قافیہ باقی ر و الف ہو اس صورت میں ہیں
 اور خیل اور س داخل تعریف مذکور رہتی ہیں ہم ج مقید مجرد موصول مخرج چنانکہ
 لم یطلبنا ولم یجہا و منکران این نوع تکرار بار از لزوم بالایزم شمرند و ہا روی نمند و
 قافیہ مطلق مجرد موصول غیر مخرج و اگر بدل با یکی از حروف مد کو و چنانکہ در فلک او ذرا
 قافیہ مطلق مروف شمرند سوم مقید مجرد موصول مخرج جیسا کہ لم یطلبنا
 اولم یجہا پس با روی مقید اور او وصل اور الف خرج ہے اور منی کہ نسبت آنرا
 و حاجت نشد آنرا اور منکران نوع کی تکرار با کو لزوم بالایزم اور با کو روی مطلق و الف کو
 وصل جانتے ہیں اور قافیہ کو مطلق مجرد موصول غیر مخرج کہتے ہیں اور اگر بدل با
 حروف مد ہو جیسا کہ فلک او ذرا این یعنی بالائی آن برآمد و آواز داد اور قافیہ کو
 مطلق مروف موصول جانتے ہیں اور الف اول کو ر و الف اور با کو روی مطلق اور
 الف کو وصل کہتے ہیں ہم مقید مجرد موصول غیر مخرج دو صورت ہم روی از
 حروف مد تو با روی وصل بای ساکن چنانکہ گفتہ آمد شاکر شرعیہ و ر و و و منکران این
 قافیہ را مقید مروف شمرند این است انواع توانی و الف و الف است چہارم مقید مجرد
 موصول غیر مخرج اور اس صورت میں بھی روی حروف مد ہوگی اور وصل بای را کہ جیسا کہ
 قبل ازین کہا گیا مثال او سکی صلوۃ اور زکوۃ ہے الف روی مقید اور بای تائیس
 وصل ہے اور منکران اس قافیہ کو مقید مروف جانتے ہیں اور بای تائیس کو روی مقید
 اور الف کو ر و کہتے ہیں یہ ہیں قسین قافیہ کی نزدیکی عرب کے و الف و الف
 م فصل نجم و عیوب توانی نزدیک عرب با یب با ی کہ تعلق بقافیہ و ادیان
 با حال حروف و حرکات قافیہ یا راجع نیست و منفصل اعلیٰ قسم است یا قسم عدد حروف

اما آنچه تعلق بہ تاسیس دارد یکے بیش نتواند بود و آن جمع قافیہ موسس و قافیہ
 با موسس باشد در یک بیت زمین عرب بیحدہ اقتضای وجود و عدم رس کند و در تاسیس
 در بین غیر این اختلافی دیگر تصور نیست فصل باخوین عیوب توانی بین جولایی
 عرب کے نزدیک ہیں وہ عیب کہ قافیہ سے تعلق رکھتے ہیں یا جمع کرتے ہیں
 طرف حزنوں اور حسرتوں کے باراج بحروف و حركات نہیں ہیں پس جو راجع بحروف
 و حركات ہیں منقسم ہیں باقسام عدد و حروف یعنی قسمیں اودن حزنوں کی ہیں اوتنی
 قسمیں ان عیبوں کی ہیں انا جو عیب تعلق تاسیس سے رکھتا ہے ایک سے زیادہ
 نہیں ہے اور وہ جمع ہونا قافیہ موسس اور ناموسس کا ہے ایک بیت میں عیوب قافیہ
 سالم اور مسلم کا اور یہی عیب بعینہ اقتضای وجود و عدم رس یعنی حرکت یا قبل تاسیس
 کرتا ہے اس واسطے کہ تاسیس منحصراً الف ہے اور تا قبل الف سوائے کے نہیں ہوتا
 پس اگر الف اور حرف سے بدل جائے گا حرکت او کی قبل کی بھی بدل جائے گی
 مثلاً سالم میں رس ہے اور مسلم میں رس نہیں ہے اور تاسیس اور رس میں سوا اسکے
 اور اختلاف خیال میں نہیں آتا ہم و اما آنچه در خیل وارد جز اختلاف اشباع نبود و آن
 سه گونه تواند بود چه اختلاف بضم و کسر بود یا بضم و فتح بود یا بکسر و فتح و اما وجود و عدم
 و خیل و وجود و عدم اشباع راجع بود یا جمع موسس و ناموسس و اما جو عیب
 تعلق و خیل سے رکھتا ہے جو اختلاف اشباع یعنی حرکت و خیل کی نہیں ہے اور وہ
 زمین طرہ ہوتا ہے یا اختلاف ساتھ ضمے اور کسر کے جیسے کابل اور کال یا بین یا
 اختلاف ساتھ ضمے اور فتح کے جیسے بہادر اور دلاور میں یا اختلاف ساتھ کسر کے
 اور فتح کے جیسے تاجر اور باور میں اما وجود و عدم و خیل کا اور وجود و عدم اشباع
 حرکت و خیل کا باجمع ہے طرف جمع موسس اور ناموسس کے اس واسطے کہ خیل تابع
 تاسیس ہے جہاں تاسیس نہ ہوگا خیل بھی نہ ہوگا جیسا قافیہ مل کا ساتھ حاصل کے
 کہ ایک قافیہ موسس ہے اور ناموسس میں خیل بھی ہے اور ایک ناموسس اور ناموسس
 و خیل بھی نہیں ہے اور یہ قافیہ عرب میں جائز نہیں اور خصا نے عم جائز رکھتے ہیں

ہم داما اپنے تعلق پر روت دارد و نوع تواند بود و جمع مروت و نام روت بجمع
 میان و او و الف هر دو درج جمع میان یا و الف هر دو در جمع میان و او ی که قبلیش
 مفتوح بود و او و او در جمع میان و او ی که قبلیش مفتوح بود و الف و جمع میان
 و او ی که قبلیش مفتوح بود و یای در جمع میان یا یی که قبلیش مفتوح بود و یا
 درج جمع میان یا یی که قبلیش مفتوح بود و او و او در جمع میان یا یی که قبلیش
 مفتوح بود و الف می جمع میان و او و یا قبل هر دو مفتوح است و اما جو عیب که
 تعلق روت سے رکھتا ہے مثل طرح پر ہونا ہے اول جمع ہونا مروت اور نام روت کا
 جیسے قافیہ حال اور حل کا دو شعر جمع ہونا و او و الف کا دونوں مدہ جیسو قافیہ
 عا و اور عمود کا تیسرا جمع ہونا یا و الف کا دونوں مدہ جیسے قافیہ عیب اور عا و
 چوتھا جمع ہونا و او و قبل مفتوح اور و او مد کا جیسے قافیہ قول اور طول کا پانچواں
 جمع ہونا و او و قبل مفتوح اور الف کا جیسے قافیہ قول اور قال کا چھٹا جمع ہونا و او
 و قبل مفتوح اور یا ی مد کا جیسے قافیہ قول اور قیل کا ساتواں جمع ہونا یا ی قبل
 مفتوح کا اور یا ی مد کا جیسو قافیہ ذیل اور قیل کا اٹھواں جمع ہونا یا ی و قبل مفتوح کا
 اور و او مد کا جیسے قافیہ ذیل اور طول کا نوواں جمع ہونا یا ی و قبل مفتوح کا اور و او
 جیسے قافیہ ذیل اور زال کا دسواں جمع ہونا و او و او یا کا جن دونوں کا قبل مفتوح
 جیسے قافیہ قول اور قیل کا ہر دو اختلافی دیگر ممکن ہو و ان جمع باشند میان و او و یا
 ہر دو مد ناما از ارمیوب مقررند و کسانیکہ و او و یا کہ و قبل الی ان مفتوح ہو و روت
 شمرند نزدیک ایشان ازین وہ نوع مذکور نوع آخر از اعتبار ساقط ہو و شش نوع
 دیگر کہ بیش از ان باشد داخل ہو و در جمع مروت و نام روت است اور ایک اختلاف اور
 ممکن ہے اور وہ جمع ہونا و او و او یا و او یا و او یا مدہ کا ہے جیسے عمود اور عمید میں اور
 او سکو عیب نہیں جانتے ہیں شاعر کہتا ہے شعر بانث سعاد قطبئی الیوم مقبول
 تم فرما کہ بقدر مقبول لکھنا علفت قد سبط من و قما و قمع و و ق و اختلاف و تبدیل
 یہ بھی بہتر نہیں ہے خصوصاً غزل میں اور جو لوگ و او و او یا و او یا قبل مفتوح کو مدہ نہیں جانتے

اون کے نزدیک قسم دہم جیسے قول اور قیل جو آخرین بیان کی ہے اعتبار سے ساقط ہوگی
 اور نو قسمیں جو باقی ہیں اور جن میں چہ تیس ہیں جو قبل اس نوع آخر کی بیان کیں داخل ہوں گی
 جمع مروف اور نامرؤف میں یعنی ایک جگہ مذہ اور ایک جگہ غیر مذہ ہم و اصناف عیوب
 متعلق ہر دون سے نوع اول سیٹیں ہوں اور انچہ راجع بود باحد و ہمیں اقسام باشند یعنی
 چہ اختلاف این مروف اقسام نامی اختلافات مذکورہ و برعکس است اور قسمیں عیوب
 مروف کہ تین سے زیادہ نہیں ہیں کسوا سے کہ جو پہلے بیان کی یعنی دس میں ایک
 اعتبار سے ساقط ہے اور چہ تیس ہیں داخل جمع مروف و نامرؤف ہیں باقی رہیں تین
 قسمیں اور جو عیب کہ راجع ہے ہر طرف مذکور کے یعنی طرف حرکت ماقبل روف کے یہی
 اقسام ہیں بعینہ کس لیے کہ اختلاف این حرفوں کا مقتضی ہے اختلاف مذکور کا اور
 برعکس یعنی اختلافات مذکور کا مقتضی اختلاف مذکورہ ہے ہم و اما انچہ راجع بود بارو
 سے صنعت بارو کے انچہ روی و در مختلف باشند فان دونوع بود یکی آنکہ دو حرفت باشد
 قریبی المخرج و دیگر آنکہ قریب مخرج درو محسب نباشد و صنعت دوم انچہ سبب اختلاف توتہ
 بود و آن ہم سے گونہ بود چہ اختلاف باضم و کسر بود یا بضم و فتح یا بفتح و کسر و صنعت سوم
 انچہ سبب اختلاف مجرے بود و آن سے گونہ بود برقیاس گذشتہ و اما اختلاف
 بود تو جیہ و عریضش یا پوج و محرمی او عندش از اعتبار خارج بود چہ اقتضای از
 نشاء کند اصلاست و اما جو عیب کہ متعلق بروی ہے تین طرح پر ہے اول اختلاف
 او سکی دو قسمیں ہیں قسم پہلی وہ کہ دو حرفت ہوں قریب المخرج جیسے میم اور نون ایک گاہ
 میم روی ہو ایک جگہ نون اسکو اکفا کہتے ہیں قسم دوسری وہ کہ قریب المخرج نون
 جیسے با اور را یہ بڑا عیب ہے اور اسکو اجازہ کہتے ہیں دوم عیب جو متعلق روی ہے
 سبب اختلاف تو جیہ یعنی حرکت ماقبل روی کے وہ تین طرح پر ہے اسوا سے کہ
 اختلاف بضم و کسر ہو گا مثل ذر و در و خضر یا اختلاف بضم و فتح ہو گا مثل ذر و در و خضر یا اختلاف
 بفتح و کسر ہو گا مثل قمر و خضر سوم عیب جو متعلق روی ہے وہ سبب اختلاف مجرے
 یعنی حرکت روی متحرک کے ہوتا ہے برقیاس گذشتہ یعنی بضم و کسر جیسا قان و اور قان و مین

یا بنم اور فتح جیسا قائلہ اور قائلہ میں بالفتح و کسر جیسا قائلہ اور قائلہ میں واما اختلاف
ساتھ ہوسے ۱۲ اور نو نے توجیہ کے جیسا قمر اور قمر میں یا اختلاف ساتھ
ہوئے اور نو نے مجرے کے جیسا علیہ اور علیہ میں اعتبار سے خارج ہے یعنی قابل
اعتنا نہیں اس واسطے کہ اقتضائے ازالۃ تشابہ کرتا ہے مطلقاً یعنی اس میں کس طرح کا
تشابہ نہیں ہے پس قافیہ عیب دار بھی ہوگا ہم واما انچہ راجع یا وصل بود ہم برسہ گوئیہ
و ان اختلاف بود یہ و او یا بود و لغت بالف و یا بحقیقت راجع باشد با اختلاف مجری واما اختلاف
وصل جمع کی از حروف مد با و اختلاف جمع ہای ساکن و متحرک و اختلاف بوجود و عدم
از اعتبار خارج بود چہ مقتضی ازالۃ اصل تشابہ باشد راجع و اما جو عیب راجع وصل
ہوتا ہے وہ بھی تین طرح پر ہوتا ہے اور وہ اختلاف بود یا ہے جیسا قائلہ اور قائلہ
یا اختلاف بود و الف ہے جیسا قائلہ اور قائلہ میں یا اختلاف بالف و یا ہے جیسے قائلہ اور
قائلہ میں اور حقیقت میں یہ عیب راجع ہوتا ہے طرف اختلاف مجرے یعنی حرکت روی
متحرک کی واما اختلاف وصل کا ساتھ جمع ہونے ایک حرف مد کے ساتھ حرف ہا کے
جیسا قائلہ اور قائلہ میں اور اختلاف وصل کا جمعیت ہاے ساکن و متحرک جیسا کہ حملہ و
حملہ میں اور اختلاف وصل کا بوجود و عدم جیسا کہ تھل اور حملہ اعتبار سے خارج ہے
کسو اسطے کہ اصل تشابہ ان میں زائل ہے یعنی اختلاف کے ساتھ کچھ تشابہ چاہیے
یہاں کسی طرح کا تشابہ بھی نہیں ہے پس ماخن فیہ سے خارج ہے ہم واما اختلاف بخروج ہم
سہ نوع بود چہ یا بجمع و او یا بود یا بجمع و او و الف یا بجمع و ہر سہ راجع بود با اختلاف
نفاذ و حکم اختلاف نہروج بجمع وجود و عدمش ہم از اعتبار خارج بود و این عیب با
متعلق بود بحروف و حرکات واما اختلاف متعلق خروج بھی تین طرح پر ہو اسطے کہ
یا بجمع و او یا ہوگا جیسے فظلاً ہو و کتا بھی یا بجمع و او و الف جیسے ام یطیلاً ہو و لم یطیلاً
یا بجمع یا و الف جیسے بکتا بھی و کتا ہو اور یہ تینوں راجع ہیں با اختلاف نفاذ یعنی حرکت
وصل متحرک اور حکم اختلاف نہروج کا بھی بجمع وجود و عدم اعتبار سے خارج ہو و یہ عیب متعلق
بحروف و حرکات ہم ایجاب ہا کی کہ حرف و حرکات متعلق نبود یا بسبب اعادہ قافیہ بود و ان چنان

کہ کلمہ کہ بڑا قافیہ شغل بود بلفظ و معنی مکرر شود و بسبب آن بود کہ قافیہ را از صیغہ مستعمل تحریر
کنند تا اشارہ حاصل آید مثلاً ابراہیم با ابراہیم کنند چون قافیہ نعیم و کریم باشند یا لفظ را
قافیہ کنند کہ حنی را بان اختصاصی بنود مثلاً اگر قافیہ سجود و شہود باشند و ذکر باری تعالیٰ
در موضع قافیہ افتد از اسمای او تعالیٰ و دود و ایراد کنند و ایراد این اسم را خبر رعایت قافیہ
و جہی نبود و یا لفظی را قافیہ کنند کہ جس نہ سخی باشد و جزو دیگر در اول دیگر بیت بود مثلاً
در شعرے کہ قافیہ کرم و علم باشد لم از لم فاعل قافیہ کند و فاعل در اول بیت دیگر یاد نہ
ست آنا و عیوب جو سر و د و حرکات سے تعلق نہیں رکھتے ہیں کسی طرح ہر
یا وہ عیب بسبب انادۃ قافیہ ہوتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ جو کلمہ کہ شغل قافیہ ہے
لفظ و معنی میں مکرر ہو یعنی لفظ بھی ایک اور معنی بھی ایک جیسے لسان اور لسان و دوزن
بمعنی زبان پس اگر لفظ بدل جای جیسے لسان اور زبان قافیہ ہوگا یا معنی بدل جائیں
جیسے لسان ایک جگہ بمعنی زبان اور ایک جگہ بمعنی زبانہ تر از قافیہ ہوگا یا وہ عیب
بسبب اسکے ہوتا ہے کہ قافیہ کو صیغہ مستعمل سے تحریر کرین اس واسطے کہ بانہم نہفت
ہو جائی یعنی عنیت دور ہو جائے فی الجملہ تغایر پیدا ہو مثلاً ابراہیم کو ساتھ ابراہیم کے
قافیہ کرین مطلع میں جب قافیہ نعیم و کریم ہو قصیدے میں پس قافیہ کرنا ایک کلمہ کا
تحریر نہ چاہیے یا وہ عیب یوں ہوتا ہے کہ ایسی لفظ کو قافیہ کرین کہ معنی کو اس
لفظ سے خصوصیت نہ ہو جیسے و د و د بمعنی دوست اور ایک اسم اسمای باری تعالیٰ جو بھی ہے
پس جب قافیہ سجود اور شہود کا ہو اور ذکر باری تعالیٰ موضع قافیہ میں پڑے اسمای باری تعالیٰ
و د و ایراد کرین اور یہ وارو کرنا اس کلمہ نقطہ بر رعایت قافیہ ہو اور کوئی وجہ نہ ہو حال
یہ کہ و د و اور قادر اور متکلم صفت واقع ہوتے ہیں پس رب و د و اور رب قادر کہنا چاہیو
کہ معنی کو خصوصیت ہو جائے یا عیب قافیہ کا یہ ہے کہ ایسی لفظ کو قافیہ کرین کہ وہ جزو
ایک سخن کا ہو اور دوسرا جزو اسکا اول بیت ثانی میں ہو مثلاً جس شعر میں قافیہ کرم
اور علم کا ہو لفظ لم کو قافیہ کرین لم فاعل سے اور فاعل کو اول بیت ثانی میں لائیں ہم و
عیوب قافیہ علی الاجمال سے صنف باشد انچہ البتہ فشا ید کہ ایراد کنند و اگر کسی ایراد کنند

آن شاذ شمرند ب انچه ایرادش قبیح بود اما استعمال آن شعر از روی ضرورت اتفاق افتد ب انچه استعمال آن بسیار باشد اما متحسن نبود و از عیوب مذکور بعضی را القاب مخصوص باشد بعضی را بشارت اور عیوب فیض کے بظلماتین قسم میں اول وہ کہ یقیناً سنجائیے کہ ایراد کرین اور اگر کوئی ایراد کرے او کو شاذ جانتے ہیں دوم وہ کہ ایراد او سکا قبیح ہو اما استعمال او سکا شعر میں از روی ضرورت کے اتفاق پڑے سوم وہ کہ استعمال او سکا بہت ہو مگر متحسن نہو یعنی ایک قسم ایسی ہے کہ استعمال او سکا عند الضرورت بھی جائز نہیں ہے اور دوسری قسم ایسی ہے کہ عند الضرورت جائز ہے مگر قبیح ہے اور تیسری قسم ایسی ہے کہ بی ضرورت بھی روا ہے مگر قبیح ہے اور عیوب مذکورہ میں بعض کے القاب مخصوص ہیں اور بعض کے القاب نہیں ہیں ہم دوا القاب مشہور کی اقواست و آن اختلاف مجری باشد و البتہ روا نبودت اور القاب مشہورہ سے ایک اقواسے اور وہ اختلاف مجری یعنی حرکت روی کا ہے جیسے قائلو اور قائلہ بضم و کسر اور قائلہ اور قائلہ بضم و فتح اور قائلہ اور قائلہ بفتح و کسر اور یہ مثالیں سابق بھی لکھی گئی ہیں پس یہ اختلاف البتہ روا نہیں ہے اور اقوال بالکسر تمام ہونا زاد کا پس اس قافیہ کا لانا ایسا ہے گو یا زاد شاعر کا تمام ہوا غیاث سے اور منتخب میں بمعنی خالی شدن منزل اور محتاج اور درویش گردانیدن اور مختلف گردانیدن قافیہا بحر کات و در منزل خالی فرود آمدن و مسافرت کردن اور بز نوش شدن و خالی شدن شکم از طعام و بسیار مال شدن و بی مال شدن لکھا ہے ہم دوم اکفا و آن اختلاف حروف روی باشد نے اعتبار بقرب مخرج و ہم البتہ روا نبود سوم اہماز است و آن اختلاف حروف ہی باشد بشرط آنکہ د مخرج متقارب باشند مانند تا و ط یا سین و صا و و این نوعی است از اکفاست اور دوسرا کفا ہے اور وہ اختلاف حروف روی کا ہے بدون اعتبار بقرب مخرج یعنی اعتبار بقرب مخرج کا اس میں ضرور نہیں ہے قریب المخرج ہوں یا نہ ہوں اور یہ البتہ روا نہیں ہے اور اکفا بالکسر کہ با طاعت و کاف کا ہوا جو کچھ کہ اس میں نہ ہو کر جائے اور خم و نیا کمان کو اور ایک نوح عیب قافیہ ہے کہ بعض ابیات میں حرف رہی اور ہوا بعض میں و منتخب حروف غیاث میں لکھا ہے

کہ اکفایہ قافیہ ہے کہ رومی یا قید مختلف ہو بشبہ بطرب مخرج جیسے صباح اور سپاہ
 اور بحر اور شہر تیسہ راعب اجازت ہے اور وہ اختلاف حروف رومی کا ہے بشرطیکہ
 مخرج میں متقارب ہوں جیسے تا اور طوی اور سین اور صا اور یہ ایک نوع ہے
 اکفایہ یعنی اکفایہ عام ہے اور اجازہ خاص اور اجازہ بڑا مجمعہ روا رکھنا اور چوڑا دینا
 اور دستوری دنیا اور ایک قافیہ میں ایک جگہ طوی اور ایک جگہ وال رومی لانا
 منتخب سے اور صاحب غیاث نے معنی خراؤ میں لکھا ہے کہ ماخذ اس لفظ کا کتب
 معتبرہ لغات عرب میں پایا گیا اور ملا نور الدین ظہوری نے خوان خلیل میں نہاد اور
 خراؤ کا قافیہ کیا ہے ظاہر ا طوی خراؤ کی فارسیوں نے اپنے تصرف سے تاؤ شیت
 بدل کے بحت قرب مخرج وال سے بدل کی ہے اور صراح میں لکھا ہے کہ باصطلاح
 شعرائ عرب اس عمل کو اجازہ کہتے ہیں کہ ایک مصرع میں حرف رومی طاء حملہ کو لانا
 اور مصرع دیگر میں وال لانا تم کلامہ ح قولہ این نوعی است از اکفایہ اہل این قول نیست
 چہ در اکفایہ تصریح مصنف علام عدم اعتبار قرب مخرج است و در اجازہ اعتبار
 قرب مخرج پس اندراج و نوعیت کی از مخالفین نسبت دیگری صورت نہ بند و
 مگر آنکہ گویند معنی قولہ بے اعتبار قرب مخرج نیست کہ قرب مخرج در ان ضروری نیست

باشد یا نہ و ہذا ہو موافق لما قالہ ابن الحاجب فی المقصد الجلیل الاکفایہ اختلاف الروی
 فان یکن مشبہ بمخرج او یحفظ فهو قدر سہل لیکن صاحب مفتاح و خزینہ میگویند اختلاف
 متقارب المخرج را کفایہ گویند رتباً بعد المخرج را اجازہ و بسیاری از عروضیان دیگر نیز
 موافق ایشان آورده اند بل معنی اجازہ از پنجم مصنف علام آورده در کتابی دیدہ شد
 تم کلامہ ظاہر ہے کہ اعتراض اول کو خود کچھ سمجھ کر دفع کیا اور اعتراض ثانی اگر صراح
 اور منتخب بھی دیکھتے نہ کر کے گواہی کہ منتخب اور صراح میں لکھا ہے کہ اجازہ اسکو
 کہتے ہیں کہ ایک قافیہ کے رومی طوسے اور ایک قافیہ کی روسے وال ہو اور وال اول
 طوسے قویب المخرج ہیں چنانچہ رسالہ طلبوۃ حیدرس فارسی میں یہ عبارت لکھی ہے
 کہ مخرج طاء اور وال بی لفظ و تالی قرشت از سر زبان ست فافہم چارم سناد و آن

چند نوع بود اجمع موسس و ناموس بجمع مردف و نامردف ج اختلاف ردف بود
 و الف یا بیا و الف در حرف در اختلاف ردف بیای غیر مد کہ قبلش مفتوح بود یا
 اختلاف توجیہ و سہ قسم اول بود ابو ذہارم قبیح بود اما استعمال کنند بنا و رو پنجم بسیار
 استعمال کنند و محش از قبیح چهارم کمتر بود و بعضی اختلاف توجیہ بضم و کسر روا دارند
 تیسر بر اختلاف ردف بود و یا در ہمہ مواضع قبیح این ہمہ نوع اختلاف از دیگر انواع
 کمتر شمرند چوتھا عیب قافیہ کا سناد ہے اور سناد بالکسر لغت میں جنی معانیت
 اور اصطلاح اہل عروض میں جو عیب کہ قبل روی کے ہو اور وہ کئی طرح پر ہے اول
 جمع ہونا موسس اور ناموسس کا یعنی ایک جگہ الف تاسیس ہو اور ایک جگہ نہو جیسا
 سالم اور مسلم میں دوم جمع ہونا مردف اور نامردف کا یعنی ایک جگہ حرف ردف ہو ایک
 جگہ نہو جیسا طور اور کثر کہ عربی میں حرف ردف مدہ ہوتا ہے سو ہم اختلاف ردف کا
 بود و الف جیسے طول اور قال یا بیا و الف حرف مد میں بیسے قال اور قیل چارم اختلاف
 ردف کا بیا سے غیر مدہ کہ مقل او سکا مفتوح ہو سکا تھ یا سے مدہ سے جیسے
 ذیل اور قیل پنجم اختلاف توجیہ کا جیسے قل اور قل اور عل اور عل اور علین قسین پہلی سناد کی
 روایتیں ہیں مطلقا اور جو تھی قسم قبیح ہے مگر استعمال کرتے ہیں یہ مذمت یعنی کہی کہی
 اور پانچویں یعنی اختلاف توجیہ بہت استعمال کرتے ہیں اور تاج او سکا چارم سے
 کمتر ہے اور بعض اختلاف توجیہ کا بضم و کسر روا رکھتے ہیں اور تیس کو سنے ہیں
 اختلاف ردف بود و یا پر یعنی اختلاف توجیہ کا بضم و کسر جیسے قل اور قل ہے مثل
 اختلاف ردف بود و یا ہے جیسے عمود اور حمید اور جیسے وہ جائز ہے ویسے یہ جائز ہے
 اور سب مواضع میں قبیح اس نوع اختلاف کا اور انواع سے کمتر جانتے ہیں ح
 مخفی مانند کہ نوع ششم از انواع سناد باقی ماندہ و ان اختلاف اشباع یعنی حرکت
 ذیل است چنانکہ در عالم و عالم کسر لام کی و لفتح لام دیکر تم کلامہ ظاہر ہے کہ سناد کہتے ہیں
 او س عیب کو جو اقبل ردی کے ہو اس صورت میں صورت قل اور قل اور عالم اور عالم
 کی ایک ہے آمد توجیہ عام ہے اور اشباع خاص پس اشباع داخل توجیہ ہر صافیہ کو

یہ بھی یاد نہیں کہ خود قبل اسکے بیان توجیہ میں حاشیہ لکھا ہے کہ فرق در توجیہ و تلام
 آفت کہ توجیہ عبارت است از حرکت ماقبل روی ساکن خواہ ان حرف ماقبل و خیل باشد
 مثل سیم کامل و رائل یا نباشد چنانکہ سیم قمر و مزد و شباع عبارت است از حرکت و خیل کہ
 مابعد تاسیس بود خواہ روی آن ساکن بود خواہ متحرک پس نسبت عموم من وجہ در میان
 این ہر دو متحقق است تم کلام ہمہ بنجم ایطاً و ان اعادت قافیہ بود و چند انکہ تکرار قافیہ یکدگر
 نزدیکتر بود قبحش زیادت بود و ایراد لفظ مشترک مانند عین بمعنی مختلف ایطاً نبود و مختلیر
 اگر لفظ در اصل یکے بود و بتصرف یا وجہ استعمال مختلف شود اختلافی کہ اقتضا سے
 اختلاف لفظ یا معنی کند مثلاً رجل الرجل یکی نکرد و دیگر معرفہ و لم تضرب و لم تضرب یکے
 مخاطبہ مونث و دیگر منایہ او و غلام و غلامی یکی بیای اطلاق و دیگر بیای اضافت
 بانفس خود و امثال این ایطاً نبود و انما برجل و لرجل و یضرب و تضرب و امثال این
 ایطاً بودت پانچوان عیب قافیہ کا ایطاً ہے اور ایطاً بمعنی پامال کردن و پامال نہانید
 بنمخب اور غیاث سے اور اصطلاح اہل عروض میں تکرار قافیہ لفظاً و معنا ہے اور عینی کہ
 تکرار قافیہ یکدگر سے نزدیکتر ہو قصید سے میں قبح او سکا زیادہ ہو گا لکھا ہے کہ
 کہ اقل قصیدہ سات بیشین ہین پس اگر اعادہ قافیہ کا بعد سات بیتوں کے ہو گویا
 اعادہ قصیدہ ثانی میں ہے اور سیطرح اگر اعادہ فن دیگر میں ہو مثلاً تمہید کے بعد
 مدح شروع کرے اور اعادہ قافیہ کا عمل میں لائے کچھ باک نہیں ہے کذا قال اسکا
 اور وارو کرنا لفظ مشترک کا مانند عین کے بمعنی چشم و آفتاب و ذات و چشمہ وغیرہ بمعنی
 مختلف ایطاً نہیں ہے یہی ہے مذہب جمہور کا مگر خلیل تکرار قافیہ باختلاف معنی بھی
 داخل ایطاً جانتا ہے الا باختلاف اسم و فعل مثل ذہب اسم بمعنی زر اور فعل بمعنی
 یہ ایطاً سے اسکے نزدیک خارج اور سیطرح اگر لفظ اصل میں ایک ہو اور بسبب
 تصرف کے یعنی گردان کے یا وجہ استعمال مختلف ہو پس وہ اختلاف کہ تصنعی اختلاف
 لفظ بمعنی اوس ہوا اختلاف لفظ ہو جائے یا تصنعی اختلاف معنی ہو یعنی اوس ہوا اختلاف معنی ہو جائے مثلاً رجل
 اور الرجل کہ ایک نکرہ ہے یعنی کوئی مرد اور دوسرے معروفہ سے یعنی یہ مرد اور لم تضرب اور

لم تضرب بشباع ایک صیغہ مونث حاضر کا اور ایک صیغہ مونث غائب کا اور غلام
 بشباع اور غلامی ایک بیای اطلاق اور ایک بیای اضافت طرف اپنی ذات کے
 یعنی غلام میرا اور امثال اسکی ایطانیین ہے کسواسلے کہ الرجل اور رجل میں تغایر معنی
 ہو گیا اولم تضربی اور لم تضرب میں اور غلام اور غلامی میں تغایر نفطی ہو گیا اما برجل اور
 رجل اور یضرب اور تضرب اور امثال اسکی داخل ابطاہین ح قولہ یضرب وتضرب
 مخفی نماز کہ حکم تنوالت الرجل از رجل بسبب شدت اتصال افادہ آن میکند کہ در یضرب
 وتضرب نیز ایطانیابا شد چہ اتصال یا می یضرب نامی تضرب کمتر از اتصال الرجل نے نماید
 والہداعلم تم کلامہ قائل کہ الرجل اور یضرب اور تضرب میں اتصال الفت ولام اور یا اور
 تا سے غرض نہیں جیسا کہ صاحب حاشیہ نے گمان کیا ہے غرض یہ ہے کہ الرجل اور
 رجل میں صورت معنی کے بدل گئی اور معنی تغایر ہو گئے بخلاف یضرب اور تضرب
 کہ صورت معنی کی ایک رہی اور آخر لفظ بھی ایک ہی رہا فقط حضور اور غیبت ثابت
 تغایر نہیں ہے ہم ششم تضمین وان تعلق آخر بیت بود باول دیگر بیت چنانکہ دیشتر
 گفتہ آمد و این تضمین غیر آنست کہ در صنعت ہای شعر افتد وان ایراد شاعر بود در آئنا کے
 شعر خود بیت مشہور کہ برہان وزن و قافیہ بود از شعر دیگر بر سبیل استشہاد و یا مثل
 انست انچہ واجب نمود ایراد آن از علم قافیہ شعر تازی والہداعلم ت چھٹا عیب
 قافیہ کا تضمین ہے اور وہ تعلق آخر بیت کا ہے ساتھ اول بیت ثانی کو جیسا کہ
 پیشتر کہا گیا مثل لم کے کہ آخر بیت اول میں قافیہ ہو اور یضرب شہوع بیت ثانی آئی
 اور یہ تضمین سوا اس تضمین کے ہے کہ داخل صنائع شعر ہے اسکی صورت یہ ہے
 کہ شاعر اپنی شعر میں شعر مشہور شخص غیر کا ہم وزن اور ہم قافیہ بر سبیل استشہاد یا
 ضم کرے یہ ہے جو کچھ کہ واجب تھا ایراد اسکا علم قافیہ سے شعر تازی میں والہداعلم
فصل ششم در حروف و حرکات قولی بنز و یک پارسی گویان و ذکر ردیف حرف
 یہ سبب یاد شعر پارسی اعتباری نیست و کسانیکہ اعتبار کردہ اند ملاحظہ شعر عرب کردہ اند
 و حال ایشان ہمانست کہ حال کسانیکہ براوزان خاص بحر شعر فارسی گفتہ اند و چون

تاسیس ساقط شود و خیل ہم ساقط شود و از حرکات رس و اشباع ساقط شود و متصل
 بعضی حروف و حرکات توانی بین نزدیک فارسی گویند کے اور ذکر روایت میں حرف
 تاسیس کو شعر فارسی میں کی طرح کا اعتبار نہیں ہے اور جن لوگوں نے اعتبار کیا ہے
 ملاحظہ شعر عرب کا کیا ہے یعنی تقلید عرب کہا ہے اور باب لزوم مالا یم سے جانا ہے
 اور حال اون لوگوں کا وہی ہے جیسے اذان عرب میں تقلید اشعر فارسی کہے ہیں اور
 جب تاسیس ساقط ہوا حرف و خیل ہی ساقط ہوا اور حرکتوں سے رس اور اشباع
 دونوں حرکتیں ساقط ہوئیں کہ واسطے کہ رس حرکت ماقبل تھی۔ اور اشباع حرکت
 و خیل کا نام ہے ہم در وقت و فارسی ہر حرف کے اتفاق افتد شاید خواہ حرف مد خواہ
 غیر آن و واجب بود کہ در ہر قصیدہ یک حرف بود بعینہ و ساکن بود و حرکت ماقبل او یعنی
 حذو یک حرکت بعینہ بود مثال روف حرف علت الف در کار و بار دو اور دو در و شور و یا
 در تیر و شیر و حسنی کہ ہوا و ماند و گور و شور و حرفی کہ یا ماند و در و در و شیر و مثال حرف ہا
 دیگر را در و مرد و سین در دست و بست و کاف در بکر و فکر است اور روف فارسی
 میں جو حرف کے اتفاق پڑے نہ اور ہے خواہ حرف مد خواہ غیر مد اور واجب ہے
 کہ تمام قصیدے میں ایک حرف پڑے بعینہ اور ساکن ہو اور حرکت ماقبل او سکو
 یعنی حذو ایک حرکت بعینہ ہوتی ہے مثال روف حرف علت کی جیسے الف کار و
 میں اور و اور و اور سور میں یعنی سرور اور باتیر اور شیر میں اور و و اور و و اور و و
 مشابہ ہے جیسا گور اور شور میں ب حرکت مہولہ اور و و حرف حویا سے مذہ سو مشابہ
 جیسا در و زیر میں ب حرکت مہولہ اور مثال اور حرفون کی جو غیسہ مذہ ہیں جیسے را کرد و
 مرد میں اور سین دست و بست میں اور کاف بکر اور فکر میں معلوم کیا جا ہے کہ
 اور عروضیوں نے روف فقط حروف مدہ کو قرار دیا ہے اور غیر مدہ کو اس جگہ قید کیا
 اور قید کو حصر کیا ہے اس حرفون پر یعنی با و خا و را و ا و سین و شین و غین و فا
 و لون و نا اور مثالین یہ کلمی ہیں ابر و صبر و تحت و نحت و خود و صد و ہزم و در زم و دست
 و ست و وشت و گشت و مغز و لغز و گشت و سفت و بند و ہند و چہر و مہر اور حرف روف کا

بعینہ ایک حرف ہونا تمام قصیدے میں اور اسکی حرکت ماقبل یعنی خذ کا ایک حرکت ہونا بعینہ بس جو کچھ اسکے خلاف ہے اور جمع ہونا حرکت معروف اور مجہول کا مثلاً دور اور شور میں ان سب کا حال عیوب میں لکھا جاے گا یہاں تصریح اسکی ضرورت نہیں رہتی ہم و اماروی باشد کہ کچھ حرکت بود و باشد کہ دو حرف بود اول را مفرد خوانند و دوم را مضاعفت و اماروی کبھی ایک حرف ہوتا ہے اور کبھی دو حرف اول کو رومی مفرد کہتے ہیں اور دوم کو روے مضاعفت اور عدد ضیون نے اس جگہ روف کو کر کہا ہے ایک کو روف اصلی اور ایک کو روف زائد ہم و رومی مفرد باشد کہ حرفت مد بود مانند الف در جد اور و او یا در ہی و صبی و و اور را سو و پہا و و شبیہ بیاد و غوی و غی شبیہ بو اور نیکو و مینو باشد کہ غیر مد بود مانند ال در کر و و در کر و و سفرست اور رومی مفرد کبھی حرف مد ہوتا ہے جیسا الف جدا اور و این اور یا بھی اور صبی میں اور و اور اسو اور پہلو میں اور را سو یعنی نیو کہ کے ہے اور شبیہ یا جیسا و غوی اور غنی میں اور شبیہ بو اور جیسا نیکو اور مینو میں اور کبھی رومی مفرد غیر مد ہوتی ہے مانند حرف دال کے کر و و مردین اور مانند حرف را کے گد را اور سفر میں ہم و رومی مضاعفت از حرف فامی مدو بود و بشرطہای مخصوص اما بشرطہا آن بود کہ قافیہ مد و بود و روف کی از حرفت مد بود و آن دو حرف کہ رومی باشد مد و در کلمہ اصلی باشند و حرف اول یا دو او و و و مجہول الحرتہ باشند اور رومی مضاعفت حروف معدود سے ہوتی ہے اور آہن شریطین ہیں اول یہ کہ قافیہ مد و ہو و سرب یہ کہ روف ایک حرف مد سے ہو تیسرے یہ کہ وہ دو حرف رومی کے کلمے میں اصلی ہوں چوتھے یہ کہ حرف پہلا یا او و او کا دونوں مجہول الحرتہ ہوں جیسے بخت اور سوخت کہ قافیہ مد و ہے اور و او اور یا نہیں ج مد ہیں اور دونوں حرف رومی یعنی خا اور تا کلمے میں حرف اصلی ہیں اور حرف اول و او اور یا کا یعنی با و ریں بخت اور سوخت میں مجہول الحرتہ میں صاحب حاشیہ نے لفظ و او کو دور کر کے یہ عبارت لکھی ہے کہ اول یا ہر دو مجہول الحرتہ باشند اور نیچے اس عبارت کے لکھا ہے از دو حرف رومی اور او سپر یہ حاشیہ لکھا ہے

ح قولہ اول یا ہر دو مجهول الحرف کہہ باشند ظاہر آنست کہ در بیشتر ازین کلمات ممثله
 مابعد ہر دو حرف روی مضاعف ساکن واقع شدہ مثل رست و ساخت و یافت و دست
 آرمی و بعضی از کلمات پارس و کارد و حرکت حرف اول مختلفست اما حرکت مجهولہ در کئی
 ازین کلمات بر اول و ثانی حرف روی یافتہ نمی شود معلوم نیست کہ مصنف علامہ حرکت
 مجهولہ چہ ارادہ ساختہ است تم کلامہ مقابل ایک مرد مقابل ہے کہ نا اشنائی ظلم طلب تھے
 حاشیہ نیز ان الطب پر لکھا اور تپ نو بہ کی جگہ نوبت کے معنی لغت میں دیکھ کر حاشیہ پر
 ثبت کیے کہ نوبت چیزی ست کہ بردشاہان می نوازند الحق کہ بدون فہم معنی کے
 حال تحریر کا ایسا ہی ہوتا ہے اور معلوم ہو کہ بعض نسخوں میں وہ عبارت ہے جو کلمہ گئی
 اور بعض نسخوں میں یہ عبارت ہے کہ و حرف اول یا ہر دو مجهول الحرف کہہ باشند
 پس محشی نے باکو جو باہمی موحده ہے یا باہمی تختانی پڑھ کر مطلب کو خراب کیا ہے
 ورنہ معنی یون ہی بنتے ہیں کہ حرف اول ساتھ دونوں حرف روی کے مجهول الحرف کہہ
 مثلاً بجیت میں حرف یا کہ خا اور تا سے ملا ہوا ہے اور دوست میں واو کہ سین اور
 تا سے ملا ہوا ہے مجهول الحرف کہہ ہو پس اس صورت میں بھی وہی معنی ہوتے ہیں
 ہم اما حرف ہائی کہ در روی مضاعف افتد باستقر معلوم شدہ ست کہ حرف اول کے
 ازین ہفت حرف باشد خاورا و سین و شین و فا و نون و ژا کہ درین لفظہا مجتمع اندیش
 ژرف و حرف دوم کے ازین شش حرف باشد یا و تا و جیم و وال و سین و کان کہ
 درین لفظہا مجتمع اند سکت بجد و وقوع آن در امثال این کلمات است رست نیست
 دست بیت وشت گوشت یافت کوفت فریفت ساخت بجیت وخت کاشت کوشک
 کارد و راند بانگ پارس جا باسپ کوچ نیزک غیژ و کر و ژردت و لیکن جو حرف کہ رو
 مضاعف میں واقع ہوتے ہیں باستقرار و تلاش معلوم ہوا ہے کہ حرف اول اول
 سات حرفوں سے ہوتا ہے جو مرقومہ متن ہیں اور مجموعہ انکا تخفیف ژرف ہی یعنی
 سخن اور سکا عیمق اور تہ دار ہے اور حرف دوسرا ان چہ حرفوں سے ہوتا ہے جو مرقومہ
 متن ہیں اور مجموعہ انکا سکت بجد ہی یعنی خاموش ہوا کہ کوشش یا جد مقابل ہزل ہے

کنز اور غیاث سے اور مثالین انکی جوہر قومہ متن بین اور حروف ثانی میں جو کاف ہو
 اوس سے مراد کاف پارسی اور کاف تازی دونوں ہیں اور مثالون میں بیت بمعنی ہست
 با ثانی مہول امر ہے ایستادن سے یعنی توقف کن بران سے اس واسطے کہ ماقبل مدہ
 حرکت مہولہ شرط میں داخل ہے اور بخت صیغہ ماضی ہے بختن سے بابا فارسی ہزون
 رختن بمعنی پچیدن بران سے اور کاشک مخفف کاشکے ہے کہ اصل میں کاشش تھا
 ہی مخفی کہ کاف بیانی کے آخر میں نجی بسبب کسر کے یا ی تثنائی سے بدل ہوئی
 کاشکے ایک لفظ ٹھہرا جو ہر الحروف اور غیاث سے اور کوشک بسکون ثالث بنا لی بند
 اور قصر کو کہتے ہیں بران سے اور کارو بمعنی کزلک ہے کہ عربی میں اوسکو سکین کہتے ہیں
 اور مور و بضم اول و سکون ثانی مہول و ثالث و دال ابجد نام ایک درخت کا ہے کہ اوسکو
 آس کہتے ہیں بچی اوسکی نہایت سبز اور تر و تازہ ہوتی ہیں اور دواؤن میں استعمال
 کرتے ہیں اور بسبب نہایت سبزی کے زلف محبوب سے نسبت دیتے ہیں اور نہایت
 مہر و نگین آبا ہے بران سے اور پارس بابا ی فارسی نام ایک ولایت کا ہے اور وہ
 چار شہر ہیں شیراز اور سپاہان اور کرمان اور سبزدار اور استعمال میں ایک حرف
 پارس کا زیادہ وزن سے آتا ہے کشف اللغات سے اور بمعنی یوز اور نام پہلو بن سام
 بن نوح علیہ السلام بھی ہے بران سے اور جاماسپ بابا فارسی نام حکیم کا کہ وزیر کشاپ
 شاہ کا تھا اور جاماسپ نامہ اوسکی مصنفات سے ہے کذا فی الکشف اور کوچ کو بران
 اور جہانگیری میں بفتح فاکھا ہے بمعنی نام جماعت کہ کوہستان کرمان میں رہتے ہیں
 اور کوہ فجان کو بران میں ہرون بن بوستان اور کشف میں باقا، موقوف جماعت مذکور
 اور قفس لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوچ بفتح فاد سکون فاد و نون طرح آیا ہو اور تحصیل
 کہ سکون فاد مخفف کو فجان ہو اور نیزکسح نیز اول ثبانی کشیدہ و تازی فای زیدہ گپاہی
 کہ بردخت پچد و عربی عشقہ گویند کذا فی البرہان آنا با کاف دیدہ نشد شاید مثل کاشک
 افزودہ باشند تم کلامہ بران میں لفظ نیز بدون کاف ہے اور یہاں مع الکاف اور
 دونوں حرف روی کے اصلی درکار ہیں ایسا قیاس مفید نہیں اور غیر شروح غیر بکسر اول

و یا مجهول و زامی فارسی نعوہ امر غیر یدین است کہ بمعنی بزائو و چار دست و پانستہ فرست
مانند طفلان و بزایات دال چنانکہ مصنف آوردہ دیدہ نشد شاید در بعضی اسناد دال را
زائد کردہ باشند مثل کاف و کاشک والدد اعلم تم کلامہ ظاہر ہے کہ غیر امر اور غیر یدین
مصدر برہان بین لکھا ہے اور یہاں غیر و مع الدال آیا ہے اور دونوں حرف روی کے
اصلی درکار ہیں کیا عجب کہ مثل غیر یدین کے غیر یدین بھی مصدر آیا ہو جیسے گزانیہ اور
گذاردن و گستریدن اور گستردن وغیرہ اور غیر و ماضی اوس سے ہوا اور کر و ذرح کر و
ہوا و مجهول بمعنی نشاط و اندوہ از لغات اضداد است کذا فی النہیات اما حال دال را بر حال
دال غیر و قیاس باید فرمود تم کلامہ یہ قیاس صاحب حاشیہ کا بکار آمد نہیں کہ برہان اور
کشف میں یہ لفظ بدون دال ہے اور یہاں مع الدال اور دونوں حرف روی کو اصلی کا
ہیں سو اس کے برہان میں کر و زبر وزن خردس لکھا ہے اور یہاں حرکت ماقبل و ز
مجمولہ چاہیے شاید کہ کر و زدن بھی کوئی مصدر آیا ہو ہم و این دو حرف چون در تقاطع
شعر اقتدا نماز و وزن بجای یک حرف شمرند چنانکہ گفت ایم و روی مقید باسفند نے توجیہ
و این جنس در تافیت مازنی واقع نباشد و اما اگر در تقاطع نباشد اتصال این دو حرف
یا بجزنے ساکن بود یا بجزنے متحرک و اگر بحرف ساکن بود چنانکہ در لفظ راستی روی مطلق
بود چہ ہر دو حرف روی را متحرک شمرند و اگر اتصال شان بجزنی متحرک بود چنانکہ گویم
راست شو اگر یک حرف در دیدہ شود یا بر وزن فاعلن شود روی را یک حرف بیش نباشد
و اگر ہر دو حرف مستوفی در لفظ آزند یا بر وزن مفتعلن شود ہر دو حرف روی متحرک باشد
و روی در صورت نے وصل باشد و بر جہ چون روی دو حرف متحرک باشد متصل باشد
بوصل اسم مجری بان حرکت لائق تر باشد کہ بوصل پیوستہ بود و حرکت اول را آن اولی کہ
باسمی دیگر خوانند و چہنیں چون ہر دو حرف متحرک باشند یا یکی و بوصل متصل نباشد اسم مجر
بران حسہ کہتا لائق نباشد و این حکما کہ گفتہ آمد خاص ست باین لغت است اور یہ
دو حرف یعنی روی مضاعف کہ دونوں ساکن ہیں جب آخر شعر میں واقع ہوتے ہیں
او کو وزن میں بجای یک حرف شمار کرتے ہیں جیسا کہ کہا ہے اول کتاب میں اور روی

نفید ہوگی نہ توجیہ کے یعنی حقیقت میں مثلاً لفظ راست میں تاروی ساکن ہے اور
سین اسکے ماقبل بقباس تازی متحرک چاہیے تھا اور حرکت اوسکی توجیہ ہوتی اور یہاں
سین دوسرا حرف رومی کا واقع ہوا ہے اور ساکن ہے پس گویا دوسری ساکن ہے
بدون توجیہ کے اور اس قسم کا قافیہ تازی میں واقع نہیں ہوتا بسبب اسکے کہ دو حرف
رومی دونوں ساکن اور ماقبل اونسکے مدہ و دبھی ساکن پس وقوع تین حرفوں ساکن کا
آخر شعر تازی میں نہیں ہوتا اور اگر یہ دو حرف آخر شعرین نہ ہوں حشوین ہوں اتصال
ان دونوں حروف کا یا بحر ساکن ہوگا یا بحر متحرک اگر بحر ساکن ہوگا جیسا کہ
لفظ راستی میں کہ یا ساکن سے اتصال ہوا اس صورت میں رومی مطلق ہوگی یعنی متحرک
اس واسطے کہ دونوں حرف رومی کو متحرک شمار کرتے ہیں اور راستی کو بروزن فاعلین کہتے ہیں
اور اگر اتصال اونسکا بحر متحرک ہو جیسا کہ راست شو اگر اس میں ایک حرف و زیدہ کہجیے
اور بروزن فاعلین کہیے رومی پر ایک حرکت سے زیادہ نہوگی کس واسطے کہ ایک و زیدہ
ہو گیا ایک حرف جو باقی رہا دوس پر ایک ہی حرکت چاہیے اور اگر دونوں حرف مستوفی
اور تمام کردہ شد یعنی پُر پُر میں تا بروزن مفتعلن ہو دونوں حرف رومی کے متحرک ہونگے
اور رومی اس صورت میں بی وصل ہوگی اس واسطے کہ حرف وصل متحرک نہیں ہوتا اور
منفصل نہیں ہوتا اور ہر جملہ یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ جب رومی دو حرف متحرک ہونگے
اور وصل سے ملین گے جیسے لفظ راستی میں کہ بروزن فاعلین ہے نام مجرے کا اس
حرکت رومی کو زیبا ہے کہ مجرے حرکت رومی متحرک کو کہتے ہیں اور یہاں رومی متحرک
وصل ساکن سے ملی ہے اور حرکت حرف اول کا بہتر یہ ہے کہ اور نام رکھیں کس واسطے کہ
حرف رومی دو ہیں اور دونوں متحرک ایک کی حرکت کا نام مجرے ہو اور دوسری کا نام اور
چاہیے اور اسطرح جب دونوں حرف رومی متحرک ہوں جیسو راست شو میں بروزن مفتعلن
یا ایک حرف متحرک ہو دوسرا ساکن جیسے راست شو میں بروزن فاعلین اور وصل سے
متصل نہو جیسے یہاں شو کا شبن متحرک اور منفصل ہے وصل نہیں ہو سکتا ہے حرف وصل
ساکن اور منفصل چاہیے اس صورت میں اسم مجرئی ان حرکتوں پر لائق ہے اس واسطے کہ

مجرئی نام حرکت روی متحرک کا ہے جو متصل ہوتا ہے وصل سے اور یہاں وصل نہیں اور روی متحرک ہے پس یہ احکام کہ کہے گئے خاص ہیں لغت فارسی میں تازی میں یہ صورتیں فانیون کی نہیں ہوتی ہم و اما وصل حرفی زائد باشد کہ بعد از روی آید از کلمہ مفصل نبود و بعضی گفتہ اند وصل ازین شش حرف باشد تا و میم و شین و یا و دال و ہا چنانکہ سخت و سخم و سخنش و سخن و گوید و گفتہ می آید ت و اما وصل ایک حرف زائد ہوتا ہے کلمہ سے اور تکرار او سکی واجب ہوتی ہے اور بعد روی کے آتا ہے اور کلمے سے جدا نہیں ہوتا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وصل ان چہ حرفوں سے ہوتا ہے تا میم شین یا دال ہا جیسا کہ سخت اور سخم اور سخنش اور سخن اور گوید اور گفتہ میں آتا ہے ہم و این حصہ واجبیت چہ پاکہ در خطاب باشد مثلاً گوئی تو درین سخن یا در صفت چنانکہ در لفظ خوش سخن یا در نسبت چنانکہ در شہری دیگر باشد و شبیہ بیا کہ در کرد آید مثلاً گوئی سخن از سخنها یا در تقدیر فعل چنانکہ گوئی اگر گفتی و کاشکی گفتی و بخواب دیدم کہ گفتی و این دو حرف باشد و یکی گرفتہ اندت اور یہ حصہ چہ حرفوں پر واجب نہیں ہے اس واسطے کہ یا می خطاب جیسا کہ کہے تو کہ تو درین سخن یعنی تو بیچ اس بات کی ہے اور یا کے کلمہ توصیف جیسا لفظ خوش سخن میں یعنی سخن خوش اور یا نسبت جیسا کہ شہری میں یعنی شہر کا رہنے والا پس یہ یا اور ہے یعنی یا کے معروف ہے اور شبیہ بیا یعنی یا کے مجهول کہ کرے میں آتی ہے مثلاً کہے تو سخن از سخنها یعنی گوئی سخن سخنوں سے یا تقدیر فعل میں ہوتی ہے یعنی جس میں وقوع فعل ثابت نہو جیسا کہ کہے تو اگر گفتے یعنی اگر کہتا میں و کاشکی گفتے یعنی کاشکی کہتا میں و بخواب دیدم کہ گفتی یعنی خواب میں دیکھا میں کہ کہتا تھا اور ہی اور یہ دو حرف ہیں یعنی ایک یا می معروف اور ایک شبیہ بیا یعنی یا می مجهول اور عرضیوں نے ایک ہی یو بی ہی چہ حرفوں میں ح یعنی شبیہ بیا کہ عبارت است از یا می مجهول کثرت حرف مرکب است از الف و یا و تفصیلش در اول کتاب گذشت ہم و نیز الف نذا چنانکہ گوئی پس ازین قبیل است و خارج است از حروف مذکور ت اور الف نذا جیسا کہ کہے تو پس یعنی ای پس اسی قبیل سے ہے اور خارج ہے حروف شش گانہ مذکورہ سے

میں چھپن کاٹ تصغیر چنانکہ کوئی سپرک دور بعض لغات بدل کاٹ تصغیر واد بودت اور
 اسطرح کاٹ تصغیر جیسا کہ کہے تو سپرک یعنی سپر خرد اور بعض لغت میں بدل کاٹ تصغیر
 واد ہے یعنی سپر و مثال اوسکی شاعر بر من نظری نیکنی ای سپر و چشم خوش تو کہ توین
 باد برو دم دنون مصدر چنانکہ در لفظ گفتن و کردن ہم ازین قبیل است و خارج است
 از حروف شش گانہ است اور دنون مصدر جیسا کہ لفظ گفتن اور کردن میں ہے اسی قبیل ہے
 اور خارج ہے حروف شش گانہ سے ہم و بر جملہ تحقیق درین موضع آنست کہ ہر حرف
 ساکن کہ جاری مجری این حروف باشد کہ بروی مطلق پیوند و تاملکہ بآن تمام شود از قبیل
 وصل بودت اور فی الجملہ تحقیق اس جگہ یہ ہے کہ جو حرف ساکن کہ قائم مقام ان حروف
 کہ بروی مطلق سے ملے تو کلمہ بسبب اوسکے تمام ہو قبیل وصل سے ہے ہم و بدانکہ تدا
 الف اطلاق بر سم عرب بکار دہشتہ اند چنانکہ گویند شود او گوید او از قبیل وصل شمر دہ
 استعمال آن الف اصلاً خطا است چہ عرب را الف دواد و یا از اشباع حرکات او اخر
 کلمات حادث شود و عجم را او اخر کلمات متحرک نباشد پس آنجا حرکتی در افزودن و آن را
 اشباع کردن تا حرفی حادث شود و خروج باشد از لغت است اور معلوم ہو کہ قد مانے
 الف اطلاق کو مثل عرب کے استعمال کیا ہے جیسا کہ کہتے ہیں شود او گوید او اور قبیل
 وصل شمار کرتے ہیں اور استعمال الف کا مطلقاً خطا ہے کسوا سطلے کہ لغت عرب میں الف
 اور دواد اور یا اشباع حرکات او اخر کلمات سے پیدا ہوتی ہیں اور زبان عجم میں او اخر
 کلمات متحرک نہیں ہوتے پس زبان عجم میں ایک حرکت کا زیادہ کرنا اور اوسکو اشباع کرنا
 یہاں تک کہ ایک حرف پیدا ہو خروج ہے لغت سے یعنی یہ بات زبان عجم سے خارج ہے
 ہم و امانہ روج درست تر آنست کہ در پارسی خروج نیست از جهت آنکہ وصل متحرک نیست
 و باین سبب یوسف عروضی کہ در تمہید قواعد عروض و قوانی پارسی مانند خلیل است و تارمی
 در ثنائی حروف قوانی پارسی نہ روج نیاوردہ است و او اخر روج ٹھیک یہ بات ہے
 کہ پارسی میں نہ روج نہیں ہے اس سبب سے کہ پارسی میں وصل متحرک نہیں ہے
 اور جب وصل متحرک ہو گا ملکہ حرف مابعد یعنی ردیف ہو جائے گی اور اسی سبب سے یوسف خرد

کہ تمہید قواعد عروض و قوافی پارسی میں مانند خلیل کے سبب تازی میں حروف قوافی فارسی میں جنس خروج نہیں لایا۔ سبب ہم و بعضی گفتہ اند چون حروف وصل متحرک شود و بکنی دیگر متصل گرد و این ساکن خروج باشد و حرکت وصل نفاذ چنانکہ گوئی زوشش و پسندش دال روی است و سیم وصل و شین خروج است اور بعضی کہتے ہیں کہ جب حرف وصل متحرک ہوتا ہے اور ایک ساکن سے ملتا ہے وہ ساکن خروج ہے اور حرکت وصل کا نام نفاذ ہے جیسا کہ کہے تو زوشش و پسندش یعنی مارا سینے او سکو اور پسند کیا سینے او سکو دال روی ہے اور سیم وصل اور شین خروج ہم و باشد کہ خروج بچرکت وصل با و پیوند چنانکہ گوئی پسریش و خبریش است اور کبھی خروج بچرکت وصل وصل سوتا ہو جیسا کہ کہے تو پسریش اور خبریش یعنی ایک پسر او سکا اور ایک خبر او سکی ہم و پسند حرفی دیگر را کہ بخروج پیوند و ہم برین قیاس کہ در اتصال خروج بوصل گفتہ اند زائد نام نہادہ اند چنانکہ درین قافیہ کہ زودہ است و بستہ است دال روی است و الی کہ در حال حرکات ہمزہ و تلفظ بدل او است وصل و سیم خروج و تا زائد است اور بعضی جب ایک حرف اور خروج سے ملتا ہے او سکو بر قیاس اتصال خروج بوصل زائد کہتے ہیں اور بعضوں نے او سکا نام مزید رکھا ہے جیسا کہ اس قافیہ میں زودہ است و بستہ است یعنی مارا ہے سینے بچکو اور دیا ہے سینے بچکو اس میں دال روی ہے اور وہ ہا کہ حالت تحریک میں ہمزہ تلفظ میں بدل او سکا کے ہے وصل ہے اور سیم خروج ہے اور تا زائد یا مزیدہ و ازینجا لازم آئے کہ چون گویند اگر زودہ است و بستہ است یا حرفی دیگر کہ بیا اند زیادت شود و پیشی دیگر احتیاج افتد یا زائد زیادت ازیک حرف روا باید داشت و شاید کہ ازین ہم زائد شود مت اور اس جگہ سے لازم آئے کہ جب کہیں اگر زودہ است و بستہ است یعنی اگر مارتا میں بچکو اور اگر نتیاس میں بچکو یا کوئی حرف اور کہ مشابہ یا سکا کے ہو اور زیادہ ہو کسی اور لقب کی حاجت پڑے اور لقب نابیرہ ہے بمعنی نابیرہ اور نفرت کنندہ کہ سب حرفون سے کنار کش ہے پس زودہ است اور بستہ است میں دال روی او سکا کہ بدل او سکا کے حالت تحریک میں ہمزہ تلفظ میں آتا ہے وصل اور سیم خروج اور یا مزیدہ اور تا نابیرہ ہے اور مشابہ اسکے یہ مثال ہے

بیعت دل کہ بدست تو سپردستمش بعد بارزہ اکنون کہ خبر دستمش و وال روی اور سین
 وصل اور تا خروج اور میم مزید اور بشین نایرہ ہے یا زائد کہ زیادہ ایک حرف سو روایت
 یعنی نایرہ نکلیے زائد ٹھننے کیے اور شاید کہ اس سے بھی زیادہ ہو مثال او سکی ہے
 بیعت آن دل کہ بدست تو سپردستمش و ای جان بدہ اکنون کہ خبر دستمش و وال روی
 اور سین وصل اور تا خروج اور یا مزید اور میم اور بشین نایرہ ہم و اولی آنکہ ہر چہ بعد از روی
 وصل آید جملہ از حساب ردیف شمرند و ہمچنین حرف وصل را چون متحرک شود از حساب
 ردیف شمرند و اور بہتر یہ ہے کہ جو حرف بعد روی اور وصل کے آئیں سب کو حساب
 ردیف سے شمار کریں اور سیطرہ حرف وصل کو بھی جب متحرک ہو حساب ردیف سے
 جانین ح و بنا بر این قول لازم می آید کہ درین بیعت آنکہ در مردک دیدہ وطن ختمش
 قدر شناخت چو اشک از نظر انداختمش و میم و بشین را ردیف گویند و شاید کہ قایلین
 قول بر خلاف جمہور شعرا التزام کنند کہ کلامہ خلاف جمہور کیا بلکہ ایک جماعت شعرا کا بھی
 مذہب ہے ہم و ردیف در اصل خاص بود زبان فارسی و متاخران شعرا می عرب از
 پارسی گویان فرار گرفته اند و جاری دارند و این حرفی باشد یا کلماتی کہ بعد از روی و وصل
 یا غیر موصول مکرر شود در ہمہ توانی و اعتبار روی تکرار الفاظ است و بمعنی اعتبار است
 چہ اگر ردیف در ہمہ قصیدہ بیک معنی بود یا بمعانی مختلف یا بمعنی را بمعنی باشد بعضی را
 نباشد بسبب آنکہ بعضی بالفراد لفظی باشد و بعضی جزوی باشد از لفظی رو بود و مثلاً
 اگر قافیہ یاد و باد و شاد باشد و ردیف شاہ و وقتی بمعنی ملک آید و وقتی بمعنی شاہ طبرستان
 و در میانہ یک قافیہ بادشاہ آید و شاہ دین لفظ جزوی از کلمہ است و بالفراد ہیج معنی
 ندارد و وقوع این جملہ در موضع ردیف یکسان باشد بی تفاوتی است اور ردیف
 اصل میں خاص زبان فارسی ہے اور متاخران عرب نے فارسی گویوں کو منہ اخذ کی ہے
 اور استعمال کرتے ہیں اور یہ ردیف حروف ہوتی ہیں یا کلمات کہ بعد روی موصول
 یا غیر موصول کے مکرر آتے ہیں سب توانی میں اور معتبر ردیف ہیں تکرار الفاظ ہے
 معتبر نہیں اس واسطے کہ اگر ردیف تمام قصیدے میں ایک معنی پر ہو یا بمعنی مختلف

یا بعض کی منی پون و بعض کے منی نون اسباب کے مباد کا نہ ایک لفظ ہو بعض جزو لفظ ہو اور مثلاً اگر قافیہ
یا دوا دوا و خاد و خاد و ریوٹ شاہ کی منی لاک کسی منی شاہ شطرنج اور در میان میں ایک قافیہ بادشاہ
آئے اور شاہ اس لفظ میں جزو کلمہ ہے اور تنہا کچھ معنی نہیں رکھتا ہے وقوع اسباب کا
موضع ردیف میں کیساں ہے بے تفاوت پس اگر کہے تو کہ شاہ بھی معنی بادشاہ ہے اور
بامعنی ہے کہیں گے ہم کہ شاہ بالفرا و بامعنی ہے نہ جزو بادشاہ ہم دور ردیف مقدار
اعتباری نیست چہ اگر تمام معنی مثل بر قافیہ و ردیف باشد و الود و چنانکہ در کثرت
اعتباری نیست و قلت ہم اعتباری نیست و چون معنی ردیف روشن شد معلوم شد
کہ آنچه بعد از روی و وصل آید اگر بحرف باشد و اگر بزیادت جملہ از حساب ردیف باشد
ست اور ردیف میں مقدار معتبر نہیں ہے اس واسطے کہ اگر تمام صریح شامل ردیف و قافیہ
روا ہے مثال یہ ہے بیت زر بہر تبارن تبار کر دم پس بہر تبارن تبار کر دم اور
جیسا کہ کثرت کا اسمین اعتبار نہیں ہے قلت کا بھی اسمین اعتبار نہیں ہے اور جب معنی
ردیف کے ظاہر ہوئے معلوم ہوا کہ جو کچھ بعد روی اور وصل کے آئے ایک حرف ہو
جسے لفظ کر دمش میں شین یا زیادہ جملہ حساب ردیف سے ہے ہم اگر کوئی ہمین
بیان لازم آید کہ وصل را ہم اعتباری ہو و اور ہم از حساب ردیف شمرند گوئیم کہ اگرچہ
حکم وصل در وجوب تکرار بعد از تمید قافیہ حکم ردیف است اما سبب آنکہ بی حرف وصل
است تمام کلمہ قافیہ و انقطاعش آنجا کہ وصل متصل ہو و صورت نمی بند و ردیف خلاف
اینست چہ کالشی المابین است و وصل را بقافیہ تعلق بزیادت لازم است بخلاف ردیف
و بان سبب اور حکم مفروضہ ادا و واجب پس میان او و ردیف فرتی ظاہر باشد اما
در خروج بخلاف نیست چہ وقوع خروج بعد از وقوع وصل تواند بود و چون وصل میان او
در روی فاصل گردد کالمابین شود پس حکمش حکم ردیف شود اگر کہیں کہ اس بیان سے
لازم آتا ہے کہ وصل کو بھی اعتبار نہیں ہے اور وصل کو بھی حساب ردیف سے گنا چاہو
کہیں گے ہم کہ اگرچہ وصل کا وجوب تکرار میں بعد قافیہ کے حکم ردیف کا ہے لیکن
اس سبب سے کہ تمام ہونا قافیہ کا بے حرف وصل کے اور انقطاع اوس سے قافیہ کا

جہان کہ وصل سے متصل ہوتا ہے صورت پذیر نہیں ہے اور ردیف بخلاف اسکے ہر
یعنی تمامی قافیہ ہر ردیف صورت پذیر ہے اس واسطے کہ ردیف مثل شے غیر کے ہے
اور وصل کو قافیہ ہے ایسا تعلق ہے کہ زیادت اسکی لازم سے بخلاف ردیف کے
کہ زیادہ ہونا اسکا لازم نہیں ہے لہذا وصل کو واسطے حکم مفرد تجوید کرنا واجب ہے
یعنی وصل کے واسطے وہ بات ہے جو ردیف کے واسطے نہیں ہے پس درمیان وصل
اور ردیف کے ایک فرق ظاہر ہے لیکن باب خروج میں بخلاف اسکے حکم ہے
اس واسطے کہ وقوع خروج کا بعد وقوع وصل کے ہوتا ہے اور جو وصل درمیان خروج
اور روی کے فاصل ہوتا ہے پس خروج مثل غیر کے ہے روی سے پس حکم خروج کا
حکم ردیف کا ہے مابینت میں حاصل یہ کہ وصل کو بسبب عدم مابینت کے روی سے
ردیف کہنا مناسب نہیں اور خسرو ج کو بسبب مابینت کے روی سے ردیف کہنا مناسب
ہم و در لغت تازی چون ردیف معتبر نبود است باعتبار خروج در حال متحرک وصل
احتیاج افتادہ اما در لغت پارسی بسبب اعتبار ردیف از اعتبار وصل متحرک و خروج
استغنا حاصل است اور لغت تازی میں جو ردیف معتبر نہیں ہے اعتبار خروج کی
بسبب متحرک وصل احتیاج ہونی کہ بدون خروج تحریک وصل ممکن تھی مگر لغت پارسی میں اعتبار
اعتبار وصل متحرک اور خروج سے استغنا حاصل ہے یعنی مناسب ہے کہ وصل متحرک
اور خسرو ج کو پارسی میں داخل ردیف کریں کہ ردیف پارسی میں معتبر ہے ہم
و بامہ سخن شویم و گوئیم ازین بحث روشن شد کہ حروف قافیہ در پارسی پنج است
اردت ب روی مفرد ج حرف اول از روی مضاعفت و حروف دوم از روی مضاعفت
ہم پنج است اذدوب توجیہ ج مجری و حرکت مجہول کہ حرف اول روی مضاعفت
را بودہ حرکتی کہ حرف دوم روی مضاعفت را بود یا روی مفرد را بود در حال اتصال
بتحرکی کہ بعد از روی آیدت اور اصل مطلب پر آئیں ہم اور کہیں ہم کہ اس بحث سے
ظاہر ہو کہ حرف قافیہ کے پانچ ہیں اول ردف دوم روی مفرد سوم حرف اول
روی مضاعفت سے چارم حرف دوسرا روی مضاعفت سے پنجم وصل اور حرکتیں بھی

پانچ ہیں اول حذو یعنی حرکت با قبل ردف دوم توجیہ یعنی حرکت با قبل روی ساکن سوم مجری یعنی حرکت روی متحرک چارم حرکت مجہول کہ روی مضاعف سے جو پہلے حرف ہے اور پر ہوتی ہے جیسے حرکت با ی نخت اور رای نخت پنجم وہ حرکت جو حرف دوم روی مضاعف پر ہوتی ہے یا روی مفرد پر ہوتی ہے در حالت انفصال متحرک کہ بعد روی کے آتا ہے جیسے حرکت تا کی راست شوین جو بروزن مفتعلن ہے کہ تا متحرک ہے اور شین وصل کا بھی متحرک اسکو مجری کہنا چاہیے کہ مجری کہنا اسکو مناسب ہے جو روی حرف ساکن سے ملکر متحرک ہو اور اسی طرح روی مفرد جیسے دو جب حرف وصل متحرک سے ملے جیسے در وصل یہ حرکت بھی مجری سے الگ ہے ہم دیکھنا کہ ہر چیز زیادت از وصل باشد بعد از روی و مکرر شود و آنرا ردیف خوانند ہر چیز زیادت از ردف باشد پیش از روی و مکرر شود از قبیل صنعت یا باشد و آنرا بقافیہ تعلق نباشد اور حیطہ جو کچھ کہ زیادہ وصل سے ہوتا ہے بعد روی کے یعنی بعد وصل کے کہ وصل اور روی جدا نہیں ہو سکتی اور مکرر آتا ہے اسکو ردیف کہتے ہیں اور سیطرہ جو کچھ کہ زیادہ ردف سے ہوتا ہے قبل روی کے یعنی قبل ردف کے کہ ردف اور روی جدا نہیں ہو سکتے اور مکرر آتا ہے وہیں قبیل صنایع ہے اور اسکو قافیہ سے کچھ تعلق نہیں ہے ہم دیکھنا کہ مکرر قطعی باشد چنانکہ گویند کرد یا دو کرد شاد چون قافیہ یاد و شاد باشد آن را حاجب خوانند الا آنکہ مکرر حاجب واجب نبود بل از باب لزوم بالایلزم باشد چہ اگر رعایت کنند نوعی از صنعت باشد و اگر کنند حرجی نباشد است اور اگر وہ مکرر جو زیادہ ردف سے ہوتا ہے ایک نقطہ ہو جیسا کہ کہے تو کرد یا دو کرد شاد و چونکہ قافیہ یاد اور شاد ہے اسکو حاجب کہتے ہیں مگر مکرر حاجب کی حاجب نہیں ہے بلکہ لزوم بالایلزم سے ہے اگر رعایت اسکی کریں ایک صنعت ہے اور اگر نہ کریں کچھ حرج نہیں ہے معلوم ہو کہ کبھی ایک نقطہ حاجب ہوتا ہے جیسا کہ کرد یا دو کرد شاد میں اور کبھی زیادہ جیسے اس بیت میں بیت ہر خند رسد ہر نفس از یار نمی باید نشود و بخود دل از یار دے

کہ اس میں از اور یار دو لفظ حاجب ہیں اور کبھی حاجب درمیان دو قافیوں کے ہوتا ہے جیسے اس رباعی میں رباعی امی شاہ زمین بر آسمان داری تخت چست است عدو تا تو کمان داری سخت * جملہ سبک آری و گران داری تخت * پیری تو بندہ پیر و جوان داری تخت * اور جو شعر کہ مشتمل حاجب ہوتا ہے اس کو عجوب کہتے ہیں لہذا حاجب لغت میں بمعنی پردہ دار ہے پس یہ حاجب بھی گویا پردہ دار قافیہ ہے کہ قبل اس سے ہے ذکر اردیف واجب بود مگر در ترجیعہا یا اسجا کہ شاعر بطریق بدعت ردیف بگرداند یا ترک کند و ذکر علت و عذر ایراد کند و ہر بدعت کہ لطیف و مقبول بود نوعی از صنعت باشد مثال تغیر ردیف بطریق بدعت آن ست کہ کمال اصفہانی درین روزگار در قصیدہ کہ بعضی را ردیف می آمد کردہ ست و بعضی را می آید آوردہ ست و مطلع قصیدہ اہمیت ہمیت سپیدہ دم کہ نسیم ہارے آمد * نگاہ کردم و دیدم کہ یار می آمد * و در موضع تغیر باین نوع گفتہ ست ہمیت ز بھر فال ز ماضی شدم بہ مستقبل * کہ این ایام چنین خوشگوار می آید * نہ ہی رسیدہ بجای کہ پیش خاطر تو بہ ہمہ نہان سپہر آشکارے آید * و انواع بدعت محصور نبود چہ تعلق آن بتصرف طبع ا منوط باشد است اور تذکر اردیف کی واجب ہے مگر ترجیع بنائین یا جہان کہ شاعر بطریق بدعت کے ردیف کو تبدیل کرے یا ترک کرے اور ذکر علت کا اور عذر کا ایراد کرے اور جو بدعت کہ لطیف اور مقبول ہو ایک نوع کی صنعت ہے مثال تغیر ردیف کی بطریق بدعت کے کمال اصفہانی نے اندونون ایک قصیدہ کہا ہے کہ بعض جا ردیف می آمد ہے اور بعض جایی آید بستین مرقومہ متن ہیں اون میں لفظ فال معنی شگون ہے کہ شگون نیک لیا ہے مینو موسم کا تا آئندہ بہار مجھ کو نصیب ہو اور لفظ ایام بالفتح بمعنی آتش ہے جیسا کہ رشیدی میں لکھا ہے اور سند او سکی ہی بیت لکھی ہے اور فرنگ جہانگیری میں یہ لفظ بکسر ہے اور اقسام بدعت محدود نہیں ہیں اس واسطے کہ تصرف طبائع سے متعلق ہیں م

فصل ہفتم در انواع قوافی نزدیک فارسی گویان قافیہ در پارسی مجر و یا مردن بود و مردن را زوی یا مفرد بود یا مضاعف و ہر یکی از مجر و مفرد مفرد مطبق بود

مطلق مجرد موصول جیسا کہ کہے تو پیری اور خبری را روی مطلق اور یا وصل ہر صم ب
 غیر موصول چنانکہ گوی پسر من و خبر من ت دوم مطلق مجرد غیر موصول جیسا کہ کہے تو
 پسر من اور خبر من را روی مطلق اور من ردیف ہے اور اس حرکت کی مخری کننا زیبا
 نہیں کہ روی متحرک ہے بدون وصل کے پس یہ حرکت خاص ہے فارسی میں صم و اما
 ج مطلق مردف مفرد موصول چنانکہ گوی مردی و مردی ت سوم مطلق مردف مفرد
 موصول جیسا کہ کہے تو مردی اور مردی اس میں را ردف اور دال روی مطلق اور یا
 وصل ہے ہم وغیر موصول چنانکہ مرد من و مرد من وغیر موصول در ہر دو نوع خبر بار دین
 نوازند بود چہ قطع شعر متحرک نشاید اما موصول از ہر دو نوع بار دین نوازند بود ت
 چہ ارم مطلق مردف مفرد غیر موصول جیسا کہ مرد من اور مرد من اس میں را ردف
 اور دال روی مطلق اور من ردیف ہے اور غیر موصول دونوں نوعوں میں یعنی
 مجرد اور مردف میں جیسے پسر من اور مرد من بحر ردیف ممکن نہیں ایسا قافیہ
 حشو بیت میں واقع ہوتا ہے آخر بیت میں نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ مقطع بیت متحرک
 سچا بیہ پس جب وصل اور ردیف دونوں نہوں روی متحرک آخر شعر میں کیونکر آئے
 اما قافیہ موصول دونوں نوعوں میں جیسے پیری اور مردی ساتھ ردیف کے ہو سکتا ہے
 یعنی حشو بیت میں آ سکتا ہے مثلاً پیری را بروزن فعلا ت اور مردی را بروزن مفعول
 ہوگا روی موصول مطلق رہے گی ہم مثال مقدمات اما مقید مجرد موصول چنانکہ گوی دعائ
 و ثنات داین بار دین نشاید چہ وقوع دو ساکن در حشو بیت مقدمات مثال مقید
 اما پنج مقید مجرد موصول جیسا کہ کہے نو دعائ اور ثنات یعنی دعائ تیری اور ثنات تیری آئینہ
 الف روی مقید اور تا وصل ہے اور یہ ساتھ ردیف کے سچا بیہ یعنی حشو بیت میں
 وقوع انکا ممکن نہیں ہے اس واسطے کہ وقوع دو ساکن کا حشو بیت میں نہیں ہوتا
 اور بیان الف روی اور تا می وصل دونوں ساکن ہیں اور وصل حرف ساکن
 ہوتا ہے پس دعائ را اگر بار دین کمین بروزن مفاعلن ہو دو ساکن باقی نہیں
 اور آخر شعر میں دونوں ساکن باقی رہتے ہیں ہم وغیر موصول چنانکہ گوی خبر و گذر

مطلق مجرد موصول
 غیر موصول چنانکہ گوی
 پسر من و خبر من ت دوم
 مطلق مجرد غیر موصول
 جیسا کہ کہے تو
 پسر من اور خبر من را
 روی مطلق اور من ردیف
 ہے اور اس حرکت کی
 مخری کننا زیبا
 نہیں کہ روی متحرک
 ہے بدون وصل کے
 پس یہ حرکت خاص
 ہے فارسی میں صم و
 اما ج مطلق مردف
 مفرد موصول چنانکہ
 گوی مردی و مردی ت
 سوم مطلق مردف
 مفرد موصول جیسا
 کہ کہے تو مردی اور
 مردی اس میں را ردف
 اور دال روی مطلق
 اور یا وصل ہے ہم
 وغیر موصول چنانکہ
 مرد من و مرد من
 وغیر موصول در ہر
 دو نوع خبر بار دین
 نوازند بود چہ قطع
 شعر متحرک نشاید
 اما موصول از ہر دو
 نوع بار دین نوازند
 بود ت چہ ارم
 مطلق مردف مفرد
 غیر موصول جیسا
 کہ مرد من اور مرد
 من اس میں را ردف
 اور دال روی
 مطلق اور من
 ردیف ہے اور غیر
 موصول دونوں
 نوعوں میں یعنی
 مجرد اور مردف
 میں جیسے پسر من
 اور مرد من بحر
 ردیف ممکن نہیں
 ایسا قافیہ حشو
 بیت میں واقع
 ہوتا ہے آخر بیت
 میں نہیں ہو سکتا
 اس واسطے کہ
 مقطع بیت متحرک
 سچا بیہ پس جب
 وصل اور ردیف
 دونوں نہوں روی
 متحرک آخر شعر
 میں کیونکر آئے
 اما قافیہ موصول
 دونوں نوعوں میں
 جیسے پیری اور
 مردی ساتھ ردیف
 کے ہو سکتا ہے
 یعنی حشو بیت
 میں آ سکتا ہے
 مثلاً پیری را
 بروزن فعلا ت اور
 مردی را بروزن
 مفعول ہوگا روی
 موصول مطلق
 رہے گی ہم مثال
 مقدمات اما
 مقید مجرد
 موصول چنانکہ
 گوی دعائ و
 ثنات داین بار
 دین نشاید چہ
 وقوع دو ساکن
 در حشو بیت
 مقدمات مثال
 مقید اما پنج
 مقید مجرد
 موصول جیسا
 کہ کہے نو
 دعائ اور ثنات
 یعنی دعائ تیری
 اور ثنات تیری
 آئینہ الف روی
 مقید اور تا
 وصل ہے اور یہ
 ساتھ ردیف کے
 سچا بیہ یعنی
 حشو بیت میں
 وقوع انکا
 ممکن نہیں ہے
 اس واسطے کہ
 وقوع دو ساکن
 کا حشو بیت
 میں نہیں ہوتا
 اور بیان الف
 روی اور تا می
 وصل دونوں
 ساکن ہیں اور
 وصل حرف ساکن
 ہوتا ہے پس
 دعائ را اگر بار
 دین کمین بروزن
 مفاعلن ہو دو
 ساکن باقی نہیں
 اور آخر شعر
 میں دونوں ساکن
 باقی رہتے ہیں
 ہم وغیر موصول
 چنانکہ گوی خبر
 و گذر

ہر دو نوع شاید بت ششم مقید مجر و غیر موصول جیسا کہ کہے تو خبر اور گذریہ قافیہ دولوں
 طرح ہو سکتا ہے یا ردیف اور بریدیت اگر آخر شعر ہوگا روی مقید رہے گی اور اگر حشو بیت
 میں ہوگا تب بھی روی مقید رہے گی مثلاً خبر مراد وزن فاعلین ہوگا صاحب حاشیہ نے
 نیز این ہر دو نوع شاید یہ حاشیہ لکھا ہے ح یعنی پنجم و ششم تم کلامہ قائل ہم مقید
 مرد و مفرد غیر موصول چنانکہ مرد و دو این ہم بار دلیف نشاید ہنم مقید مرد و
 مفرد غیر موصول جیسا کہ مرؤ اور دو اس میں را حرف ردف ہے جسکو قید کہتے ہیں
 اور وال روی مقید ہے یعنی ساکن اور ردیف اس میں نہیں آسکتی ہے یعنی حشو میں
 یہ قافیہ نہیں آسکتا اس واسطے کہ ردف اور روی دونوں ساکن ہیں اور اجتماع ساکن
 در میان بیت کے نہیں ہوتا مثلاً مرد واجب ہوگا بروزن فاعلین ہوگا روی مقید نہ ہوگی
 اور آخر بیت میں اجتماع ساکنین ہو سکتا ہے کہ بروزن فاع ہوگا ہم آماح موصول
 متغیر بود از جہت آنکہ اگر بار دلیف باشد یہ ساکن در حشو بیت افتد و این محال است
 و اگر بریدیت باشد یہ ساکن متوالی در آخر بیت افتد و این از اعتبار خارج ہو
 چہ اعتبار دو ساکن را بیش نیست و اگر واقع باشد برنگونہ بود کہ گوئی بارش و کارش
 متماثل ہستیم مقید مرد و مفرد موصول متغیر ہے اس سبب سے کہ اگر ساکن
 ردیف کے ہو یعنی حشو بیت میں ہوتین ساکن در میان بیت کے پڑیں ردف و
 وصل اور یہ محال ہے اور اگر بریدیت ہو یعنی آخر میں ہوتین ساکن متوالی آخر بیت
 میں پڑیں ردف و وصل اور اعتبار سے خارج ہے اس واسطے کہ آخر بیت میں دو ساکن
 زیادہ معتبر نہیں ہیں اور اگر واقع ہو تو اس طرح واقع ہو کہ سکے تو بارش اور کارش
 پس قطع میں ایک ساکن تین ساکنوں سے گر جائے گا اور دو ساکن آخر بیت میں معتبر
 ہوگی تینوں ساکن معتبر نہیں ہوگی ہم و اما مرد و مضاعف یا ہر دو روی ملفوظ بہ باشد
 و لا محالہ ہر دو مطلق ہستند والا تو نوع زیادت از یک ساکن در حشو و از دو ساکن در آخر
 لازم آید و با یک مطوی باشد و لفظ دیگر یا مطلق ہو یا مقید و این سے نوع باشد و ہر کی
 یا موصول یا غیر موصول پس جملہ فحش نوع باشد و اما مرد و مضاعف یا دو دونوں

حرف روی اوس میں محفوظ ہوں مثلاً راستی بروزن فاعلن اس صورت میں دونوں
حرف روی لامحالہ مطلق یعنی متحرک ہونگے والا یعنی اگر محفوظ ہوں وقوع ایک
ساکن سے زیادہ کا یعنی دو ساکن خواہ تین ساکن کا حشو بیت پر ہوگا اور وقوع
دو ساکن سے زیادہ کا یعنی تین ساکن کا آخر بیت میں لازم آئے گا ہر چند گنجائش ایک
ساکن کی حشو میں اور دو ساکن کی آخر میں ہے یا ایک حرف پیچیدہ ہوگا اور دوسرا
یا مطلق ہوگا یعنی متحرک یا مقید ہوگا یعنی ساکن اور یہ تین قسمیں ہوں اول دونوں حرف
روی مطلق دوم ایک پیچیدہ لفظ میں اور دوسرا مطلق سوم ایک پیچیدہ لفظ میں دو
مقید اور ہر ایک ان تینوں میں یا موصول ہوگا یا غیر موصول پس جبہ چہ قسمیں تھیں تفصیل اسکی
خانہ میں یہ ہے

مردف مضاعف ۳ نوع

ہر دوروی مطلق		اول مطوی دوم مطلق		اول مطوی دوم مقید	
موصول	غیر موصول	موصول	غیر موصول	موصول	غیر موصول
ہستعل	ہستعل	ہستعل	ہستعل	ہستعل	ہستعل

ہم امامردف مضاعف ہر دوروی مطلق موصول چنانکہ گوی راستی و خواستی است لیکن
مردف مضاعف جسمین دونوں روی حرف روی متحرک ہوں اور موصول جیسا کہ کہو تو
راستی اور خواستی بروزن فاعلن الف رد ہے اور سین اور تاروی مضاعف مطلق
اور یا وصل ہم وغیر موصول چنانکہ گوی راست است و خواست است یا راست بود و خواست بود
بروزن مفتعلان و این بغایت گران باشد و لفظ و این نوع جز بارولیف نتواند بود
اور مردف مضاعف جسمین دونوں حرف روی متحرک ہوں غیر موصول جیسا کہ کہو تو
راست است اور خواست است یا راست بود اور خواست بود بروزن مفتعلان اور یہ نہایت
گران ہے اور ثقیل ہے لفظ میں اور یہ نوع بجز ردلیف نہیں ہو سکتی پس مثالوں میں
لفظ است اور لفظ بود ردلیف ہے ہم امامردف مضاعف یک روی مطوی دیگر مطلق
موصول و لفظ قبیح بود و نہستعل است امامردف مضاعف جسمین ایک حرف روی پیچیدہ

اور دوسرا حرف روی مطلق یعنی متحرک اور موصول ہے لفظ میں نہایت عجیب ہے
 اور نامستعمل ہے مثلاً راستی بروزن فعلن کہ تلفظ میں بھی اچھی طرح نہیں آسکتا م
 وغیرہ وہ دل در لفظ اگر انی خالی ہو داما بسیار استعمال کنند ویرد لیت تو اند بود و ثبات
 چنانکہ گوئی راست بود و خواست بود بروزن فاعلان ت اور مرد و مضاعف حسین
 ایک حرف روی پیچیدہ اور دوسرا مطلق غیر موصول ہے لفظ میں گرائی اور ثبات
 خالی نہیں ہے مگر بیت استعمال کرتے ہیں اور ویرد لیت نہیں ہو سکتا مثال اسکی یہاں کہ
 کہ تو راست بود و خواست بود بروزن فاعلان پس الف رد و ہے اور سین حرف
 اول روی مضاعف پیچیدہ اور تا حرف ثانی روی مضاعف متحرک اور بود ویرد لیت ہے
 ہم امام مرد و مضاعف یک روی مطلق مطوی دیگر مقید موصول ہستعمل بود از جهت تعذر
 لفظ چ ساکنہای متوالی با آنکہ از اعتبار ساقط است باطنی بعضی و اظہار بعضی و شواہد
 در لفظ آید ت اور مرد و مضاعف ایک روی مطلق پیچیدہ اور دوسری مقید موصول
 ہستعمل ہے اس جہت سے کہ تلفظ اسکا متعذر ہے اسواسطے کہ سو اکن متوالی کا معنی
 دو حرف روی ساکن سوم وصل ساکن باوصفی کہ اعتبار سے ساقط ہیں ساتھ حذف
 بعضی اور اظہار بعض کے تلفظ میں آنا و شواہد ہے اور اگرچہ حرف روی اول مطلق مطوی
 مگر ساتھ حرکت دوم مقید کے یہ بھی حکم ساکن میں ہے ہم وغیرہ موصول بدنگونہ بود کہ
 رہت و خواست و بار ویرد لیت تو اند ت اور مرد و مضاعف ایک روی مطلق مطوی مگر
 مقید یعنی ساکن اس طرح ہے کہ رہت اور خواست اور یہ ساتھ ویرد لیت کے نہیں آسکتی یعنی
 اگر ویرد لیت آئے گی روی حشویں متحرک ہو جائے گی مقید نہ رہے گی ہم پس ازین بحث
 معلوم شد کہ ہمہ انواع چارہ است ت پس اس بحث سے معلوم ہوا کہ سب انواع
 پیچیدہ ہیں یعنی آٹھ قسمیں روی مفرد کی اور چھتہ قسمیں روی مضاعف کی ہم نہ نامستعمل
 و یا زدہ مستعمل تین ہستعمل ہیں ایک نوع ہشتم روی مفرد کی یعنی مرد و مفرد
 مقید موصول اور دوسری مضاعف سے ایک مرد و مضاعف ایک روی پیچیدہ دوسری
 مطلق موصول دوسری مرد و مضاعف ایک وی مطلق مطوی دوسری مقید موصول

اور باقی گیارہ مستعمل ہیں ہم وازین یازدہ ہفت مفرد و چار مضاعفت است اور ان
 گیارہ سے سات مفرد ہیں کسوا سطلے کہ جب آٹھ سے ایک نوع ہا مستعمل نکل گئی سات
 رہیں اور چار مضاعفت ہیں کسوا سطلے کہ جب چھ سے دونوں میں نکل گئیں چار رہیں
 ہم واز ہفت مفرد چار مطلق و سہ مقید و از چار مضاعفت دو ہر دو روی مطلق و یک
 ہر دو روی در حکم یک روی مطلق و یک ہر دو روی در حکم یک روی مقید است اور ساتوں
 مفرد سے چار مطلق ہیں اور تین مقید کسوا سطلے کہ ایک قسم مقید کی ہا مستعمل تھی نکل گئی
 آٹھ میں سات رہیں اور چاروں مضاعفت سے دو تسمین وہ ہیں جنہیں دونوں حرف
 روی مطلق ہیں موصول اور غیر موصول اور ایک وہ ہے جس میں دونوں حرف روی حکم
 یک روی مطلق ہیں ہیں اور حقیقت میں اول مطوی ہے اور ایک نوع اسکی سبب عدم
 استعمال کے نکل گئی اور ایک وہ ہے جس میں دونوں حرف روی حکم یک روی مقید ہیں
 ہیں اور ایک نوع اسکی سبب عدم استعمال کے نکل گئی ہم واز جملہ این یازدہ نوع سے
 نوع بار دلیت تو اند بود و چار نوع بید دلیت تو اند بود و چار نوع شاید کہ بار دلیت
 بود و شاید کہ بید دلیت بود است اور ان سب گیارہ نوعوں سے تین نوعیں ساتھ
 رو دلیت کے نہیں ہو سکتیں ایک مقید مجرد موصول دوسری مقید مرد و مفرد غیر موصول
 تیسری مرد و مضاعفت ایک وی مطوی دوم مقید غیر موصول اور چار نوعیں بغیر رو دلیت
 نہیں ہو سکتیں ایک مطلق مجرد غیر موصول دوسری مطلق مرد و مفرد غیر موصول
 تیسری مرد و مضاعفت ہر دو روی مطلق غیر موصول چوتھی مرد و مضاعفت ایک وی
 مطوی دوسری غیر موصول اور چار نوعیں بار دلیت بھی ہوتی ہیں اور بید دلیت بھی
 ایک مطلق مجرد موصول دوسری مطلق مرد و موصول تیسری مقید مجرد غیر موصول چوتھی
 مرد و مضاعفت ہر دو روی مطلق ہم **فصل ہشتم** در قافیہ اصلی و معمول و ذکر
 شایگان لفظی کہ در وضع قافیہ استعمال بود یا معمول و اصلی چنان بود کہ بر ہمان صفت کہ
 در اصل وضع داشتہ باشد استعمال کنند و معمول چنان بود کہ آنرا بہ ترکیبی یا تصریحی نہایت
 استعمال گردانند مثلاً بہت و پید است اہل اصلی و دوم معمول چہ ترکیب لفظ است لفظ

پیدا شایستہ درموازات قافیہ اول شدہ است فصل المثنویں قافیہ اصلی
اور معمول کے بیان میں اور ذکر شایگان میں جو لفظ کہ مقام قافیہ میں واقع ہوگا
اصلی ہوتا ہے یا معمول اور اصلی وہ ہے کہ اسکو اصل وضع پر استعمال کریں اور
معمول اسکو کھنٹے ہیں کہ جبکو کسی ترکیب یا تصریف سے شایستہ استعمال کیا ہو
مثلاً است اور پیدا است اول اصلی ہے اور دوسرا معمول اسواسطے کہ لفظ است کو
پیدا سے ملا کر منہ اور تھا بلکہ قافیہ دل کیا ہو یہ مثال ترکیب لفظ کی ساتھ لفظ کے ہے
مثال ثانی یہ بیت سے زلطاف خفی شاہ عادل چہ ہر دم میر و دزدست مادل چہ
اور مثال ترکیب لفظ کی ساتھ حرف کے یہ ہے بیت بافون و عشوہ و ناز آن
طنناز من چہ دل ز دست عالمی بردست بی تنہا ز من چہ اور ایک قسم اسکی تصریف
تحلیلی ہے کہ ایک لفظ کو دو ٹکڑے کر کے نصف کو قافیہ اور نصف کو ردیف کریں
جیسے یہ بیتیں خواجہ حافظ کی شب از مطرب کہ دل خوش بادوی را پشندیم
نامہ جاسوزنی راہ عفاک الدن شر النواہب چہ جزاک الدن فی الدارین خیر را چہ
لفظ نے قافیہ اور لفظ را ردیف واقع ہوا ہے ہم و ہمین پاروم و افشاروم اول
اصلی و دوم معمول چہ سبب آنکہ از لفظ افشارون حکایت نفس در ماضی آوردہ است
و شایستہ استعمال دین قافیہ شدہ است اور اسطرح پاروم یعنی دچی آپ
اور افشاروم یعنی افشروم اول اصلی اور دوم معمول ہے اسواسطے کہ مثال لفظ
افشارون سے حکایت نفس صیغہ ماضی میں لایا ہے اور شایستہ استعمال اس قافیہ میں
ہوا ہے قولہ پاروم ظاہر از کلام مصنف علامہ آنست کہ این لفظ بفتح دال باشد
بقریۃ قافیہ افشاروم لیکن در کتب لغت بنظر راقم الحروف نیامدہ آرمی پاروم بضم دال
معنی چرمی کہ برپس زمین اسب اندازند در بران موجود غالب آنست کہ در بمعنی مرکب
از پار کہ بمعنی چرم و باغت دودہ ست و دوم باشد تم کلامہ غالب کہ یہ لفظ بفتح دال بھی
استعمال شعرا میں آگیا ہوا و کشف میں چہرہ اسکا فقط بابا و فارسی لکھا ہے دال سے
کچھ تعرض نہیں کیا اور صورتی کہ بضم دال ہو قافیہ عیب دار ہوگا اور اگر موصولہ ہوگا

جب بھی برطرف ہو جائیگا ہم دور تازی در نابہ کہ اسم فاعل از نابہ است باشد و نابہ کہ ناب
 باشد با ہی ضمیر کی اصلی باشد و دیگری معمول ت اور تازی میں نابہ اسم فاعل نابہ است
 بمعنی ہزنگی اور نابہ ناب سے بمعنی دندان پیشین ساتھ ہی ضمیر کی ایک اصلی ہے
 دوسرا معمول ہم دہر گاہ کہ از قافیہ مرکب یک جزو کر رہا ہے وضع تکرار یک بمعنی
 آید آن قافیہ را شایگان خوانند و مراد از شایگان کثرت نامحدود است چہ گنج شایگان
 گنجی را گویند کہ در وی مال بسیار و بحد باشد مثال قافیہ شایگان الف و نون بمعنی جمع کہ
 در اسپان و مردان باشد یا بمعنی فاعل چنانکہ در روان و نگران و جریان باشد و الف
 جمع کہ در سرا و دستہا باشد و یا نکرہ کہ در اسی و مردی باشد و ال استقبال گوید
 و کند و دہد باشد و استعمال شایگان در قافیہ جائز نباشد و تحقیق چنان اقتضای کند کہ استعمال
 یک قافیہ از شایگان روا بود مثلاً در قصیدہ کہ قافیہ اونہان و گران و جہان باشد و ابود
 کہ اسپان ایراد کنند و شاید کہ الف و نون جمع در قافیہ دیگر ہمارند مثلاً گویند خران چہ الف
 نون در اسپان و خران یک بمعنی است پس قافیہ مکرر شدہ باشد و علت قبح شایگان
 تکرار قافیہ است بیک بمعنی ت اور جسوقت کہ قافیہ مرکب سے ایک جزو کر دافع
 ہوتا ہے اور سب جگہ تکرار ایک بمعنی پرانی ہے اوس قافیہ کو شایگان کہتے ہیں
 یعنی ایطای جلی اور مراد شایگان سے کثرت نامحدود ہے اس واسطے کہ گنج شایگان
 اوس گنج کو کہتے ہیں جس میں مال بہت اور بحد ہو اور قافیہ شایگان میں بھی تکرار ایک بمعنی
 بکثرت ہے مثال اسکی جیسے الف اور نون بمعنی جمع اسپان اور مردان میں ہے یا
 بمعنی فاعل جیسے روان اور نگران اور جریان میں ہے اور الف جمع کا جیسا
 سرا اور دستہا میں ہے اور بای نکرہ جیسے اسی اور مردی میں ہے اور ال استقبال
 جیسے گوید اور کند اور دہد میں ہے اور استعمال شایگان کا قافیہ میں جائز نہیں ہے اور
 تحقیق یہ چاہتی ہے کہ استعمال ایک قافیہ شایگان کا روا ہو مثلاً جس قصیدے میں
 کہ قافیہ نہان اور گران اور جہان ہو روا ہے کہ اسپان لائیں اس واسطے کہ ایک جگہ سے
 فقط تکرار ایک بمعنی کی لازم نہیں آتی ہے اور سچا ہے کہ الف و نون جمع کا اور قافیہ میں

لایین مثلاً کہیں خسران کہ جمع خرہ ہے اس واسطے کہ الف اور لون اسپان اور خزان میں
 بیک معنی ہے پس قافیہ کر رہا ہو اور سب قبح شایگان کا کراہ قافیہ ہے ایک معنی پر
 اور غیاث میں ہرمان اور سراج سے لکھا ہے کہ شایگان معنی فراخ دالوں و سزاوار
 اور ہر چیز کہ بہتر اور خوب لائق بادشاہ کے ہو اس واسطے کہ اصل اسکی شایگان تھی حرف ہا کو
 ہمزہ مینہ سے بدل کیا اور نام ایک گنج کا ہے گنہما سے خسر و پرویز سے اور معنی بیکار
 کا نیز اس واسطے کہ یہ امر بھی محکم کا ہے اور قلع شہ اور حاکم سے رکھتا ہے اور
 ایک نوع ہے قافیہ معیوب سے جیسے صیغے اسم فاعل کے گریان اور خندان انکو ساتھ
 زبان اور فغان کے قافیہ کریں یا اون لفظوں کو جنہیں یا اور لون نسبت ہو جیسے سہین
 اور آہنیں ساتھ جہین اور کہیں کے یا الف اور لون جمع ہو ساتھ اون لفظوں کے
 جنہیں یا اور لون ذات کلیہ سے ہو قافیہ کریں جیسو دوستان اور یاران کو ساتھ
 زبان اور کمان کے اور سب طرح صفات اور حادثات اور کائنات اور ایسے قافیہ کو
 فقط ایک جگہ لانا مضائقہ نہیں درست ہے تمام ہوا ترجمہ عبارت کتاب لغت مذکور کا
 ہم اما شعر از شایگان احتراز کردہ اند تا بخدی کہ آن یک قافیہ کہ جائز است ہم نہ یاد دہند
 از سبب شہرت قبحش مگر اسجا کہ شعر مژدہ بود چہ رویت عیب قافیہ پوشاند و در شعر
 مژدہ ہم زیادہ از یکے نہاد و نہ البتہ اما شاعرون نے شایگان سے احتراز
 کیا ہے یہاں تک کہ ایک جگہ ایک قافیہ لانا جو جائز ہے او سکو بھی نہیں لائی ہیں
 بسبب شہرت قبح شایگان کے مگر جہاں کہیں کہ شعر مژدہ یعنی بارویت ہو وہاں شایگان
 کا لانا مضائقہ نہیں کہ رویت عیب قافیہ کا پہپاتی ہے اور شعر مژدہ میں بھی زیادہ
 ایک جگہ سے نہیں لاتے مین البتہ ہم و در لغت عربی بالیستی کہ شایگان اعتبار
 کردند می پنا کہ در مومنات و سلمات و نصرت و نصرت و در ضامرد امثال آن الا انکہ
 قدما از ان ناعمل بود و اندو محمد شان کہ شعر آراستہ گویند اعتبار کنندت اور لغت عربی میں
 یعنی قافیہ نامی لغت عربی میں چاہیے تھا کہ شایگان کو اعتبار کرتے جیسا سلمات اور
 مومنات اور نصرت اور نصرت میں اور ضامرد میں مثل جلالہ اور خبابہ کے اور جو لاسکو ہو

مگر قدامت اس سے آگاہ تھے اور متاخرین کو شعر آراستہ کہتے ہیں اعتبار کرتے ہیں اور اپنے کلام میں ایسا سمجھ کر نہیں لاتے ہیں **فصل نہم** در بعضی احکام قوافی بر بندہ بی گویان گاہ بود کہ از ایراد یک قافیہ در قافیہ در شعر معلوم نشود کہ قافیہ از کدام نوع است چہ شاعر مجال تصرف باقی بود کہ از نوعی نوعی دیگر نقل کند مثلاً اگر در قصیدہ در موضع قافیہ آزار و بازار ایراد کند شاید کہ بعد از ان گفتار و کردار آورد تا قافیہ معروف باشد و در حروف را بود و مقید بود و بدین باشد **فصل نوین** بعضی احکام قوافی میں موافق مذہب فارسی گوئیوں کے کبھی ایک قافیہ آورد و قافیہ کے ایراد سے شعرین معلوم نہیں ہوتا کہ قافیہ کس قسم کا ہے اس واسطے کہ شاعر کو قدرت تصرف کی باقی رہتی ہے کہ ایک نوع سے طرف دوسرے نوع کے نقل کرے مثلاً اگر قصیدہ میں قافیہ آزار و بازار کا ایراد کرے سزاوار ہے کہ بعد اسکے گفتار و کردار لائے کہ قافیہ معروف ہو یعنی الف ردوت ہو اور راء روتی مقید اور بیر دلیت ہو ہم و شاید کہ بعد از ان رازار و سازار گوید تا قافیہ از و باز و راز و ساز بودہ باشد و آخر ہمہ ردیت باشد و شاید کہ قافیہ بود و الاشایگان بودہ و این قافیہ ہم معروف بود و روتی حرف زار بود و مطلق بود و بار دلیت باشد **فصل دہم** در سزاوار ہے کہ بعد اسکے رازار و سازار کہے یعنی راز و ساز کو لائے تا قافیہ آزار و باز و راز و ساز ہو اور کلمہ آرسب جگہ ردیت اور پنجاہیہ کہ یہی آر قافیہ ہو و شاید کہ اشایگان ہو گا اس واسطے کہ آرسب جگہ ایک معنی پر ہے اور یہ قافیہ بھی مثل قافیہ اول کے معروف ہے یعنی الف ساز اور باز میں ردوت ہے اور حرف زار و می ہے اور مطلق یعنی روتی متحرک ہے اور ساتھ ردیت کے ہے یعنی کلمہ آرسب جگہ ردیت ہو ہم و بار دیگر بعد از ان ہم شاید کہ چرازار و گیازار آورد تا قافیہ او با و را و سا و چرا و گیا بودہ باشد و راز و راء آخر ہمہ ردیت بود و شاید کہ قافیہ بود و الاء در بعضی اشایگان افتد و این قافیہ مجرب بود و روتی کہ حرف الف است مقید بود و بار دلیت برین قیاس باید کرد و دیگر مواضع است اور پنچہ بعد اسکے بھی سزاوار ہے کہ چرازار و گیازار قافیہ لائے چرازار یعنی جاتی سپریدن اور گیازار مخفف گیاہ زار یعنی جاتی روئیدن گیاہ

تاقافہ آ اور بار اور را اور سا اور چ را اور گیا ہو اور زار سب جگہ ردیف پڑے اور بچا ہے کہ یہی زار قافیہ ہو ورنہ بعض جاشایگان واقع ہوگا یعنی جیسے چراغ را اور گیا زار ہے کہ زار ان میں بیک معنی پڑے گا اور ساز زار و چہ زار میں نہ پڑے گا کہ ساز میں از نکلتا ہے اور چراغ را میں زار اور یہ قافیہ آ اور با اور سا وغیرہ کا مجرد ہوگا یعنی بیروت و تیس او روی کہ حرف الف ہے مقید ہوگا یعنی ساکن اور یہ قافیہ ردیف کے ساتھ ہوگا کہ زار ردیف ہے اور یہی قیاس کیا جاسیے اور مواضع میں ہم ویدانکہ ہر چند از بحثہای گذشتہ معلوم شد کہ چون الفاظ قافیہ متحد باشند اختلاف معانی واجب بود تا قافیہ مکرر نہ باشد اما باید کہ معلوم شد کہ آن اختلاف لازم نباشد کہ از جهت تعدد معانی تنها بود بل شاید کہ از جهت وجود معانی و عدش باشد و در طرف وجود ہچنانکہ بتعدد معانی معنایرت حاصل آید و در طرف عدم باختلاف تعلق معانی ہم مغایرت حاصل آید و اما اختلاف کہ بسبب وجود معنی و عدش باشد چنان بود کہ در لفظ یکبار بالافراد دال بود بر معنی یکبار بالافراد دال نبود بل جزوی باشد از کلمہ کہ آن دال بود مانند لفظ باز کہ بالافراد دال است بر مرغی و چون جزوی باشد از لفظ باز بر معنی سوق بالافراد دال نبودت اور معلوم ہو کہ ہر چند بحثہای گذشتہ سے دریافت ہو کہ جب الفاظ قافیہ متحد اور ایک ہوں اختلاف معانی کا واجب ہے جیسے عین ایک جگہ معنی چشم اور ایک جگہ معنی آفتاب لیکن یہ بھی معلوم رہے کہ وہ اختلاف لازم نہیں ہے کہ جہت تعدد معانی سے تھا ہو یعنی فقط یہی اختلاف نہیں ہے کہ ایک لفظ کے دو معنی ہوں بلکہ لائق ہے کہ وہ اختلاف جہت وجود و عدم معانی سے ہو یعنی ایک جگہ لفظ با معنی ہو اور ایک جگہ بمعنی ہو اور جیسے با معنی ہونے میں درمیان تعدد معانی کے مغایرت حاصل ہو جاتی ہو و جیسے ہی بمعنی ہونے میں بھی بسبب اختلاف تعلق معانی کے مغایرت حاصل ہو جاتی ہے یعنی جزو لفظ کہ قافیہ ہوتا ہے بسبب تعلق کل لفظ با معنی کے ہرگز تعلق میں اختلاف نہ کھتا ہے مثال اسکی محقق علیہ الرحمہ نے خود لکھی ہے آتا جو اختلاف کہ بسبب جو معنی اور معنی ہوتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ لفظ میں ایک بار تنہا دلالت کرنے معنی پر اور ایک بار

تنہا دلالت نکرے معنی پر خود بمعنی ہو بلکہ ایک جزو ہو کلمے سے کہ وہ کلمہ دال ہو معنی پر یا نہ
لفظ باز کے کہ یہ باز تنہا دال ہے ایک مزع شکاری پر اور جب یہی باز جزو ہو لفظ باز کا بمعنی
سوق تنہا دال نہ ہوگا معنی پر پس اس صورت میں باز ایک جگہ بمعنی ہے اور ایک جگہ بمعنی
ہم واما اختلاف کہ سبب تعدد معانی ہو و چنانکہ لفظ باز کہ بالفرد دال است بر مرغی و یکبار
دال بود بر معنی معاودت چنانکہ گویند باز چنین کرد یعنی دیگر بار چنین کرد است و اما اختلاف
کہ سبب تعدد معانی کے ہوتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ جیسے لفظ باز بالفرد دال ہے
معانی متعددہ پر ایک بار دال ہے مزع شکاری پر اور ایک بار دال ہے معنی معاودت پر جیسا کہ
کہتے ہیں کہ باز چنین کرد یعنی دوسری بار ایسا کیا یہاں باز دونوں جگہ بمعنی ہے بالفرد
ہم و اما اختلاف کہ سبب اختلاف تعلق ہو و معانی مختلف در حال عدم دلالت بالفرد
چنین ہو کہ بازار با شتر اک مثلاً بسوق افتد و بمعنی دیگر لفظ باز آرد ہر دو حالت یک حکم
تواند بود و اما اختلاف کہ سبب اختلاف تعلق بمعانی مختلف کے حالت عدم
دلالت میں بالفرد ہوتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ جیسے باز کہ بازار میں ملا ہوا معنی سوق
پر ہے اور یہی طرح بمعنی دیگر لفظ بازار یعنی جو اور معنی لفظ بازار کے ہیں اس میں بھی یہی صورت ہے
چنانچہ غیاث اللہ بنما نجم میں لکھا ہے کہ بازار بمعنی سود و معاملہ اور رونق و تازگی کی بھی
آگیا ہے پس دونوں حالتوں میں ایک حکم نہیں ہو سکتا یعنی ایک بازار بازار میں بمعنی سوق پر
اور ایک بازار بازار میں بمعنی رونق ہے اگرچہ دونوں بازار بالفرد معنی نہیں رکھتی مگر بحت تعلق
معانی کے اختلاف ان میں حاصل ہے ح زریع عبارت بمعنی دیگر لفظ بازار یہ ہے کہ وہی باز بار
مقابل پس صورتیں تین تھمیں ایک اختلاف بوجود معنی دوسری اختلاف بعدم معنی
بافرد و تیسرے اختلاف بوجود معنی بعدم معنی بالفرد ہم و مثال جامعین ہر سہ اختلاف
اگر لفظ گردون پہاڑ بار بار آد کنند و تافہیہ گراشد و دون روایت و گرد و موضع بالفرد
دال ہو و یک بمعنی حرف شرط و یکی بمعنی حرف جزا و موضع بالفرد دال ہو بل جزا باشد از مجموع کلمہ مجموع کیا دال
بر عجلہ ہو و یک بالفرد دال ہو و فلک میں اختلافات نہ کو حاصل شود و ابیاد ہر چارہ و تافہیہ تکرار نہ ہو و انہ
ست اور مثال جامع ان تینوں اختلافوں کی اگر لفظ گردون کا چار بار آد کر دیا جائے

و اختلاف بحروف متباہر و قبیح بود و بان سبب استعمالش کمتر اتفاق افتد
اما بحروف متقارب چنانکه در دور و شور و شیر و شیر که بکار دارند و هم قبیح باشد مگر وینت که
هر دو کلمه یک حرف گویند و جمع مرد و غیر مرد و بحقیقت راجع بهین قسم باشد
دوسرا اختلاف حرف رد و عیب سبب اس میں اختلاف بحروف متباہر و قبیح
عیب ظاهر او قبیح تر ہے اور اسی سبب سے استعمال او کم اتفاق پڑتا ہے لیکن
اختلاف بحروف متقارب جیسے کہ دور و شور و شیر یعنی اسد اور شیر یعنی لبن میں ہے
استعمال کرتے ہیں مگر یہ بھی قبیح ہے اور دور میں و او معروف اور شور میں و او مجهول
اور شیر یعنی اسد میں یا ی مجهول اور شیر یعنی لبن میں یا ی معروف حقیقت میں
دو حرف ہیں اور قریب المخرج ہیں مگر جن کو گون کی زبان میں دونوں کلمے یک
حرف ہیں یعنی و او و یا ی معروف و او مجهول کو ایک حرف جانتے ہیں اور ان کے نزدیک
کچھ عیب نہیں اور جمع ہونا معروف اور غیب مرد و کا بحقیقت راجع بہین قسم ہے یعنی
اختلاف رد و عیب ظاهر ہے ہم قسم دوم انچہ تعلق بروی و شتہ باشد
و ان چار نوع است قسم دوسری عیوب توانی فارسی کی و وہی جو تعلق حرف
روی سے رکھتی ہے او سکی چار نوع ہیں ہم اختلاف توجیہ چنانکہ در اختر و غنصر و شاعر
و اگر را متحرک شود این عیب مرفوع گردد چنانچہ حرکت ماقبل را توجیہ نبود بلکہ از حساب
قافیہ نبود بدانکہ در پارسی میان اختلاف بفتح و ضم و یا بفتح و کسر میان اختلاف بضم
و کسر آن مباہلت نباشد کہ در تازی امتبار میکنند و ہمہ را یک حکم باشد نوع
اول اختلاف توجیہ ہے جیسا کہ اختر و غنصر اور شاعر میں کہ آخرین حرکت ماقبل
روی ساکن فتح و غنصر میں ضمہ اور شاعر میں کسرہ ہے اور اگر حرف را ان تینوں میں
متحرک ہو یہ عیب دور ہو جائے اس واسطے کہ حرکت ماقبل حرف را توجیہ نہ ہے کی بلکہ حساب
قافیہ سے ہوگی اس صورت میں قافیہ فقط را متحرک ٹھہری حرکت ماقبل او سکی
داخل قافیہ نہوئی اور معلوم کر تو کہ فارسی میں در میان اختلاف بفتح و ضم یا بضم
و کسر کی اور در میان اختلاف بضم و کسر کے کچھ فرق نہیں ہے جیسا کہ تازی میں اعتبار

کرتے ہیں اور محمود اور حمید کا قافیہ لائے ہیں بیان پارسی میں سب کا ایک حکم ہے
 ہم ب اختلاف حرف روی و چنانکہ در رون گفتیم بحدوث تباہ ظاہر تر و شنیع تر
 باشد و بحروف متقارب پوشیدہ تر چنانچہ ستو و چار سو و مری و علی و گرگ و ترک
 سے نوع دوسری اختلاف حرف روی کا عیب ہے اور جیسا کہ میان رون میں
 کہا جیتے کہ بحروف تباہ المخرج اختلاف عیب ظاہر تر اور شنیع تر ہے اور اختلاف
 بحروف متقارب پوشیدہ تر بیان ہی وہی صورت ہے جیسا ستو بوا و مھولہ اور
 چار سو بوا و معروفہ اور مری بیا و مھولہ اور علی بیا و معروفہ اور گرگ بکاف فارسی اور ترک
 بکاف تازی میں کہ انکا عیب بسبب قریب المخرج ہونے کے یکدگر کمتر ہے اختلاف
 تباہ المخرج سے ستو بکسر اول و ثانی بوا و مھول رسیدہ ظنیور کو کہتے ہیں کہ
 تین تار کہتا ہو اور زر قلب روکش کو بھی کہتے ہیں کہ اندرس یا آہن ہو اور بابر لقرہ
 یا طابراں سے اور مری بکسر اول و بابر تھانی مھول بر وزن ہری یعنی کوشیدن اور
 برابر کر دن ہے کسی سے قدر اور مرتبہ اور بزرگی میں یعنی خصوصت اور بکدال و دن
 بیکر داری ہی ہے یہ ہے بران سے ح چہ در ستو و چار سو حرف ردی مختلف است
 کہ اول باو ثانی سین است و در مری را و در علی لام و در گرگ کاف فارسی و در ترک کاف
 تازی تم کلامہ قتال ہم ج اختلاف مجری و قبح آن پوشیدہ نامدگر کہ اختلاف وصل
 باشد و حرف متقارب چنانکہ پسری و خطاب و دخیری در تکرہ پس کثرت مختلف است
 و شاید کہ بعضی مردم متبیس گرد و خاصہ کہ بار دلیف بودت نوع تیسری اختلاف مجر
 یعنی حرکت روی کا اور قبح او سکا پوشیدہ نہیں رہتا مگر حقیقت کہ اختلاف وصل ہو
 ساتھ دو حرف متقارب المخرج کے جیسا کہ پسری حالت خطاب میں یعنی پسری ہو
 اور خبری حالت تکرہ میں پس کسرہ حرف را کا مختلف ہے ایک جگہ معروف
 اور ایک جگہ مھول اور دونوں یا معروف اور یا مھول قریب المخرج ہیں شاید کہ
 اس صورت میں یہ دونوں حرف بعض مردم پر متبیس ہوں علی الخصوص حقیقت و دلیف
 یہ بھی ساتھ ان قافیوں کے ہو ہم و اختلاف حرکت روی مفرد یا روی مضاعف چنانکہ

یہاں سے لے کر اس کے بعد کے الفاظ ہیں جو تباہ المخرج کے تحت آئے ہیں ان کے ساتھ بھی یہی بات کہی گئی ہے کہ بعض مردم پر متبیس ہوں

گویا بادشاہ و پادشاہ چه در اول کبر است و در دوم مجهولہ است و همچنین چراست
 کز در است و کز چه اول مجهول است و در دوم بضم و اما در حرف اول از روی مضاعف اختلافی
 تصور نیفتد چه آن حرکت مجهولہ باشد ہمیشہ است نوع چوتھی اختلاف حرکت روی منکر
 یا روی مضاعف کا مثال اختلاف حرکت روی مفرد کی یہ ہے جیسا کہ گویا بادشاہ و پادشاہ است
 اول یعنی بادشاہ میں دال یاو کی یکسر ہے اور دوم یعنی بادشاہ میں لال یاو کی بجز حرکت مجهولہ ہے
 یعنی حرکت ناتمام اور مثال اختلاف حرکت روی مضاعف کی یہ ہے چراست کز اور
 رست و کز کسو اسلے کہ اول میں یعنی تاکو راست اول میں حرکت ناتمام ہے اور دوسری
 میں یعنی تار راست ثانی پر ضمہ و اما حرف اول از روی مضاعف میں جیسو حرکت حرف
 بای بخت اور رای ریخت اس میں تصور اختلاف کا نہیں ہے اس واسطے کہ یہ حرکت
 ہمیشہ مجهولہ ہوتی ہے قسم سوم اختلاف اصل معاشیہ ہے کہ گویا بادشاہ و پادشاہ است قسم تیسری قوافی فارسی کے اختلاف وصل کا ہے
 حال اوسکا بھی اسی طرح ہے جیسا کہ کہا گیا یعنی حال اختلاف وصل کا سابق بیان کیا
 کہ اختلاف اوسکا مقتضی ازلت اصل تشابہ ہے ہم قسم چہارم اختلاف ردیف و
 آن در حرکاتی و حرفی تواند بود کہ پوشیدہ ماند و الا بس قبیح باشد مثال بستہ چون
 در حالت خطاب گویند و بستہ چون نکرہ گویند تا حرف یا و شبیہ یا مختلف باشند و حرکات
 ماقبل همچنین و باقی عیوب ہم برین قیاس باید کرد کہ در عیوب قوافی فارسی گفتہ آمد
 قسم چوتھی عیوب قوافی فارسی کے اختلاف ردیف کا ہے اور وہ اون حرکتوں میں
 اور اون حرفوں میں ہو سکتا ہے کہ پوشیدہ رہے والا نہایت قبیح ہے مثال اوسکی
 جیسے بستہ حالت خطاب میں اور بستہ حالت نکرہ میں کہ حرف یا اور شبیہ یا
 مختلف ہیں ایسی ردیف عیب وار ہے اور حال حرکات ماقبل کا اسی طرح ہے اور باقی
 عیوب قوافی فارسی کو عیوب قوافی فارسی پر قیاس کیا چاہیے ہم و بدانکہ در قوافی سمجھا
 و شنوہا و خانہای مربع و مسط استقصای بسیار کنند استعمال بعضی عیوب روادارند
 و در قصاید قافیہ مصرع اول شاید کہ در دیگر ابیات قصیدہ مکرر شود و اما در مصرع دوم
 نشاءت اور معلوم ہو کہ سجع اور شنوی اور خانہای مربع اور مسط کے قافیوں میں استقصا

در قوافی فارسی عیوب قوافی فارسی پر قیاس کیا چاہیے ہم و بدانکہ در قوافی سمجھا و شنوہا و خانہای مربع و مسط استقصای بسیار کنند استعمال بعضی عیوب روادارند و در قصاید قافیہ مصرع اول شاید کہ در دیگر ابیات قصیدہ مکرر شود و اما در مصرع دوم نشاءت اور معلوم ہو کہ سجع اور شنوی اور خانہای مربع اور مسط کے قافیوں میں استقصا

یعنی تمام درگرفتگی زیادہ ضرور نہیں اور استعمال بعض عیون کا روا ہے اور قصائد میں قافیہ مصرع اول کا چاہیو کہ اور ابیات میں مکرر لائیں کہ اوسکو رد مطلع کہتے ہیں اور وہ خارج عیب ایطالع ہے لیکن مصرع دوم میں نچا بیہ ورنہ ایطالع ہوگا استقصا تمام درگدون و بہناتہ چیزیں رسیدن ثناب سے ہم وقد ماگفتہ اندکہ تکرار قافیہ در قطعہا وغرلہا بعد از ثناب و در قصائد بعد از چہار و دو بیت روا باشد اما بنزدیک محدثان مستعمل نیست و بعضی گفتمہ اندکہ اختلاف تصریف بنفی و اثبات مانند کن کن کے مقتضی تکرار قافیہ نہا شد و این ہم مستعمل نیست اور قدما نے کہا ہے کہ تکرار قافیہ کی قطعوں میں اور غزلوں میں بعد سات بیت کے اور قصیدوں میں بعد چودہ بیتوں کے روا ہے لیکن نزدیک متاخرین کے مستعمل نہیں ہے مگر بعض نے بعد بیس بیت کے لکھا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اختلاف تصریف کا بنفی و اثبات مانند کن کن کے مقتضی تکرار قافیہ نہیں ہے اور یہ بھی مستعمل نہیں ہے ہم این است انچہ خواستیم کہ درین مختصر ایراد کنیم از علم عروض و قوافی این دو لغت بزیل ایجاز و بالمد التوفیق است یہ ہے جو کچھ کہ چاہا ہمنے کہ اس مختصر میں ایراد کریں علم عروض و قوافی تازی اور فارسی سے برسبیل ایجاز و اختصار و بالمد التوفیق تمام شد

رباعی محقق علیہ الرحمہ

سوجود بحق وجود اول باشد	باقی ہمہ مہوم و مخیل باشد
ہر چیز جزا و کہ آید اندر نظرت	انقش دوین چشم احوال باشد



تقریظ ہذا از قلم اہل کمال جناب فخر شعرائی زبان رشک اہل جہان ثنائی نظر
جناب مرحمت الدولہ بہار الملک سید محمد غضنفر علیخان صاحب بھادریہ و جگ
تخلص حکیم ابن جناب تدبیر الدولہ بدر الملک جناب منشی سیہ بظفر علیخان
بھادریہ و جگ تخلص بہ اسیر مصنف کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سر خروئی قلم اوس شاہنشاہ کی نگارش حمد ہو کہ جسو تا جداران گلشن کو چتر سیاح سہ سفر فرمایا
اور گیتی رقم اوس جہان پناہ کی آرائش شناسی ہو کہ جسو تخت نشینان چین کو کشور خرمی و گنگنی میں
دست تصرف دیا عشقوی طغر افضائی لاسکانی بارگاہش بہ هجوم بی نیازیا سپاہش بہ زود
بر بام وحدت کوس شاہی بہ مطیع اوست از سہ تا بامی بہ بہارستان نطفش بیخیزان ست
حسن ان سبزی نہ آسمان ست آورد و دنا محدود و خاتم انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ
جب تک تقریبان در گاہ صمدیت نے اونکی اد سے ترین دربان در کی اجازت پناہی اوسکی بارگاہ
تقدس میں جاذب کی جرات پناہی محسوس کہ حضرت اسیر نے ایک شعر استاد پر مصرعونسی زینت دی ہے
شایطین از مائی کی ہو محسوس حق ہے یہ حق معرفت نور حق میں بات بہ افضل ہو بہر نی سو تو ای فخر کا نشان
آتش حیات شمع ہو پروانے کو مات ہو موسیٰ زہوش رفت بیک پر تو صفات تو عین ذات
مینگری در تبسمی اوصیفات انجم لمعات اوس نمبر نشین محفل غدیر خم پر کہ جسو اپنے گوش حق نیوش
کلمہ سنج تک یا علی زبان اغیار سوسنا اور بزم عام میں فقرہ سلونی قبل ان تفقدونی خود زبان
سجڑ بیان سے کہا تہنام خدا علی مرتضیٰ لہما محمد باقر مجلسی نے خوب کہا کہ علی بندہ نیست متصف بصفات
خدا رباعی ظہوی سلطان سل کہ جملہ رائج سرت بہ قانون بقا طفیل او نعمہ درست
در چار حد از شعبگی افزودہ دم بہ ہر کس زد و از دہ تقاضی خبر ست بہ تا بعد از باب نظر اور اصحاب ہر
صرفان سستہ بازار معانی کمال عیاران معیار سخندان کی کہ جن لوگوں نے ماہ و سال جسم کو مثل طلال
کھسایا ہے تب فلک کمال پریش بدجلوہ فرمایا ہو شام کو ساتھ آفتاب کو برای مطالعہ شمسہ آئینہ
ہیں تو صبح کو زیر آسمان تفکر سے نکلی ہیں مژدہ ہو کہ کتاب معیار الا شعرا فی اوزان توانی میں

مستند شعرا می روزگار تصنیف جناب تقدس آب عمده محققین زبده الموفقین حاوی العلوم العظیمة
والتعلیمة حاوی السبل الشرعیة آسوة فضلا رفحام قدوة علماء اعلام صاحب القوة القدسیة بالک الملکا
الملکیة مستند الحکماء و المتکلمین سلطان العلماء و المجتهدین مجمع العلوم المتعقولات والمنقول مستنبط الفوائد
من الاصول تقدی الفقهاء من الافاق المتکلمین علی وسادة الاجتهاد بالاستحقاق عالم کامل فخر اجد
و امثال ماہ فلک علوم کائنات من النجوم علامہ عصر و حید و صاحب شیخ نصیر الدین محقق طوسی
طاب ثراه و جعل الجنة شواه کی کہ ہر حرف او سکا گوہر شاموار ہے اور ہر لفظ او سکا در معانی دکنار ہے
سچی سر و سطور سنگینی نزاکت سے سر بر زمین نہاد و بین او گہما می سیراب معانی شاخسار لطافت
پردہ امن الوان بوقلمون کشادہ بین ہر نقطہ او سکا ایک قفل ناپیدا اکلید ہے اور ہر حرف او سکا نہ
ایہ جو دشمنید ہر محجب دریا ہو کہ ہزارون انہارے سطوراوس میں روان ہیں اور صد با صد لفظ در ذہن
معانی دکنار اوس میں نہان ہیں جب سو کہ بانی علم نے اس علم کو ایجاد کیا ہو ایسا رسالہ نہ کوئی ملک
نہ کسینے کہا ہے بسبب اس کتاب کے یہ علم صاحب جان ہو شاید کہ اب مداد میں شرکت آب حیوان
انرا ایک گوہر مہرینی اسکا دست فہم میں بھرا جود و جد آجاری رشتہ علوم میں کوئی عقدہ لامل ایسا کہ جبکا
انکاشات محال ہو پھر نہ یاسے میزان عقل میں اتنی تاب نوان بنیں کہ وزن مراتب کر سکے اور زبان
ناطقہ مردم میں اتنی قدرت نہیں کہ در ابھی دم ثنا بھر سکے اکثر صاحب جمہت مستحقہ ہیں اگر گل
مضامین بطور خود ماتمہ میں لاری ہیں رنگہا می طبع نو بنود کھائے ہیں مگر اصل میں تو پاپا بھرت
کرے ہوئے ہیں شرح راہ است سے پھرے ہوئے ہیں ببطا قابض جان تحقیق ہو اور حل محل و حل
تبیقی ہو کو کتنا بند کرنا ہے اور ظاہر کرنا اور چھپانا ہو کسینے اعتراض بجا کیوں ہیں اور کسینے جواب نازبا
دیے ہیں اور کیونکر نہو بسبب مایابی نسخ خدا جانے کیا کیا پڑ گیا یہ اور باعث خرابی بلو جوں
اونسو ہی کم پایہ پتھر اسیکو غنیمت جان کر پڑانے لگے شاگرد و پیر استاد می جتاؤ لگے کج طبع
مان گنہار است طبع کجی او کی پہچان گئے گنہار مضمون صحیح کی طرح نہ ماتمہ آتا تھا خواص فکر ہر مرتبہ
صدف کی جگہ خدشت پاتا تھا مشعر عودت طبع کو اسجا میں عیان کرتا ہوں یہ شکل ہر حرف
جو غم سے تے بیان کرتا ہوں بے سبب عدم نظر صاحب فہم کامل کے حال حروف تباہ تھا
اکثر ماتمہ سے زیب بدن جامہ سیاہ تھا جو شجر سے لکھا ہوا تھا اپو خون میں آپ ڈوبا ہوا تھا

آفت تیرہ آہ کی صورت بلند تھا حیرت سے دیکھ کر ہر ہنسا پسند تہا نہ سر پر کلاہ مدہ نعین نقطہ زیرانی
کیا بیان ہو کہ حالت کیا تھی سبب اسکے کہ نہایت بار غم اوٹھایا تھا پشت پا لیا طاقت تھی قوت نامیہ
معدوم تھی لہٰذا کی صورت تھی صورت رستی کب نظر آتی تھی جتنا نقطہ سنبھالنا تھا وہ اور جبکی جاتی تھی پیٹ کا
تقریر غم نقطہ سبب تھا اشتیاق عالم میں مانند دل تروپ رہا تھا پشت دال بھی بار غم سے غم ہو کر بے تاب
توان تھی سب سے دوحہ بڑھ کر ناتوانی میں مشہور جہان تھی رے سریش تھی نشتر فروش سینہ
خویش تھی چونکہ فوج غم سے لڑائی ہوئی تھی سر زار پر گونی نقطہ کی لگی تھی اس قدر جھوم الم سے جنون میں
بتلا تھا کہ سین سے دامن اپنا دانتوں سے پکڑ لیا تھا کہ نشتر نسیم اس قدر تیز ہوا تھا کہ دامن شبن
کے اوس بار ہو گیا تھا اللہ اکبر کیا گرم شیون تھا کہ آب چشم سے صادر تر دامن تھا جو کہ ہلکا
تند باد غم کا چلا تھا آفت کا تینکا چشم ظاہر میں پڑ گیا تھا عین کو اس قدر زندگی سے نفرت
تھی جو کوئی لفظ عیب کو اولٹ کر لکھتا تھا عین ہر عین عنایت تھی حرف غم سر غم تھا
مثل آفت انفس اہل غم عالم تھا کاف و فار ملکہ شکل کف ہوئی تھی کف کٹا ہوا کھل اہل
بصیرت ہو کر کوچہ ہای اوراق کتاب میں پھر رہی تھی چونکہ دستور جہان ہے کہ ہر جانی قدر و قیمت
ظاہری پسند اہل زمان ہے سب قاف چاہتے تھے کہ اگر قدرت پائین اور کتابونین نکال کر چلو جائے
حرف لام و میہ امین لگتی تھی تیرہ غم سینے پر کھا گئی تھی تون کو پابند جنون کمون یا ماہی دریای
خون کھون اور ہا جہان لمبائی تھی صورت وہ کہ کلمہ تاسف و تحسیر کی دکھلاتی تھی جس کیسے
آنکھ لڑائی تھی چشم ہار ویدہ نقطہ سے خالی پائی تھی یا بڑی خبر سستی و مایوسی دیتی تھی برابر
انگڑیاں لیتی تھی سب حرف صرف ماتم تھے سبب اسکے کہ کوئی عالی فہم نہ ملتا تھا بتلای غم و
الم تھی الغرض دوستان باصفا اور شنایان صادق الولا خدمت با برکت جناب اسناد اہل
صاحب رای صاحب شک انوری و صائب گوش مردم جب سے خلق ہوئے ہیں ایسے اشعار و مضامین
آبدار نہیں سننے میں زبان وجود و نون بنو کھو واسطے نکلے کلمات کے لایا ہو گیا تھی صحت الفاظ و مضامین
کے واسطے سچون مرکب کو بنایا ہو سفیدی سحر جو مشہور ہے بیاض بین السطور دیوان بلاغت
بنیان و فیضیاب ہی اور سیاہی شب جو زبان زو زو دیکھ دو رہے سیاہی سطور پر نو کلام فصاحت
تو امان سے بات و تاب ہو پیشی انوار و اور پر کی روشنی مہر دلیل ساطع ہو کثرت فروع نقطہ پر

اُملت تجلی انجم بران قاطع ہر شعر بہاریہ انکا اگر برگ خشک خزان دیدہ پر لکھا جاسی برنگ بر گما سے
 اشجا فصل بہار بلکہ بڑ بکر سبزی آئی دوسرہ جگہ باطل ہو گرا نکلی غزل میں اور تسلسل سب جگہ لاطل
 مگر انکے قصید ہی سلسل میں زود گوئی اس درجہ کہ جب تک شگ و شر نہ کلک حکم ایک دفتر ہو جائے
 اور دم اندر جا کر جب تک ہاتھ آئی ایک کتاب درالوجود زیب تصنیف پاؤں اجمال اوکا اگر چاہی سو مند
 ایک قطر میں لازماً تفصیل دینی اگر اجازت پائی ایک ذرہ سے سوا کتاب عالمتاب چمکاؤ زبان شیریں
 انکی اگر چاہتی فراد و شیریں میں تمنی درمیان میں جاتی رنگینی اشعار بڑ بکر شفق آسمان ہوئی ہے اور
 روشنی فکر چمک کر صیقل مخجل مادہ ماہان ہوئی ہے زمین شعر آسمان ہر یہ تعلی اور زمین کہاں ہے
 اشعار صاف اور عام فہم ایسے کہ اگر منظور ہو کہ سنائیں بڑ بکر ہوئے زبانہ فقط جنبش لب سے سنا حین
 سمجھ جائیں عربی فارسی اردو سب میں تصنیف ہر علم میں ایک نئی صورت کی تالیف ہے قعد
 کتب مصنفہ و مولفہ تقریظ دیدہ ان مطبوعہ مطبع ہذا و عیان ہو گیا حاجت بیان ہے صد ہا امیر غریب
 فیضیاب کلام ہیں شاگردی سے نیک نام ہیں اشعار یہی ہیں مد آسمان سخن ہر انہیں سے ہر روشن جہان
 سخن ہر سخن اس قدر ہے سلاست کے ساتھ ہر تبدل ہو گنت طلاقت کے ساتھ ہر بلند اس قدر بیگان
 ہو گئی زمین شکر کی آسمان ہو گئی ہر کھاتی ہر روشن پانی اثر کہیں خام موندہ سے تو کھو سحر ہر شنائیں اگر کند عقل کو آج
 بختیر فہمی ہو کچھ علاج یہ کہتی ہیں سب شنائی سخن ہر خدائی سخن ہیں خدائی سخن ہر مقابل ہو
 اسکا نہ کیونکر ذلیل کہ ہی یہ کتاب اوسہ قاطع دلیل ہر استاد اشال ظہوری و ظہیر جناب ملک اشعرا
 تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان صاحب بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ امیر مظلہ العاد
 میں آئی اور حرف التجار زبان پر لائے جناب ہر صوفی راہی بجا اوکی منظور کی یہ کتاب شج معیار
 سے پُر کامل تحمیل تصنیف فرما کر پیشکش نزدیک و دور کی اکثر عروضیوں کا امتحان تام کیا
 ہر خچہ کو خام کیا کیا عقل آریاں فرمائی ہیں خطائیں جو قائم کی گئیں تحقین اوٹھائی ہیں سجان
 ثم سبحان اللہ کتاب کیا ہے قدرت خدا جلہ نما ہے بہت سے شخص پر بڑ بکر فیضیاب ہوؤں فرماؤں علم
 عروض میں انتخاب ہوئے شہرہ اس شرح کا مثل متن جا بجا ہو آجسکو ذرا ہی ذوق تھا بدل و جان
 مشتاق اسکا ہو اچھا نچہ جناب عالی ہم والا کرم منشی والا شان مشہور جہان و جہانیاں صاحب جود
 سخاوت مریج نشین چار بال شریعت و عروت جناب منشی نول کشور صاحب لازالت بہار دولہ

میں آرازمیتہ والدہ موزن ظلیل کو عدوہ ذلیل کہ یگانہ آفاق ہیں تہرہ علم کی کتاب کے مشتاق ہیں
ایک روز جناب منشی صاحب کے دونوں نے پرتشریف لائے اور یہ کتاب اُن سے لیکر اپنے مکان
پر آئے اہل مطبع کو حکم دیا کہ اپنے کادیا مشتاقانِ علم پر نہایت احسان کیا تعریفِ خط و کاغذ و قلم
و سیاہی بیرونِ ازطاعت بشر سے صحت اسکی اگرچہ چھپے کتاب پیش نظر ہے باعنی ظہور کی
خطش نگداشت جینیا چینی بہ ہر نقطہ آن نامہ مشک آگینی بہ برقع خورش ز تار و پود نگہ ست
سیگشت و گز نہ خط پرستی دینی بہ امید طہار اعلام اور فضلا و کرام تبصرانِ عجائب جہان سامعان
کلام نا و اہل زمان سے یہ ہے کہ اس کتاب کو بظرافت و یکا فیضیاب ہوں اور دعای خیر مصنف
میں متوجہ و نگاہِ رب الارباب ہوں اغلاط کتابت کا تب پر نظر نہیں آوے میں اعتراض شکر کا
گزر نہیں اندیش باقی ہوں شہر بہنچا ہوزمین سو آسمان تک بہ بس کلاب حکیم اب کہاں تک تمام

قطعات تاریخ

از نتیجہ افکار جناب شاعر عہدِ نظمیر محنت الدولہ بہار الملک سید محمد غنی علیہ الصلا
بھص اور صولت جنگ التکاملین بحکیم خلف اکبر و شاگرد جناب منشی
مظفر علی خان صاحب اسیر مصنف کتاب

طلای است بی شبہ کامل عیار	کہ شد بعد میزان افکار طبع
اگر سال تاریخ خواہی حکیم	بگو شد عجب شرح معیار طبع
از نتیجہ افکار جناب فضل الدولہ مظفر الملک جناب سید فضل علی خان صاحب	شکوہ جنگ متخلص فیہ بن خلف اشغر و شاگرد جناب منشی صاحب مصنف کتاب
عجب شرح ہی معیار کی صحیح صحیح	ورق یہ منتخب روزگار خوب چہی
خردنی طبع کی تاریخ یوں کمی افضل	مطالب زر کامل عیار خوب چہی
از نتیجہ افکار شاعر بی بدل صبا فکر عاصیہ پاشا جلیل متخلص بن غالی شاگرد حضرت	اسیر

اولین شرح شرح میزان بود	بعد از آن این کتاب شد تیار
عفتل تاریخ او به من عبتالی	گفت شرح مکرر معیار
از نتیجه افکار جناب منشی سید فضل رسول خان صاحب بهادرتخلص و اسطی شاگرد	حضرت اسیر مصنف کتاب تعلقه و اجمال بود و غیره رئیس قصبه سند یلخیر خواهر کا
و او کیا گفتی گئی ای چه کتاب	خل هوئی مشکل مسائل سرب
واسطی تاریخ ادبکی فلک	یون رستم کی شرح بندی مختصر
از جناب میرزا آقا حیدر صاحب افسون تخلص	کرد جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر شمس شهر
استاد نے کیا کتاب لکے	جو سطر ہے میں چشم بد ہے
تاریخ کمی یہ او سکی سینے	افسون یہ شرح مستند ہے
از نتیجه افکار شاعر کیا جناب شیخ رضا حسین صاحب تخلص برضا شاگرد جناب	تدبیر الدوله منشی مظفر علی صاحب اسیر مصنف کتاب
زرکامل عیار شد مطبوع	آنکہ میزان برای اشعار است
فکر تاریخ چون رصنا کردم	گفت القاب که شرح معیار است
قطعه تاریخ از فکر شاعر ذمی شعر جناب شیخ نادر حسین صاحب تخلص به ظهور	خلف منشی علیم الدین صاحب گردن پاشی صاحب صنف کتاب
همسرتیر فلک فلک جناب اسیر	ہست ز پیکان اوسینہ حاسد فگار
کرد چون فکر بلخ از سر فضل و کمال	کرد بہر فقرہ اش سلک ثریا تار
از پی تاریخ طبع خوب رقم زد ظهور	سکہ نوشد روان از زرکامل عیار
خاتمة الطبع	
الحمد لله والمنة کہ ترجمہ معیار الاشعار سہمی بہ زرکامل عیار مطبع نامی منشی نول کشور	
مین بمقام لکنو بہاہ اگست ۱۲۸۵ ع مطابق ماہ جمادی الثانی ۱۲۸۵ ہجری	
طبع ہو کر شائع ہوا فقط	

غلام الکتابی کامل عیاً

صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح
۴	۱۴	بوزدن	بوزدن	۵۵	۱	من مفعلی	من مفعلی	۱۱۶	۱۵	گذرانی	گذرانی
ایضاً	۱۵	ن	ن	۶۰	۳	پس چاہا	پس چاہا	۱۱۷	۳	بخالی	بخالی
۷	۱۵	زعم	زعم	۶۱	۲۱	مر	مر	۱۱۸	۷	نہرا	نہرا
۷	۱۹	ست	ست	ایضاً	۲۳	گسن	گسن	ایضاً	۱۶	رہبر	رہبر
۹	۲	مطلب	مطلب	۶۲	۱۸	اگر	اگر	ایضاً	۱۹	رہبر	رہبر
۱۴	۱۳	رو	رو	۶۹	۱۱	تبا	تبا	ایضاً	۱۹	دب	دب
۱۷	۸	جکلف	جکلف	۷۰	۵	مشن	مشن	۱۱۹	۱	اغا	اغا
۲۰	۲۳	فقرت	فقرت	۷۴	۱	ہی یہ	ہی یہ	ایضاً	۱۶	فارسی	فارسی
۲۱	۶	ناخن	ناخن	ایضاً	۷	باز یاد	باز یاد	ایضاً	۱۷	بجو	بجو
ایضاً	۱۱	موسیقی	موسیقی	۸۲	۲۲	لو	لو	۱۲۰	۳	زن	زن
۲۴	۳	دوہر	دوہر	۸۴	۵	نہین	نہین	۱۲۱	۱	مفعلن	مفعلن
ایضاً	۸	مقدور	مقدور	۸۹	۱۴	مفعلن	مفعلن	۱۲۲	۱۱	شوار	شوار
۲۹	۲۰	گویا	گویا	۹۳	۱۳	اٹھائیں	اٹھائیں	۱۲۹	۱۳	جن میں	جن میں
۳۷	۳	میں	میں	۹۵	۱۵	تازی	تازی	۱۳۱	۲	کسکی	کسکی
۴۰	۶	میں	میں	۱۰۳	۹	ہیں	ہیں	۱۳۲	۱۶	احمد	احمد
۳۱	۷	ہو	ہو	۱۰۶	۴	گیا	گیا	ایضاً	۱۸	عزیز	عزیز
ایضاً	ایضاً	اصلی	اصلی	۱۰۹	۱	مفعلن	مفعلن	۱۳۳	۳	مفعلن	مفعلن
۳۴	۲۲	موقت	موقت	۱۱۰	۹	را	را	ایضاً	۷	یعنی	یعنی
۳۵	۷	ہیں	ہیں	۱۱۳	۷	ثانی	ثانی	۱۳۶	۲۲	مشن	مشن
۴۳	۲	حرف	حرف	ایضاً	۹	تجربہ	تجربہ	۱۳۸	۵	ساکن	ساکن
ایضاً	۲۳	سکن	سکن	ایضاً	۱۱	غور	غور	ایضاً	۱۳	چاہیں	چاہیں
۲۶	۲	مزارک	مزارک	۱۳۰	۱۲	ناقت	ناقت	ایضاً	۱۳	سکن	سکن
ایضاً	۸	من	من	۱۳۶	۱	ثانی	ثانی	ایضاً	۱۴	اور	اور
ایضاً	۱۸	ور	ور	ایضاً	۴	امداد	امداد	ایضاً	۲۱	فعلان	فعلان
۴۷	۵	خوش	خوش	ایضاً	۹	مفعلن	مفعلن	۱۳۹	۱۵	ہستی	ہستی
۵۴	۱	جز	جز	ایضاً	۱۵	گذر	گذر	۱۴۰	۴	اند	اند

صفت	صفت	صفت	صفت	صفت	صفت	صفت	صفت	صفت	صفت
۱۲۰	۹	و اگر	صفت	صفت	۱۰۲	۷	ببر	صفت	صفت
۱۲۱	۱۰	و اگر	صفت	صفت	۱۰۳	۸	ببر	صفت	صفت
۱۲۲	۱۱	و اگر	صفت	صفت	۱۰۴	۹	ببر	صفت	صفت
۱۲۳	۱۲	و اگر	صفت	صفت	۱۰۵	۱۰	ببر	صفت	صفت
۱۲۴	۱۳	و اگر	صفت	صفت	۱۰۶	۱۱	ببر	صفت	صفت
۱۲۵	۱۴	و اگر	صفت	صفت	۱۰۷	۱۲	ببر	صفت	صفت
۱۲۶	۱۵	و اگر	صفت	صفت	۱۰۸	۱۳	ببر	صفت	صفت
۱۲۷	۱۶	و اگر	صفت	صفت	۱۰۹	۱۴	ببر	صفت	صفت
۱۲۸	۱۷	و اگر	صفت	صفت	۱۱۰	۱۵	ببر	صفت	صفت
۱۲۹	۱۸	و اگر	صفت	صفت	۱۱۱	۱۶	ببر	صفت	صفت
۱۳۰	۱۹	و اگر	صفت	صفت	۱۱۲	۱۷	ببر	صفت	صفت
۱۳۱	۲۰	و اگر	صفت	صفت	۱۱۳	۱۸	ببر	صفت	صفت
۱۳۲	۲۱	و اگر	صفت	صفت	۱۱۴	۱۹	ببر	صفت	صفت
۱۳۳	۲۲	و اگر	صفت	صفت	۱۱۵	۲۰	ببر	صفت	صفت
۱۳۴	۲۳	و اگر	صفت	صفت	۱۱۶	۲۱	ببر	صفت	صفت
۱۳۵	۲۴	و اگر	صفت	صفت	۱۱۷	۲۲	ببر	صفت	صفت
۱۳۶	۲۵	و اگر	صفت	صفت	۱۱۸	۲۳	ببر	صفت	صفت
۱۳۷	۲۶	و اگر	صفت	صفت	۱۱۹	۲۴	ببر	صفت	صفت
۱۳۸	۲۷	و اگر	صفت	صفت	۱۲۰	۲۵	ببر	صفت	صفت
۱۳۹	۲۸	و اگر	صفت	صفت	۱۲۱	۲۶	ببر	صفت	صفت
۱۴۰	۲۹	و اگر	صفت	صفت	۱۲۲	۲۷	ببر	صفت	صفت
۱۴۱	۳۰	و اگر	صفت	صفت	۱۲۳	۲۸	ببر	صفت	صفت
۱۴۲	۳۱	و اگر	صفت	صفت	۱۲۴	۲۹	ببر	صفت	صفت
۱۴۳	۳۲	و اگر	صفت	صفت	۱۲۵	۳۰	ببر	صفت	صفت
۱۴۴	۳۳	و اگر	صفت	صفت	۱۲۶	۳۱	ببر	صفت	صفت
۱۴۵	۳۴	و اگر	صفت	صفت	۱۲۷	۳۲	ببر	صفت	صفت
۱۴۶	۳۵	و اگر	صفت	صفت	۱۲۸	۳۳	ببر	صفت	صفت
۱۴۷	۳۶	و اگر	صفت	صفت	۱۲۹	۳۴	ببر	صفت	صفت
۱۴۸	۳۷	و اگر	صفت	صفت	۱۳۰	۳۵	ببر	صفت	صفت
۱۴۹	۳۸	و اگر	صفت	صفت	۱۳۱	۳۶	ببر	صفت	صفت
۱۵۰	۳۹	و اگر	صفت	صفت	۱۳۲	۳۷	ببر	صفت	صفت
۱۵۱	۴۰	و اگر	صفت	صفت	۱۳۳	۳۸	ببر	صفت	صفت
۱۵۲	۴۱	و اگر	صفت	صفت	۱۳۴	۳۹	ببر	صفت	صفت
۱۵۳	۴۲	و اگر	صفت	صفت	۱۳۵	۴۰	ببر	صفت	صفت
۱۵۴	۴۳	و اگر	صفت	صفت	۱۳۶	۴۱	ببر	صفت	صفت
۱۵۵	۴۴	و اگر	صفت	صفت	۱۳۷	۴۲	ببر	صفت	صفت
۱۵۶	۴۵	و اگر	صفت	صفت	۱۳۸	۴۳	ببر	صفت	صفت
۱۵۷	۴۶	و اگر	صفت	صفت	۱۳۹	۴۴	ببر	صفت	صفت
۱۵۸	۴۷	و اگر	صفت	صفت	۱۴۰	۴۵	ببر	صفت	صفت
۱۵۹	۴۸	و اگر	صفت	صفت	۱۴۱	۴۶	ببر	صفت	صفت
۱۶۰	۴۹	و اگر	صفت	صفت	۱۴۲	۴۷	ببر	صفت	صفت
۱۶۱	۵۰	و اگر	صفت	صفت	۱۴۳	۴۸	ببر	صفت	صفت
۱۶۲	۵۱	و اگر	صفت	صفت	۱۴۴	۴۹	ببر	صفت	صفت
۱۶۳	۵۲	و اگر	صفت	صفت	۱۴۵	۵۰	ببر	صفت	صفت
۱۶۴	۵۳	و اگر	صفت	صفت	۱۴۶	۵۱	ببر	صفت	صفت
۱۶۵	۵۴	و اگر	صفت	صفت	۱۴۷	۵۲	ببر	صفت	صفت
۱۶۶	۵۵	و اگر	صفت	صفت	۱۴۸	۵۳	ببر	صفت	صفت
۱۶۷	۵۶	و اگر	صفت	صفت	۱۴۹	۵۴	ببر	صفت	صفت
۱۶۸	۵۷	و اگر	صفت	صفت	۱۵۰	۵۵	ببر	صفت	صفت
۱۶۹	۵۸	و اگر	صفت	صفت	۱۵۱	۵۶	ببر	صفت	صفت
۱۷۰	۵۹	و اگر	صفت	صفت	۱۵۲	۵۷	ببر	صفت	صفت
۱۷۱	۶۰	و اگر	صفت	صفت	۱۵۳	۵۸	ببر	صفت	صفت
۱۷۲	۶۱	و اگر	صفت	صفت	۱۵۴	۵۹	ببر	صفت	صفت
۱۷۳	۶۲	و اگر	صفت	صفت	۱۵۵	۶۰	ببر	صفت	صفت
۱۷۴	۶۳	و اگر	صفت	صفت	۱۵۶	۶۱	ببر	صفت	صفت
۱۷۵	۶۴	و اگر	صفت	صفت	۱۵۷	۶۲	ببر	صفت	صفت
۱۷۶	۶۵	و اگر	صفت	صفت	۱۵۸	۶۳	ببر	صفت	صفت
۱۷۷	۶۶	و اگر	صفت	صفت	۱۵۹	۶۴	ببر	صفت	صفت
۱۷۸	۶۷	و اگر	صفت	صفت	۱۶۰	۶۵	ببر	صفت	صفت
۱۷۹	۶۸	و اگر	صفت	صفت	۱۶۱	۶۶	ببر	صفت	صفت
۱۸۰	۶۹	و اگر	صفت	صفت	۱۶۲	۶۷	ببر	صفت	صفت
۱۸۱	۷۰	و اگر	صفت	صفت	۱۶۳	۶۸	ببر	صفت	صفت
۱۸۲	۷۱	و اگر	صفت	صفت	۱۶۴	۶۹	ببر	صفت	صفت
۱۸۳	۷۲	و اگر	صفت	صفت	۱۶۵	۷۰	ببر	صفت	صفت
۱۸۴	۷۳	و اگر	صفت	صفت	۱۶۶	۷۱	ببر	صفت	صفت
۱۸۵	۷۴	و اگر	صفت	صفت	۱۶۷	۷۲	ببر	صفت	صفت
۱۸۶	۷۵	و اگر	صفت	صفت	۱۶۸	۷۳	ببر	صفت	صفت
۱۸۷	۷۶	و اگر	صفت	صفت	۱۶۹	۷۴	ببر	صفت	صفت
۱۸۸	۷۷	و اگر	صفت	صفت	۱۷۰	۷۵	ببر	صفت	صفت
۱۸۹	۷۸	و اگر	صفت	صفت	۱۷۱	۷۶	ببر	صفت	صفت
۱۹۰	۷۹	و اگر	صفت	صفت	۱۷۲	۷۷	ببر	صفت	صفت
۱۹۱	۸۰	و اگر	صفت	صفت	۱۷۳	۷۸	ببر	صفت	صفت
۱۹۲	۸۱	و اگر	صفت	صفت	۱۷۴	۷۹	ببر	صفت	صفت
۱۹۳	۸۲	و اگر	صفت	صفت	۱۷۵	۸۰	ببر	صفت	صفت
۱۹۴	۸۳	و اگر	صفت	صفت	۱۷۶	۸۱	ببر	صفت	صفت
۱۹۵	۸۴	و اگر	صفت	صفت	۱۷۷	۸۲	ببر	صفت	صفت
۱۹۶	۸۵	و اگر	صفت	صفت	۱۷۸	۸۳	ببر	صفت	صفت
۱۹۷	۸۶	و اگر	صفت	صفت	۱۷۹	۸۴	ببر	صفت	صفت
۱۹۸	۸۷	و اگر	صفت	صفت	۱۸۰	۸۵	ببر	صفت	صفت
۱۹۹	۸۸	و اگر	صفت	صفت	۱۸۱	۸۶	ببر	صفت	صفت
۲۰۰	۸۹	و اگر	صفت	صفت	۱۸۲	۸۷	ببر	صفت	صفت

